قادیانی مذہب

الیاس برنی

حیدرآباد دکن

[illegible]

قادیانی مذہب

کا

علمی محاسبہ

[illegible]

مؤلفہ

صلاح الدین محمد الیاس برنی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] قیمت [illegible]

قادیانی مذہب

فہرست مضامین

ضروری تشریح

جو عنوانات اس پانچویں ایڈیشن میں جدید شریک ہوئے ہیں ان کے ساتھ
ن (ج) درج ہے اور جن سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات شریک
ے ہیں ان کے ساتھ نشان (م) درج ہے۔ ان نشانات سے یہ اندازہ
سکے گا کہ چوتھے ایڈیشن کے مقابل پانچویں میں مضامین کا کہاں کہاں کس قدر
فہ ہوا۔

تمہید اول
تمہید دوم
تمہید سوم
تمہید چہارم
تمہید پنجم (ج)

فصل پہلی

ذاتی حالات

مختصر سرگزشت ۲ خاندانی زوال
آبائی مکانات ۲ سندھی

۵۱ اوہو!
۵۲ روٹی کے ٹکڑے
۵۳ دوران سر
۵۴ دماغی بیہوشی
۵۵ خرابی صحت
۵۶ سخت بیمار
۵۷ مرغوبات
۵۸ تمباکو کی ضرورت
۵۹ درستی صحت
۶۰ روغن بادام
۶۱ مشک
۶۲ عنبر
۶۳ مفرح عنبری
۶۴ افیون
۶۵ سنکھیا
۶۶ دو بوتل برانڈی (ج)
۶۷ ٹانک وائن
۶۸ ٹانک وائن کا فتویٰ
۶۹ مجاہدات
۷۰ توجہات
۷۱ پنجابی حلق
۷۲ نماز
۷۳ زنانی نماز
۷۴ اسٹیشن کی سیر
۷۵ مرزا صاحب کا نسب نامہ
۷۶ مرزا صاحب کی وفات
۷۷ ایک سخت بیماری
۷۸ مرض الموت
۷۹ وقت آخر
۸۰ ہیضہ (ج)
۸۱ عبرتناک موت (ج)
۸۲ نبوت (ج)

فصل دوسری

نبوت کی تمہید

۱ نبی رسول
۲ ختم نبوت پر ایمان و اصرار
۳ ختم نبوت کے منافی (ج)
۴ ولایت کے مقام سے نبوت تک پہنچ سکتا
۵ محدثیت سے نبوت تک ترقی
۶ نبی اللہ (ج)

۵ لطیف اشارہ
۶ انثیت کا مادہ
۷ بچپن کی بات
۸ اِدھر اُدھر
۹ بھبی لوگ
۱۰ لازمہ شرافت و شجاعت
۱۱ دایاں ہاتھ
۱۲ دندانِ مبارک
۱۳ توبہ توبہ
۱۴ انگریزی دانی
۱۵ مختاری
۱۶ مُدرّسی
۱۷ ملازمت
۱۸ مرزا صاحب کی سادگی
۱۹ جیبی گھڑی
۲۰ لباس
۲۱ بوٹ کا تحفہ (ج)
۲۲ خاص ادائیں
۲۳ مرزا صاحب کی شکر گزاری
۲۴ ضعف کی شکایت
۲۵ ایک ابتلاء
۲۶ مجرب دوائیں
۲۷ خاندانی طبیب (ج)
۲۸ توہیا کا گر
۲۹ پہلا دورہ
۳۰ رمضان کے دورے
۳۱ سخت دورہ
۳۲ خطرناک
۳۳ مراق کا سلسلہ
۳۴ مالیخولیا مراق
۳۵ مالیخولیا کے کرشمے
۳۶ ہسٹیریا
۳۷ دق اور سل
۳۸ دو چادریں
۳۹ دو بیماریاں
۴۰ تیس برس (ج)
۴۱ دائم المرض
۴۲ چشمِ نیم باز
۴۳ عیسیٰ کی زردی
۴۴ مرض اعصابی
۴۵ خرابی حافظہ
۴۶ مقدس کی فکر
۴۷ بے توجہی
۴۸ جیب کے ڈھیلے
۴۹ دو رو فسہ۔
۵۰ انہماک

فصل چوتھی

نبوت کی تکمیل

1 ختم نبوت کی تجدید
2 بروزی کمالات ۔ گویا مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ کی ذات ۔
3 مرزا صاحب خاتم النبیین
4 فنافی الرسول اور بروز میں فرق
5 بروز اور اوتار
6 مسیح موعود محمد است و عین محمد است
7 ایک دفعہ پھر
8 ذرہ پھر
9 مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ (ص)
10 دونوں ایک
11 کسی نئے نبی (ص)
12 میں نبی
13 انشراح صدر
14 یا ایں ہمہ
15 محمد مصطفےٰ
16 مصطفےٰ میرزا
17 محمد رسول اللہ
18 نبی اللہ ۔ رسول اللہ
19 وہ ایک ہے ۔
20 فرد اولین و آخرین (ج)
21 قادیانی اسلام
22 کلمہ شریف
23 مرزا صاحب پر صلوٰت
24 مرزا صاحب کی وحی و الہام
25 قرآن و حدیث
26 نزول جبریل
27 وحی اللہ
28 صاحب کتاب (ج)
29 الکتاب المبین
30 الٰہی کلام
31 قادیان کا قرآن
32 قادیانی دین
33 میری امت
34 قادیانی صحابہ (ج)
35 نبی تشریعی یا غیر تشریعی
36 مرزا صاحب کی شریعت
37 جہاد
38 دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب
39 معترضین کو دھمکی

۷ استعارہ اور مجاز ۸ نبوت سے معذرت
۹ راضی نامہ ۱۰ کئی معنی
۱۱ مسیح موعود کی اہمیت ۱۲ مثیل مسیح بننے پر قناعت
۱۳ ذریت کی بشارت ۱۴ دمشق تا قادیان
۱۵ بھید کھل گیا ۱۶ دوسری دلیل (ن)
۱۷ مشابہت ۱۸ مسیحیت کے پردے میں نبوت

فصل تیسری

نبوت کی تکمیل

۱ ختم نبوت کی تاویل، اپنی نبوت کی تکمیل ۲ مہر کا فلسفہ
۳ نبی بننے کی ترکیب ۴ نبوت کا کمال
۵ ختم نبوت کی ہتک ۶ نبوت کی دعا
۷ ختم نبوت پر الزام عبرت کا مقام ۸ مسلمانوں کو دھوکا
۹ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے ۱۰ پیغمبروں کا سلسلہ (ج)
۱۱ آئندہ نبی ۱۲ انبیائے عظام (ن)
۱۳ ہزاروں نبی ۱۴ نبوت کا ایقان و اعلان
۱۵ حصول نبوت کے دو طریق ۱۶ گھٹیا قسم کی نبوت
۱۷ جواب اعتراض ۱۸ نبوت کی تقسیم
۱۹ اقسام نبوت (ج) ۲۰ ظلم عظیم
۲۱ مرزا صاحب حقیقی نبی ۲۲ حقیقی نبی اور رسول (ن)
۲۳ اطلاع عام ۲۴ تناقض کا خلاصہ

۳۷ انبیاء کی ہتک
۳۸ مرزا صاحب کا خلق
۳۹ محمد رسول اللہ مرزا صاحب
۴۰ اسمہ احمد کے مصداق مرزا صاحب
۴۱ تعریف کرو
۴۲ احمد رسول مرزا صاحب
۴۳ احمد کون ہے اور کون نہیں
۴۴ محمد و احمد ا ش
۴۵ محمد عربی و محمد ہندی ا ش
۴۶ محمد و احمد کی تقسیم
۴۷ مرزا صاحب ابراہیم اور احمد
۴۸ حضرت سید المرسلین پر فضیلت
۴۹ ہلالی روپیہ
۵۰ خطبہ الہامیہ
۵۱ چودھویں کا چاند
۵۲ مرزا صاحب کا خاندانی مجد
۵۳ جہد مظلوم
۵۴ [illegible]
۵۵ ذہنی ارتقاء
۵۶ [illegible]
۵۷ سارے نبیوں کی نبی ا ش
۵۸ [illegible]
۵۹ قادیانی اعتقاد
۶۰ [illegible]
۶۱ مرزا صاحب کے بشارتی نام
۶۲ مرزا صاحب کے گواہ
۶۳ مرزا صاحب کی جامعیت
۶۴ [illegible]
۶۵ قرضہ گشت
۶۶ [illegible]
۶۷ اگر حضور ملکہ معظمہ
۶۸ [illegible]
۶۹ مرزا صاحب کے معجزات و نشانات
۷۰ [illegible]
۷۱ مرزا صاحب کا زمانہ
۷۲ [illegible]
۷۳ قادیانی عروضہ
۷۴ [illegible]
۷۵ رسول ظلی
۷۶ حضرت مسیح موعود کی شان

[illegible]

(ب) ہندوؤں کے مقابل

۷۷ ہندو اور مرزا صاحب ا ش
۷۸ [illegible]

فصل پانچویں

فضیلت کی تفصیل

(۱) مسلمانوں کے مقابل

۱ امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت
۲ حضرت مجدد الف ثانیؒ
۳ حضرت غوث الاعظم اور دیگر اصحاب
۴ توحید کی تعلیم
۵ مجدد اعظم
۶ صحابہ کرام اور قادیانی صحابہ
۷ خدا کا کلام
۸ حضرت امام حسین پر فضیلت
۹ صد حسین
۱۰ حضرت علی اور اہل بیت
۱۱ وارث رسول ﷺ
۱۲ اکلوتا بیٹا
۱۳ فی الواقع
۱۴ بدعت
۱۵ زندہ اور مردہ علی
۱۶ [illegible]
۱۷ حضرت ابوبکر صدیق پر [illegible]
۱۸ ابوبکر و عمرؓ
۱۹ تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت
۲۰ کئی نبیوں سے افضل (ن ش)
۲۱ کچھ اور ہی رنگ
۲۲ تین سوال
۲۳ آپ کا درجہ
۲۴ تمام کمالات
۲۵ حضرت آدمؑ پر فضیلت
۲۶ دائرہ مکمل
۲۷ انوکھا عقیدہ
۲۸ آدم اول و ثانی
۲۹ آدم کا جوڑا
۳۰ حضرت نوحؑ پر فضیلت
۳۱ حضرت یوسفؑ پر فضیلت
۳۲ حضرت موسیٰؑ پر فضیلت
۳۳ خدا۔ مرزا۔ مسیح
۳۴ آدمؑ اور عیسیٰؑ پر فضیلت (ن ش)
۳۵ آدمؑ۔ مسیحؑ اور نوحؑ پر فضیلت
۳۶ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ پر فضیلت

۲۷ الہامی شعر
۲۸ الہامات کی زبان
۲۹ نیا اسم (م)
۳۰ انگریزی الہامات
۳۱ نرالی بشارت
۳۲ وحی الٰہی
۳۳ قادیانی اسرار
۳۴ گپت الہام
۳۵ پتھر کی بھینس
۳۶ بندر اور سور
۳۷ بلی کو پھانسی
۳۸ [illegible] کا خواب
۳۹ خواب خرگوش
۴۰ اتنی بہت قرا۔ (ک)
۴۱ شیر کا شکار (ج)
۴۲ موسیٰ کا تخیل (ک)
۴۳ خاکسار پیپرمنٹ
۴۴ کرالا وانن
۴۵ دو دو خدا
۴۶ عدالتی الہام
۴۷ بیداری اور خواب
۴۸ ایک ابکا۔ (ج)
۴۹ محافظ دفتر (ج)
۵۰ مرزا حاضر ہے
۵۱ خدائی لیڈر
۵۲ ایکسس یکسس ایکسس
۵۳ ایک بزرگ کے شکم کشا
۵۴ عمر کی بشارت (م)
۵۵ پیشگوئیاں (م)
۵۶ طاعون کا حکم
۵۷ طاعون کی آمد
۵۸ قادیانی زلزلہ
۵۹ زلزلہ کے معنی (ج)
۶۰ مرزا صاحب کی دلیل (م)
۶۱ آتھم کا غم

(ب) پسر موعود کی پیشگوئی

۶۲ پسر موعود کا الہام اور اس کا اعلان
۶۳ عظیم الشان نشان آسمانی
۶۴ ایک فرزند صالح
۶۵ نکتہ چینی اور دوبارہ توجہ
۶۶ لڑکی کی ولادت اور خدا کا وجیہہ فقرہ
۶۷ میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار

۸۰ راجہ کرشن (ق)
۸۱ مرزا کرشن (ق)
۸۲ مہدی بہادر کرشن (ق)
۸۳ موجودہ زمانے کا اوتار (ق)
۸۴ وہم وفات حضرت کرشن علیہ السلام (ق)
۸۵ حضرت عیسیٰ اور کرشن علیہ السلام (ق)
۸۶ مرلی کی نئی دھن (ع)
۸۷ یاد رکھو (ع)
۸۸ ہندو عورتوں سے نکاح جائز (ق)
۸۹ جوگی کی بیعت (ق)

فصل چھٹی

انکشافات

(۱) متفرقات

۱ شیطان کا فریب
۲ بہت سے لوگ (ق)
۳ فتنہ عظیم
۴ مائی زلیخا کے کرشمے
۵ مرزا صاحب کی توجیہ
۶ عجیب الہام
۷ عالم کشف
۸ خیالی کرشمے
۹ غلام احمد کی جے (ع)
۱۰ غلام احمد قادیانی کا کشف
۱۱ تیرہ سو کا عدد
۱۲ تمام و کمال اصلاح
۱۳ قرآن میں قادیان
۱۴ تینوں مقامات
۱۵ خدائی مشاغل
۱۶ خدائی تعلقات (م)
۱۷ تو مجھ میں سے میں تجھ میں سے (ق)
۱۸ او' بن (ق)
۱۹ الہامی کال
۲۰ خدا کے دستخط
۲۱ خدا کی روشنائی کے دھبے
۲۲ خدا کی انگریزی شناسی
۲۳ انگریزی فرشتہ (ق)
۲۴ گویا حضرت ملکہ معظمہ
۲۵ دیکھ لیجئے
۲۶ انشاپردازی

۲۱ ملائکہ اور شیطان
۲۲ معجزہ کی تعریف
۲۳ کمزوری پہ پردہ
۲۴ معجزہ شق القمر کی تاویل
۲۵ قادیان کی مسجد
۲۶ ابن مریم
۲۷ قادیان میں ظلی حج
۲۸ حج نفل سے بڑھ کر حج
۲۹ حج کرنے میں کیا فائدہ (ج)
۳۰ عذر حج (م)
۳۱ قادیان میں مسجد اقصیٰ
۳۲ بحث سے انکار
۳۳ حیران
۳۴ علی گڑھ میں سکوت
۳۵ حافظہ نباشد
۳۶ پیر جیاں
۳۷ معلومات کی وسعت (بحث (ج)
۳۸ سچا جھوٹ
۳۹ صبر شیخ

فصل آٹھویں

تعلقات

۱ اراکین خاندان
۲ بڑی بشارت
۳ بشارت کی بشارت
۴ خداداد موقع
۵ لالچ اور دھمکی
۶ اے عزیز سنئے
۷ اس راقم کا ایک خط
۸ خاندانی سرد مہری
۹ ماموں کی خط و کتابت
۱۰ انعام کا وعدہ
۱۱ خیر خبر
۱۲ رقیب کی خود سری
۱۳ پیشگوئیاں
۱۴ خانہ بربادی
۱۵ تسلی تمام شد
۱۶ یاس میں آس
۱۷ دنیا بامید قائم
۱۸ رہائی کی توقع

۶۸	وہ لڑکا	۶۹	مرزا صاحب کا جدید وعدہ
۷۰	انتقال اور موافقین و مخالفین	۷۱	کوئی ضروری امر نہیں (ع)
۷۲	لوگوں کا ابتلاء	۷۳	طوفان عظیم
۷۴	درحقیقت دو لڑکے	۷۵	بالفعل حمل کے اسقاط
۷۶	تین چار	۷۷	چوتھا لڑکا
۷۸	ولادت سے قبل	۷۹	ایک دفعہ پیشگوئی یاد آگئی
۸۰	دعا قبول ہونے کی بشارت	۸۱	آخری وقت
۸۲	خوش ہونا چاہیے	۸۳	پیشگوئی کا انجام
۸۴	شادی (ع)	۸۵	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ (ع)

فصل ساتویں

ارشادات

۱	دوبارہ نزول	۲	[illegible]
۳	وحدت وجود	۴	عیسیٰ کی حقیقت
۵	مرزا صاحب کی معذرت	۶	مریم کی عصمت
۷	لعنت لعنت	۸	حضرت عیسیٰ کی پیدائش
۹	سوال و جواب	۱۰	عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات
۱۱	مرزا صاحب کی مسیحائی	۱۲	مسیح ابن مریم اور مرزا صاحب
۱۳	یسوع مسیح سے پیارا مسیح کلمہ کا دربار	۱۴	مسیحی سے قادیانی اقرار
۱۵	[illegible] کی تشریح	۱۶	بروز۔ اوتار
۱۷	تین مرتبہ دنیا میں نازل (ع)	۱۸	مرزا صاحب اوتار (ع)
۱۹	قادیانی مجسم	۲۰	قادیانی تعلیم

۲۵ لنگر کا قصہ
۲۶ اسراف کا فلسفہ (ج)
۲۷ مالی منافعے
۲۸ جزو بیت المال
۲۹ تحریص و ترغیب
۳۰ معاملہ کی بات
۳۱ بہشتی مقبرہ (م)
۳۲ لوگ ترستے گئے (ج)
۳۳ ابوبکر کے پیسے
۳۴ وصیتوں کے قصے (ج)
۳۵ علی شال کی گستاخی اور شرشک (ج)
۳۶ بہشتی مقبرہ سے خارج
۳۷ طاعون کی دعا
۳۸ طاعون کا فلسفہ
۳۹ ایمان و اسباب
۴۰ باغ میں قیام
۴۱ طاعونی جہاد
۴۲ طاعون کی برکت
۴۳ سلسلہ کی ترقی
۴۴ طاعون کا مجرب علاج
۴۵ طاعون کی تواضع
۴۶ قادیانی بیت
۴۷ قادیانی تحریک اور طاعون (ج)
۴۸ مرزا صاحب کی مخصوص گالی (ج)
۴۹ مرزا صاحب کی خوش کلامی
۵۰ منگلاے کا فتویٰ
۵۱ مرزا صاحب کا عتاب
۵۲ اخراج
۵۳ بدزبانی کا فیصلہ
۵۴ عدالت کی ہدایت
۵۵ مرزا صاحب کا عہد
۵۶ صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اہانت
۵۷ عدالتی اقرار نامہ
۵۸ اقرار نامہ کا نتیجہ
۵۹ مسی گرفتنی (ج)

فصل دسویں

سیاسیات ۔ دور اول

اپنا تعارف
۲ روس کا جوش

۱۹	ناکامی کی تلخی	۲۰	کسی کی یاد
۲۱	آخری مایوسی	۲۲	خاندانی رشتہ
۲۳	اقرار و معذرت	۲۴	پھجے دی ماں
۲۵	دوسری بیوی	۲۶	[illegible]
۲۷	اولاد	۲۸	تیسری شادی کی آرزو
۲۹	ایک کنواری ایک بیوہ (ع)	۳۰	خواتین مبارکہ

۳۱ تمکنت استغنا

فصل نویں

معاملات

۱	دہلی کی شادی	۲	املاک آمدنی اور خرچ
۳	بچی	۴	رانی دلہن
۵	منی آرڈر کی وحی	۶	ایک مسیح کی فقیری
۷	علم کے دام	۸	پچاس ہزار خواب بعد الہام
۹	ٹیکس کا مقدمہ	۱۰	تلاوت کی تکمیل
۱۱	ہاتھی کے سر پر تیل	۱۲	گھر کی بات
۱۳	ریل کا سفر	۱۴	ریل کا الہام
۱۵	بیعت	۱۶	قادیانی پھلکے
۱۷	مرزا صاحب کے مرید	۱۸	فرمان واجب الاذعان
۱۹	گورداسپور میں مقدمہ	۲۰	فتوے
۲۱	مرزا صاحب کے فتوحات	۲۲	تحصیل رقمی
۲۳	خانگی زندگی	۲۴	بڑا اعتراض

۳ سیاسیات میں برتری ۴ پُرفریب عالم
۵ تخم ریزی ۶ بڑے احسان
۷ "بیباکی" (ن) ۸ قادیانی رنگروٹ
۹ دہانیہ جلسہ (ن) ۱۰ کانگریس اور قادیانی جماعت
۱۱ شرمناک الزام ۱۲ سیاسی مشورے
۱۳ پچاس ہزار روپیہ ۱۴ آگ کا انگارا
۱۵ خوشی کی بات ۱۶ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے سکرٹری کا خط
۱۷ قادیانی ایڈریس بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب
۱۸ ممبران پارلیمنٹ میں ایڈریس کی تقسیم
۱۹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت ۲۰ وزیر ہند سے ملاقات
۲۱ سنہ ۱۹۲۱ء میں قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند ۲۲ مختصر خاکہ (ن)
۲۳ امام کی تعلیم ۲۴ ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کی تقریر
۲۵ قادیانی ایڈریس بخدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز ۲۶ سنہ ۱۹۲۲ء میں قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند
۲۷ ایڈریس کا شکریہ ۲۹ ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کا خط
۲۸ ناز و نیاز
۳۰ ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند سے ملاقات ۳۱ خط کا جواب
۳۲ ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کا جواب ۳۳ بے بنیاد الزام
۳۴ سیاسی شبہات

فصل بارہویں

سیاسیات دور ثالث

سرکاری بے اعتباری ۲ پتے کی بات

۳ خاندانی خدمات
۴ میرا باپ بھائی اور میں
۵ حق واجب
۶ قابلِ گزارش
۷ پچاس الماری
۸ جنگوں سے زیادہ
۹ بے نظیر شکرگزاری
۱۰ اسلام کے دو حصے
۱۱ گویا اللہ اور رسول
۱۲ ہمارے مقاصد (ح)
۱۳ سب سے زیادہ (ح)
۱۴ خدا کی طرف خوشنودی
۱۵ شیرازۂ زندگی
۱۶ گورنمنٹ کو اطلاع
۱۷ بیعت کی شرط
۱۸ خیر خواہ اور دعاگو (ح)
۱۹ یاجوج و ماجوج
۲۰ اسلامی ممالک پر آنچ
۲۱ حکومتوں کا فرق
۲۲ قربت کی آرزو
۲۳ جشن جوبلی
۲۴ جوبلی کی استدعا
۲۵ مگر افسوس
۱۲ شدتِ تمنا
۲۷ تبلیغی معروضہ
۲۸ دعا
۲۹ سیاسی خلوت
۳۰ تاکیدی نصیحت
۳۱ بے نظیر خیرخواہی
۳۲ ہماری پرورش (ح)
۳۳ حرزِ سلطنت
۳۴ سرکاری تصدیق
۳۵ مرزا صاحب کی چٹھیاں
۳۶ فنانشل کمشنر صاحب
۳۵ فخر اور شرم
۳۸ پرانا اعتراض

فصل گیارہویں

سیاسیات۔ دورِ ثانی

پولیٹیکل مرکز

سیاسیات ہی سیاسیات

۹ ایک فرقہ ۱۰ غیروں سے الگ (ق)

(ب) مسلمان

۱۱ حضرت مسیح کو مسلمان کہنا مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں (ق)
۱۲ مسلمان مسلمان نہیں ۱۳ مسلمان کا لفظ
۱۴ سلام مسنون ۱۵ زبانی اقرار
۱۶ خبیث العقیدہ ۱۷ دجالی عقیدہ
۱۸ فیصلہ

(ج) تکفیر

۱۹ تکفیر کی توسیع ۲۰ اصول تکفیر
۲۱ جزو ایمان ۲۲ کیونکر کافر
۲۳ دوہرے کافر ۲۴ صاف ظاہر
۲۵ آیت کے ماتحت ۲۶ خدا کی قسم
۲۷ پھر کس طرح ۲۸ [illegible]
۲۹ ہتک اور استہزاء ۳۰ [illegible]
۳۱ ایک اولوالعزم نبی ۳۲ خلیفہ [illegible]
۳۳ لازمی شرط ۳۴ [illegible]
۳۵ تعجب کی بات (ق) ۳۶ [illegible] صاحب کا فتویٰ (ق)
۳۷ میرے نزدیک حق یہ تھا ۳۸ [illegible]
۳۹ [illegible] کا فلسفہ (ق)

(د) نماز و حج

۴۰ نماز کی ممانعت ۴۱ یاد رکھو

۳	اصل میں	۴	قادیانی کہانی
۵	قادیانی اسناد	۶	خدمت بلا معاوضہ (ج)
۷	پچاس سالہ خدمات	۸	رولٹ ایکٹ
۹	شکوہ و شکایت	۱۰	پرانے قصیدے اور ارمان
۱۱	یاد رفتگاں	۱۲	بنگال کی تقسیم
۱۳	ایک خط	۱۴	قادیانی تحسین
۱۵	ناقدری کا راز	۱۶	وفاداری کا سودا
۱۷	قادیان تا انگلستان پرانے قصیدے	۱۸	ولایت کی تحریریں
۱۹	سلطنت برطانیہ کا زوال	۲۰	نیشنل لیگ قادیان
۲۱	کتابی کارنامہ	۲۲	قدر کی بات
۲۳	ایجی ٹیشن (م)	۲۴	پنڈت جواہر لال نہرو (ج)
۲۵	انقلاب (ج)	۲۶	قرولی میں پنڈت جواہر لال نہرو کا استقبال
۲۷	استقبال کی وجہ (ج)	۲۸	قادیانی جماعت کی بے راہ روی (ج)

فصل تیرھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان بین الملت

(۱) اختلاف

۱	مسلمانوں سے اختلاف	۲	کونسا اسلام (ج)
۳	قادیانی اسلام	۴	احمدیت (ج)
۵	میری تبلیغ	۶	مردہ اسلام
۷	اسلام کی آواز (ج)	۸	مرزا صاحب

L722

۷۶ صاف حکم
۷۷ دونوں الہام
۷۸ تین امور
۷۹ تنبیہ
۸۰ اسلامی سلوک
۸۱ قادیانی چندہ
۸۲ کبھی نہیں (ج)
۸۳ غیر مستثنیٰ نہیں
۸۴ چندہ قبول (ج)
۸۵ مسلمانوں سے بیزار
۸۶ سکھوں سے پیار
۸۷ مسلمانوں سے مقابلہ
۸۸ ایک ایک ہزار (ش)
۸۹ خواجہ صاحب کا انتقام (ش)
۹۰ ہتھیار بندی

(ح) حمیت

۹۱ قادیانی اصول
۹۲ قادیانی [illegible]
۹۳ گورنمنٹ کی پاسداریاں
۹۴ مسلمانوں کو نصیحت (ش)
۹۵ مسجد کانپور
۹۶ مجرم قوم کا دشمن
۹۷ مباہلہ کا معاملہ
۹۸ مقدم چیز
۹۹ قتل و خون ریزی
۱۰۰ قادیانی جوش
۱۰۱ گورنمنٹ کو تنبیہ
۱۰۲ جسمانی موت
۱۰۳ ایمانی غیرت
۱۰۴ محترم جسمانی
۱۰۵ تصویر کی تقسیم

(ط) مرزا صاحب اور مسلمان

۱۰۶ غلام احمد و سید احمد
۱۰۷ سرسید علیہ الرحمۃ کا قصور
۱۰۸ سید جمال الدین افغانی
۱۰۹ مجدد کا دعویٰ (ش)
۱۱۰ مولانا ابوالکلام آزاد (ج)
۱۱۱ خواجہ حسن نظامی (ش)

۴۲ حرام قطعی حرام ۴۳ نہیں نہیں۔ نہیں
۴۴ ہرگز نہیں ۴۵ سوال
۴۶ فرض ۴۷ کسی قسم کے
۴۸ دکھاوے کی نماز ۴۹ حق باطل

(ہ) جنازہ

۵۰ اوائل کی بات ۵۱ محض اس لئے
۵۲ ایسی جگہ ۵۳ جو لوگ
۵۴ دعائے مغفرت کی ممانعت ۵۵ تین فتوے
۵۶ معصوم بچے ۵۷ قبرستان کا قصہ (ج)
۵۸ فکر پیدا ہوئی ۵۹ احکام شرعی کا پاس
۶۰ زندہ باش

(و) نکاح

۶۱ اعلان (ج) ۶۲ زبردست حکم
۶۳ سخت ناراضگی ۶۴ ممانعت
۶۵ سوال و جواب ۶۶ تعلیم قرآن
۶۷ اہل کتاب ۶۸ نکاح جائز (ج)
۶۹ سادات کی قدر ۷۰ کفو کا قانون
۷۱ فیصلہ کی تخصیص ۷۲ فیصلہ کی بات

امتزاج ۳۰ء

(ز) میل جول

۷۳ صلح کل کا انجام ۷۵ قطع تعلق

۱۳ حکمت و مصلحت
۱۴ قادیانی مقاصد
۱۵ یہ کام کیوں کئے
۱۶ یگانہ و بیگانہ (ن)
۱۷ غیر معمولی امانت
۱۸ قادیانی دشمن
۱۹ تمام سچے احمدی
۲۰ سیاسی فلسفہ

(د) سرحد

۲۱ سرحدی قبائل کی اصلاح (ن)

(ھ) افغانستان

۲۲ شہادت کی وجہ
۲۳ سازشی خطوط
۲۴ مداخلت اور بازپرس
۲۵ دیکھو
۲۶ کابل
۲۷ جنگ کابل
۲۸ دنیا کا چارج
۲۹ اس لئے

(و) عراق

۳۰ عمدہ نتائج
۳۱ فتح بغداد
۳۲ عراق کی فتح

(ز) عرب

۳۳ کیا فائدہ

(ح) بیت المقدس

۳۴ قادیانی مضمون کا شکریہ

۱۱۲ میاں سر فضل حسین (ج)

(ی) تبلیغ

۱۱۳ مکہ مکرمہ
۱۱۴ کوئین مشن
۱۱۵ حج کے راز
۱۱۶ تمثیل مدینہ
۱۱۷ تیرا فائدہ
۱۰۸ طوفان نوح
۱۱۹ کلمۃ الفصل

فصل چودہویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست و مملکت

(ا) قادیانی فرقہ

۱ نیا فرقہ
۲ خود کاشتہ پودہ
۳ یاد رہے
۴ یہ تو سوچو
۵ زمانہ کی نزاکت

(ب) ہندوستان

۶ خیرخواہی
۷ شکایت و حمایت
۸ مسلمان اور قادیانی صاحبان
۹ جذبات محبت
۱۰ تازہ تر مثال

(ج) اسلامی ممالک

۱۱ سترہ برس
۱۲ مخفی سبب

۱	بطور نمونہ (ش)	۲	امور رسول (ج)
۳	میرزائے قادیان	۴	نجات
۷	میرا تو ایمان ہے	۸	جماعتی نماز (ش)
۹	خدائی فتوے	۱۰	بادشاہی
۱۱	سخت حماقت	۱۲	مخالف کا خط
۱۳	نہلے کا ذکر	۱۴	عبرت انگیز
۱۵	دو جنبیہ (ش)		

(ب) مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی

۱۶	ابتداء (ش)	۱۷	دو فقرے
۱۸	مرزا کے دلدادہ (ش)	۱۹	بیعت عشق
۲۰	عاشقانہ رنگ	۲۱	دو خطبے
۲۲	مار پڑا (ش)	۲۳	دو تحریریں
۲۴	مولوی عبدالکریم صاحب کا انجام	۲۵	بیعت تحلیف

(ج) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی قادیان

۲۶	تعلیمی خوبی	۲۷	بچپن کے دو استاد
۲۸	تعلیمی حالت	۲۹	آپس کی بات
۳۰	ہتھکنڈے	۳۱	طالب علم
۳۲	کتابوں کا کیڑا	۳۳	تندی فطرت
۳۴	میری صحت	۳۵	دودھ
۳۶	دو باتیں	۳۷	سیدنا محمود مسیح موعود
۳۸	حضرت محمود کی شان	۳۹	فخر رسل

(ط) ترکی

۳۵ ترک ۳۹ سلطان اور خلیفہ
۳۸ سلطان ترکی ۴۰ قادیانی خلافت
۳۹ تحفے دو ۴۰ قادیانی خواہش
۴۱ قادیانی رضامندی ۴۲ قادیان میں چراغاں

(ی) دیگر ممالک

۴۳ بے شک ۴۴ قادیانی جہاد
۴۵ تبلیغ اسلام ۴۶ تبلیغ احمدیت

(ک) خلاصہ

۴۷ سیاست زہر ۴۸ سیاسیات سے پرہیز
۴۹ مسلم لیگ ۵۰ خوشی اور حسرت
۵۱ مفاد ملی ۵۲ ظل حمایت
۵۳ قادیانی ڈھال ۵۴ نرالا تعلق
۵۵ نیک ثمرات ۵۶ بیت المقدس فتح کا جشن قادیان میں
۵۷ نہایت فائدہ بخش ۵۸ قوم کی خوشی
۵۹ روحانی عافیت ۶۰ قادیانی مراد
۶۱ چوہڑے سے چمار ۶۲ قادیانی حکومت ی

تفصیل حصہ دوم

قادیانی اکابر

(۱) حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل قادیان

بہت متاثر (ج) ۲ دو آدمی

۸۶ مسجد کی بات
۸۷ سرکاری اذان
۸۸ افراد کے متعلق
۸۹ فرق مراتب
۹۰ غیرت ہے
۹۱ جب یا آج
۹۲ دمشق والا چپ
۹۳ قادیان کے پیر جی
۹۴ اگر پدر نتواند پسر تمام کند (ج)
۹۵ پیر پرستی
۹۶ نئے اعتراض (ج)
۹۷ قتل کا فتویٰ (ف)
۹۸ کیا
۹۹ چمکی پیرو
۱۰۰ کنواں کی ضرورت
۱۰۱ تازہ خواب
۱۰۲ کشف حقیقت
۱۰۳ میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار
۱۰۴ سخت افسوس
۱۰۵ میاں صاحب کا ارشاد
۱۰۶ دس جوتے
۱۰۷ جنگ (ف)

(د) خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی

۱۰۸ پتے کی بات
۱۰۹ ضعف ایمان
۱۱۰ خواجہ کمال الدین صاحب کے جدید عقائد
۱۱۱ حق الیقین
۱۱۲ اے کمال دین
۱۱۳ بے انگلی
۱۱۴ محسن آقا
۱۱۵ تیر نہیں
۱۱۶ خواجہ کی تدبیر
۱۱۷ تثلیث کے حصے
۱۱۸ دوکنگ مشن کا راز
۱۱۹ لاکھوں روپے

(ھ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

۱۲۰ ایک واقعہ
۱۲۱ تصدیق
۱۲۲ رسالہ ریویو آف ریلیجنز (ف)
۱۲۳ ہندوستان کا مقدس نبی (ف)

وہ بیٹیا ۴۰
میرا انکار ۴۱
بہ صفت موصوف انسان ۴۲
خلیفہ قادیان ۴۳
اسلام کی ترقی (ت) ۴۴
سلسلہ خلافت ۴۵
دنیا بامید قائم ۴۶
یوسف موعود خاں ۴۷
حضرت امام حسن کی ناشکری (ج) ۴۸
نذر ۴۹
میلوی کام ۵۰
بیعت کا مفہوم ۵۱
نکمت خلیفہ ۵۲
ایک نبی ۵۳
شخصیت پرستی ۵۴
قادیان کی گدی ۵۵
میاں صاحب کے اصلاحات (ج) ۵۶
دنیا حیران ۵۷
بڑے بڑے علوم ۵۸
حقایق ۵۹
سیدنا محمود کا ذکر قرآن مجید میں ۶۰
نعمت قادیان (ت) ۶۱
اللہ تعالیٰ کے حضور (ج) ۶۲
مذہبی مسئلہ (ق) ۶۳
اقرار و انکار ۶۴
من مانے معنی (ق) ۶۵
حقیقی نبی اور رسول (ج) ۶۶
عظیم الشان نبی ۶۷
میاں صاحب کا تقیہ (ج) ۶۸
واقعہ میں ۶۹
گورکھ دھندا ۷۰
خلافت اور فساد کے وعدہ (ج) ۷۱
عقائد الخصوصیہ محمودیہ (ج) ۷۲
تقریباً ۷۳
ابلیس ۷۴
تحقیقات ۷۵
ہندو اور سکھ (ج) ۷۶
اس کے معنی بھی (ت) ۷۷
قادیانی تفسیر ۷۸
دماغ کے رکھے ۷۹
نماز کا وقت (ج) ۸۰
خط و کتابت ۸۱
سچائی کی تلوار ۸۲
انجام خراب ۸۳
پیر ایسی کا مرید ۸۴
دینی مقاصد ۸۵

۹ انبیاء کے خاص اصحاب (ش)
۱۰ ابوہریرہ اور حسان
۱۱ جناب الٰہی سے کوڑے کھانے کی ممانعت (ش)
۱۲ مسیح قادیانی اور قادیان
۱۳ ان شخصوں میں فرق
۱۴ احمدی منطق
۱۵ قادیان کی زندگی
۱۶ نفسانفسی (ش)
۱۷ افسوس کی بات (ش)
۱۸ ولیمہ کا لطیفہ
۱۹ قادیانی دستور (ش)
۲۰ سوروں والا محلہ
۲۱ مریدوں کی روک تھام
۲۲ اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی
۲۳ نابالغ جماعت
۲۴ مطالعہ کی روک تھام
۲۵ قادیانی انتہا پسندی (ش)
۲۶ میاں صاحب کے مریدین
۲۷ نشے کی تہمت
۲۸ نمسی جماعت
۲۹ بیماری کی تمنا
۳۰ گناہ اور منافقت
۳۱ قادیانی منافق
۳۲ دماغی کھیل
۳۳ قادیانی پروپیگنڈا
۳۴ سخت کلامی
۳۵ گالیاں
۳۶ کیا کیا
۳۷ بالکل جھوٹی رپورٹ
۳۸ اخبار الفضل قادیان (ص)
۳۹ غلط بیانی کا اعلان
۴۰ قادیانی مناظرہ کی رپورٹ (ش)
۴۱ قادیانی جماعت کا اندرونی عمل (ش)
۴۲ شغل سیاست
۴۳ گول میز کانفرنس
۴۴ افسوس اور خوشی
۴۵ انگلستان میں قادیانی مشن
۴۶ قادیانی مبلغ (ش)
۴۷ قادیانی مبلغ کے مضامین
۴۸ قادیانی پیچ
۴۹ قادیانی چکر
۵۰ قادیانی علاقہ
۵۱ مکہ مدینہ
۵۲ ہم سے ملئے
۵۳ پیچھا کر
۵۴ بھلائی کی صورت

۱۲۴	ہمارا المہد (ش)	۱۲۵	کسی نبی کو
۱۲۶	ایک نبی (ج)	۱۲۷	ہر ایک نبی (ش)
۱۲۸	انبیاء علیہم السلام	۱۲۹	یہ سلسلہ (ش)
۱۳۰	دو بعثتیں (ج)	۱۳۱	رسول اور نبی
۱۳۲	جولائی ۱۹۱۰ء (ج)	۱۳۳	فروری ۱۹۱۲ء (ش)
۱۳۴	نبوت کا دروازہ (ج)	۱۳۵	ایک ماہ بعد
۱۳۶	اختلاف کے بعد	۱۳۷	زمین آسمان کا فرق
۱۳۸	اختلاف	۱۳۹	تیئیسواں جواب (ش)
۱۴۰	چوبیسواں جواب (ش)	۱۴۱	دو رنگی چال
۱۴۲	گزشتہ تاریخ (ش)	۱۴۳	بڑی بات
۱۴۴	اظہر من الشمس	۱۴۵	کشمکش
۱۴۶	عجب رنگ کے انسان	۱۴۷	ناحق [illegible]
۱۴۸	امانت اور بددیانت	۱۴۹	ذلیل سے ذلیل (ج)
۱۵۰	خطرناک حالت (ج)	۱۵۱	روحانی [illegible]
		۱۵۲	ایک طرف ۔ دوسری طرف

فصل سولہویں

قادیانیوں کی جماعت قادیان

۱	قادیان	۲	شعائر اللہ
۳	حرم میں شعائر اللہ	۴	دونوں
۵	دعوت قادیان (ج)	۶	قادیان کا قیام
۷	بلا اجازت (ج)	۸	مرزا صاحب کے صحابہ

فصل تیرہویں

قادیانیوں کی جماعت لاہور

۱ ایک پارٹی
۲ بڑا ابتلاء
۳ لاہوری جماعت کی علیحدگی
۴ لاہوری جماعت کا قدیم ایمان
۵ لاہوری جماعت کا جدید ایمان
۶ سب میں بڑے (ج)
۷ لاہوری عقیدہ نبوت (ج)
۸ خدا کی آواز
۹ جرأت و جسارت
۱۰ ایک افتراء
۱۱ عملی قدم
۱۲ علی الاعلان
۱۳ درمیان - درمیانی
۱۴ منافقت
۱۵ لاہوری قائد پر قادیانی تبصرہ
۱۶ قادیانی ابلیس
۱۷ چالباز
۱۸ لاہوری تفسیر
۱۹ یہودی عیسائی اور مسلمان کون ہیں
۲۰ لاہوری جماعت کی حکمت عملی
۲۱ قادیانی جماعت لاہور کا مقصد (ج)
۲۲ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
۲۳ مدرسہ اور مسجد
۲۴ تبلیغ کی تعلّی
۲۵ ووکنگ مشن کی حقیقت
۲۶ روزمرہ زندگی
۲۷ دو اقرار
۲۸ حرام خوریاں
۲۹ قائم مقام
۳۰ گزشتہ کی جاسوسی
۳۱ سیکنگی
۳۲ ناگفتنی
۳۳ نشہ مس کی پر
۳۴ آپس کی باتیں (ج)

۵۵ اللہ کے پیارے
۵۶ بے ایمانی اور بے وقوفی
۵۷ موت اور زندگی
۵۸ دور کی بات (ع)
۵۹ دنیا میں جھلک
۶۰ دنیا کو کھا جانا
۶۱ جہنم کی آگ
۶۲ اچھا کیا
۶۳ دعوتی خطوط
۶۴ فریضۂ تبلیغ
۶۵ سیرت کے جلسے (م)
۶۶ قادیانی فرقہ
۶۷ خاتم النبیین نمبر
۶۸ خاتم النبیین کا قادیانی مفہوم
۶۹ قادیانیوں کی فریب کاری
۷۰ قادیانی تبلیغ
۷۱ سنو
۷۲ اپنے اور چیلیاں (ع)
۷۳ نبوت کا غیر مشروط دعویٰ
۷۴ نبی ہے نبی (ع)
۷۵ کلام الٰہی
۷۶ صلح حدیبیہ
۷۷ عیسیٰ نبی (ع)
۷۸ عظیم الشان نبی
۷۹ رسول کی آواز
۸۰ ایک مذہب
۸۱ عقیدۂ اجرائے نبوت (ع)
۸۲ قادیانی جماعت کے عقائد (ع)
۸۳ بہائی اور قادیانی (م)
۸۴ محمودی اور بہائی
۸۵ خاتم الانبیاء
۸۶ مسئلۂ نبوت
۸۷ نبی ہو سکتا ہے (ع)
۸۸ نبوت کی ڈگری (ع)
۸۹ پاک اور ناپاک
۹۰ مسئلۂ تکفیر
۹۱ معمہ
۹۲ لاہوری فتویٰ
۹۳ قادیانی غلو
۹۴ ملت محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے
۹۵ غلو کے نتائج
۹۶ قادیانی مشغلے
۹۷ غالی قادیانی
۹۸ حیدرآبادی قادیانی
۹۹ قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ
۱۰۰ عقیدہ باطل
۱۰۱ قادیانی فتنہ (ع)

فصل انیسویں

پنج رنگ

۱ پانچ جماعتیں

(ا) جماعت اوّل مرزا صاحب سے مقابلہ

۲ مرزا صاحب کی فریاد
۳ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ

(ب) جماعت دوم مرزا صاحب سے انحراف

۴ ایک سید
۵ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
۶ میر عباس علی صاحب
۷ تشریح و تتمہ
۸ الٰہی بخش
۹ منحرف سے مقابلہ

(ج) جماعت سوم مسیحیت کا اقرار نبوت کا انکار

۱۰ لاہوری محضر

(د) جماعت چہارم مرزا صاحب کی نبوت کے قائل

۱۱ مولوی محمد احسن صاحب امروہی
۱۲ ساری اور عبادت (ع)
۱۳ فتوے

(ہ) جماعت پنجم قادیانی انبیاء

۱۴ بادِ صبا
۱۵ مدعی نبوت

فصل اٹھارویں

دعووں کا دخلی نقشہ

۱ ابتداء و انتہاء
۲ تین دور
۳ کتابوں کا مطالعہ
۴ کتابوں کا ڈھیر
۵ انشراح و کشش
۶ غیبی امداد
۷ پہلا سودا
۸ براہین احمدیہ کی ترتیب تصنیف
۹ صحیفہ کا قصہ
۱۰ کتاب کا کاروبار
۱۱ بازی کی تیاری
۱۲ شیخ ثانی
۱۳ دعوت صلح
۱۴ چلہ کشی (ع)
۱۵ ابتدائی بیعت
۱۶ روداد تعلیم
۱۷ ذہنی کشمکش کی حکایت
۱۸ دعووں کا سلسلہ
۱۹ بیعت کے دواعی
۲۰ بعض اور مقاصد
۲۱ اصلی تحریکات کا نقش
۲۲ سلطنت سے پہلے
۲۳ مسیحیت ۹۱ء
۲۴ ساری حقیقت
۲۵ معافی کی گھڑی
۲۶ سہ دور
۲۷ وحی طلبی
۲۸ پہلا دورہ
۲۹ نبوت کے دعوے کی سرگزشت
۳۰ خلاصہ کلام
۳۱ انجام و مآل
۳۲ نبوت میں ترقی اور تکمیل
۳۳ ختم نبوت
۳۴ تحریروں میں آخری دعوی
۳۵ سارا خاکہ
۳۶ سیرت المہدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین رحمۃ للعالمین

بالمومنین رؤف رحیم ۝

تمہید اوّل

اللہ جل شانہٗ کا فضل و کرم ہے کہ اس پر آشوب زمانے میں حیدرآباد فرخندہ بنیاد حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن و ماویٰ بنا ہوا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔ سبحان اللہ ؎

شہ ملک رسالت صاحب تاج و سریر آمد　　ضیا افروز جہاں از رو چوں مہر منیر آمد
امین و خازن رحمت معین و شافع امت　　وزیر و وارث و داعی رب قدیر آمد
رسول ہاشمی خیر الوریٰ اصل علیٰ احمد　　کریم، صادق، نور، نذیر و بشیر آمد
چہ خوش چشمے کہ مازاغ البصر از شانش　　قلب پر صفا و دیدۂ حق بیں بصیر آمد
خوشا پیغمبر برحق کہ بہر ما گنہگاراں　　ذات ما رحیم آمد کفیل و نصیر آمد
نماند تا حجابے جلوۂ روئے حقیقت را　　بے کشف رموز غیب علام و خبیر آمد

بنازم آں شہ لولاک صد جان و دلم قرباں
کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

۱۶	مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت	۱۷	احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت
۱۸	عبد اللطیف قادیانی کی نبوت	۱۹	چراغ دین جموں قادیانی کی نبوت
۲۰	غلام محمد قادیانی کی نبوت	۲۱	عبد اللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت
۲۲	گل تازہ جگت	۲۳	مرزا قادیانی صاحب کی کھلبلی
۲۴	تین کو پانچ کہنے والا	۲۵	قادیانی اغلاط
۲۶	ایک قادیانی یوسف	۲۷	دریں سنت احمدیہ مبہوت شدہ

فصل بیسویں

خاتمہ

۱	ابتدا کی حقیقت	۲	قرآنی احکام

ضمیمہ اول ———— ضمیمہ دوم

ضمیمہ سوم ———— ضمیمہ چہارم (۱،۵)

ضمیمہ پنجم

ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں پر خوب تقریریں ہوئیں تردیدیں ہوئیں۔ پھر کچھ
تبلیغی رسالے بھی قادیان سے منگا کر تقسیم کیے گئے غرض کہ خوب تبلیغ رہی۔

قادیانی صاحبان کی یہ غیر معمولی پرورش اور سرگرمیاں دیکھ کر بالآخر مسلمانوں
میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی۔ تحقیق کا شوق پھیلا چنانچہ مذکورۂ بالا رسالہ کے
جواب میں "ختم نبوت" کے مسئلہ پر مسلمانوں کی طرف سے بھی رسالے نکلنے شروع
ہوئے ایک رسالہ "ثبوت ختم نبوت" کے عنوان سے من جانب مجلس ابوالعلیین سید
ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری نے شائع کیا۔ دوسرا رسالہ
قادیانی جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب "قادری" محمد تاج الدین صاحب قادری
نے شائع کیا۔ ان دونوں سے بڑھ کر مفصل جواب "ہدایۃ الرشید للغوی المرید" کے عنوان
سے سید محمد حبیب اللہ صاحب قادری (عرف رشید پادشاہ) نے شائع کیا۔ علی ہذا
ایک رسالہ "تکذیب مرزا صاحب بزبان مرزا صاحب" ان کے بھائی سید ولی اللہ صاحب
(عرف حبیب بادشاہ) نے شائع کیا۔ ختم نبوت کے اثبات پر ایک رسالہ مولوی سید
درویش محی الدین صاحب قادری نے بھی شائع کیا لیکن اس سلسلے میں سب سے
مدلل اور جامع رسالہ "آوازِ حق" نکلا۔ جو مولانا محمد عبد العالم صاحب میر مفتی استاذ جامعہ
اسلامیہ الجلیل کا علمی کرشمہ ہے اور جو مولوی فخر الدین رازی صاحب کی سعی سے
حیدرآباد میں شائع ہوا۔

رسالوں کے علاوہ کچھ دو ورقے بھی نکلے مثلاً "ختم نبوت کے متعلق مسلک مرزائی کا صاف
جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ" اس عنوان سے عزیزم الحاج میاں سید محمد حسینی القادری
سلمہ نے ایک دو ورقہ شائع کیا۔ علی ہذا "قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے
استفسارات" اس عنوان سے ایک دو ورقہ قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے
شائع کیا "مرزائیوں کے عقائد" اس عنوان سے بھی ایک دو ورقہ باجازت حضرت مولانا
مولوی محمد عبد القدیر صاحب صدیقی القادری مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے شائع ہو
اور بہت مقبول رہا۔ اس کے سوا اخبار اور رسالوں میں بھی مضامین نکلے۔ چنانچہ

چنانچہ ماہ ربیع الاول شریف میں جس اہتمام و احترام سے میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدرآباد میں منعقد ہوتے اور ہوتے ہیں ہندوستان میں ان کی نظیر کم مل سکتی ہے اول تو ماشاء اللہ خود یہاں اچھے سے اچھے علما مشائخ اور واعظ موجود ہیں۔ مزید برکت کیا دور دور سے نامور اور ممتاز علما و واعظ اس زمانے میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور اپنے مہر عقیدت کے گوہر لٹاتے ہیں۔ حاضرین اپنے دامان ایمان گلہائے عقیدت سے بھرتے جاتے ہیں اور سب اپنی اپنی مراد بر پاتے ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں میں خود اعلیٰ حضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ اخوت اسلامی سے شرکت فرماتے ہیں اور عام و خاص کو عظمت رسالت کے آداب سکھاتے ہیں۔ کاش یہ جھلک ایسے تاجدار کم نظر آتے ہیں۔

ان جملہ بڑے مرکزی جلسوں کے ایک جلسہ میلاد مبارک کا جو رفیقی نواب ضیاء الدین نواب ضیا یار جنگ بہادر کی سرگردگی اور صدارت میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ منعقد ہوتا ہے علما اور مشائخ خصوصیت سے اس میں جمع ہوتے ہیں۔ اس ناچیز ہیچ مداں کو بھی اس جلسے میں چند سال سے بہ تعمیل فرمائش تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ امسال بھی بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ یوم جمعہ جلسہ منعقد ہوا اور حسب معمول اس ناچیز کے مشورے سے بلا اطلاع کے "ختم نبوت" کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ صرف ایک روز قبل اپنے کو پتہ چلا۔ بہرحال بڑے مجمع کے رو برو شب کو تقریر ہوئی۔ اپنی بے بضاعتی ظاہر ہے خدا کی شان کہ تقریر کام کر گئی۔ دلوں میں اتر گئی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا مگر قادیانی صاحبان کو تشویش ہوئی کہ اس پر کاری ضرب پڑی۔ چنانچہ جلد از جلد ان کی طرف سے ایک رسالہ "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" کے عنوان سے شائع ہوا اور اس میں کافی تنقیص کے باوجود تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا۔ تقریر کی اپنی وجہ سے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثروں نے ہم سے سوالات کی بوچھار شروع کر دی جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ ہم مختصر طور پر کچھ اہم مضمون و دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی کئی جلسے بھی ہوئے۔ نامور قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے

تو خوب ہو۔ اس کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہو جائے اور مغالطے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے جس سے عام تو کیا خاص لوگ بھی بے خبر ہیں وہ یہ کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مذہبی زندگی کے دو دور ہیں پہلے دور میں تو وہ انکسار بتاتے ہیں حسب خوش اعتقاد اور عقیدت مند خلقت ہیں انبیاء اولیاء سب کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ سب کی عظمت کرتے ہیں۔ انہی کا دم بھرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا والا نامہ پہنچا خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ [illegible] منصوص [illegible] پیش کرتے ہیں اور یہ عاجز مفلس بے علم [illegible] اس [illegible] اور ناچیز مفلس [illegible] فاضلین سے کثرت بھری ہے [illegible] درویشوں کی صحبتوں [illegible] اس کی عادات [illegible] بسند شاہ سے [illegible] کلام کیسے عجب ہیں۔

پسندیدگانے بجائے رسند ز ما کہتران تا چہ آید پسند

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد اول۔)

میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو خاتم الانبیاء ہیں جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت کی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی جو کہ چشمہ حق و معرفت ہے میں پیروی کرتا ہوں اور تمام امور کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی

"خاتم النبیین" کے عنوان سے الحاج ابوالحسن محمد خیراللہ صاحب سنوسی قادری نے۔ "ختم نبوت" کے عنوان سے مولانا یعنی شاہ صاحب نظامی نے اور "خاتم الانبیاء" کے عنوان سے قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے مقامی اخبار "ہمدرد دکن" اور "صلاح عظیم" میں سلسلہ وار مضامین شائع کئے۔ جلسوں اور کمیٹیوں میں بھی تذکرے پھیل گئے۔ غرض کہ خدا کے فضل سے بیداری پیدا ہو گئی اور غفلت میں جو نقصان پہنچ رہا تھا اس کا اندیشہ آئندہ کے واسطے رفع ہو گیا۔ فالحمد للہ علی احسانہ۔

مذہبی بحث و مباحثہ علماء کا کام ہے اپنے واسطے اپنا بیان کافی ہے۔ اقدام کیا مصلحت ایسی تھی کہ بلا اجازت بلا مشورہ بلا اطلاع مسلمانوں نے اس ناچیز کو اس بحث پر کھڑا کر دیا اور پھر قادیانی صاحبان نے اس میں زبردستی گھسیٹ لیا چنانچہ تقریر کی شب کو جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی صاحبان کے نمائندے نے تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرہ کی دعوت دی لیکن عذر کر دیا گیا کہ اپنا یہ منصب نہیں ہے اس کام کے واسطے علمائے کرام کی طرف رجوع کیا جانا مناسب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم جیسے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اسلامی خیالات سننے کا لوگوں کو خود بخود اشتیاق ہے ورنہ علماء اور مشائخ کے مقابل ہمارے معلومات کی کیا حقیقت ہے لیکن یہ عذر قبول نہیں ہوا۔ اول تو تقریر کی تردید میں رسالہ نکلا۔ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور اس کے آخر میں ہم کو اعراض کا الزام بھی دیا گیا۔ چنانچہ اس رسالہ کے ختم پر لکھتے ہیں کہ "ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی مذکورہ میں شریک تھا۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اسی مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع فرمایا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے۔" اس بیان سے شاید ہماری کم ہمتی اور بے چارگی کا اعلان مقصود ہو مضائقہ نہیں ؎

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

بہرحال اس رسالے کے شائع ہونے پر خیال ہوا کہ اسی سلسلے میں علمی تحقیقات کے طور پر قادیانی مذہب کا دوسرا رخ جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے نمایاں کر دیا جائے

> ہوں تو بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔
>
> (ازالہ اوہام ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)
>
> میرے لئے کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہ رض) کا مداح اور خاک پا ہوں جو جزئی فضیلت خدائے تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پا سکتا۔ کیا دوبارہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملی تھی۔
>
> (اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان [illegible] اگست ۱۹۰۰ء)
>
> غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔
>
> (ایام الصلح ص ۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن دوسرے دور میں حالت بالکل برعکس ہے۔ اول تو علانیہ نبی بن جاتے ہیں پھر بڑھتے بڑھتے تقریباً تمام انبیاء و مرسلین سے صراحتاً یا کنایتاً بڑھ جاتے ہیں بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ اچھے اچھوں کو نظروں سے گراتے ہیں اور اپنے واسطے انتہائی عقیدت کے طالب نظر آتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قادیانی صاحبان اپنی تبلیغ میں تمام تر دور اول کی خوش عقیدگیاں پیش کرتے ہیں۔ اور ان میں کافی تراوش ہے۔ ناواقف اور روادار مسلمان ان کی خوش عقیدگیوں سے خوش ہو کر خود ان کی عقیدت میں پھنس جاتے ہیں اور جب اچھی طرح متاثر ہو کر قابو میں آجاتے ہیں تو وہ ان کو دور دوم کے اعتقادات پلاتے ہیں جو چاہتے ہیں منواتے ہیں۔ ایمان کی خوب گت بناتے ہیں۔ قادیانی تبلیغ کا یہ بڑا گر ہے۔ اچھے اچھے بے خبر ہیں تحقیق کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور

زیادتی کرتا ہوں نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ سے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو (ترجمہ)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب عربی بنام مشائخ ہند
مندرجہ انجام آتھم ص۱۴۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ . . . . . اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔

(اعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲
مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج۱)

ہم اس بات کے لئے بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔

(ایام صلح ٹائیٹل ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل

عقائد احمدیہ کے نام سے حیدرآباد میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ خوب سبز باغ دکھایا ہے لیکن دور دوم کے اعتقادات جو قادیانی مذہب کی جان ہیں وہ سب دراصل قادیانیوں کا دین و ایمان ہیں وہ غیروں اور عام ارادت مندوں کے سامنے بھولے سے بھی بیان میں نہیں آتے۔ وہ دراصل پکے قادیانیوں کا حصہ ہیں۔ کچوں کے واسطے راز سربستہ ہیں اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا کمال یہ اس درجہ کا تضاد۔ ابہام اور التباس ہے۔ کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں۔ عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے جب تک صبر و استقلال کے ساتھ غور و خوض نہ کیا جائے اصل بات ہاتھ نہیں آتی۔ اسی ضرورت کے مدنظر قادیانی مذہب جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کی امت کے مشہور و مستند اکابر کی کتابوں میں صاف صاف اقتباسات تلاش کر کے وہ مخصوص اعتقادات جو لوگوں سے تقریباً مخفی ہیں موزوں عنوانات و ترتیب کے تحت اس کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ یہ مذہب قرآن و اسلام سے کس حد تک تعلق رکھتا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

قادیانی مذہب کے مخصوص عقائد ثلاثہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت اختصار اور وضاحت سے اپنی کتاب آئینۂ صداقت میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں۔ عاقل را اشارہ کافی ست :-

> یہ تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیۂ اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں
>
> (آئینۂ صداقت صفحہ ۳۵)

مرزا صاحب کے مذہب کے دونوں دور خود ان کے صاحبزادہ سے میاں محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ قادیان اپنی کتاب القول الفصل میں یوں واضح فرماتے ہیں۔

> پس مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرے ۱، ۲، ۳ سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں۔ اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا۔
>
> (القول الفصل صفحہ ۲۴)

بعد کو اس خیال تقسیم میں کسی قدر ترمیم کی گئی۔ چنانچہ میاں محمود احمد صاحب اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

> اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس . . . . ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنا غلط ہے
>
> (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

مرزا صاحب کی خوش عقیدگیوں کے مضامین نو مسلمانوں کو بہکانے اور پھسلانے کے واسطے قادیانی صاحبان بڑے شد و مد سے شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک رسالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

تمہید دوم

کن حالات کے تحت یہ کتاب "قادیانی مذہب" تالیف ہوئی اس کی مختصر کیفیت تمہید اول میں درج ہے شائع ہوتے ہی پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ چلا۔ دور دور تک پھیل گیا خاص کر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ ہوئی گویا کہ مدت سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اچھے اچھے مبصرین نے اس تالیف کی جامعیت اور وضاحت کا اعتراف کیا۔ پریس ریویو میں بھی بالعموم اس خصوصیت کا اعتراف ہوا مثلاً۔

> جناب برنی کا یہ رسالہ "قادیانی مذہب" مورخانہ لعن طعن سے قطعاً پاک ہے۔ قادیانی اور اہل سنت مباحثات کے متعلق ایسی تحقیقی کتاب غالباً نہیں دیکھی گئی ہے کہ مخالف و موافق سب ٹھنڈے دل سے پڑھ کر سکون قلب کے ساتھ رائے قائم کر سکتے ہیں۔

> جناب مؤلف نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے زیادہ تر مرزا صاحب اور ان کے مستند متبعین کی تحریریں ایک خاص ترتیب سے جمع کر دی ہیں اور ان پر جو کچھ اضافہ کیا ہے مختصر ہے اور تہذیب و متانت کے ساتھ ہے۔

قادیانی صاحبان تبلیغ اسلام کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا مسلمانوں پر بڑا احسان دھرتے ہیں۔ لیکن انصاف سے دیکھئے تو بے سروپا خرافہ مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔ اسلام سے ان کو ہٹا رہے ہیں۔ دین و ایمان گنوا رہے ہیں۔ من مانے حاشیے چڑھا رہے ہیں۔ بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں۔ غرضیکہ دین کو تلعب دین بنا رہے ہیں۔ امت محمدی میں فساد برپا کر رہے ہیں۔ قادیانی مذہب کے مخترعہ معتقدات کی مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے تو بے ساختہ دل و زبان سے نکل جائے نعوذ باللہ من ذالک۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۔

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
رجب شریف سنہ ۱۳۵۲ھ

خاصی زد پڑی۔ ہوا پلٹ گئی۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے بڑھ کر قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے کون واقف ہو سکتا ہے صاحب موصوف نے موجودہ حالات کا جو فوٹو کھینچا ہے واقعی قابل عبرت ہے ملاحظہ ہو:۔

> آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے ابتدا میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے۔ گو جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں اسے محسوس نہیں کرتی اس کی حالت اس بچہ کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور چمٹنے لگا۔ پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے تب اسے معلوم ہوا کہ میری ماں نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کے لئے اس سے چھڑا دی گئی ہے۔ یہی حالت جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن کی آنکھوں کے سامنے نہیں وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پروا ہے ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں وہ اس سے ناواقف ہیں۔
>
> سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں احمدیت کی ابتدا میں انگریزی خواں مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے کہ جب وہ سرسید کے اثر سے مخالف تھے مگر اب وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں۔ اور اگر انگریزوں کا خوف مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض زعمائے احراریوں سے مل گئے ہیں ان کی

> یہ مؤلف صاحب کے حسن نیت کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس رسالے کو بلا قیمت شائع کیا اور کسی مالی منفعت کا ذریعہ نہ بنایا۔
>
> (رسالہ بلاغ امرتسر بابت اپریل ۱۹۳۲ء)

کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے بھی جواب میں ایک رسالہ شائع ہوا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ"۔ رسالہ کیا ہے قادیانی ذہنیت کی پوری تصویر ہے۔ الزام و اتہام کی عام تدبیر ہے۔ قادیانی صاحبان کا سیاسی کشف بھی عجیب و غریب ہے۔ اگر واقعی ان کے دل ایسا ہی سمجھ رہے ہیں تو حیرت ہے اور اگر یہ ان کی طرف سے دیدہ و دانستہ افترا و بہتان ہے تو افسوس۔ ملاحظہ ہو۔

> آپ کی دیانت نے کس طرح اجازت دی کہ حکومت برطانیہ کی بابت وفاداری کا کھلا اعتراض نہیں کرتے ہندو راجہ [illegible] کے ظفر علی خاں [illegible] ..... اور آپ جیسے دہلی کے مروری کفایت اللہ کے نقش قدم پر چلیں۔ ... اور پرجوشی بلا پروائی خلافتی احراری اور کانگریسی تباہ کن تحریکات میں جو ہندوستانی مسلمانوں کو کھینچیں۔ تعجب ہے کہ حکیم الامت سیاست مسلمانان [illegible] وفاداری کو باعث فخر کہیں مگر برنی صاحب اپنے رسالہ کے صفحات ۵۳ و ۵۴ پر اس واقعہ [illegible] سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔
>
> (الیاس برنی کا علمی محاسبہ قادیانی رسالہ)

یہ رسالہ بہ نظر احتیاط حیدرآباد چھوڑ کر بنگلور سے شائع کیا گیا تھا۔ مگر حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کا جواب بھی "قادیانی جماعت" کے عنوان سے ایک ہفتہ کے اندر شائع ہو گیا اور بطور ضمیمہ اس کتاب کے آخر میں شریک ہے۔ کتاب کے ساتھ ان دو رسالوں نے بھی خوب کام دیا۔ خیالات و اعتقادات کے سوا معاملات بھی بخوبی بے نقاب ہو گئے۔ بڑے بڑے نیک خیال چونک پڑے۔ عام طبقوں میں بیداری پیدا ہو گئی مزید براں ملک کے معتبر اور متعدد اخبارات و رسائل نے بھی ہل چل ڈال دی۔ چنانچہ

اوپر جو کچھ بیان ہوا اس کا منشا یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد سے اب تک اندرون سال جو حالات رونما ہوئے۔ ان کی مختصر کیفیت پیش نظر ہو جائے اور آئندہ تاریخ کے سلسلے میں کام آئے۔ ان شاء اللہ!

پہلا ایڈیشن بہت روک کر تقسیم کیا۔ پھر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا ملک کے گوشے گوشے پھیل گیا۔ بلکہ ہندوستان کے باہر تک چلا گیا پھر بھی ہر طرف سے طلب مزید کی صدائیں آتی رہیں۔ لامحالہ دوسرے ایڈیشن کا جلد اہتمام کرنا پڑا۔ یوں بھی پہلا ایڈیشن بہ وجہ مجبوری عجلت میں شائع ہوا تھا۔ اسی لئے نسبتاً سرسری اور نامکمل تھا۔ چنانچہ خود قادیانی صاحبان کو بھی اس کے متعلق قلت تحقیق کی شکایت تھی۔ اب دوسرے ایڈیشن میں کتاب کچھ سے کچھ ہو گئی۔ نہ صرف یہ کہ کتابت کی غلطیاں اور طباعت کی خامیاں رفع ہو گئیں بلکہ مضامین میں بھی بہت کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے عنوانات قائم ہوئے جدید فصلیں شامل ہوئیں چنانچہ پہلے صرف پانچ فصلیں تھیں اب گیارہ ہیں۔ اور عنوانات پچاس سے بھی کم تھے۔ اب ڈھائی سو کے قریب ہیں ترتیب بھی بہت مسلسل اور مکمل ہو گئی حوالہ جات بھی پورے واضح ہو گئے۔

اول تو اکثر و بیشتر مضامین خود جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دوم ان کے صاحبزادگان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان و میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کی کتابوں سے منقول ہیں۔ سوم مرزا صاحب کے حواریان خاص مثلاً مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور وغیرہ کی کتابوں سے منقول ہیں غرض کہ تمام تر اقتباسات کا ماخذ قادیانی جماعت کے بانی اور اکابر کی تصانیف ہیں ان کے سوا جو اقتباسات دیگر تصانیف سے لئے گئے وہ بھی [illegible] سے [illegible] سے وابستہ ہیں محدود [illegible] سے چند اقتباسات جو غیر قادیانی کتابوں سے لئے ہیں وہ بھی تمام تر علمی ہیں۔ مذہبی نہیں ہیں۔ تشریح و توضیح بھی صرف بقدر ضرورت بغایت اختصار شریک کی گئی۔ مقصود یہ کہ خود قادیانی صاحبان ہی کی زبان سے ان کا دین و ایمان بیان ہو۔

مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لئے جتھے جمع کرتے ہیں چند مخلص لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر لیا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی اخباروں میں شائع کرتے ہیں کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آیا ہے۔ والمرجفون فی المدینۃ کوئی الزام نہیں جو ہم پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں یہ اندرونی دشمن بیرونی دشمنوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان کی باتیں سننے والا کہتا ہے یہ بھی تو احمدی ہیں مخلص ہیں اور اسی وجہ سے ان کے دھوکا میں آ جاتا ہے ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک زہر گھیرے چلی آ رہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نگلنے کے لئے ایک ذرا ہی جگہ باقی رہ گئی ہے ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفعہ ضائع ہو جانے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لئے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ
مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۰ نمبر ۱۱ مورخہ [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید سوم

یہ کتاب قادیانی مذہب سب سے اول رجب المرجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی اور کن حالات میں تالیف ہوئی۔ اس کی کیفیت تمہید اول میں موجود ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ایک سال کے اندر ہی ربیع الاول شریف ۱۳۵۳ھ میں شائع ہو گیا اس ایڈیشن میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا۔ تمہید دوم میں مختصر تشریح درج ہے اس کی کیا خصوصیات تسلیم کی گئیں۔ ذیل میں چند تبصرے ملاحظہ ہوں :-

> مولانا الیاس برنی ایم اے، ال۔ ال۔ بی علیگ، مقیم حیدرآباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا قادیانی مذہب کے نام سے ایک مختصر رسالہ شائع کیا تھا اس رسالہ کو مزید مضامین کے اضافہ کے ساتھ زیر بحث موضوع پر ایک مبسوط تالیف کی صورت میں شائع کیا ہے۔

> مولانا الیاس برنی نے قادیانی مذہب کی تردید کے لیے بالکل اچھوتا مدلل اور اثر انگیز طریق اختیار کیا ہے انہوں نے قادیانی مذہب کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کر کے ان میں سے ضروری اور اہم تحریریں انتخاب کر لی ہیں۔ اور ان کو نہایت عمدہ اور لطیف سلیقے اور پیرایہ کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا ہے کہ مطالعہ کے بعد قادیانی تحریک کے زیر و بم۔ مد و جزر اور حقیقت پر خود بخود پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔ خود مولف نے اپنی طرف سے بہت کم رائے زنی کی ہے بلکہ قادیانی مذہب کے چہرے کو قادیانی مصنفین کی تحریرات کے آئینہ میں دکھا دیا ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ یہ جدید تصنیف نے قادیانی حلقوں پر سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔

رہا قادیانی لٹریچر سو دیکھئے تو طول کلام۔ اطناب و ابہام۔ لفظی ہیر پھیر اختلافات کے ذخیرے۔ کہیں اقرار کہیں انکار کہیں دعویٰ کہیں تردید۔ مباحث نا ہموار پراگندہ تکرار سخن سازی کی بھرمار۔ تاویلات کے انبار۔ اصل تعلیم پانے کے بجائے صرف مطالعہ ہی اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی دلچسپی ابتدائی تو ضرور دو کتابچے پھر عقائد سن پائے تو متنفر اور مخالف ہو گئے گو اصل کیفیت سے بے خبر رہے چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرایہ میں یکجا ترتیب دے دی۔ تاکہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے۔ کیا امکان ہے اس کی جماعت میں کیا طبیعت ہے کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں کیا جذبات ہیں۔ الحاصل دور حاضرہ کی مذہبی قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ وما علینا الا البلاغ ؎

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام حیدرآباد دکن
ربیع الاول شریف ۱۳۵۲ھ

احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شرکت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے تم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہو۔ جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا رویہ صحیح نہیں۔

ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فسادات مٹ جائیں مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے اور ہمارے احساسات مجروح کئے گئے ہیں ہمارے دل زخمی کر دئیے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا، کسی سے کچھ نہیں لیا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ

اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

اس سلسلے میں ایک اور امر بھی عبرت آموز ہے۔ وہ یہ کہ ہماری کتاب قادیانی مذہب شائع ہونے کے بعد ہی قادیانی صاحبان نے بڑے شد و مد اور بڑی بلند آہنگی سے ہم پر سیاسی الزام لگانے کی کوشش کی تھی کہ کسی طرح کچھ ضرر و نقصان پہنچائیں لیکن چاہ کندہ را چاہ در پیش چاہتے تھے حکومت ہم سے بدگمان ہو جائے مگر خود حکومت کی شکایتوں کا طومار باندھ بیٹھے ہیں۔ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ سے ہم پر قادیانی التفات شروع ہوا اور خدا کی قدرت کہ ٹھیک ڈیڑھ سال بعد ماہ شعبان ۱۳۵۳ھ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اعلان فرماتے ہیں کہ ہم ڈیڑھ سال سے

قادیانی صاحبان کو بہت ناخوش گوار نظر آتے ہیں چنانچہ قادیانی مذہب کی موجودہ حالت کا جو درد انگیز نقشہ خود خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے بے تاب ہو کر کھینچا ہے وہ تمہید دوم میں قابل ملاحظہ ہے۔ قادیانی جماعت کی اس وقت ملک میں جو حیثیت خود قادیانی صاحبان کو نظر آتی ہے وہ ذیل میں ملاحظہ ہو: ۔

> میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اور ان احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے میں نے عقلی بالطبع ہو کر اس امر پر غور کیا ہے۔ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آتی ہم نے ہر ایک کی خدمت کی ہے اور خدمت کرنے کے لئے اپنی عزت کی قربانی کی۔ ماریں کھائیں۔ گالیاں کھائیں۔ احراری اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلافات کی برداشت کر سکتے ہیں (حالانکہ وہ اختلافات ناقابل برداشت ہیں) مگر ان کی حکومت سے وفاداری برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم نے گورنمنٹ کی خاطر اس قدر تکالیف اٹھائیں مگر اس سے کیا لیا ...... ہمیں نہ تو ملک کی خدمت سے کچھ ملا اور نہ حکومت کی خدمت سے۔ سوائے اس کے کہ گالیاں کھائیں ماریں کھائیں ۔
>
> ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبد اللطیف کو اس لئے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا ہے ۔
>
> دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب جرمنی میں

جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے ان کی مکمل فہرست آخر میں بطورِ ضمیمہ شامل ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ یہ تالیف تمام تر قادیانی اکابر اور بالخصوص خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں پر مبنی ہے۔ مختصر یہ کہ جن جملہ ایک سو بیس کتب و رسائل و اخبارات کے جن سے اقتباسات لئے گئے ہیں ایک سو پانچ خود قادیانی صاحبان کی تصنیف و تالیف و تحریر ہیں۔ اور ان میں بھی نصف یعنی پچاس سے زیادہ خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابیں شامل ہیں اور صرف پندرہ کتابیں اور رسالے مسلمانوں کے شریک ہیں اور ان میں بھی پانچ تو طب سے متعلق ہیں۔ فالحاصل یہ کتاب "قادیانی مذہب" کو خود بانی مذہب اور اکابر مذہب کی زبان سے بیان کرتی ہے۔ اور یہی طریق اسلم ہے۔ اس کے سوا تین رسالے "قادیانی جماعت" "قادیانی حساب" اور "قادیانی کتاب" جو بطورِ جواب کے لکھے گئے۔ اس ایڈیشن کے آخر میں بطورِ ضمیمہ شامل ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت الاسلام حیدرآباد دکن
ماہ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

تعلق رکھتے ہیں تو پھر ان کا احمدی فرزند دینا صریح دھوکا دہی اور فریب کاری نہیں تو اور کیا ہے۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۱۲
مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی سلسلے میں اخبار الفضل نے لاہوری جماعت کو طعن دیا ہے کہ:۔

> خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقاء کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیان خلافت یعنی لاہوری جماعت کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور، نئی نسل قادیانی مبادی سے متزلزل اور متنفر ہیں۔ ع۔ رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دو سال کے اندر ہی اندر کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن ماہ محرم ۱۳۵۳ھ میں تیار ہو گیا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ پانچ فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے۔ چھوٹی تقطیع، حجم تقریباً ستر صفحے۔

دوسرا ایڈیشن البتہ ایک مستقل کتاب بن گیا۔ گیارہ فصلیں جن کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات۔ متوسط تقطیع حجم تقریباً ۲۵۰ صفحے۔ موجودہ تیسرے ایڈیشن میں جس قدر اضافہ ہوا وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہیں یا بالفاظ دیگر ڈیڑھ سو جدید عنوانات شریک ہوئے اور ان سب کے ساتھ بطور امتیاز علامت (ج) درج ہے اس کے سوا تقریباً چالیس سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ان کے سامنے بھی بطور امتیاز علامت (م) مرقوم ہے۔ خلاصہ یہ کہ تخمیناً ستر فی صدی مضامین تیسرے ایڈیشن میں اضافہ ہوئے۔

مولانا الیاس برنی صاحب ایم اے ناظم دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے قادیانی عقائد کی اصلی صورت اس فرقہ کی مستند کتابوں سے عبارتیں اخذ کر کے دکھا دی ہے جس سے ہر شخص قادیانی دجل سے واقف ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے علمی طبقہ میں اور جدید تعلیم یافتہ گروہ میں اس کتاب کی دھوم مچ گئی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب مناظرہ کی نہیں ہے لیکن مناظرے کے مقصد پر اس سے بہتر کتاب کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔

(اخبار منادی دہلی مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۳۵ء)

مولوی الیاس برنی معاشیات کے ایک مستند عالم ہیں جن کی کتابیں اردو زبان میں اس فن پر شاید سب سے زیادہ ہیں لیکن وہ ایک معاشی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متکلم اور مناظر بھی ہیں اور عجب یہ ہے کہ وہ جتنے بلند پایہ معاشی ہیں اتنے ہی ذہین متکلم اور کامیاب مناظر بھی ہیں۔ ان کی یہ کتاب رجب ۱۳۵۱ھ میں تالیف ہوئی۔ ایک سال کے اندر ہی یعنی اوائل ۱۳۵۲ھ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا اور محرم ۱۳۵۴ھ میں تیسرا ایڈیشن تیار ہو گیا۔ پہلے یہ کتاب سو صفحے کا ایک چھوٹا سا رسالہ تھا دوسرے ایڈیشن میں ۲۵۰ صفحے ہو گئے اور اب تقریباً ۱۰۰۰ صفحات ہیں۔

پروفیسر الیاس برنی جیسے سنجیدہ اور متین مصنف کی تصنیف میں لہجے کی متانت و سنجیدگی، حوالے کا اہتمام، نقل کی احتیاط اور ذاتیات سے علیحدگی کی جس قدر امید کی جا سکتی تھی وہ اس کتاب میں پورے طور پر نمایاں ہے اور قادیانی مذہب کے متعلق ہر قسم کی معلومات بلا حاشیہ آرائی جس قدر مستند مواد سے اس کتاب میں جمع ہیں وہ اور کتابوں میں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے قادیانی فرقے میں اگر ہر مرتبہ ہلچل پڑ گئی تو کوئی عجب نہیں اور یہی اس کی افادیت اور کامیابی کی سب سے روشن دلیل ہے۔

(رسالہ فاران بجنور بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید چہارم

یہ کتاب "قادیانی مذہب" کچھ ایسی مقبول ہوئی کہ تیسرے سال کے اندر ہی اس کا چوتھا ایڈیشن نکل گیا۔ اور تحقیق کا سلسلہ کچھ اس طرح پھیلا کہ ہر جدید ایڈیشن سابقہ ایڈیشن سے کیفیت اور کمیت میں بہت بڑھ گیا۔ اس جگہ نئے ایڈیشن کی خصوصیات بیان کرنے سے قبل ضرور ہے کہ تیسرے ایڈیشن کا حساب پڑتال لیں۔ اول یہ کہ ملک میں اس کے متعلق کیا رائے قائم ہوئی۔ دوم یہ کہ اس دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے۔ سابقہ ایڈیشنوں کی تمہیدات میں بھی یہ تنقیحات شریک رہی ہیں۔ اس طرح اس کتاب کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ قادیانی تحریک کے پھیلنے بھی پیش نظر ہو جائیں گے۔ اور آئندہ تاریخ میں کام آئیں گے۔

بریلی۔ دیوبند۔ لکھنؤ۔ دہلی۔ لاہور اور دیگر مقامات کے سربرآوردہ علماء نے بہ یک زبان اس کتاب کی از حد تعریف کی اور اس کو بہترین محاسبہ تسلیم کیا۔ ان سے بڑھ کر جدید تعلیم یافتہ طبقوں نے اس کی قدر کی اور مذہبی مباحث کے قطع نظر اس کو نفسیاتی تحقیق کا ایک علمی کارنامہ شمار کیا۔ اور اس سے جو اخلاقی۔ تمدنی اور سیاسی پہلو نمایاں ہوئے ان کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مدعی نبوت میں کیا کیا ہنر تھا۔ اور نگہداشت کی کس درجہ ضرورت ہے۔ چنانچہ آج علماء سے بڑھ کر قومی لیڈر اس کتاب کی اہمیت محسوس کرتے ہیں بلکہ اکابر ملت سر محمد اقبال نے تو دوسرے ہی ایڈیشن پر رائے دی تھی کہ یہ کتاب ملک میں وسیع پیمانے پر شائع ہونے کے قابل ہے۔

اخبارات و رسائل نے تیسرے ایڈیشن پر جو تبصرے کئے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ ذیل میں درج کرتے ہیں: —

کتب سے اخذ کئے ہیں تاکہ عطائے شما بہ لقائے شما کا مصداق ہو سکے۔

قادیانی مذہب کی تاریخ کا لب لباب ہے جس کی نشو و نما اور ارتقاء کو بہ تدریج بیان کیا ہے۔ مرزا صاحب آنجہانی کے خیالات اور اعتقادات میں جو تبدیلیاں احوال زمانہ کی روش کے ساتھ ساتھ ہوئیں ان کا بیان نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے اور قادیانی مذہب کے چہرے سے نقاب اتار کر دنیا کو اس کی اصلیت سے آگاہ کر دیا ہے۔

اس مرتبہ میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جسے دل آزار یا خلاف تہذیب کہا جا سکے۔ دوست دشمن سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ بہرحال پروفیسر صاحب اس علمی کارنامے کے لئے ہزاروں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

(رسالہ صوفی پنڈی بہاء الدین ماہ جولائی ۱۹۳۳ء)

قادیانیت کی تردید میں اب تک علماء نے سینکڑوں رسالے اور کتابیں شائع کر دئے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ خالص مذہبی مولویوں کے قلم سے نکلی ہوئی ہیں جو انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنیت سے ذرا سی مناسبت نہیں رکھتیں اس لئے اپنے مقصد میں بھی زیادہ موثر نہیں ثابت ہوئی ہیں۔ حال میں سر اقبال اور سر راس مسعود وغیرہم کی تحریروں کے باعث بحث کا رخ بدلا ہے اور اب یہ ماجرا جدید طبقہ میں بھی معرض بحث ہو گیا ہے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب اس سلسلہ میں السابقون الاولون میں شامل ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور وہ ترتیب زمانی میں سر اقبال وغیرہ سے بھی اس باب میں مقدم ہیں۔ ان کی کتاب قادیانی مذہب کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جو بلحاظ اضافہ ایک جدید اور مستقل کتاب کے حکم میں ہے۔ اور اس میں قادیانی مذہب کے اسرار کو ایک جدید پیرایہ پر طشت از بام کیا گیا ہے جو دلچسپ بھی ہے اور دل نشین بھی۔

اس ضخیم تالیف میں مؤلف نے کمال یہ کیا ہے کہ خود بحث ہی کی

جناب الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کے نام نامی اور
اسم گرامی سے کون واقف نہ ہوگا۔ آپ نے دنیائے تالیف و تصنیف
میں وہ کار ہائے نمایاں کئے ہیں جن کا زمانہ مداح ہے۔ آپ نے مذہبیات
میں بھی بڑی تحقیق اور جستجو کی ہے اور "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
نامی کتاب تالیف کی ہے۔ جس کا نیا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ قادیانی
مذہب کے خلاف سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی لیکن
اس بحر سے کہ ان میں غوطہ لگا کر جو دُرِ مکنون پروفیسر صاحب نے نکالا ہو
وہ کم غواصوں کو نصیب ہوگا شروع سے آخر تک کتاب مذکور پڑھ جائیے
آپ ایک لفظ بھی ایسا نہ پائیں گے جو پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے
ایزاد کیا ہو۔ مرزا صاحب آنجہانی کے خاندان اور پیدائش سے لے کر موت
تک کے واقعات بڑی کاوش اور محنت سے لکھے ہیں مضمون مسلسل ہے کہیں
ایک لفظ بلکہ حرف کا بھی سکتہ نہ ہوگا۔ لیکن حیرت اور کمال تعجب کا مقام ہے
کہ یہ تمام الفاظ خود مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی کتابوں سے اخذ
کئے گئے ہیں۔ ترتیب میں جو کمال پروفیسر صاحب نے کیا ہے اس کی نظیر
اگر ناممکن نہیں تو فی زمانہ محال ضرور ہے۔

کتاب کیا ہے قادیانی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا ہے جو چیز آپ کو
ہزاروں کتب اور رسائل پڑھنے سے میسر نہ ہو سکے گی وہ آپ "قادیانی مذہب
کے علمی محاسبہ" میں پائیں گے۔ ہم نے بھی قادیانی لٹریچر کا مطالعہ بہت کیا ہے
لیکن جو حوالجات پروفیسر صاحب نے ترتیب دئے ہیں ان میں سے
بہت سے ایسے تھے جو ہماری نظر سے نہ گزرے تھے۔ انداز بیان نہایت
ہی عالمانہ اور شریفانہ ہے طرز تحریر دل پسند اور جاذب توجہ ہے استدلال
معقول اور دیانت سے مملو۔ کوئی بات بغیر حوالہ نہیں لکھی جو مضمون بیان
کرنا چاہتے تھے اس کے لئے الفاظ اور فقرات مرزا صاحب آنجہانی کی

استیصال کے لئے آستین چڑھا چکی ہے تو دوسری طرف سرور ظفر علی خان کا شدید ترخامہ ان کے تعاقب میں سرپٹ چھوٹا ہوا ہے اور حال میں علامہ سر اقبال ادام اللہ فضلہ وطول اللہ عمرہ کے اس دور انگیز حقیقت خیز مقالے نے ہمالیہ سے راس کماری تک ہل چل ڈال دی ہے جس میں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے فلسفیانہ پہلو کو قدرتی قانون پر منطبق کر کے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کا عظیم شرف حاصل کیا ہے۔ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ۔

لیکن جدید مجلے کی تمام کاوشوں میں سب سے زیادہ منظم باضابطہ متین و سنجیدہ مشترکہ، واقعی ہیں وہ عظیم و خطیر کارنامہ ہے جس کے بے قدر صلے ہاتھوں نے مسلم یونیورسٹی کے ایک ہونہار سپوت عثمانیہ یونیورسٹی کے جلیل القدر استاد۔ پروفیسر الیاس برنی ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی ناظم دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی کو منسوب کیا۔

قادیانی بہر صورت اب تک ملک میں اپنی معاشی اور ادبی ضمانت کی بنیاد پر شہرت رکھتے تھے۔ لیکن دو سال ہوئے ہیں کہ حیدر آباد میں ایک شر پیدا ہوا جس سے خبر کا عظیم تنتنہ بلند ہوا۔

پروفیسر مذکور نے ایک تقریر کی تھی جس کا قادیانیوں سے دور کا بھی تعلق نہ تھا زیادہ سے زیادہ انہوں نے اسلام کے نظریۂ ختم نبوت کی عالمانہ تحلیل یا تشریح کی تھی لیکن قادیانیوں نے برنی صاحب کو بھی بے کس بے زبان مسلمانوں پر قیاس کر کے "زینت بابہ" کے ساتھ بھی بازی گری کا ارادہ کیا جب عادت ایک رسالہ شائع ہوا جس میں برنی صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تذکرہ اپنی تقریر میں کیوں کیا ...... ظاہر ہے کہ ایک مسلمان اس مطالبہ پر جس قدر برہم ہو سکتا ہے برنی صاحب بھی ہوئے لیکن بجائے کسی لفظی

گیا ہے بلکہ خود مرزا صاحب بانی فرقہ کی تحریروں سے ان کے اقتباسات لے کر انہیں ایک خاص ترتیب اور سلیقہ مندی سے مرتب کر دیا ہے جس سے مرزا صاحب کے دعوے اور تعلیمات اور خود ان کی زندگی کے سارے خدوخال نظر آجاتے ہیں۔ وہی صورت چینی نقاشوں کے مرقع کا مشہور قصہ جو چلا آرہا ہے کہ چینی نقاشوں نے بڑی محنت سے دیوار پر نقش و نگار بنائے۔ رومی ہنرمندوں نے اور کچھ نہ کیا صرف یہ کیا کہ مقابل کی دیوار کو صیقل کرکے آئینہ بنا دیا اور جوں ہی پردہ اٹھا ساری چینی نقاشیاں جو دوسری دیوار پر تھیں منعکس ہوگئیں برنی صاحب کا فن نقاشی بھی کچھ اسی قسم کا واقع ہوا ہے۔ مصنف نے مرزا کا چہرہ خود مرزا کے آئینے میں دکھا کے رکھ دیا ہے۔ اور خود الگ کھڑے ہو گئے ہیں۔

دلچسپی سے کتاب کا کوئی صفحہ خالی نہیں عبارت کسی جگہ بھی مناظرانہ کتاب کی نہیں ناول یا افسانہ کی معلوم ہوتی ہے جا بجا قلم کی شوخیاں اور مصنف کی ذہانتیں اس پر مستزاد ہیں۔

(اخبار صدق لکھنؤ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۵ء)

(الفرقان) پچاس سال کا ایک عظیم فتنہ جس میں ہندوستان کے غریب تعلیم یافتہ مسلمان اور شاید حکومت انگریزی بھی مبتلا ہو گئی تھی اب اس کا پردہ چاک ہوا چاہتا ہے اور [illegible] تحریک میں جہاں تمام فساد پیدا ہو چلا ہے معلوم ہوا نہیں کہ قادیانی جماعت اور حکومت کے تعلقات اس نوبت تک پہنچ چکے ہیں بلکہ یہ ایک نعمت کی طرح سے ہے۔ جب مولانا غور کیا کہ قادیانی بحث و مباحثہ جو اب تک خاص ہی رہا اور زندگی کا عمل ہر لحاظ اور مناظرہ کے چند دوستداروں کا ایک مذہبی مشغلہ سمجھا جاتا تھا جو تعلیم یافتہ طبقے کی نگاہ میں بیکار [illegible] ہو گئی ہیں ایک طرف جماعت [illegible] ایک مستقل [illegible] ہے وہ اس تحریک کے

رہیں ایک سو پانچ کتب قادیانی ان میں سے نصف خاص مرزا صاحب کی
تصانیف ہیں۔ باقی نصف دیگر قادیانی صاحبان کی۔

(قادیانی مذہب ص۹۹۵)

(۲) برنی صاحب نے اپنی طرف سے جو کچھ کام کیا ہے وہ عنوانات اور سرخیوں کے قائم کرنے میں کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوت اجتہاد و قوت درسی۔ ذوق نکتہ رسی کی جو داد ان عنوان بندیوں میں انھوں نے دی ہے یہ ان کا مخصوص حصہ ہے۔

(۳) اس کے سوا ترتیب ایسی رکھی ہے کہ تمام امر کو منطقی استدلال نفسیاتی تحلیل، تاریخی تسلسل اور تدریجی ارتقا کی ایک سلیس اور دلچسپ کتاب جو چاہو تو دو ناظرین کی بشاشت طبع کو باقی رکھنے کے لئے سرخیوں میں ایسی جان معلوم ہے کہ پڑھنے والا ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد اس وقت تک کسی دوسرے مشغلہ میں اپنے کو لگا نہیں سکتا جب تک اس کو ختم نہ کرے۔

پروفیسر برنی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا کام انجام دیا ہے۔ جزاہ اللہ عنی و عن الاسلام و عن رسول الاسلام و عن القرآن خیر الجزاء۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر علماء کی جماعت شرح صدر اور وسعت قلب سے کام لے تو برنی صاحب کے اس کام کو ایک تجدیدی کام قرار دے سکتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم۔

(انگریزی نوٹ کی انگریزی تنقید مندرجہ اخبار
"صدق لکھنؤ مورخہ کم اگست ۱۹۳۲ء")

• گوناگوں اسباب کی بدولت اس دوران میں جو آثار نمودار ہوئے وہ بھی قابل توجہ ہیں ان کا ایک سادہ خاکہ خود قادیانی صاحبان کے بیانوں سے ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

دن رات کی عرق ریزی کے ساتھ انہوں نے قادیانی لٹریچر کی ذرا ذرا سی بات جمع کر دیا۔ اور بڑی تدبیروں سے انہوں نے جب اس جماعت کے پیشوا اور اس کے معتبر اہل قلم، مرزا صاحب کے معتقدین و خلفاء کے بیانات جمع کر لئے تو بجائے شاعرانہ مجادلہ و مناظرہ کے خاص علمی رنگ میں انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ "قادیانی مذہب" کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ برنی صاحب کے قلم سے یہ کتاب کچھ ایسے انداز میں عمل پذیر ہوئی کہ اعتراض اور شک بہت کم ہی رہ گئی ہو۔ ڈیڑھ سال کے عرصے میں بہت سے اضافوں کے ساتھ اس کے دو ایڈیشن چھاپنے نکالنے پڑے۔ بڑھتی ہوئی مانگ دیکھ کر کچھ چند مہینوں بعد پروفیسر صاحب مذکور نے اور بھی محنت سے کام لیا۔ وقت اور روپیہ کی ایک بڑی مقدار اس کتاب کی ترتیب میں صرف کی۔ حال میں ۸۰۰ صفحات پر اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بڑی آب و تاب کے ساتھ پریس سے نکلا ہے

واقعہ یہ ہے کہ اب تک قادیانی تحریک کے متعلق جتنی کتابیں رسالے مضامین شائع ہوئے ہیں ان سب سے اس کتاب کا رنگ بالکل نرالا ہے بالخصوص چند خوبیاں خاص طور پر اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔

(۱) سب سے بڑی خصوصیت جو پروفیسر موصوف نے اپنی کتاب کی رکھی ہے کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کی تحریک کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے جہاں تک ممکن ہو خود مرزا صاحب یا ان کے معتبر اصحاب و خلفاء کی کتابوں سے خود ان ہی کے الفاظ میں ہو۔ برنی صاحب نے جس اہتمام اور محنت کے ساتھ اپنے ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے خود ملاحظہ فرمانے کے لائق ہے

*کل ایک سو بیس کتابوں سے مواد لیا گیا۔ جن میں سے ایک سو پانچ قادیانی ہیں اور صرف پندرہ غیر قادیانی۔ ان پندرہ میں سے بھی صرف چار قادیانی مذہب کی تنقید میں ہیں۔ باقی پانچ فن طب سے متعلق ہیں چند اخبارات و رسائل ہیں جن سے بعض واقعات نقل کئے گئے ہیں۔

نام بھیجا گیا کہ جماعت احمدیہ کی حالت گورنمنٹ کی نگاہ میں مشتبہ ہے اس لئے اس کے افراد کا خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ سرکلر تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو یا اکثر اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجا گیا۔ کیونکہ متفرق جگہوں سے اس سرکلر کی تصدیق ہوتی ہے۔ میں نام نہیں لے سکتا لیکن ایک جگہ سے تو اس سرکلر کے الفاظ تک ہمیں معلوم ہو گئے تھے۔ اب اگر گورنمنٹ کے بعض افسروں کے خیالات میں تبدیلی بھی ہو گئی ہے۔ تو چونکہ حکومت کی طرف سے سرکلر جاری ہو چکا ہے اس لئے بالعموم افسر اس سرکلر کا خیال رکھیں گے اور ملازمتوں اور ٹھیکوں وغیرہ میں ہماری جماعت کے افراد کے حقوق کو پامال کیا جائے گا۔ چنانچہ بعض جگہ ایسا ہوا بھی ہے کہ بعض احمدی جو اچھے قابل تھے ان کے حقوق کو افسران بالا نے بہت نظر انداز کر دیا گیا۔ جو پہلے حالات کے لحاظ سے ناممکن تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

اسی طرح مجھے شملہ سے ایک خط آیا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن ایک ذمہ دار انگریز افسر سے ملنے گئے۔ اس افسر نے کہا آپ کیسے آئے انہوں نے کہا آپ ہمارے دوست ہیں اس لئے ملنے آ گیا اس افسر نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ میں آپ کا دوست تھا مگر معلوم نہیں آئندہ بھی ایسا رہ سکوں گا یا نہیں . . . . اسی طرح انگلستان سے خطوط آئے ہیں۔ ان میں ایسی رپورٹوں کا ذکر ہے جن میں بلاوجہ ہم پر الزام تراشے گئے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
نمبر ۹۰ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء)

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بات کھول دی کہ کسی انسان پر

خود مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں۔ اور ان کے بعد قادیانی صاحبان نے اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ سرکار انگریزی اور قادیانی تحریک میں چولی دامن کا ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ چنانچہ سیاسیات کی فصل ان مضامین سے لبریز ہے لیکن نہ معلوم کیا صورتیں پیش آئیں کہ قادیانی صاحبان نے بے اعتنائی سے لے کر بظاہر تک سرکار انگریزی کے خلاف شکایات شائع کرنی شروع کر دیں۔ اس کا بھی کافی مواد سیاسیات کی فصل میں شریک ہے۔ قادیانی جذبات کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:۔

> پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ احمدیوں کے ساتھ ہے اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ ہم پر ظلم کرنے سے رکے ہوئے تھے۔ اور یہ صورت حالات اتنی واضح تھی کہ حکومت پنجاب کے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے افسر نے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے جب کہ وہ ابھی حکومت ہند میں نہیں گئے تھے کہا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ حکومت آپ کی حمایت یا کسی قسم کی رعایت کرنے کو تیار نہیں تو آپ کو اس سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔
>
> (میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۵ء)

> دوسری بات جو پہلے تھی وہ حکام وقت کا رعب و دبدبہ ہے پہلے ہمارے دشمنوں کو کبھی کبھی سرکاری افسران کی طرف سے چشم نمائی بھی ہو جاتی تھی اور اس طرح وہ اپنی شرارتوں میں نہ حد سے گزرتے تھے بعض شرارتوں کا سلسلہ کسی انتظام میں زیادہ دیر تک قائم رہ سکتا تھا لیکن اب مخالفت کی شدت سے گورنمنٹ بھی دب گئی ہے۔
>
> ([illegible] مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۹۶ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۵ء)

گورنمنٹ نے ایک خفیہ سرکلر جاری کیا کہ جو قریباً تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کے

تمہید چہارم

اور مسلمانوں میں بالخصوص بے چینی پیدا ہوئی کہ اس کو نظر انداز کرنا خالی از خطر نہیں ہے اور انسداد کی ضرورت ہے چنانچہ خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اس بیداری کا اچھا نقشہ کھینچا ہے ملاحظہ ہو:-

> اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت اور جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادے سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لا کر کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک منظم صورت میں جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔ پھر احرار کی جماعت میں شامل ہو گئے [illegible] اور ذاتی فوائد کے حصول کے لئے یا بعض افراد سے ذاتی بغض و عناد نکالنے کے لئے انہوں نے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی۔ پھر پیر لوگ گدی نشینوں اور تعویذ نویسوں کی ایک جماعت اس میں شامل ہو گئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اپنے مقرروں کے ذریعے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کر دیا جہاں اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اس شورش و ہنگامہ کو دیکھ کر وہ منافقین کی جماعت جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اسی طرح لگی رہی ہے جیسے کھیتوں میں چوہے اس نے بھی اپنا سر نکالا اور خیال کیا کہ اوہو! آج خوب موقع ہے۔ آؤ ہم بھی انہیں بتائیں کہ ہم کچھ بہادری کر سکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح ادھر ادھر بل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔

جمعیۃ العلماء اس وقت تک خاموش تھی۔ کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں سے بغض و عناد ہے۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد کی توجہ اس طرف ہے تو اس نے خیال کیا ایسا نہ ہو

اعتماد نہیں کرنا چاہیئے ۔ وہ بزرگ جن کی جانیں بچانے کے لیے ہم اپنی جانیں پچاس سال تک قربان کرتے رہے جن کی عزتیں بچانے کے لیے ہم پچاس سال تک اپنی عزتیں قربان کرتے رہے ان پر بھی ہمارا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے ..... ہمیں یہ بڑا اطمینان تھا کہ ہم پر ایسی حکومت ہے جو منصف و عادل حکومت ہے مگر ہمارا یہ خیال صحیح تھا اور میں اب بھی کہہ سکتا ہوں کہ صحیح ہے مگر پھر بھی ہمارا اطمینان صحیح نہ تھا ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۰ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

وہ جس کو ناز تھا اپنے عمل اور صداقت کا
ہوا ہے راز فاش اس کی ملاوٹ اور گراوٹ کا
وہ جس کی سلطنت کے لیے خون بھی بہا دیئے
اور جن کی تقویت کے لیے اپنے بدن نثار دیئے
وہ آج اپنے دشمنوں کا آپ راز دار ہے
خلاف نفس اس کا ہر ایک فرمان اور قرار ہے

ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی اے گجراتی قادیانی کی نظم مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲ مورخہ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء)

روم کی حکومت نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا۔ مگر وہ مسیحیت کو نہ مٹا سکی۔ اسی طرح انگریز مجھے سولی پر لٹکا سکتے ہیں۔ تم سب سے ہر ایک کو لٹکا سکتے ہیں۔ ہم کو قید کر سکتے ہیں لیکن انگریز کیا اور دنیا کی سب حکومتیں مل کر بھی کسی شخص کی احمدیت کو مٹا سکیں ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء)

قادیانی تحریک کے منصوبے اور مقاصد واضح ہو گئے تو ملک میں

ہو رہی ہیں۔ شاعر اور دانشور بھی ان کے ساتھ ہیں سیاست داں بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زر ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے مگر! دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے خیر خواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے کئی دفعہ کہلا چکے ہیں کہ ان شدید مخالفت کے ایام میں میں خاموش رہوں مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ میں ہی کہتا ہوں۔ تم سارے مل جاؤ اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لئے اختیار کرو۔ قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو جو کبھی کھلا تمہاری تائید کرتے ہیں اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو جو نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں مگر اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں (قادیانی) سلسلے کے نظام پر ہنسی اڑاتے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ اور دن اور رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچاؤ اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے مل جاؤ۔ یاد رکھو تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ
اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۴ء

خود قادیانی جماعت کے [illegible] قادیانی استبداد سے بیزار ہو چکے تو خلیفہ صاحب نے منافقوں کے نام سے ان پر بھی خوب لے دے کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہاں کے بعض منافق بھی تیس مار خاں بننے لگے ہیں۔ کچھ تو علی الاعلان ایسی باتیں کرتے ہیں اور کچھ یہ

جماعت احمدیہ کو کچلنے کا سہرا احراریوں کے سر ہے جب اس نے بھی اعلان کر دیا کہ مسلمانانِ عالم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا استیصال کریں جب اس قدر شور سے اخبار نے جماعت احمدیہ کو خاموش ہوتے دیکھا تو ان میں سے آریہ سماج کے اخبار بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے وہ بھی اٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہو گئے ......

ہندوستان کے سیاسی لیڈر۔ جو کہ خاموش تھے کہ ملک کہنا چاہیئے کہ ان کا منشاء یہ ہے کہ [illegible] مذہب کے تفرقہ سے بچنا چاہیئے اسی واسطے کل ہند والے خاموش تھے یا کم از کم ظاہر میں خاموش تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ جماعت مخالفت سے ختم ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہم پیچھے کیوں رہیں اس خیال کا آنا تھا کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کر دیا۔ پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آگیا کہ ہم کیوں پیچھے رہیں اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب جو ہمیشہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے بول پڑے اور کہا کہ اسلامیہ کالج کا پرنسپل ایسی باتوں میں کیوں دخل دے اور کس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرے۔ پھر اس موقع سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور وہ بھی ہمارے مخالفین کی صف میں شامل ہو گئے۔ مگر میں ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں۔ پیرزادے بھی ہیں۔ جمعیۃ العلماء بھی ہے۔ اہل حدیث بھی ہیں دیوبندی بھی ہیں قادیان کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں۔ پادری بھی ان کے

کوئی کمزوری آنے دیں۔ جس دن تم احمدیت کے خلاف تلوار اٹھاؤ گے اس دن بس دو ہی صورتیں ہیں مطمئن کر سکیں گی۔ یا تو یہ کہ تم ایمان لے آؤ اور یا پھر یہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤ۔

منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہئے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے ان کا ہم سنگ دل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہو گا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

لیکن سب سے زیادہ قادیانی صاحبان جمعیۃ احرار سے ناراض ہیں چنانچہ میاں صاحب نے ان کو بھی چیلنج دیا۔ چیلنج کرنے کے اسباب تو جلد ظاہر ہو گئے لیکن چیلنج [illegible] کا مقصد حاصل نہ ہو سکا چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

[illegible] بات بھی یہ کہہ دینا چاہتا ہے کہ ہم نرم طبائع رکھتے ہیں فسادی نہیں ہیں لیکن تمہاری ایک ایک قربانی کے مقابلہ میں ہم دس دس چیلنج کر کے بھی خوش نہیں ہوں گے۔ ہم اس وقت تک [illegible] سانس نہیں لیں گے جب تک تم لوگ یا تو بیزار ہو اور یا پھر تم سے [illegible] ہم دنیا سے فنا کر دیں اور تمہاری پارٹی کو توڑ نہ دیں۔ ہمارے [illegible] اب دو ہی صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ تم مومن ہو جاؤ اور دوسرے یہ تم پراگندہ ہو جاؤ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۵ء)

ابھی چند ہفتے ہوئے میں نے ایک مجمع [illegible] زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکل جا رہی ہے اور میں ان کی شکست قریب آتے دیکھ رہا ہوں اب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ زمین [illegible]

طاقت تو نہیں رکھتے۔ ہم نے علیحدہ علیحدہ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ ہم سے کسی کو جماعت سے نکالیں تو سہی ہم ایک جماعت ہیں۔ ...... منافق دو قسم کے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو روپیہ یا عورت کی خاطر افسروں کو جا کر غلط باتیں بتاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو حکام سے ملتے ہیں۔ یہ بے غیرت اور بے شرم کہلانے کو تو احمدی ہیں مگر یہ ان لوگوں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دینا کوئی بات ہی نہیں اور میری مخالفت کے لئے وہ ہر ایک سے دوستی کرنے کو تیار ہیں...... مجھے ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم ہیں لیکن جیسا کہ میرا اصول ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو اصلاح کا موقع دیا جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک شہادت شرعی موجود نہ ہو میں شرعی سزا نہیں دیا کرتا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۴ء)

بالآخر خلیفہ صاحب قادیان نے حکومت کو، مسلمانوں کو، اور خود اپنے نام نہاد منافقوں کو کھلا چیلنج دے دیا جو اعلان جنگ سے کم نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:-

حکومت سے کہہ دو کہ ہم خیر خواہ اور امن پسند ضرور ہیں۔ مگر یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ سلسلہ کی عزت کو کم کیا جائے۔ اور اب ادب سے لیکن کھول کر حکومت کو یہ سنا دو کہ ہم سے یہ امید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حکام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی ان کے آگے ہمیشہ سر جھکائے رکھیں۔ ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔

مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہارے لئے ہم ہمیشہ قربانی کرتے آئے ہیں۔ اور کرتے رہیں گے لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ احمدیت میں اس وجہ سے

خبر میں بھی کافی صراحت موجود ہے ملاحظہ ہو: —

> یہ بھی خطرہ کچھ کم نہیں ہوا صرف اس نے اپنی شکل بدل لی ہے ورنہ خطرہ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ میں اس کی تفصیلات بیان نہیں کر سکتا مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خطرہ پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی اور عوام کی طرف سے بھی جب انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ قوم (قادیانی) بیوقوف نہیں کہ یوں ہی میدان سے ہٹ جائے اس کے حملے نے اب حقیر منظمانہ شکل اختیار کر لی ہے۔
>
> (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۶۰ جلد ۲۲ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۵ء)

لاچار خود قادیانی جماعت بھی عام طور پر اس ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور ڈھیلی پڑ گئی تو خلیفہ صاحب نے ان کی بھی خوب خبر لی اور اپنے ڈکٹیٹر بننے کا اعلان کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

> گزشتہ سال میں نے خطبات کے بعد یہ بھی کہا تھا کہ اب کئی سال تک جماعت کو جگانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی لیکن ابھی دو ماہ ہی گزرے ہیں کہ سستی پیدا ہونے لگی ہے۔ ایک دو ہی دن ہوئے میں نے ایک اور رنگ میں بات کی تھی مگر ناظر صاحب بیت المال نے خیال کیا کہ میں نے کہا ہے کہ میں تحریک جدید کے لئے اس سال چندہ کی تحریک نہیں کروں گا اور اس بناء پر بہت خوش ہوئے کہ اس تحریک سے چندہ عام کی ادائیگی میں سستی پیدا ہو گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارکن جماعت کے سستوں کا بوجھ محسوس کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن میں نے گزشتہ سال یہ اعلان کر دیا تھا کہ اب میں سستوں کی پرواہ نہیں کروں گا اور جو مستعد ہیں ان کو آگے لے جاؤں گا۔ ہم سونے والوں کو جگاتے رہیں گے مگر جو نہیں جاگیں گے ان کو چھوڑتے جائیں گے۔
>
> پچھلے سال میں نے بتایا تھا کہ میں نے جس قربانی کا مطالبہ کیا ہے

نکل گئی۔

تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار
الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۰۵ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۳۵ء

ہماری جماعت کے لئے بے شک پچھلے ایام میں ایسا طوفان بلا آیا کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ معلوم نہیں اس فتنہ کی حد کب آئے گی اور کہاں ہو۔ ہر [illegible] کہا جاتا تھا کہ احرار جیت گئے اور سلسلہ احمدیت تباہ ہو گیا ہے۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا ——— " جیسے میاں محمود احمد صاحب کو شاید معلوم تھا جب کہ انہوں نے کچھ دن قبل پیشگوئی کی تھی کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکل جا رہی ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] امرتسر [illegible] کے پاس رکھا ہوا تھا جو کچھ شہید گنج کے انہدام کے سلسلے میں ظاہر ہو رہا ہے جس سے مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ احرار جو ہماری مخالفت خدمت اسلام کے نام سے کر رہے ہیں وہ جھوٹے تھے۔ [illegible] قربانی کرنے [illegible] آپ ہی [illegible] قربانی کے لئے کام کرتے ہیں اور مذہب [illegible] حضرت [illegible] کے گھر کے لئے بھی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لاہور میں سکھوں نے جو شہید گنج کی مسجد شہید کی تو قادیانی صاحبان خوش تھے اور منتظر تھے کہ احرار کٹ مریں گے اور قصہ پاک ہو جائے گا لیکن احرار نے آئینی اور قانونی تدبیر کو مقدم سمجھا اور جدوجہد کو عام کاروں کی بھی [illegible] قرار پائی اس لئے قادیانی صاحبان کو مایوسی ہوئی۔ [illegible]

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان)
جلد ۲۳ نمبر ۹۳ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء

یوں تو خلیفہ صاحب قادیان کو دنیا جہان سے مخالفت کا شکوہ ہے لیکن پھر بھی حکومت سے اور احرار سے بدگمانی کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی راز داری کی

وفاداری رکھنے والی رعیت میں اس کے کام آنے والی جماعتوں یعنی
قادیانیوں کو اس سے منقطع کرنے کے لئے جو پروگرام تجویز کیا تھا وہ ہمارے
صوبہ کی عاقبت نااندیشی اور کوتاہ نظری کے باعث بہت حد تک کامیاب
ہوتا جارہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پرجوش وعدے کر رہے ہیں اس کا وقت آن پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگائیں اور چندہ دو اخفاء میں سلسلے کی خاطر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں بلکہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ آپ موعودہ قربانیاں پیش کریں اور خدا کی راہ میں ممکن ہے آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی ایذاؤں کا تحمل ہونا پڑے۔

قادیانیوں کی میس لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام۔ تقریر میاں محمود احمد صاحب
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ
مطابق ۲۰ اگست ۱۹۳۴ء

قادیان ۵ جولائی ۱۹۳۵ء آج حضرت نے یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے مسجد اقصیٰ میں حکومت کے افسران اور ان کی ناقابل برداشت بدزبانیوں اور بدسلوکیوں کا ذکر فرماتے ہوئے نہایت ہی دردناک خطبہ ارشاد فرمایا جس کے دوران میں سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں اور کوئی آنکھ آنسو بہانے سے باز نہ رہ سکی۔ یہ خطبہ ان شاء اللہ بہت جلد درج اخبار کیا جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۴ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء)

یہ بہت ہی کم ہے آئندہ کے لئے جو اسکیم میرے مد نظر ہے وہ بہت بڑی قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے اور اب بھی جو لوگ کمزور ہوں ان کے متعلق میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور جو باقی ہیں [illegible] حاضر ہوں اور اس صورت میں خواہ دس آدمی بھی میرے ساتھ ہوں [illegible] گا۔ فتح ان ہی کی ہوگی۔

پس ان حالات میں اب میں نہ ماں باپ کی پروا کروں گا نہ انجمن کی نہ افراد کی اور نہ جماعتوں کی اور نہ مشوروں سے کام کروں گا اب تو یہی ہے کہ جو ہمارے ساتھ چل سکتا ہے چلے۔ اور جو نہیں چل سکتا وہ پیچھے رہ جائے اس میں اب کوئی تبدیلی کرانے کو تیار نہیں ہوں اب قربانی کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ ہوگا جو اس کو رد کرتا ہے وہ نقصان اٹھائے حتیٰ کہ جو انگلی اٹھا کر بھی کوئی اعتراض کرے گا میں اس کو جماعت سے علیحدہ کروں گا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۳ نمبر ۴۹ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء)

پھر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی جماعت کو جوش دلایا کہ موت تک کے واسطے تیار ہو جائیں ملاحظہ ہو:—

برادران کرام! گزشتہ دو سال کے عرصہ میں ہم شاید سینکڑوں چٹھیات لکھ چکے ہوں گے اپنی مظلومیت اور بعض سرکاری حکام کی [illegible] کی داستان ذمہ دار ارکان حکومت تک پہنچائیں اور بعض وفود ملاقات کے ساتھ [illegible] پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے متعلق کانگرسی اصحاب کا یہ مشہور قول بالکل درست ہے کہ وہ بہت اونچا سنتی ہے۔ ہمیں نہایت ہی افسوس ہے کہ مجلس احرار نے حکومت کے

پھر یہ گیا [illegible] ہاتھ سے گیا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ [illegible] الفضل قادیان مورخہ

[illegible])

عام جماعت کے ساتھ ساتھ کارکنوں نے بھی شاید [illegible] خلیفہ وقت کے مقابل خودرائی اور خودسری شروع کر دی چنانچہ [illegible] خلیفہ وقت کی شکایت قابل ہمدردی معلوم ہوتی ہے ملاحظہ ہو:-

کئی لوگ ہیں [illegible] اور وہ میری باتوں کو سنتے ہیں جو تجاویز میں پیش کروں [illegible] چلانا چاہتے ہیں تدابیر بتاؤں ان کو [illegible] کارکنوں میں [illegible] اور وہ کچھ کرتے [illegible] مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے [illegible] کے نقشے [illegible] شان [illegible] کچھ کہتا ہوں وہ [illegible] ایسے چلتے ہیں [illegible] پیچھے جاتے ہیں [illegible]

گویا کہ خلیفہ وقت جو کچھ کہتا ہے [illegible] ہے خلیفہ سے جو کچھ [illegible] وہ یہ سمجھتے ہیں [illegible] خلیفہ [illegible] ساتھ [illegible]

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ [illegible] الفضل قادیان

نمبر [illegible] جلد [illegible] مورخہ [illegible])

۳ قادیانیوں سے اگر کوئی پوچھے کہ اسلام کی زندگی کی کیا صورت

ہے تو ہماری طرف سے اس کا ایک ہی جواب ہونا چاہئے کہ

ہماری موت۔ موت! موت!!

پس تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد [illegible]

نمبر [illegible] مورخہ [illegible] جولائی [illegible])

د۔ مالی اس دوران میں مالی دقتیں بھی نمودار ہو گئیں۔ گو یہ اس قسم کی دقتیں

بالعموم کم ظاہر ہونے پاتی ہیں۔ تاہم یہ حالت مجبوری اعلان میں آ گئیں۔

احباب کرام کو معلوم ہے کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ پڑ گیا جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب بہت زیادہ زیر بار ہو گئی ہے اور معمولی بجٹ میں اسے اخراجات کا پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کچھ عرصہ سے انجمن کے کارکنوں اور مبلغین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ادا نہیں کئے جا سکتے اور بعض ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز پسند فرمائی ہے کہ اس وقت ایک نئی تحریک تیس ہزار روپیہ قرض کے لئے جماعت کے ان خاص احباب سے کی جائے جو محض ثواب کی خاطر خوشی سے اس میں شریک ہونا چاہیں۔

(اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] ستمبر [illegible] صفحہ [illegible])

اب میں یہ سوال کر لیتا ہوں کہ ہم نے اس تحریک پر کیا [illegible] لاکھ روپیہ صرف کیا۔ اس پر قابل غور امر یہ ہے کہ یہ روپیہ آیا کہاں سے . . . ہم پر تو ایک لاکھ چالیس ہزار قرض ہے دو دو ماہ کی تنخواہیں لوگوں کو نہیں ملیں

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء منقول از اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۵۰ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۵ء)

خلیفہ صاحب قادیان نے اپنے بچاؤ کی جو یہ تدبیر نکالی تو اس سے اپنے پرایوں کا اور شکوہ بڑھ گیا کہ اس درجہ غلط بیانی کی کیا گنجائش تھی۔ تکفیر کے حوالے میں قادیانی مسلک کس کو معلوم نہیں کتاب میں تو آئندہ بکثرت اقتباسات درج ہیں۔ فی الحال یہاں دو مختصر لیکن مستند حوالے ملاحظہ ہوں۔

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی نور الدین صاحب سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۳۰ ، ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء
واخبار بدر نمبر ۳ جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۱۲ء)

اب جبکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں، تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۲۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

قادیانی صاحبان کی لاہوری جماعت گو مختصر ہے لیکن نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ اور نمائش پسند ہے۔ اس نے پہلے ہی تاڑ لیا کہ مرزا صاحب کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر یہ چلنے والی بات نہیں ہے ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ چنانچہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جلد وہ ان عقائد سے دست کش ہو گئی اور اسی پر قانع رہی کہ مرزا صاحب کو مسیح موعود یا کم از کم مجدد اسلام منوایا جائے اور ان کے مریدین و معتقدین کی ایک جماعت احمدی کہلائے اور اپنی صواب دید سے مرزا صاحب کی تعلیم پھیلائے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمہ قرآن اس مسلک کا بہت نمایاں نمونہ ہے۔ بہرحال یہ جماعت

یوں تو خلیفہ صاحب قادیان نے بہت کچھ جوش و خروش دکھایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی محسوس کر لیا کہ عام ناراضی کی تاب لانا محال ہے ترکیب کے ساتھ پہلو بدلنا ضرور ہوا کہ بہ ظاہر بات بھی بنی رہے اور رفع شکایت بھی ہو جائے مرزا صاحب کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر قادیانی جماعت کا بنیادی مسلک ہے اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو لازم ملزوم سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس مسلک پر ان کو کس درجہ استقرار و اصرار ہے کتابوں میں بکثرت شہادت موجود ہے۔ مصلحت وقت کی خاطر خلیفہ صاحب قادیان نے بالآخر کفر کو کافی زور دیا کہ نبوت بھی ضمناً ڈھیلی پڑ جائے۔ عاقل را اشارہ کافی است۔ غرض تھی کہ یہ طفل تسلی کام دے جائے گی۔ مسلمانوں کی شکایت دور اگر نہ سہی کسی نہ کسی حد تک رفع ہو جائے گی۔ مگر مسلمان چونکہ قادیانی اعتقادات و جذبات سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں یہ تدبیر کچھ کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بہرحال تدبیر کی ترمیم قابل ملاحظہ ہے :۔

> ہم میں اور ان غیر احمدیوں میں جیسے اور امور میں تفسیر کفر میں بھی اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار۔ حال آں کہ ہم یہ معنی نہیں کرتے نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام کے ایک حد تک پہنچ جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق ہو جاتا ہے لیکن جب وہ اس مقام سے نیچے گر جاتا ہے تو وہ مسلمان کہلا سکتا ہے مگر کامل مسلم اسے نہیں کہا جا سکتا۔ یہ تعریف جو ہم کفر و اسلام کی کرتے ہیں ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے ان کا کفر تو ایسا ہے جیسا سر سے اوپر چڑھتا ہے وہ بھی جب کسی کو کافر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ اسے جہنمی کر دیں۔ کہتے ہیں وہ جہنمی ہے اور ابدی دوزخ میں پڑے گا۔ لیکن ہم دوسروں کو کافر اصطلاحی طور پر کہتے ہیں ورنہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے لیکن خدا تعالیٰ کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے۔

> کوئی نسبت نہیں اور جب صورت یہ ہے ہماری جماعت کے کسی فرد کا یہ خیال نہیں تو آیا ایسی حالت میں کہ بعض احباب کو یہ لفظ ناگوار گزرتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس لفظ کے استعمال کو چھوڑ دیں۔
>
> امید کہ احباب کرام اس بارے میں اپنی آراء اخبار میں بھیج کر اس سوال پر روشنی ڈالیں گے۔ خاکسار دوست محمد

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ نمبر ۳۲ بابت ۱۱ جون ۱۹۳۵ء)

عام بیداری کے تحت ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریک اور مسلمانوں کی تائید پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی جس کی رو سے قادیانی صاحبان انجمن کی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے اور آئندہ کے واسطے بھی ناقابل شرکت قرار پائے۔

اس موقع پر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے اپنی بریت کے واسطے جو معذرت پیش کی وہ قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

> اگر آپ ہماری جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مشہور عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بنا پر آپ جو فتویٰ دینا چاہیں دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ میری تحریرات سے تیس زیادہ سال بعد دینے کی صورت میں شاید ہی مفید ثابت ہو۔

(اخبار پیغام صلح لاہور نمبر جلد ۲۴ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۶ء)

گویا اعلانیہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے۔ تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع ہے۔ اور اب بھی قادیانی

فی الجملہ مسلمانوں سے قطع تعلق ہی رہی اور مسلمانوں سے اپنے کاموں میں بہت کافی مدد لیتی رہی۔ لیکن قادیانی منصوبے شکست ہوئے تو مسلمان اس جماعت سے بھی نکلے۔ پھر جب خلیفہ صاحب قادیان نے مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے تکفیر میں نرمی کرنی چاہی تو ممبر صاحبان جماعت احمدیہ نے بھی کوشش کی کہ مسلمانوں کو غیر احمدی کہنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ احمدی لفظ اپنے واسطے مخصوص سمجھیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

> ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ مولوی محمد علی صاحب) کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا احمدی نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے۔ اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو غیر احمدی کے نام سے پکارنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی عقیدت و وابستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں غیر احمدی کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے غیر احمدی کے بجائے غیر از جماعت کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔
>
> اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے۔
>
> اگر ہماری جماعت کا نام احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی طرف منسوب ہے تو ایک جماعت خصوصیت سے اس اسم کی مظہر ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسری جماعت کو غیر احمدی کہنا کہاں تک درست ہے جس کا ظاہر مفہوم یہ ہوگا کہ گویا ہم دوسرے لوگوں کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی نسبت نہیں۔ دوسرے حضرات میں بھی کئی بار حضرت کے نسبی رشتہ کا یہ خیال نہیں آیا۔ ایسی حالت میں جناب صاحب [illegible] گزرتا ہے کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس مذاق کے سوال کو چھوڑ دیں۔

امید کہ جناب ڈاکٹر صاحب [illegible] اپنے اخبار میں شائع کر اس سوال پر روشنی ڈالیں گے۔ خاکسار دوست محمد

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ نمبر ۲۳ بابت ۱۱ جون ۱۹۳۵ء)

عام بیداری کے تحت ڈاکٹر سر اقبال کی تحریک اور مسلمانوں کی تائید پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی جس کی رو سے قادیانی صاحبان انجمن کی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے اور آئندہ کے لئے بھی ناقابل شرکت قرار پائے۔

اس موقع پر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے اپنی بریت کے واسطے جو معذرت پیش کی وہ قابل غور ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

اگر آپ میری جماعت لاہور کے عقائد پر فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو حضرت مسیح موعود کے عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بناء پر اگر فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو دیں [illegible] فتویٰ کا سوال [illegible] تو ایسا کفر کا فتویٰ میں اخبار [illegible] ہے شاید ہی کسی نے دیکھا ہو۔

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۱۰ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایۃً مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے۔ کفر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقیدہ بالکل بدل گئے گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع ہیں۔ اور اب بھی قادیانی

فی الجملہ مسلمانوں سے قطع تعلق ہی رہی اور مسلمانوں سے اپنے کاموں میں بہت کافی مدد لیتی رہی۔ لیکن قادیانی منصوبے شکست ہوئے تو مسلمان اس جماعت سے بھی کھٹکے۔ پس جس طرح خلیفہ صاحب قادیان نے مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے تکفیر میں نرمی کرنی چاہی امیر صاحب جماعت لاہور نے بھی کوشش کی کہ مسلمانوں کو غیر احمدی کہنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ احمدی لقب اپنے واسطے مخصوص رکھیں چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

> ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ (مولوی محمد علی صاحب) کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اپنی جماعت کا احمدی نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو غیر احمدی کے نام سے پکارنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ بھی تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی عقیدت و وابستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انھیں غیر احمدی کہنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے غیر احمدی کے بجائے غیر از جماعت کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف و مصلحت ہوگا۔
>
> اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے۔
>
> اگر ہماری جماعت کا نام احمدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم احمد کی طرف منسوب ہے تو گو ایک جماعت خصوصیت سے اس اسم کا مظہر ہو سکتی ہے لیکن کسی دوسری جماعت کو غیر احمدی کہنا کہاں تک درست ہے جس کا ظاہر مفہوم یہ ہوگا کہ گویا ایسے لوگوں کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم

تائید غیبی تھی کہ جس مواد کا وہم و گمان بھی نہ تھا وہ خود بخود میسر آگیا لیکن تناسب اس نوبت پر آگئی کہ آئندہ کسی قسم کے اضافہ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں۔ تاہم یوں حصول کی حیثیت دوسری بات ہے لہٰذا اس مجموعہ کے مکمل ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔

سب سے اول عبدالمالک خان سلمہ، دوسرے عبدالحمید سلمہ، عبدالقدوس ہاشمی سلمہ، غلام دستگیر رشید سلمہ اور برادرم عثمان محمد فاروقی سلمہ۔ یہ وہ عزیز نوجوان ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف، طباعت و اشاعت میں ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ملک و ملت کے بہی خواہ قادیانی مذہب کے مجموعے کو ملاحظہ فرمائیں قادیانی صاحبان کے عقائد و تاویلات کو ملاحظہ فرمائیں اور پوری تفتیش کے بعد انصاف فرمائیں کہ فی الواقع قادیانی تحریک دین و ایمان، تہذیب و اخلاق، تمدن و معاشرت اور قومیت و سیاست کے حق میں کیا ضرر رکھتی ہے اور کیا فتنہ برپا کرتی ہے۔

بیت السلام
حیدرآباد دکن
ماہ شوال [illegible]

خادم محمد الیاس برنی

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں پانچ مختصر فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے۔ تقطیع چھوٹی تھی۔ ۱۲۰ صفحے۔ دوسرے ایڈیشن میں چھ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات درج ہوئے۔ تقطیع متوسط تھی۔ ۲۴۰ صفحے۔ تیسرے ایڈیشن میں تیرہ فصلوں کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہوئے۔ تقطیع متوسط تھی۔ ۵۰۰ صفحے۔ خیال تھا تیسرے ایڈیشن کتاب کی مستقل شکل قرار پائے گا۔ چنانچہ اس ایڈیشن میں اس کا اعلان بھی کر دیا تھا لیکن خدا کی قدرت اس دوران میں ذکری فرقے کے متعلق مستند معلومات کا اور بہت سا ذخیرہ ہاتھ آ گیا۔ جس کی پہلے سے کوئی توقع نہ تھی اور جس کو نظر انداز کرنا بھی کسی طرح ممکن نہ تھا۔ لہٰذا یہ کل جدید معلومات چوتھے ایڈیشن میں شریک کر دی گئیں۔ بعض اقتباسات جن سے کئی کئی پہلو نکلتے ہیں اپنے اپنے محل پر کئی کئی جگہ بھی درج ہوئے ہیں لیکن یہ تکرار صرف چند اقتباسات کے واسطے مخصوص ہے عام طور پر ہر اقتباس اپنے محل پر صرف ایک مرتبہ درج ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہ تعداد کثیر جدید عنوانات قائم ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے تحت کافی اقتباسات درج ہیں۔ ان کے علاوہ جا بجا قدیم عنوانات کے تحت بھی مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ضمیمہ جات میں بھی اسی طرح کچھ اضافہ ہوا۔ بغرض امتیاز جدید عنوانات کے ساتھ علامت ’ج‘ اور مزید اقتباسات درج ہونے کی صورت میں قدیم عنوانات کے ساتھ علامت ’م‘ تحریر کر دی ہے تاکہ کوئی چاہے تو بیک نظر معلوم کر لے کہ تیسرے ایڈیشن کے مقابل چوتھے ایڈیشن میں کیا کیا اضافہ ہوا۔ علاوہ بریں چونکہ کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے مضامین بہت بڑھ گئے اس لئے کل کتاب کو از سر نو بیس فصلوں میں تقسیم کر دیا۔ امید ہے کہ اس تقسیم سے تفہیم میں بہت سہولت رہے گی اس طرح چوتھے ایڈیشن میں بیس فصلیں اور ان کے سوا چار تمہیدیں اور چار ضمیمے داخل ہیں۔ چونکہ حجم کافی بڑھ گیا ہے اس لئے متوسط تقطیع کے بجائے بڑی تقطیع پر کتاب طبع ہوئی پھر بھی کافی ضخیم رہی۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ اضافوں کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور کتاب کی آخری شکل کب قرار پائے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ بظاہر تیسرا ایڈیشن مکمل شکل قرار پا چکا تھا۔ یہ محض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اس کتاب "قادیانی مذہب" کا چوتھا ایڈیشن [illegible] شائع ہوا اس کا حجم ہو گیا نصف سے زیادہ تو مفت تقسیم ہوا اور جو باقی بچا وہ بھی ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا۔ خصوصاً اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ تھی حکامِ وقت نے زبانی اور تحریری اعتراف فرمایا کہ جو اہم معلومات اس کتاب میں شائع ہوئی ہیں خاص و عام ان معلومات سے بے خبر تھے اور یہ بے خبری ملک و وقت کے حق میں سخت خطرناک تھی اس کتاب سے قادیانی مذہب کی حقیقت کھل گئی۔ ترتیب و تفہیم کا جو اہتمام کیا گیا وہ اس حد تک اپنی آپ نظیر ہے۔ اس سے زیادہ مستند اور تشفی بخش طریق ممکن نہیں۔ یہ کتاب اپنی تحقیق و جامعیت کی بدولت قادیانیت کی قاموس بن گئی جو آئندہ بھی تصنیف و تحریر میں معلومات کا کام دے گی۔

ماحی بدعت حامی دین اعلیٰحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر سلطان العلوم شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی علم پروری اور مذہبی رواداری تو مشہور و مسلم ہے چنانچہ قادیانیوں کو بھی اس سے مستفید ہونے کا پورا موقع ملا۔ آج سے بیس سال قبل جب کہ قادیانی جماعت حیدرآباد میں اپنے قدم جما رہی تھی بقول خود اس کو پوری آزادی حاصل تھی۔ ملاحظہ ہو:-

> "مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد رشید صاحب احمدی دوسرے شہروں میں فہرست کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدرآباد پہنچ گئے ہیں۔ اور انہوں نے

جس وقت کئی سو آدمی کا مجمع بھی ہو جاتا رہا۔ ان سب باتوں کے علاوہ متفرق طور پر بھی لوگوں میں تبلیغ ہوتی اور ہوتی رہتی ہے۔ کئی ایک آدمی سلسلہ بیعت میں بھی داخل ہوئے ہیں اور اس کے نواح میں احمدیت کا خوب چرچا پھیل گیا ہے۔ اکثروں کی بدگمانیاں دور ہو رہی ہیں اور لوگ حق کو قبول کرنے کے لیے نزدیک آتے جاتے ہیں۔"

"سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہاں کے بادشاہ حضور نظام بھی ایک حد تک سلسلہ حقہ کے صحیح حالات سے واقف ہو گئے ہیں اور ہم کو امید ہو گئی ہے کہ ہمارے خلاف بیجا تعصب کی باتیں ان کے منصف مزاج قلب پر کوئی اثر نہ کریں گی اور احمدیوں کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو ایک عدل گستر بادشاہ کی رعایا کو حاصل ہو سکتے ہیں خواہ وہ کسی مذہبی عقائد کے ہوں۔"

"پھر یہاں کے اکثر اراکین سلطنت سلسلہ حقہ (یعنی قادیانیت) کے حالات سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے دعویٰ کی دلائل سے وہ ایک حد تک قائل ہو چلے ہیں۔ ایک معزز نواب صاحب کے مکان پر درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ ایک پبلک درس چودھری نواب علی صاحب کے مکان پر ہوتا ہے۔"

(قادیانی تبلیغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۳۱ صفحہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۶ء)

"حیدرآباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے۔ اور اب ہم اضلاع میں دورہ کر کے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۴۱ مورخہ یکم جون ۱۹۱۶ء)

حافظ روشن علی صاحب ہمراہی سید بشارت احمد صاحب (وکیل) اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور حکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں۔ منشی [illegible] شہر حیدرآباد میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۶ء عیسوی)

غرض کہ قادیانی جماعت کو رہنے سہنے کا پورا موقع مل گیا اور انہوں نے ترکیب سے چار [illegible]

تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر خاں صاحب وکیل۔ (بعض نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ) کے مکان میں کیا ہے۔ جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۰۔ تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی اور انہوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔ اس طرح انشاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ [illegible] مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء عیسوی)

"احمدی احباب اس خبر کو سن کر خوش ہوں گے کہ جس مقصد کے لیے جناب مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا سید سرور شاہ صاحب کو حیدرآباد دکن روانہ کیا گیا تھا اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کو کامیابی ہوئی ہے اور انہوں نے شاہ دکن کی خدمت میں (کتاب) "تحفۃ الملوک" پیش کر دی ہے اور اعلیٰحضرت والی دکن نے بھی خوشی سے اس تحفہ کو قبول فرمایا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ [illegible] مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۴ء)

"جس مقصد کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد) نے ہم کو یہاں (حیدرآباد) بھیجا تھا وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا اور ہو رہا ہے۔ کتاب "تحفۃ الملوک" باوجود بعض رکاوٹوں کے ہز ہائی نس شاہ دکن کے حضور پہنچی اور پڑھی گئی اور قبول ہوئی اور اظہار خوشنودی کا پروانہ ہمیں ملا۔ اس کے بعد ارکین ریاست میں وہی کتاب خوب تقسیم ہوئی۔ بالمشافہ بڑے بڑے عہدہ داروں ججوں اور نوابوں کا بعض اور مشائخ سے گفتگو ہوئی اور پیام حق سب کو پہنچایا گیا۔ حضرت خاتم النبیین کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود و مہدی موعود کے آنے کی خبر سب کو دی گئی۔ پھر احمدیہ (قادیانی) سلسلہ کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔ تقسیم کتب کے علاوہ کئی ایک محلوں میں بڑے بڑے شاندار جلسوں میں کئی ایک وعظ ہوئے۔ تین جگہ درس قرآن شریف جاری ہوا! اتفاقی طور پر بعض علماء کے ساتھ بحثیں بھی ہوئیں۔ اور ان بحثوں کے سننے کے واسطے

گر فہم و استعداد کے اشخاص [illegible]

اس زمین میں [illegible]

اختیار کرتے ہیں کہ [illegible]

مذاہب کے اشخاص [illegible]

مگر مسلم مذہب قابل [illegible]

شخص کہنے والے کے مذہب [illegible]

خارج از مذہب [illegible]

چنانچہ [illegible]

وسیلہ [illegible]

ختم نبوت [illegible]

علیہ [illegible]

اس وقت [illegible]

ہیں [illegible]

میں مذہب کی وقت [illegible]

[illegible]

[illegible]

کی شان [illegible]

کریں تاکہ [illegible] یہ بات [illegible]

[illegible]

میری [illegible]

[illegible]

زیادہ [illegible]

[redacted]

دستخط [illegible]

خوب پر پھیلائے ۔ حکومت میں ، ملازمت میں ، تجارت میں ، تمدن اور معاشرت میں ، حتی کہ ان کو یہ گھمنڈ ہو گیا کہ ان کا رسوخ سب طرف حاوی ہے ۔ خاص و عام ان کے موافق و مؤید ہیں بلکہ کسی کی مجال نہیں کہ ان کے مقابل دم مار سکے ۔ ظرف و استعداد کم ہو تو انسان نعمت سے بھی نقصان اٹھاتا ہے ۔ تمتع میں حد سے گزر جاتا ہے ۔ چنانچہ اسلامی رواداری اور حسن سلوک سے قادیانیوں نے بھی ایسا ہی نقصان اٹھایا ۔ " از ماست کہ بر ماست " یہی مثل ان پر صادق آئی ۔ چنانچہ اس کتاب کی جس طرح ابتدا ہوئی تمہید اولیٰ میں تفصیل موجود ہے اور جو نتائج پیدا ہوئے وہ بھی ظاہر ہیں ۔ ع خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد

اعلیٰ حضرت آصف سابع سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ کی رواداری اور علم دوستی تو شہرہ آفاق ہے قادیانی اپنا تبلیغی لٹریچر بارگاہ خسروی میں پیش کرتے تھے بطریق معمول یہ کتاب " قادیانی مذہب " بھی پیش ہوئی اور اس کو شرف قبول عطا ہوا ۔ چوتھا ایڈیشن ملاحظہ اقدس سے گزرنے کے بعد ایک مکتوب مبارک خانگی طور پر خواجہ حسن نظامی صاحب کو سرفراز ہوا اور چونکہ یہ مکتوب مبارک اسلامی حکومت کے مذہبی مسلک کا صحیح نقشہ تھا کہ مذہبی آزادی کے کیا شرائط ہیں ۔ رواداری کے کیا حدود ہیں ۔ ۔ بیداری کی کیا ذمہ داری ہے اور اسلام کی کیا تعلیم ہے ۔ خواجہ صاحب نے خانگی ہونے کے باوجود مکتوب مبارک کو بغرض ہدایت خاص و عام اپنے اخبار منادی میں شائع کرنے کی عزت حاصل کی ۔ کلام الملوک ملوک الکلام ۔ مکتوب مبارک سے ملک و ملت میں جس قدر بیداری اور ہدایت پھیلی بڑی بڑی تقریروں اور تحریروں سے یہ بات پیدا ہونی دشوار تھی چنانچہ ہم بھی اس ہدایت نامہ مکتوب مبارک سے اس تمہید کو مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں ۔

نقل مکتوب حضور نظام

حیدرآباد دکن ۱۸ ۔ [illegible]

خواجہ حسن نظامی صاحب

" مولوی محمد الیاس برنی جو کہ یہاں پروفیسر ہیں ان کو تو جانتے ہوں گے کہ کس طرح اپنی حد تک مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں یعنی انہوں نے چند کتب قادیانی مذہب کی شرح سے متعلق لکھی ہیں تاکہ اس مذہب کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے تاکہ

نقش اول سے نقش ثانی اور ثانی سے ثالث اور ثالث سے رابع کو بہت بہتر پایا حقیقت میں آپ نے نہایت توجہ اور غور و خوض کے بعد اس آخری نمبر کو تیار کیا۔ اور اس کی اشاعت میں دین اسلام کی ایک نہایت اہم خدمت انجام دی۔ قوم مسلم کو ایک بڑے خطرہ اور فتنہ سے آگاہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان خدمات دینی و قومی کا اجر جمیل عطا فرمائے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

(منجانب عالیجناب نواب صاحب مانگرول)

مزید براں خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں لکھا اور یہ روزنامچہ اخبار منادی میں بتاریخ ۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء شائع ہوا کہ انہوں نے نواب صاحب (مانگرول) کا ایک فرمان مانگرول سے شیخ الاسلام کے پاس دیکھا جس میں نواب صاحب نے شیخ الاسلام کو لکھا تھا کہ آپ قادیانی جماعت کی تردید میں جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں میں اس کو اسلام کی ایک بڑی خدمت تصور کرتا ہوں۔

غرض کہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں بیداری پیدا ہو چلی اور قادیانیت کی حقیقت کھلی تو لاہوری قادیانی جماعتوں کی جو آخری پونجی تھی۔ تار عنکبوت کی طرح تدابیر ٹوٹ گئیں اور شمع کی طرح رسوخ اڑ گیا۔ قدرتاً یہ انقلاب قادیانیوں کو سخت گراں گزرا۔ اپنی عادت کے مطابق سخت کلامی پر اتر آئے۔ حتیٰ کہ ان کی لاہوری جماعت جو مسلمانوں کی خوشنودی کا خاص لحاظ رکھتی تھی۔ اور ان سے بے تکلف امداد پاتی تھی اس نے بھی بالاعلان طعن و تشنیع کا شیوہ اختیار کیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”آج کل اس قسم کے عجیب انگیز تماشے اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ چند خود غرض جنگجو اور فتنہ انگیز لوگوں نے احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت برپا کر رکھا ہے اس کی لپیٹ میں آ کر اچھے اچھے بڑے بڑے مولویوں کی جماعتیں اور علماء اور بڑے بڑے لیڈر و رؤسا اور اخبار نویسوں کے علاوہ والیان ریاست تک آلودہ ہو رہے ہیں۔ اغراض و عزت کی خاطر اپنے اصول بے محابا قربان کئے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں اور زبانوں میں کوئی مطابقت نہیں رہی اور یہ اپنے گزشتہ اقوال و اعمال کو بھی فراموش کر گئے ہیں ایسی ایسی بے جوڑ اور غیر معقول باتیں ان کی طرف سے کہی جا رہی ہیں جنہیں سن کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اعلیٰ دماغوں کی جانب سے یہ حرکت بے حد افسوسناک ہے مخالفین احمدیت کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو گروہ مسلمان علماء و قائدین کا

واقعہ یہ ہے کہ یوں تو ابتدا ہی سے مسلمانوں نے قادیانی تحریک کی روک تھام کی تدبیریں
کتابیں لکھیں۔ مناظرے کئے۔ اخبارات میں مضامین لکھے۔ مثلاً مولانا محمد علی صاحب مرحوم مونگیری۔
نواب فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ خاں صاحب مرحوم حیدرآبادی اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری
یا جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں میں مولوی ظفر علی خاں صاحب کرم آبادی۔ ان جیسے اکابر ملت نے قادیانی
تحریک کے انسداد میں بہت کام کیا۔ لیکن خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کے متبعین نے ابہام
والتباس کے زور سے اس تحریک کو ایسا چیستان اور معمہ بنا کر پیش کیا کہ لوگ الجھن سے گھبرا کر تحقیق سے
بچنے لگے اور دیگر اسلامی فرقوں کی طرح اس کو بھی ایک اسلامی فرقہ سمجھنے لگے کہ گویا یہ بھی علماء اسلام کا
فروعی اختلاف ہے۔ اس کے ساتھ ہی قادیانیوں نے تبلیغ اسلام کے نام سے کچھ تگ و دو شروع کی اور
اشتہار بازی سے پورا کام لیا۔ ترکیب چل گئی۔ صحیح حالات کا انکشاف نہ ہوا حسن ظن کی بنا پر تبلیغ
دین کے خیال سے مسلمان امرا و رؤسا قادیانی جماعتوں کی قدر افزائی کرنے لگے، امداد دینے لگے
عام مسلمانوں کو متاثر کرنے کی غرض سے قادیانی جماعتیں ان قدر افزائیوں کی تشہیر کرتی رہیں کہ گویا
مسلمانوں کے سرگروہ ان کے مداح اور موید ہیں تو پھر مسلمانوں کو ان سے اختلاف اور احتراز کرنے کی
کیا گنجائش ہے۔ نتیجہ یہ کہ سربرآوردہ مسلمانوں کے اس حسن ظن اور حسن سلوک کا مسلمانوں کے دلوں
پر بہت بار پڑا اور قادیانی جماعتوں نے رسوخ پھیلانے میں اس سے بہت کام لیا۔ مسلمانوں ہی کے
اثر سے مسلمانوں کو دبایا۔ جہاں مسلمانوں نے آواز اٹھانی چاہی۔ بڑے بڑوں کی تائیدیں شائع کر کے
منہ بند کر دیا۔ چنانچہ ایک لطیفہ ہوا۔ قادیانی جماعت لاہور کے اکابر نے ہماری کتاب کے چوتھے ایڈیشن
پر اپنے اخبار پیغام صلح لاہور میں جو واویلا کیا تو حسب عادت اپنی کارگزاری کے ثبوت میں ہز ہائینس
نواب صاحب مانگرول کی تائیدی رائے شائع کی جو خدا جانے کن تدابیر سے کب حاصل کی گئی تھی۔
لیکن ان کو علم نہ تھا کہ عالیجناب نواب صاحب مانگرول اس دوران میں ہماری کتاب "قادیانی مذہب"
ملاحظہ فرما کر اصل حال سے واقف ہو چکے تھے اور قادیانیت کے متعلق صحیح رائے قائم فرما چکے تھے چنانچہ
ہم نے جواب میں رائے مبارک شائع کر دی تو قادیانی صاحبان اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ یہ رائے
مبارک بھی مسلمانوں کے واسطے باعث ہدایت اور قابل یادگار رہے گی۔

"میں نے آپ کی مرسلہ چاروں کتابیں (قادیانی مذہب) توجہ سے پڑھیں۔

قادیانیوں نے یہ بھی خوب محسوس کر لیا کہ ان کے مقابل مسلمانوں میں جو بیداری پھیلی اور جوش پیدا ہوئی ہے وہ رکنے والی نہیں ہے بلکہ دور کی خبر لائے گی چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

’’پہلے یاد ہے ہم میں سے بعض کہا کرتے تھے کہ اب مولوی مٹ گئے۔ احرار کی طاقت ٹوٹ گئی ہے مگر اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کی طاقت زیادہ تھی یا احرار کی اس وقت تھی اب بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ احرار کی طاقت ٹوٹ گئی ہے اب ہم سو جائیں۔ مگر یاد رکھو تمہارے لیے سونا مقدر نہیں ہے تم یا تو جاگو گے یا مرو گے‘‘ اب سب سے بڑی موت کا ایک نشان یہ ہے ؎ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی۔ (المؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۴۷ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

’’اب تو مسلمانوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ قادیانی احمدی سمجھے جاتے ہیں یا ہندوستان کی آزادی میں روک سمجھے جاتے ہیں ایک صاف ارادہ کیا ہے کہ ان کی طرف سے اسمبلی کے لیے امیدوار کھڑا ہو وہ پہلے اعلان کرے کہ میں اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دلانے کی کوشش کروں گا‘‘

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

واقعات پر کہاں تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے بالآخر خود قادیانیوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ

’’ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ قادیانی سب کی نگاہ میں دنیا کی نگاہ میں باعث تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے وہ نفرت کرنے لگ گئے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۶۳ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

اور مرزا صاحب کی نبوت کا تو دیوالیہ نکل چکا اور اصلیت کھلنے پر دلوں کا وہ حال ہے کہ خود قادیانی چلا اٹھے کہ۔

’’وہ چمکتا ہوا ستارہ جو خدا نے دنیا کی ہدایت کے لیے پیدا کیا لوگوں کی آنکھوں میں نور پیدا کرنے کی بجائے صرف حاسدوں کے دلوں میں ایک انگارہ بن کر رہ گیا ہے

احمدیت کے متعلق اظہار رائے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر وہ خاموش رہیں یا اپنے اصلی خیالات وعقائد کا اعلان کر دیں تو ان کو طرح طرح سے بدنام کیا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں مجبوراً مخالفین کا ہمنوا ہونا پڑتا ہے اپنے اخلاق و اصول کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ان کا یہ اخلاقی افلاس واقعی قابل رحم ہے۔ لیکن اگر خدا پر بھروسا اور اپنے ضمیر کا احترام کرتے اور سچی بات واضح الفاظ میں کہہ دیتے تو انہیں یہ وقت پیش نہ آتی۔ ہمیں افسوس ہے کہ گزشتہ ماہ مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض لوگ عرصہ سے انہیں اس مصیبت میں گرفتار کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن مولانا سکوت و خاموشی کے قلعہ میں پناہ گزیں تھے لیکن ہوشیار و پرفن حیلہ سازوں نے کچھ ایسے جال بچھائے کہ طائر آزاد اپنے نشیمن خاموشی سے نکل کر ان کے جال میں گرفتار ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱) اخبار زمیندار ۲۴ جون ۱۹۳۶ء میں مولانا موصوف کے دو مکتوب شائع ہوئے تھے جن میں آپ نے احمدیت کی مخالفت فرماتے ہوئے مجدد دین اور محدث کی ضرورت سے ہی انکار فرما دیا۔۔۔۔۔ خود مولانا ابوالکلام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"باقی رہے مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے دعاوی۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جس نے اسلام کے اصول و مبادیات کو سمجھا ہے اور عقل سلیم سے بے بہرہ نہیں۔ یہ دعاوی ایک لمحہ کے لیے بھی تسلیم کر سکتا ہے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ ص ۳ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء)

اسی طرح دیگر اسلامی مفکرین و مصنفین مثلاً ڈاکٹر محمد اقبال، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ کے متعلق شکایات کے دفتر کھلے کہ کبھی کچھ تو معترف تھے مگر اب کیسے منحرف بلکہ مخالف ہو گئے حالانکہ خود قادیانی منافقت اس انجام کی ذمہ دار ہے۔ اگر شکایت کریں تو مسلمان کر سکتے ہیں کہ ان کے حسن ظن اور حسن سلوک سے کس درجہ بے جا فائدہ اٹھایا کہ در پردہ خود ان کے دین و ملت کی بیخ کنی شروع کر دی اور پھر یہ سینہ زوری کہ ان سے الٹی شکایت ہو رہی ہے۔

پیش آتی تھی کہ مسلمانوں کو کوئی شک و شبہ پیدا نہ ہو سکے بلکہ انہی کی امداد و اعانت سے قادیانی تحریک پھلی پھولی مدتوں یہ دو رنگی خوب چلی لیکن آخر کب تک۔ راز فاش ہونا تھا ہو گیا۔ مسلمانوں نے دست کشی اختیار کر لی تو لامحالہ اس جماعت پر بھی زد پڑی۔ گرچہ اندرونی حالات افشا نہیں ہونے دئیے جاتے پھر بھی کبھی کبھی جھلک نظر پڑ جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم احمدیت کو چند دنوں میں نیست و نابود کر دیں گے۔ ان کی اس خام خیالی پر مجھے افسوس ہے لیکن اس سے زیادہ افسوس اپنے بعض ان لوگوں پر ہے جن کے دل کمزور ہو گئے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ایمان یا حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر یقین کے رنگ میں کمزور ہو گئے ہیں لیکن عمل کے رنگ میں ان کے دل ضرور کمزور ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل احمدیت کی مخالفت کا بہت زور ہے۔ ہمارے مخالفین احمدیت کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ ش مورخہ ۳۔ نومبر ۱۹۳۴ء)

"موجودہ مشکلات کی وجہ سے ہمیں اپنے چند کارکنوں کو بھی جواب دینا پڑا۔ اس طرح انہیں تکلیف ہوئی اور ان کی تکلیف سے ہمیں بھی تکلیف پہنچی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم ان کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے۔ کسی کا یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ ہم ان کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے۔ کسی کا یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ انجمن کے چند سربرآوردہ ارکان اوپر چھریاں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کسی تکلیف کو محسوس کئے بغیر تخفیف کر دیتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی تمام ذمہ داریوں کو پوری طرح جانتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک امانت دی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں وہ دیکھتے ہیں کہ ہم اس حد تک قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ اسی وجہ سے انہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ چند کارکنوں کو جواب دے دیا ہے..... میں یہی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں ہم جس حد تک پہنچے ہیں وہ بظاہر آخری حد معلوم نہیں ہوتی..... میں نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ کن حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ آپ اتنا سمجھ لیں کہ اگر آپ خلوص کے ساتھ

یعنی ہمارا مسیح دنیا کی تحریک اور اس کے نشو کا مرکز بنا ہوا ہے"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۳۳
مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانی اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں کہ ان کی خانہ ساز نبوت کچھ دنوں کی مہمان ہے . . . . اس وقت وہ ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کہ شاید کوئی تنکے کا سہارا ان کو ہلاکت سے بچائے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانیوں کی خانہ ساز نبوت کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ روز بروز یہ حقیقت زیادہ واضح ہو رہی ہے کہ نبی کریم کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آنے کا [illegible] پرانا۔ گزشتہ تیرہ سو سال کی مذہبی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور آپ کے بعد جس قدر بھی متنبی ہوئے ہیں سب کے سب ذلیل و خوار ہوئے ہیں جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۴۲ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

بہرحال قادیانی مذہب اور اس کے پیروؤں کی حقیقت کھل گئی اور ایک جماعت نے خود اعتراف کر لیا کہ:۔

"جس مذہب (قادیانی) کو ایسی کمزور بنیادوں پر بنایا جا رہا ہے یہ کبھی کامیاب نہیں بن سکتا۔ یہ سمجھنا کہ لاکھ کے قریب آدمی اس کو مانتے ہیں محض سراب ہے۔ ان میں سے ننانوے ہزار ایسے ہوں گے جو عقل سمجھ و فکر سے کام نہیں لیتے [illegible] عقل و خرد کو جواب دے دیتے ہیں اور محض عقیدت کے جوش میں مظہر پیر کے مذہب کی پردہ پوشی کر جاتے ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۴۴ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

"قادیانیوں کی لاہوری جماعت مصلحت آمیزی اور بڑی ماہر تھی وہ قادیانی تعلیم کو اس

تم باتیں کرتے ہو مگر کام نہیں کرتے۔ یہاں مجالس شوریٰ ہوتی ہیں۔ وعظ سننے سے تقریریں کی جاتی ہیں۔ لوگ ریویو پڑھتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلیجہ باہر آنے لگا ہے مگر جب نکلتے جاتے ہیں تو سست ہو جاتے ہیں۔ لوگ چندے لکھواتے ہیں مگر دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں میں نام پیدا کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم احمدیت کے لیے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر وہ قربانی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲
مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

قادیانی جماعت میں پھوٹ پڑ رہی ہے بقول میاں صاحب ایک معتد بہ حصہ اس عام مرض میں مبتلا ہے اور میاں صاحب کی بات نہیں سنتا چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"باقی رہیں دوسری قربانیاں۔ ان کا بھی یہی حال ہے۔ ابھی تک میں یہی سنتا ہوں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہے حتیٰ کہ نماز بھی الگ پڑھی جاتی ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک جگہ پانچ احمدی ہیں اور پانچوں الگ الگ نماز پڑھتے ہیں۔ . . . . . میں نے بارہا کہا ہے کہ خدا کی عبادت میں ایسا نہ کرو مگر بعض لوگوں پر ایسی لعنت برسی ہے کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا . . . .

"پھر میں نے توجہ دلائی ہے کہ صلح کرو اور آپس میں محبت پیدا کرو مگر اس کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ غرض کہ جماعت کا ایک معتد بہ حصہ ایسا ہے۔ یہ نہیں کہ ساری کی ساری جماعت ایسی ہے مگر غربا میں بھی اور امرا میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ملک کے اس عام مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ وعظ مزے لینے کے لئے سنتے ہیں۔ عمل کے لئے نہیں اگر عمل کے لئے سنتے تو آج تک ولایت اور سلوک کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے (گویا واعظ صاحب خود طے کر چکے ہیں۔ مؤلف) مگر وہ مزے لینے کے لئے سنتے یا اخبار میں پڑھتے ہیں۔ (خود وعظ ہوتے بھی ہیں مزیدار۔ کیا کیا جائے اگر کسی کو بے اختیار مزا آجائے۔ مؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۴
مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

اس جماعت کے اندر آشتی، وفاداری، دکھ اور تکلیف آپ کے قدم کو پھسلانے کا موجب نہیں
ہو سکتی اور جو بھی مشکلات آئیں انہیں ہر حالت میں مردانہ وار برداشت کریں۔
(قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی صاحب کا خطبہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۲۲ نمبر مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۴ء)

یہی قادیانی جماعت قادیان جو مذہباً خلیفہ قادیانی ہے وہاں آئے دن مالی معاملات میں اور بھی راز داری سے تاہم حالت بے قراری ہو تو کبھی نہ کبھی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے بعض اندرونی حالات خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی زبانی سنئے۔

میاں صاحب عام بیداری کے مقابل اپنی جماعت کی ذمہ داریوں سے جگانا چاہتے ہیں لیکن اس پر جو افسردگی اور بے حسی طاری ہو چکی ہے اس سے عاجز معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"میں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے آپ کو ان مشکلات اور ان ابتلاؤں کے لئے تیار کریں جو مستقبل میں ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آرام یا آرام کو نہیں چھوڑنا چاہتے۔ آرام طلبی جو جدید طرز رہائش کی وجہ سے دنیا میں خصوصاً ہندوستانیوں میں پیدا ہو رہی ہے اس کی وجہ سے اکثر دوست اس بات کی جو میں کہتا ہوں اہمیت کو نہیں سمجھتے اور اپنے اندر تغیر پیدا کرنے کے لیے آمادہ نظر نہیں آتے .... میں نے متواتر توجہ دلائی کہ آئندہ کے خطرات کو محسوس کرو اور ان قربانیوں کی عادت اپنے اندر پیدا کرو جن کے نتیجہ میں محفوظ رہ سکو۔ مگر بعینہ اس طرح جس طرح ایک افیونی کو جگایا جاتا ہے مگر وہ پھر سو جاتا ہے۔ جماعت کے دوستوں کو جگایا جاتا ہے اور ہوشیار کیا جاتا ہے اور وہ قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں مگر پھر سو جاتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ کب تک کوئی جگانے والا رہے گا۔ اگر یہی حالت رہی تو تم سمجھ سکتے ہو اس کا انجام کیا ہوگا۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲
مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۵ء)

میاں صاحب کو قادیانی جماعت سے ظاہری نمائش اور سطحیت کی سخت شکایت ہے۔ چنانچہ

"میں پہلے اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ باتیں کرنے سے کامیابی حاصل نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ص۱

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۶ء)

"میں قادیان کے لوگوں کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں کہ میرا ہرگز یہ ارادہ نہیں کہ اگر چندہ میں کمی ہو تو ان کاموں کو جن کو شروع کیا جا چکا ہے بند کر دیا جائے۔ میں پہلے بھی اشارۃً بیان کر چکا ہوں کہ روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام ہرگز بند نہیں کئے جا سکتے اگر روپیہ کی آمد میں کمی ہوئی تو کارکنوں کی تنخواہیں دس فیصدی کم کر دی جائیں گی اور اگر دس فیصدی کمی کر کے بھی گزارا نہ ہوا تو ان کی تنخواہوں میں بیس فیصدی کمی کر دی جائے گی اور اگر بیس فیصدی کمی بھی ضروریات کو پورا نہ کرے گی تو تیس فیصدی کمی کر دی جائے گی اور اگر تیس فیصدی کمی کافی ثابت نہ ہوئی تو چالیس بلکہ پچاس فیصدی کمی کر دی جائے گی صدر انجمن احمدیہ کے ہر کارکن پہلے سے کام کرے۔ مجھے یاد ہوگا کہ جس وقت میں نے تحریک جدید کا کام شروع کیا تھا۔ میں اب سے ان سب کو ہوشیار کئے دیتا ہوں کہ اگر انہیں اپنی تنخواہوں میں یہ کمی منظور نہ ہو تو وہ بیشک اپنی نوکریوں کا اور انتظام کر لیں"

(اس بے روزگاری کے زمانہ میں ان لوگوں کو نوکری اور کہاں مل سکے گی۔ مؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ ۳۲

مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء)

لیکن قادیانیوں کی پرانی چاٹ نہیں چھوٹی۔ وہی فرمائشوں کا سلسلہ جاری ہے کہ حکومت میں ہماری سفارش کی جائے حالانکہ حکومت سے وہ سابقہ تعلقات باقی نہیں۔ خلیفہ صاحب ادھر سے سخت مایوس ہو چکے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"... افسوس کہ ہمارے دوستوں کی آنکھیں ابھی تک نہیں کھلیں میرے بار بار کے خطبات کے باوجود بعض دوست لکھتے رہتے ہیں کہ ہماری سفارش کرو حالانکہ آج کل حکومت کے بعض افسر ہی جماعت احمدیہ کے شدید دشمن ہیں ...... وہ ان باتوں کو تماشا، مبالغہ اور مذاق سمجھتے ہیں جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ تو [illegible] بتائی ہیں ان کا ہزارواں حصہ بھی اگر [illegible]

سرد مہری کی یہ نوبت ہے کہ میاں صاحب کے زیر اہتمام حسب معمول قادیان میں سالانہ جلسہ ہوا تو مقامی قادیانی امداد سے جان چراتے ہیں۔ نہ مہمانوں کو مکان دیتے ہیں نہ کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں میاں بڑی ترکیب سے سب کو سمجھاتے مناتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"پس میرے لیئے یہ بات ماننی ذرا مشکل ہے کہ دوست اپنے مکان خالی نہیں کر سکتے یا مہمانوں کے لیئے اپنی خدمات پیش نہیں کرتے۔ اس لئے میں تو سمجھتا ہوں شاید یہی بات ہے کہ انہیں ابھی ذمہ وار بنایا ہے اور مکان لینے والے ابھی تک تمام لوگوں کے پاس نہیں پہنچے ورنہ ایمان کے ماتحت تو اس قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ ایمان تو بڑی چیز ہے۔

"پس میں تو منتظمین کو ہی ملامت کروں گا اور کہوں گا کہ ان کے کام میں کچھ نقص ہے اور انہوں نے صحیح طور پر کوشش نہیں کی ورنہ ہر مکان میں ہر سال کچھ نہ کچھ مہمان ٹھہرتے ہیں اور ہر سال لوگ مکان دیتے اور ہر سال اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ اور اب تو نیشنل لیگ کور بھی قائم ہو چکی ہے جس کے والنٹیروں نے حلفیں اٹھائی ہوئی ہیں کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں گے۔ اگر حلف انہوں نے محض گلا گلا کر اٹھائی تو نہیں۔ اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہونی چاہیئے اور وہ غرض یہی ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں۔ غرض میں سمجھتا ہوں اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری ہے تو میرا اتنا کہنا ہی اس کے لئے کافی ہے اگر افسروں نے کمزوری دکھائی ہے تو انہیں چستی سے کام لینا چاہیئے اور یقین رکھنا چاہیئے کہ یہ کام آخر ہو جائے گا۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۴۴ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء)

قادیانی جماعت اب پہلا سا چندہ بھی نہیں دیتی۔ سال بسال کمی ہو رہی ہے۔ مجبوراً میاں صاحب نے بھی کارکنوں کو تخفیف کا نوٹس دے دیا چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اس سال چندہ کی وصولی کی رفتار نسبتاً سست ہے اور اب جو کمی پیدا ہو رہی ہے اگر جاری رہی تو گزشتہ سال سے بھی کم چندہ وصول ہوگا۔"

آج جاؤ اور تحریک جدید کے مالی وعدوں کو دیکھ لو۔ رجسٹر موجود ہیں ان سے معلوم کر لو کہ جو خلط ملط ہیں انہیں نکال کر پھینک دو ...... میں یہ نہیں کہتا کہ وہ لوگ جنہوں نے تحریک جدید میں وعدہ کیا اور پھر اسے پورا نہیں کیا منافق ہیں مگر کئی تھے جنہوں نے پہلے سال وعدہ کیا اور پھر وعدہ پورا بھی کیا مگر دوسرے سال کی تحریک میں آکر رہ گئے۔ ایسے لوگ پہلے سال کے مومن تھے۔ ان کی روح پہلے سال میں ہی ختم ہو گئی اور دوسرے سال کی دوڑ میں تحریک نے ان کو پیچھے ...... اب ان شاء اللہ تیسرے سال کی تحریک آنے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کئی ایسے ہوں گے جو اس میں بھی رہ جائیں گے وہ دو سالہ مومن ہوں گے جو تیسری تحریک کے وقت گر جائیں گے غرض کچھ لوگ اس سال گر گئے اور کچھ لوگ اگلے سال گر جائیں گے۔ پھر کچھ سہ سالہ مومن ہوں گے جو تین سال قربانیوں پر صبر کر سکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ یہ سب لوگ پیچھے چلے جائیں گے اور گرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ صرف وہ مومن رہ جائیں گے جو حیاتی مومن ہوں گے ...... اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں ضرور فرق کر کے دکھائے گا

گویا مینہ کے حساب سے صرف حیاتی قادیانی طیب رہے باقی یکسالہ دو سالہ سہ سالہ قادیانی سب خبیث ہی کر ختم ہو گئے۔ (مولف) جو لوگ گھبرا رہے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس فتنہ سے ہماری جماعت کو صدمہ پہنچا ہے وہ نادان ہیں وہ جانتے ہی نہیں کہ جماعت ترقی کس طرح کرتی ہے وہ سمجھتے ہی نہیں کہ جماعت کی مضبوطی اور کمزوری کا کیا معیار ہوتا ہے کیا ایک لمبی زنجیر جس کی بعض کڑیاں کمزور ہوں وہ مضبوط ہوتی ہے یا وہ چھوٹی زنجیر جس کی ساری کڑیاں مضبوط اور پائیدار ہوں۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل

قادیان جلد ۲۴ ۴۲ مورخہ

۱۹ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۷)

* "مجھے تحریک جدید کے مالی شعبے اور امانت فنڈ دونوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں شعبوں کے چندوں میں کمی آ رہی ہے اور ایک سالہ اور دو سالہ مومن پیچھے رہ گئے دکھائی دے رہے ہیں مگر مجھے اس کی کوئی گھبراہٹ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ گر جائیں

پاس سفارش کرنے پر ترجیح دوں ....

"اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی مثالیں موجود ہیں ۔ نہ ہندوستان کی ساری گورنمنٹیں ایسی ہیں ۔ نہ پنجاب گورنمنٹ کے سارے افسر ایسے ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں کون کہہ سکتا ہے کہ کون کیسا ہے پس ان حالات میں مناسب یہی ہے کہ انسان غیرت سے کام لے اور کہے کہ ہم سفارش نہیں کراتے ......

"جماعت کے بعض لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے ۔ ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے اور جس کا میں نے بارہا اپنے خطبات میں ذکر بھی کیا ہے وہ ان سب باتوں کو مبالغہ محمول (مذاق) اور کھیل ہی سمجھتے تھے ۔ اب جب یہ حالت دیکھتا ہوں تو اگرچہ منہ سے تو نہیں کہتا مگر میرا دل چاہتا ہے کہ اگر جائز ہو تو خدا تعالیٰ سے کہوں کہ وہ جماعت کے ابتلاؤں کو اور بھی بڑھادے تا ایسے دوستوں کے ہوش درست ہوں

میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکومت کا ابتلا اسی وجہ سے آیا ہے تا اللہ تعالیٰ ہمیں بتادے کہ انگریزی حکومت میں بھی ایسے کل پرزے آسکتے ہیں جو ہمیں نقصان پہنچائیں گو یہ آج تھوڑے ہیں مگر کسی کو کیا معلوم کہ کل زیادہ ہو جائیں ۔ اگر آج حکومت پنجاب میں ہیں تو کل حکومت ہند میں بھی ہو سکتے ہیں ۔"

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ص۱۰ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

بالآخر میاں صاحب نے قادیانی جماعت میں گرمجوشی پیدا کرنے کی غرض سے "تحریک جدید" کے نام سے تین سال کا ایک نظام العمل شائع کیا اور اس کے تحت چندہ طلب کیا لیکن خلاف توقع قادیانیوں نے کوئی سرگرمی نہیں دکھائی اور چندہ بھی کم دیا تو خلیفہ صاحب کو بھی تاب نہیں رہی اور غصہ میں آکر جماعت کو قطع و برید کی دھمکی دی چنانچہ ملاحظہ ہو ۔

"آج سے تقریباً پونے دو سال پہلے جب میں نے تحریک جدید کا اعلان کیا تھا ۔ جماعت میں ایک شور تھا ۔ ایک غوغا تھا ۔ ایک ہنگامہ تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ہم کو حکم دیجئے ۔ ہم اپنا سب کچھ احمدیت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن

کام کا ثواب حاصل کر سکیں گے۔ (چندہ کے ثواب کی کیسی ناقدری ہو رہی ہے کہ کوئی آمادہ نہیں ہوتا جو یہ کام اپنے ذمہ لے۔ زور و زاری بیکار ثابت ہوئی زر ہاتھ نہ آیا۔ مؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۷ء)

نتیجہ یہ کہ قادیانی جماعت خود خلافت کو خفیف سمجھنے لگی۔ خلیفہ صاحب کی بات بے اثر ہو گئی گلا پھاڑ پھاڑ کر سمجھائیں تو بھی نہیں سنتے۔ لا محالہ خلیفہ صاحب بھی ایسی جماعت سے بیزار ہو گئے اور ایک نئی جماعت کے واسطے دعا کرنے لگے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"میں نے ہمیشہ بتایا اور اب بھی دو سال سے تو متواتر بتاتا چلا آ رہا ہوں کہ خلافت کی غرض و غایت کچھ نہ کچھ ضرور ہونی چاہیئے اور جب کوئی شخص خلیفہ کی بیعت کرتا ہے تو اس کی بیعت کے بھی کوئی معنی ہونے چاہئیں مگر تم بیعت کے بعد اور میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد میری سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی کہے چلے جاتے ہو تو ایسی بیعت کا فائدہ ہی کیا۔ اس صورت میں تو ایسی بیعت کو تہ کر کے الگ پھینک دینا زیادہ فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ انسان دنیا میں بھی ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی لعنتی بنے ..... پس سچی قربانی کرو اور لغو باتیں چھوڑ دو کہ خدا تعالیٰ محض باتوں سے خوش نہیں ہوتا ۔ یہ باتیں میں سیکڑوں بار کہہ چکا ہوں کہ اب کہتے کہتے میرا گلا بھی اس قدر متورم اور زخمی ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اس کے بعد نماز میں قرأت بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتا اور گلا بیٹھ جاتا ہے

"پس میں تو اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ایسے لوگ مجھے عطا کرے جو سچے طور پر میری باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے ہوں مجھے اس کا کیا فائدہ کہ لاکھوں آدمی میرے ساتھ ایسے ہوں جو میری باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں۔ سچے مومن تو میرے ساتھ اگر دس بیس ہوں تو وہی لاکھوں آدمیوں سے میرے لئے زیادہ خوشی کا موجب ہو سکتے ہیں۔" ۲۴۹

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء)

اور ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور صرف ایسی ہی مخلص جماعت رہ جائے جو پورے طور پر اطاعت
کرنے اور اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو ۔ پس جو کمزور ہیں وہ میری
تحریک کی اہمیت کو سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں ورنہ اس کے سوا اور کوئی چارہ
نہیں کہ یا تو ایک دن مرتد ہو کر انہیں جماعت سے خارج ہونا پڑے گا یا خود انہیں جماعت سے
الگ کر دیا جائے گا ۔ میں ایک بار پھر جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں
کہ وہ سستی اور غفلت کو چھوڑ دیں نہیں تو کل خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں ٹھوکر لگے گی
اور ان پر ایسا ابتلا آئے گا کہ وہ ایمان سے بالکل محروم کر دئے جائیں گے ۔

(رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف ۔ آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ۔ مؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۴ ۔ ۴۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء)

بظاہر تو میاں صاحب کا اعلان مارشل لا معلوم ہوتا تھا ۔ اور توقع تھی کہ قادیانی مرعوب ہو کر چندہ کی ادائی شروع کر دیں گے ۔ لیکن شاید وہ اس دھمکی کے راز سے واقف تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کچھ اثر نہیں لیا ۔ بالآخر وصول چندہ کے واسطے منت سماجت کا طریق اختیار کرنا پڑا ۔ چنانچہ اس بارہ میں فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان نے جو تازہ ترین اپیل شائع کی ہے وہ بہت سبق آموز ہے ۔ اس کا عنوان ہے "چندہ تحریک جدید میں تا حال حصہ نہ لینے والی جماعتوں سے متعلق اعلان" ۔ اس میں درج ہے کہ :-

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کرنے کے بعد گزارش ہے کہ
اس وقت چار سو سے اوپر جماعتیں ایسی ہیں جن کے وعدے موصول نہیں ہوئے
اور اس کی بڑی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان (خود نا
سمجھدار ہوں گے ۔ مؤلف) نہ خود چندہ کا وعدہ کیا ہے اور نہ دوسروں سے وعدہ
لکھایا ہے ۔ (ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند ۔ مؤلف) اس لئے کام کو پیچھے ڈالتے
چلے جا رہے ہیں ۔ ان حالات میں دوسرے مخلصین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی جماعت
کے ہر فرد سے ذاتی طور پر وعدہ چندہ تحریک جدید سال سوم کی بابت دریافت فرمالیں
اور جو وعدے بھی فارم پر لکھ کر بھیج دیں تو وہی سکرٹری اور وہی پریذیڈنٹ کے

جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰۹/۲۴
مورخہ ۲ - جون ۱۹۳۶ء)

نتیجہ یہ کہ جو صداقت پسند تھے حقیقت کھلنے پر وہ قادیانیت کے پھندے سے نکل کر اسلام کی طرف لوٹنے لگے۔ قادیانیوں نے بہت چیخا چلایا لیکن جب بس نہ چلا تو صبر کر لیا کہ جا رہے ہیں تو جانے دو جو بچ رہے وہی غنیمت ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:-

"اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیطان آتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کو بہکا کر لے جاتا ہے ہم سارا دن اس کی تلاش اور جستجو میں لگے رہتے ہیں لیکن جب شام ہونے کے قریب ہوتی ہے اور ہم اسے تلاش کر کے واپس لا رہے ہوتے ہیں تو کہیں آواز آتی ہے کہ ہم میں سے دو اور آدمیوں کو شیطان بہکا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے پھر ہم ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تو آواز آتی ہے کہ فلاں آدمی کو بھی شیطان پکڑ کر لے گیا ہے غرض ہم میں اور شیطان میں ایک جنگ جاری ہے اور جنگ بھی ایسی کہ جس میں ہماری مثال دشمن سے بھاگے ہوئے شکست خوردہ لوگوں کی سی ہے۔ ہم ایک کو بچاتے ہیں تو دشمن دو کو لے جاتا ہے۔ ہم دو کو بچاتے ہیں تو وہ تین آدمی لے جاتا ہے۔ ہم تین کو بچاتے ہیں تو وہ چار کو لے جاتا ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰۹/۲۴
مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

"ذاتی طور پر مجھے اس بات کا قطعاً درد محسوس نہیں ہو سکتا اگر ہماری جماعت موجودہ تعداد سے گھٹ کر آدھی رہ جائے یا پانچواں حصہ رہ جائے یا اس سے بھی زیادہ گر جائے کیونکہ میں اس یقین پر ہوں کہ مخلصین وہ کچھ کر سکتے ہیں جو تعداد نہیں کر سکتی۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۴۹/۲۴
مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

یہی نہیں کہ قادیانی جماعت میں اندرونی بے چینی پھیل گئی بلکہ بھگدڑ شروع ہو گیا اور قادیانیت کو بچانا دشوار ہو گیا۔ شدت اضطراب میں پردہ اٹھ گیا۔ ورنہ ایسے راز بہت کم افشا ہوتے ہیں۔ بہرحال اس قبیل کا ایک مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:۔

"ہمیں نظر آتا ہے کہ ہم دشمن کے عمل سے متاثر ہو رہے ہیں اور اس کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ ہم میں سے جو کمزور لوگ ہیں بسا اوقات وہ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور دشمن کے اثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں...... دشمن ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں میں نقص پیدا کرتا رہتا ہے اور ہمارا سارا وقت اس اندرونی اصلاح ہی میں صرف ہو جاتا ہے:

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ص ۱۲۹ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۵ء)

"غرض عقیدے کی جگہ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی اور نہ صرف میدانوں میں اسکو شکست دی بلکہ اس کے گھروں پر چڑھ دوڑے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا۔ ایسا لتاڑا کہ اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہ رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اس کے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسی کھلی شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ وہاں عمل کے میدان میں ہم دشمنوں میں محصور ہو گئے۔ اور ہمارے لئے ان سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں آدمی۔ وہ ہم میں سے نقائص اور عیوب میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ سے بھاگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسری جگہ امن ملے گا مگر وہاں بھی دشمن آموجود ہوتا ہے پھر وہاں سے بھاگ کر تیسری طرف جاتے ہیں تو وہاں بھی دشمن موجود ہوتا ہے۔ تیسری جگہ سے بھاگ کر چوتھی جگہ جاتے ہیں تو اس جگہ بھی دشمن ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہوتا ہے۔ گویا جس طرح چاروں طرف

"چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل و جود سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم و مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے۔ اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجی گئیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔" انگریزی اوصاف ظاہر کرنے

"شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیرخواہی قیصرہ کی ہے کہ ؟ ! روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جائے۔ لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق و محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس احسان کا معاوضہ دے الغرض آدمی اس طرف التفات بخشے پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لیے مجبور کیا"

("اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

دوسرے ملکوں میں گھسنے کے سوا ہندوستان میں بھی قادیانیوں نے اپنا رخ بدلنا ضروری سمجھا۔ وہ یہ کہ کانگریس کی طرف جھکیں اور ہندوؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ امید یہ کہ شاید حکومت کو کچھ لالچ آئے۔ یا مسلمانوں کے مقابل کچھ امداد مل جائے۔ اس مقصد کے واسطے پنڈت جواہر لال نہرو سب سے بہتر ممدوح نظر آئے۔ چنانچہ قادیانی جماعت فرط جوش سے پنڈت جی کی طرف لپکی۔ اس انقلاب کی تفصیل آئندہ [illegible]

ہندوستان میں قادیانی تحریک نے جو کام کیا اور اس کا جو انجام ہوا آنکھوں کے سامنے موجود ہے اس تحریک کو تھوڑا بہت جاری رکھنے کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی وہ یہ کہ دور دراز ممالک میں ایک ایک دو دو قادیانی بھیج دئے جائیں۔ وہ وہاں سے تبلیغ کی کوشش کی خبریں لکھ کر بھیجتے رہیں آقا یا پیر کی کچھ ڈھارس بندھے کہ گھر میں قدم اکھڑے تو باہر قادیانیت قدم جما رہی ہے۔ اس ترکیب سے چندہ بھی جمع ہوتا رہے گا اور بے روزگاری کے زمانہ میں کچھ قادیانی نوجوان بھی روزی سے لگ جائیں گے یک کرشمہ دو کار۔ چنانچہ تحریک جدید کے نام سے جو چندہ طلب کیا جا رہا ہے۔ اس میں یہی سبز باغ دکھایا گیا ہے۔ دسمبر ۱۹۴۶ء کے سالانہ جلسہ کی روداد میں تحریر ہے کہ:-

> حضور (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ان تمام نئے تبلیغی مشنوں کا ذکر فرمایا جو ۱۹۴۶ء کے دوران میں غیر ممالک میں تحریک جدید کے ماتحت قائم کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے حضور نے جنوبی امریکہ کے مشن کے حالات بیان فرمائے۔ جو ارجنٹائن میں قائم کیا گیا ہے۔ پھر ہنگری۔ البانیہ۔ یوگوسلاویہ اور ہسپانیہ کے مشنوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریک جدید کے مجاہدین کی قربانیوں اور ایثار کا ذکر فرمایا۔
>
> "اس کے بعد فرمایا۔ چین کے اس علاقہ میں جہاں چینی حکومت ہے سابق مبلغ کے علاوہ ایک اور مبلغ بھی بھیجا گیا ہے۔ پھر ایک اور مبلغ کو جو ڈاکر میں تھا تحریک جدید کے ماتحت ابی سینیا بھیجا گیا۔ جہاں سے حبشہ اور اٹلی کی جنگ ختم ہونے پر انہیں نکلنا پڑا اور اب وہ فلسطین آ گئے ہیں۔
>
> "حضور نے ان مشنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے ملکوں میں بغیر کسی ایسے بوجھ کے جو جماعت کو محسوس ہو۔ نہایت قلیل عرصہ میں تبلیغ کا کام جاری ہو جانا ہماری جماعت کے لئے ایک ایسی مبارک بات ہے کہ جس پر جتنی بھی وہ خوشی کرے کم ہے:
>
> (اخبار الفضل قادیان جلد ۳۴ نمبر ۳۰۱ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۶ء)

شاید اسلامی ممالک میں بھی قادیانی بھیجے ہوں اور کسی مصلحت سے ان کا اظہار نہیں کیا گیا صرف ضمناً فلسطین کا ذکر آ گیا۔ جہاں غالباً پہلے سے قادیانی مشن قائم ہے۔ حالانکہ اسلامی ممالک پر تو شروع ہی سے توجہ رہی ہے۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

(1) Beloved of the nation welcome you.
(2) We join in Civil Liberties Union.
(3) Long live Jawaher Lal

قادیانی لیڈروں کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریس لیڈر قادیانی لیڈروں کے ڈسپلن اور جوش سے بے حد متاثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کرتے تھے حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہوگی"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۰۰ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء)

چنانچہ اس پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے اعتراض کیا کہ:-

"پنڈت جی کے استقبال پر قادیانی صاحبان کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ یاد رہے کہ جناب خلیفہ قادیان کانگریس کے شدید مخالف تھے اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں لیکن وہ کانگریس کے ایک انتہا پسند اور اشتراکی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اصلی کام تبلیغ اسلام اور خدمت دین کو پس پشت پھینک دیا اور سیاسیات میں نہایت جوش سے حصہ لینا شروع کر دیا۔"

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

اس انقلاب سے قبل قادیانی جماعت نے بار بار حکومت سے اپنی وفاداری کا سودا کرنا چاہا چنانچہ آج سے دو سال قبل جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے حکومت کو یاد دلایا تھا کہ:-

"میں اس امر کی توقع رکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بنا پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ

فصل کے آخر میں درج ہے البتہ خود قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے اس پر جو فخر کیا ہے وہ قابل دید ہے:

"موجودہ زمانہ کو انقلابات کا دور کہا جاتا ہے۔ سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا قادیانی استقبال اسی قسم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ ۲۹ مئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا (اخبار، الفضل میں اس کی تفصیل بصد فخر نمایاں طریق پر "فرزند ملت پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال" کے عنوان سے شائع ہوگئی۔"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء)

چنانچہ اخبار الفضل قادیان میں جو استقبال کی تفصیل شائع ہوئی ہے اس میں درج ہے کہ۔

"علی الصبح چھ بجے تمام باوردی (قادیانی) والنٹیرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ یہ نظارہ بہت ہی جاذب توجہ اور دلچسپ تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام (قادیانی) کور کے ہاتھ میں تھا اور کئی آرگنائزیشنیں اس موقع پر پہنچی تھیں۔ سوائے کانگریس کے دیگر معدودے چند والنٹیروں کے اسٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کرنے کے لئے ہمارے والنٹیر موجود تھے۔ پلیٹ فارم پر جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب (قادیانی) بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور بنفس نفیس موجود تھے اور باہر جہاں کہ پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا۔ جناب شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت ہجوم بے حد اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنٹیروں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ (قادیان) نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ (قادیانی) کور کی طرف سے حسب ذیل ماٹو جھنڈیوں پر خوبصورتی سے آویزاں تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو اسلام سے کیا واقفیت، مسلمانوں کے مذہبی معاملات سے تعلق، قادیانی جماعت سے کیا دلچسپی اور ان کی طرفداری کی کیا ضرورت؟ اول تو خود علامہ سر محمد اقبال نے ڈت جی کے اس رویہ کی توجیہہ کی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"بہرحال میں پنڈت جی آنا ذہن سے یہ بات پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا کہ پنڈت جی کے مضامین پڑھ کر میرے دل میں کچھ دیر کے لئے بہت الجھن رہی۔ یہ جانتے ہوئے کہ پنڈت جی ایک وسیع القلب انسان ہیں اور مختلف تہذیبوں سے ہمدردی رکھتے ہیں، لامحالہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے جو سوالات اٹھائے ہیں انہیں وہ بالکل خلوص سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ تاہم جس طریقہ سے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے کچھ اس قسم کی ذہنیت کا اظہار ہوتا ہے جسے پنڈت جی کی طرف منسوب کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی، اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قوم پرست جن کی سیاسی تصوریت نے ان کے احساس حقائق کو مردہ کر دیا ہے، اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اختیاری اور خود مختاری کا خیال پیدا ہو۔ ان کا خیال ہے اور میری رائے میں غلط خیال ہے کہ ہندوستانی قومیت تک پہنچنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ ملک کی مختلف تہذیبوں کو بالکل مٹا دیا جائے جن کے باہمی تعامل سے ہندوستان میں ایک اعلیٰ اور پائیدار تہذیب ترقی پذیر ہو سکتی ہے۔ جس قومیت کی ان طریقوں سے تعمیر کی جائے گی اس کا نتیجہ باہمی تلخی بلکہ تشدد کے سوا اور کیا ہوگا۔ اسی طرح یہ بات بھی ظاہر ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی (فداہ امی و ابی) کی امت میں سے قطع و برید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ

اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے دور کر کے تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر یہ بات نہ ہوئی تو ہمارا ان سے سودا کرنے کی بعد ہوگی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔"

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۰ نمبر ۵۵ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۲ء)

اس انقلاب کی دوسری وجہ جو مسلمانوں سے متعلق ہے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی یوں تشریح کرتے ہیں:-

"اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا لیکن کانگرس کے برخلاف یہ خیال موجود ہو کر قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر محمد اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے۔ تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آیا ہو ایک سیاسی انجمن (یعنی قادیانیوں کی نیشنل لیگ۔ مؤلف) کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ ۲۸۵ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کے آنے کا ذکر کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ آؤ! اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ میرے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے روز نہیں بخشے گا اور تم دوزخی ہو جاؤ گے میں مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطالت پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے مسلمانوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے ایک مرزائی مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ :-

۱ خدا اپنے سچے پیغمبروں کی ہر یگ کے لئے ایک انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے

۲۔ خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوٹ کے زمانہ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر بھیجا

۳ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس لئے مرزا صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔

"میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے

"اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے ہٹ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی اب وہ خلافت قادیان میں آ جاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لئے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔

"کوئی بھی احمدی چاہے عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو وہ روحانی شکتی کے لئے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لئے

میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتا دوں کہ ہندوستان کی تاریخ کے اس وقت جس نازک دور سے وہ گزر رہے ہیں اس میں ان کی اندرونی یکجہتی کس قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قوا سے محترز رہنا لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پنڈت جی کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں:۔ (ترجمہ)

(ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مضمون "اسلام اور احمدیت" مندرجہ رسالہ اسلام لاہور جلد ۱ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۳۶ء کا اقتباس)

دوم قادیانیت کی حمایت کی اس سے بڑھ کر آج جیسی ڈاکٹر شنکر داس صاحب کے مضمون سے ہوتی ہے جس میں ہندو قومی نقطۂ نظر سے قادیانی تحریک پر بحث کی گئی ہے جو اپریل ۱۹۳۲ء میں بندے ماترم اخبار میں شائع ہوا۔ چنانچہ ڈاکٹر شنکر داس صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے! کبھی ان کے ساتھ سودے معاہدے اور پیکٹ کئے جاتے ہیں۔ کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جزو بنا کر مکمل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کئے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔

"اس تاریکی میں۔ اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشا کی جھلک احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ آؤ ہم احمدیہ تحریک کا قومی نگاہ سے مطالعہ کریں۔ پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی

تمہید پنجم

ان کو ہندوؤں اور کانگریس کی حمایت اور سرپرستی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ادھر جو سیاسی جماعت اسلامی جمعیت مٹا کر ہندوستانی قومیت میں مسلمانوں کو جذب کرنا چاہتی ہے اس کو اس کام کے واسطے قادیانی جماعت موزوں اور مستعد نظر آئی لہذا معاملہ کی بات چیت شروع ہوئی۔ ورنہ کہاں قادیانی اور کہاں پنڈت جواہر لال نہرو۔ کل کی سی بات ہے کہ قادیانی جماعت حکومت کی بہی خواہی کا دم بھرتی اور معاوضہ کی توقع رکھتی تھی اور کانگریس کی مخالفت پر فخر کرتی تھی۔ چنانچہ خود اس جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"ہم نے ہمیشہ کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر ہم اس وقت ایک جتھا بنا کر نہ لڑتے تو یقیناً اس وقت میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی۔ اور یہ صرف ہماری ہی جماعت تھی جس نے کھلے طور پر دوسرے افراد کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳۰ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۲ء)

"اس کے بعد جو موقع پر جب کانگریس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گزشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے جانیں دیں، ہزاروں ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم بڑے دعوے سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ افسروں سے ہم نے سنا ہے کہ اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔"

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۱ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

علیٰ ہذا ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کی طرف سے ایک چٹھی بصیغہ راز جاری ہوئی تھی جس میں قادیانیوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ:-

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان)

پنیہ بھومی (سرزمین نجات) ہے اور اسی میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے احمدی کے دل میں ہندوستان کے لئے پریم ہوگا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے مرزا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور اب جتنے خلیفے اس فرقہ کی رہبری کر رہے ہیں وہ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

"اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہو سکتے ہیں۔

"اس کا جواب ہے سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدگی۔ گورو گرنتھ صاحب میں رام، کرشن، ہری، وشنو سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے۔ مگر کیا سکھ آج رام کرشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھا دیا۔ کیا سکھ آپ کو ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب کہ احمدی برملا کہیں گے کہ صاحب ہم محمدی مسلمان نہیں ہم تو احمدی مسلمان ہیں کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد، عیسیٰ، رام، کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہندو، عیسائی یا محمدی ہو گئے۔

"یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدیہ تحریک کو شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عام مسلمانوں کے لئے جو ہر وقت پان اسلام ازم و پان عربی سنگٹھن کے خواب دیکھتے ہیں کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لئے باعث مسرت ہے۔"

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ بی ایس سی ایم بی بی ایس لاہور مندرجہ اخبار بندے ماترم مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء منقول از اخبار ایمان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

واقعہ یہ ہے کہ ادھر مسلمانوں کی بیداری اور حکومت کی سرد مہری سے قادیانی مضطرب اور دیدہ

احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۵ء)

نیز یوں سیاسی مصالح کی خاطر کانگریس کے لیڈر قادیانی جماعت کے سر پر ہاتھ رکھیں اور قادیانی جماعت ان کی رفاقت کا دم بھرے جس طرح کل تک حکومت کی رفاقت کا دم بھرتی تھی لیکن یہ سودا چنداں نظر نہیں آتا۔ اول تو مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانیوں کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے جو وہ سیاسیات میں وزن پیدا کریں۔ دوسرے یہ کہ ان کے عقائد معلوم ہونے پر ہندو بھی شاید گوارا نہ کریں کہ ان کے دھرم میں یہ اجنبی رخنہ دوانی شروع کریں۔ ہندوؤں کو عام طور پر پتہ نہیں ہے کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو سری کرشن مہاراج کا اوتار سمجھتے ہیں اور اوتار بھی ایسا جو قادیانیوں کے نزدیک خود سری کرشن مہاراج سے بڑھ کر ہیں پس جب مرزا صاحب جس طرح مسلمانوں کو اپنی امت بنانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو بھی اپنی امت میں داخل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ ذیل میں چند قادیانی عقائد ملاحظہ ہوں:-

> "اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا اور مجھے جملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ:-
>
> "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ موسومہ اسلام واقع ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳)

"اور پھر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح

اطلاع دیں:-

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

چنانچہ قادیانیوں کی لاہوری جماعت جو اپنی حریف قادیانی جماعت کا حکومت میں رسوخ پیدا کرنا پسند نہیں کرتی تھی اس سیاسی سرگرمی کا مذاق اڑاتی تھی چنانچہ ملاحظہ ہو:-

”آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بچارے سخت مشکل میں آ پھنسے ہیں گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگریس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں پمفلٹوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی [illegible] نے کانگریس والوں کا توازن خوب بیحال کر رکھا ہے ؎

غم صیاد و فکر باغباں ہے دو دل پہ بار آشیاں ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۰ء)

جب تک قادیانی جماعت کا حکومت سے میل رہا خود سیاسی لیڈر اس جماعت سے نالاں اور بیزار رہتے تھے چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس جماعت کو سد راہ ملت سمجھتے تھے اور ان کو کمزور کرنا مقدم سمجھتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

”یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم سنجیدگی سے آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔

”ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری تھے ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کہیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ

جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ صادق مستباز تھے۔ اور پرماتما کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے۔ چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف) اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں:۔

”واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا“ (لیکچر سیالکوٹ)

شری بیان آنند کند بھگوان کرشن قادیانی (یعنی مرزا صاحب للمؤلف) نے اپنے اس بھاشن میں یہ بات اچھی طرح سپشٹ کر دی ہے کہ بھگوان کرشن ایشور کا اوتار اور پرماتما کا پیارا اور راستباز تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک ممبر ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ جس طرح اور راستبازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کرتی اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق عمل ہے۔

(مہاشہ محمد عمر شرما صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۴۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

”ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ بھارت ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا“

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ ۔ ۱۱ صفحہ ۲۰۹-۲۱۱ منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۱۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کرکے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی کرشن ہوں:

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ ص۳۳ موسومہ اسلام واقع ۲۔ نومبر ۱۹۰۴ء)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو ردر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس سمے جبکہ ہندو قوم نانا پرکار کے پاپوں میں لین ہو چکی ہے اور سارے ورن اپنے دھرم سے گر چکے تھے بھگوان کرشن نے اپنے وچن انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا قادیان کی پوتر نگری میں ایک پرماتما کے اپاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد تھا۔ آپ نے پرماتما سے گیان حاصل کرکے سارے سنسار کو سنایا کہ اے بھائیو پرماتما نے تمہارے اودھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو پاپوں سے دور کرکے پرماتما کے آدر لے جاؤں۔ اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کرکے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا..........

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر [illegible]

مورخہ ۱۵ مارچ [illegible])

یوں تو قادیانیوں کو شکایت ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ہمیں یا ہندوؤں سے [illegible] ہیں۔ لیکن کچھ مجازی کی صورت اور کچھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔ حاصل کلام یہ کہ اس کتاب قادیانی مذہب کے چوتھے ایڈیشن کے بعد قادیانیت کے متعلق کیا کیا اظہار ہوا ہے۔ خاص و عام [illegible] [illegible] قادیانی یا احمدی جماعتوں کے تعلقات [illegible] طور پر آپس میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایڈیشن کی [illegible] کیفیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایڈیشن سے متعلق اکابر ملک و ملت نے جو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اخبار و رسائل میں بھی تبصرے شائع ہوئے۔ چنانچہ ذیل میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رہ سکے۔

(۱) [illegible] سال [illegible] پروفیسر [illegible] [illegible] صاحب [illegible] کراچی ایک [illegible] کے سلسلہ میں قادیانی مذہب کے نام سے ایک کتاب لکھنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ اس کے بعد کچھ حالات و واقعات ایسے پیش آئے کہ پروفیسر صاحب کو یہ سلسلہ [illegible] کرنا پڑا۔ یہ تائید غیبی سمجھنا چاہیے کہ پروفیسر صاحب کو اس سلسلہ کے لئے اتنا مستند مواد دستیاب ہو گیا کہ آج تک اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن چھوٹی تقطیع کے ۱۲۰ صفحات پر دوسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۲۴۰ صفحات پر اور تیسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۴۰۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ اب یہ چوتھا ایڈیشن بڑی تقطیع کے ۶۶۲ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ [illegible] پروفیسر صاحب نے قادیانی مذہب کی ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کر دی ہے۔

یوں تو قادیانی مذہب کے متعلق غیر قادیانی صاحبان نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن یہ کتاب ان سب سے مکمل اور مستند ہے۔ پروفیسر صاحب نے کتاب کی ترتیب

"ہندوستان کا مستقبل اس وسیع برِ اعظم کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتا اور فرقہ وارانہ اختلافات کے حل پر منحصر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی اشتراکیت ہماری کشتی کو نہیں بچا سکتی کیونکہ ہم فطرتاً مذہب پسند ہیں۔ آریہ سماج کی شدھی سادھوؤں کی خونخواری نئی نئی بننے والی سوسائٹیوں کی صلح کل پالیسی جماعت کی قسمت کو نہیں بدل سکتی۔ ہمارے دکھوں کا علاج ہماری سیاسی غلامی سے آزادی۔ کرشن کی مرلی کی نئی دھن چھوڑ دی ہے۔ ہمارے زمانہ کا کرشن مرزا غلام احمد قادیانی صاحب (للمولف) وہ (سابق زمانہ کرشن۔ للمولف) نہیں جو اپنی گوماتی کے تیرے چلاتے اور گوپیوں میں بانسری بجاتا بلکہ "مرلی کی نئی دھن" زمین پر بسنے والے اور اہل زمین کی طرف پیغام آشتی ہے۔ جب آج سے ۴۲ سال قبل (یعنی ۱۸۹۲ء میں جب کہ مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا اور دعوے کا اعلان کیا۔ للمولف) اس جمال جہاں آرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو دیکھا اور درخواست کی۔ "تنک نظر با کینہ بر ما او گر ماں" تو توقعات ہوئی بیڑا پار ہوا۔ جو حکمت سود ر ما کو ملا وہ سب کو ملنا چاہئے مجھے بھی یہ جاننا ہے کہ ہندو خوش ہوں کہ احمدی مسلمان (یعنی قادیانی۔ للمولف) سری کرشن کو اپنا نبی مانتا ہے اور ہندوؤں کی محبوب ترین ہستی سے محبت رکھتا ہے۔ (اور اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو کرشن جی کا اوتار مانتا ہے اور امن پسندی میں ان سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ للمولف)

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ صفحہ ۹ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

"یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ کریں گے اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود کا کرشن ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے حضرت مسیح موعود مسیح ہیں آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا۔ آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملے گی۔ کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے۔ وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔"

فصول و مباحث کی کثرت سے ہو سکتا ہے۔ پوری کتاب میں بیس فصلیں اور چند ضمیمے ہیں۔ ہر فصل میں بکثرت مباحث ہیں۔ بعض بعض فصلوں کے مباحث کی تعداد سَو سے اوپر ہے۔ پوری کتاب کے مباحث ایک ہزار سے بھی زیادہ ہیں استیعاب کی یہ شان ہے کہ مرزا غلام احمد کے تمام ذاتی حالات اور ان کی پیدائش سے لے کر ان کی وفات تک کا کوئی واقعہ اور قادیانی مذہب کا کوئی رخ اور کوئی پہلو چھوٹنے نہیں پایا ہے عجب نہیں کہ اس کتاب کو دیکھ کر قادیانی امت پکار اٹھی ہو مالِ هٰذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰها۔

"اس کتاب کی تالیف میں برقی صاحب نے قادیانی مذہب کا سارا لٹریچر کھنگال ڈالا ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بعض ضروری تشریحات اور حواشی کے علاوہ مصنف نے خود اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ہے بلکہ خود مرزا صاحب اور قادیانی مذہب کے اکابر کے قلم و زبان سے ہی قادیانیت اور ان کے مذہب کی تصویر کھینچ دی ہے۔ گویا مصنف نے قادیانیوں ہی کا بنایا ہوا آئینہ لا کر ان کے سامنے کھڑا کر دیا ہے جس میں ان کے تمام خط و خال صاف نظر آتے ہیں اور ایک نظر میں ان کی پوری تاریخ نگاہ کے سامنے آجاتی ہے۔ جہاں خود کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی ہے وہاں بھی تہذیب و متانت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے جو مناظرانہ تحریروں میں مفقود ہے۔ اس موضوع پر بلکہ شاید مناظرے کی تاریخ میں اس نوعیت کی پہلی کتاب ہے یہ طریقہ صرف متین و سنجیدہ بلکہ سب سے زیادہ موثر اور کامیاب بھی ہے۔ آج کل بہت سے ناواقف اور سادہ لوح مسلمان بلکہ بعض کوتاہ نظر تعلیم یافتہ بھی قادیانی مذہب کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور کم از کم ان کی تبلیغی ڈھنگ سے متاثر نظر آتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد قادیانی مذہب کی حقیقت بالکل آئینہ ہو جاتی ہے۔ خدا مصنف کو اس عمل حسنہ کی جزائے خیر دے۔"

(رسالہ معارف اعظم گڑھ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

"قادیانی مذہب" یہ بڑی تقطیع کے ۹۶۶ صفحات کی ایک کتاب ہے جو مولانا

ملازم رہا ہے۔ اس پرچہ (اس جماعت ہی کے اخبار) میں ایک کھلا اور مبسوط تبصرہ موجود ہے۔ ہماری رائے میں پروفیسر الیاس برنی کی تصنیف قادیانیت کا ایک جامع قاموس ہے جس سے مسلمانوں کا کوئی گھر خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ جو حضرات ادیان و مذاہب کا مطالعہ علمی نقطۂ نظر سے کرتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ثابت ہوگی۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ باوجود اس ضخامت اور اعلیٰ درجہ کی طباعت و کتابت کے قادیانی مذہب کی قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ غالباً اس لئے کہ ہر شخص اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ پروفیسر صاحب کا یہ ایثار قابل مبارکباد ہے۔

(رسالہ طلوع اسلام۔ لاہور۔ بابت ماہ اگست ۱۹۳۸ء)

(۳) "قادیانی مذہب" مرتبہ پروفیسر حاجی محمد الیاس برنی۔ ایم اے۔ استاد معاشیات جامعہ عثمانیہ۔ تقطیع ۲۰×۲۶ ضخامت ۶۶۲ صفحات۔ کاغذ سپید۔ کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت (عہ)

یہ کتاب برنی صاحب کی کوئی نئی تصنیف نہیں ہے بلکہ ان کی پرانی تالیف "قادیانی مذہب" کی جو پہلی مرتبہ ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوئی تھی مکمل تر اور شاید آخری مکمل نسخہ ہے۔ برنی صاحب محض ایک پروفیسر معاشیات نہیں ہیں بلکہ اس سے زیادہ وہ مذہب و ملت کا درد رکھنے والے خادم اسلام ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے نہایت مفید اور قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ادھر چند برسوں سے ان کی دینی حمیت نے انہیں وقت کی ایک اہم ترین ضرورت اور مذہب کی ایک بڑی خدمت یعنی قادیانی مذہب کے احتساب کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آج سے چار سال پہلے ایک مختصر کتاب "قادیانی مذہب" لکھی جس میں مرزا غلام احمد اور ان کی امت کے اکابر کے قلم سے ان کی اور ان کے مذہب کی تصویر دکھائی تھی۔ اس کتاب کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ چار سال کے اندر اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے جن میں سے ہر ایک جامعیت و تکمیل میں پہلے سے بڑھ کر تھا۔ موجودہ چوتھا ایڈیشن سب میں جامع تر اور مکمل تر ہے۔ اس کی جامعیت کا اندازہ کتاب کی ضخامت اور اس کے

اعلیٰ حضرت آصف جاہ ہفتم کی صورت میں ظہور ہوا ہے اور جس کی بدولت تیری ج-ستان ہے کہ تو گویا آج مدینۃ الاسلام ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کا دل و دماغ کھنچ کر تیرے دامن میں چلا گیا ہے اور دین کی کیسی کیسی صدائیں ہیں کہ دور حاضرہ میں خدا نے اسے حیدرآباد پر خاص کر دی ہیں۔

(روزنامہ پیغام دہلی مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء)

"قادیانی مذہب" یہ ایک کتاب کا نام ہے جو تقریباً ایک ہزار صفحہ کی ہے۔ اور جناب مولانا الیاس برنی صاحب ایم اے ایل ایل بی پروفیسر جامعہ عثمانیہ و ناظم دارالترجمہ عثمانیہ کی مشہور آفاق تصنیف ہے۔ قبل سبحانی اعلیٰ حضرت حضور نظام کے مکتوب مبارک میں مولانا برنی کا ذکر تھا۔ یہ کتاب قادیانی عقائد کے رد کا ایک ایسا مکمل ذخیرہ ہے جو موجودہ زمانہ کے لٹریچر میں بے نظیر کہا جا سکتا ہے اس کی قیمت تین روپیہ کم ہے کیونکہ یہ قیمت لاگت سے بھی کم ہے۔ حسن نظامی

(اخبار منادی دہلی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۳۶ء)

گزشتہ تین چار سال کے دوران میں قادیانیت کو جو انجام دیکھنا پڑا وہ کبھی نہ کبھی دیکھنا لازم تھا ایسی تحریکات کی قلعی دیر میں کھلتی ہے مگر کھلتی ضرور ہے چنانچہ اس قادیانی تحریک نے بھی پچاس سال کی مہلت پائی۔ یوں تو اس کا تفصیلی کارنامہ کتاب میں درج ہے لیکن اگر یہاں اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو بے محل نہ ہوگا۔ قادیانیت کا ایک زمانہ تھا کہ زور و شور تھا، گھمنڈ تھا، مسلمانوں کو عاجز و لاچار سمجھ کر طعنے دئے جاتے تھے۔ اپنی کامیابیوں پر شادیانے بجتے تھے۔ چنانچہ اسی رنگ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خیالات و جذبات بہت سبق آموز ہیں کہ ابتداء میں جب ڈھیل ملی تھی تو کتنا حوصلہ بڑھا ہوا تھا ملاحظہ ہو:-

"دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔"

(ضمیمہ اربعین ۳، ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

الیاس برنی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی (علیگ) ناظم دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن کی مصنفات کا شاہکار ہے۔ اس کتاب میں قادیانی مذہب کی حقیقت کو خود اس مذہب کے اکابرین کی مستند تحریرات کے آئینہ میں اس خوبی سے شگفتگی کے ساتھ بے نقاب کیا ہے کہ اس کتاب کو غور و سنجیدگی کی نظر سے مطالعہ کرنے والے پر اس مذہب کا پھر کوئی تبلیغی حربہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ مذہبی مباحث میں پروفیسر برنی صاحب کا انداز نگارش اور اسلوب اظہار مدعا اتنا دلکش اور سنجیدہ ہے کہ اس حیثیت کی دوسری کتاب اب تک ہم نے نہیں دیکھی۔ کتاب کیا ہے قادیانی مذہب کی ایک انسائیکلوپیڈیا ہے اور گویا پورے قادیانی لٹریچر کا عطر و خلاصہ ہے۔ پروفیسر صاحب کے قلم سے کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا جو متانت و ثقاہت سے گرا ہوا ہو اور کسی ذوق سلیم پر بار ہو۔ آنجناب نے قادیانی مذہب کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالی ہے اور اس مذہب کے معتقدات و اجتہادات و اقدامات کو خود اس مذہب کے اکابرین کی مستند تحریرات سے اس میں پیش کیا ہے صرف عنوانوں کے الفاظ ان کے ہیں باقی سب کچھ قادیانی لٹریچر کے ہو بہو جملے اور پوری عبارتیں مع حوالہ کتاب اور صفحہ ہیں۔ اور سب کچھ ایک دلکش نظم و ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہے۔ عنوانات میں بھی یہی احتیاط اور تہذیب اور رواداری ملحوظ رکھی ہے۔ ایسا کوئی لفظ قلم سے نکلنے نہیں دیا جس سے قادیانی مذہب والوں کو کوئی واقعی دل آزاری ہو۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ صرف اس کتاب کو پڑھنا قادیانی تبلیغ کے سحر سامری کو باطل کر دیگا۔

"برنی صاحب نے یہ وہ خدمت اسلام انجام دی ہے اور اس قدر محنت اور جگر کاوی سے کام لیا ہے کہ بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں اس کتاب کو اگر پھیلا دیا جائے تو یقین ہے کہ دین سے بے خبر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ قادیانی تبلیغ کے اثر سے قطعی محفوظ ہوں گے اور اس کتاب کو پڑھ کر اقرار کریں گے کہ اس ایک بندہ خدا کی کوشش نے ان کا دین بچا لیا۔ اب کوئی قادیانی تبلیغی حکمت و تدبیر انہیں سواد اعظم سے اور حضور خاتم النبیین کے قدموں سے جدا نہ کر سکے گی۔"

"اے حیدرآباد! خدا تجھ پر اپنی رحمت کا وہ سایہ دیرگاہ برقرار رکھے جس کا تیرے

ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پُر ہے۔ تو وہ احمدی جماعت ہے وہ لوگ جو واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ سچے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہیں گے۔ ہر ایک کو شکست نظر آ رہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے "آسمان سے کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ مٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈرتے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ مورخہ ۳/ اپریل ۱۹۲۵ء)

لیکن ان خوابوں کی کیا تعبیر نکلی۔ وہی نکلی جو ایسے خوابوں کی نکلا کرتی ہے۔ تفصیل سے تو کتاب بھر پڑی ہے۔ مگر مختصر خلاصہ خود میاں صاحب کی زبان سے سنئے۔ فرماتے ہیں:-

ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے۔ اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے۔ مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا اور ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کر دئے گئے ہیں ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے۔ اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

ابھی تو ہم اس شخص کی طرح پریشان پھر رہے ہیں جو بے سواری اور کسی ساتھی کے بغیر ایک مہیب اور پر خطر جنگل میں بھٹک جاتا ہے۔ اور اسے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ نہ ملے ہم بھی حیران و پریشان ایک ایسی زمین میں پھر رہے ہیں جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ جلیس نہ سواری ہے۔ نہ ٹھہرنے کا مقام۔ ایسی حالت کے ہوتے ہوئے خالی عقیدوں کو ہم نے

”مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا (مخالف لوگ مسلمان ہیں۔ اور مسلمانوں کے پہلے اور پچھلے۔ زندے اور مردے جو بھی ہیں وہ بھی معلوم ہیں۔ اللہ رے بیباکی۔ مؤلف)

(اربعین نمبر ۴ ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں میرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پہ پڑے اُن کے شرارے — نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نظم منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ص ۵ مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۶ عیسوی)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اپنے والد بزرگوار مرزا صاحب سے بھی ان خیالا وجذبات میں آگے بڑھ گئے تھے کہ دنیا کا چارج لیا چاہتے تھے۔ دنیا کی تباہی کو اپنی کامیابی کا پیش خ تھے۔ اور عالمگیر حکومت کا خواب دیکھتے تھے۔ چنانچہ کل کی سی بات ہے کہ میاں صاحب فرماتے ؛

”ہمیں نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھوری لانا بلکہ آنے والا احمد اس لئے تمہیں آنے والوں کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۹۷/۹۸ مورخہ ۲۷ فروری و ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء)

غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی

تمہید پنجم

کتاب کی موجودہ وسعت و جامعیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس میں تقریباً ڈیڑھ دو سو کتب و رسائل کے مضامین بطور اقتباس درج ہیں۔ اور ان اقتباسات کے حوالے بھی ساتھ ساتھ اس تفصیل سے درج ہیں کہ جو کوئی چاہے اصل ماخذ نکال کر دیکھ لے۔ اطمینان کر لے۔ ان تمام کتب و رسائل کی مفصل فہرست بھی بطور ضمیمہ کتاب میں شامل کر دی گئی ہے۔ جس سے واضح ہوگا کہ سوا سو سے زیادہ قادیانی کتب و رسائل اس تالیف میں شریک ہیں جن میں سے پچاس سے زیادہ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اور باقی قادیانی اکابر کی تصنیف و تالیف ہیں۔ خاص و عام کا اتفاق ہے کہ تحقیق و تنقید میں یہ کتاب آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

اس زمانہ میں اس کتاب کی کس قدر ضرورت تھی اور ضرورت ہے ملک و ملت دونوں اس کا اندازہ کر چکے ہیں اور کرینگے وما علینا الا البلاغ

ملتمس

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام
حیدرآباد دکن
ماہ ذی الحجہ ۱۳[illegible]ھ

کیا کرنا ہے اور ان سے دنیا میں کیا تغیر ہو سکتا ہے

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ۲۰۹
مورخہ ۲ ؍ جون ۱۹۳۶ء)

گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران ہو جاتا ہے
اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
۲۰۹ مورخہ ۲ ؍ جون ۱۹۳۶ء)

یوں تو چوتھا ایڈیشن بھی بڑی تقطیع کے ہزار صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اور بہت جامع تھا۔ کہ
میں بیس فصلوں کے تحت نو سو سے زیادہ عنوانات اور ان کے سوا چار تمہیدیں اور چار ضمیمے درج تھے گو
کتاب بڑی حد تک مکمل ہو چکی تھی پھر بھی کچھ مباحث تشنہ رہ گئے تھے۔ ان کے متعلق یا تو اس وقت تک
مضامین دریافت نہ ہو سکے یا ہو گئے تو ان کے حوالے تحقیق طلب تھے۔ کچھ متعلقہ مضامین بعد کو خود از
یہ سب بڑی تحقیق سے اس دوران میں جمع کر لئے گئے۔ ان کی بدولت اس پانچویں ایڈیشن میں تقریباً
جدید عنوانات کا اضافہ ہوا اور یہ سب عنوانات بجائے خود بہت ضروری اور اہم تھے۔ بالخصوص قاد
کا ہندوؤں کے ساتھ مذہبی تعلق پانچویں فصل میں خوب واضح ہو گیا۔ علیٰ ہذا قادیانی جماعت لاہور کے ا
مولوی محمد علی صاحب کے عقائد ان ہی کی مفصل تحریروں سے پندرھویں فصل میں بخوبی ثابت ہو گئے
کہ کسی گریز یا تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ قادیانی جماعت قادیان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب کے عقا
بھی زیادہ نمایاں ہو گئے اور یوں بھی تقریباً تمام مباحث میں مزید عنوانات شریک ہونے سے بہت وضا
پیدا ہو گئی۔ ان کے سوا یہ تمہید پنجم بھی اضافہ ہوئی ایک ضمیمہ بھی جدید شریک ہوا جس میں قادیانیوں کی دو
جماعتوں کی تفریق درج ہے۔ ان اضافوں کی وجہ سے کتاب کا حجم بھی کافی بڑھ گیا۔ اب اطمینان ہ
کہ کتاب نے ایک مکمل صورت اختیار کر لی۔ آئندہ کبھی اضافے ہوئے تو شاذ ہو سکیں گے۔ کسی معتد
اضافہ کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہی۔ چار سال کے اندر اندر کام تکمیل کو پہنچ گیا اور پانچواں ایڈیشن
شائع ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

ذاتی حالات

مختصر سرگذشت

(۱)

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے...... سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے...... اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد صاحب فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے............ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے۔ اور مرزا صاحب موصوف

کم کرنا چاہیے۔ کیوں کہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں آخر ایسا ہی ہوا میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔ اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔

ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی (یعنی سیالکوٹ کی کچہری میں ریڈر یا اہلمد کے محرر تھے) آخر چوں کہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشا کے موافق تھا میں نے استعفا دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا...... اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور انہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

میری عمر قریباً چونتیس ۳۴ یا پینتیس ۳۵ برس کے ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض پیچش میں مبتلا پایا...... اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے...... غرض میری زندگی قریب چالیس برس

کہ اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے ...... پھر بھی بلحاظ اپنے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے۔ اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا۔ تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا انکو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔ اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ

کہا کہ آپ کے خیال میں سکھ حکومت اچھی تھی یا انگریزی حکومت اچھی ہے۔ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں چل کر جواب دوں گا۔ جب قادیان پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ سکھوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں مجھے امید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرمت بھی کر سکیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible] مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴) سندھی

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ باہر سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں بہت آیا جایا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے نہ سمجھا کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچہ کا عرف سندھی رکھ دیتی ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بچپن میں کبھی اس نام سے پکار لیتی تھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible] مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) لطیف اشارہ

میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور (مرزا صاحب کا) یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ (مصنفہ مرزا صاحب) کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔

(تریاق القلوب ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔

(کتاب البریہ ص۱۵۹ تا ص۱۶۱ طبع حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) خاندانی زوال

میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔

غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہو گئی۔

(تحفہ قیصریہ ص۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد انگریز آئے تو انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کر لی اور صرف سات سو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کر دی جو ہما دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سو اسی رہ گئی۔ اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہو گئی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۶۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) آبائی مکانات

بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے کہ بیان کیا ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ ایک دفعہ مسٹر میکانکی ڈپٹی کمشنر گورداسپور۔ قادیان دورہ پر آئے۔ راستے میں انہوں نے دادا صاحب (مرزا غلام مرتضیٰ صاحب) سے

پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا۔ اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے ......

والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۹) بھئی لوگ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی (یعنی بھائی) لوگ (حضرت صاحب کی اشارہ تھا) دکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں ہم بھی کوئی دکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) لازمہ شرافت و شجاعت

جس زمانے میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جا رہا تھا [illegible]

(۶) انثیت کا مادہ

حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی اور فی الواقع جنت ہی میں چلی گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔

(حیات النبی جلد اول ص[illegible] مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی وکتاب [illegible] ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) بچپن کی بات

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۴۴ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) اِدھر اُدھر

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زما میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ

مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے (شاید دیر میں شروع کی ورنہ کیڑا نہ لگتا۔ مؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۴ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۳) توبہ توبہ

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) سے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت (مرزا) صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے اس لئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے!

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۴۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ہماری دادی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں حضرت (مرزا) صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۵۱ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

طور پر لوگ ہتھیارات رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکہ وغیرہ اور تلوار کے کرتب کی ورزشیں عام تھیں لیکن حضرت مسیح موعود چوں کہ یضع الحرب کے لئے آئے تھے اور ان کے زمانے میں امن و آسائش کی راہیں کھل جانے والی تھیں آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی بحالےکہ یہ امور لازمہ شرافت و شجاعت سمجھے جاتے تھے

(حیات النبی جلد اوّل نمبر دوم صفحہ ۲۰ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

۱۱: دایاں ہاتھ

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبد الرحیم درد صاحب قادیانی) ام اے نے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے۔ سامنے اسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے۔ مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۹۰ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۲) دندان مبارک

دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔ تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں

ہو جائیں گے۔ فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیوں کہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔ میں اس آیت کے وعید سے بہت ڈرتا ہوں احشروا الذین ظلموا وازواجہم اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۳۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) ملازمت

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ...... چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ (مرزا صاحب) کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۴۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۸) مرزا صاحب کی سادگی

حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ، پگڑی اور ایک کھونڈا گویا خذوا زینتکم عند کل مسجد پر پورا عمل تھا جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے کرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کر لیتے صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی جب کہ شیخ رحمت اللہ

(۱۴) انگریزی دانی

اسی زمانہ میں (یعنی جب کہ مرزا صاحب سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے) مولوی الہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں (مرزا صاحب کے انگریزی الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے مصنف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵) مختاری

چوں کہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۳۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۶) مدرّسی

ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی (یعنی مرزا صاحب کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چوں کہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل ہے۔ آپ ضرور اس عہدے پر مقرر

باعث تھا سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململ کا۔ ہوتا تھا بجائے گرم کرتے کے صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔ جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔ اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے ...... اس کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کرتے تھے باندھ لیا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ (مرزا صاحب) معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے۔ اور رومال کا دوسرا

صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا کوٹ نہ تھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو ابھی چلتی ہے آپ نے ایک۔ رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔ معلوم ہوا کہ بند ہے۔ چابی دی گئی وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا۔ اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا۔ حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔

(یاد ایام از قاضی محمد ظہیر الدین صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر [illegible] مورخہ [illegible])

(۱۹) جیبی گھڑی

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب نوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے۔ اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسہ گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۲۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۰) لباس (۴)

آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے

لایا کرتے تھے حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا جس سے قمیض کرتہ پر دھبے پڑ جاتے تھے

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۳۵ء)

(۲۳) مرزا صاحب کی شکر گزاری

دعوے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) باغ میں تشریف لے گئے۔ ساتھ چند اور بھی دوست تھے کسی دوست نے ایک پھل دار درخت پر حضرت اقدس کا عصا مبارک پھینکا وہ عصا وہیں اٹک کر رہ گیا۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی مگر وہ عصا نیچے نہ گرا میں (حافظ نبی بخش صاحب قادیانی) نوجوان لڑکا تھا میں اپنا تہہ بند کس کر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا مبارک اتار لایا حضرت اقدس کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بار بار فرماتے میاں نبی بخش تم نے بڑا کمال کیا۔ تم نے تو آج میرے والد صاحب کا سونا نیا لا کر مجھے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹے تو راستے میں جو ملے ان سے بھی ذکر کیا کہ میاں نبی بخش نے مجھے آج نیا سونا لا کر دیا ہے۔ پھر بعد میں اکثر بھی اس شکر گذاری کا ذکر فرماتے رہے۔

(ذکر حبیب از سردار مصباح الدین احمد صاحب قادیانی صفحہ ۹۰ بحوالہ الحکم قادیان ۲۸ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۴) ضعف کی شکایت

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی ایسا

کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلا لیتے ۔ یا کاج میں بند سوا لیتے تھے ۔ اور چابیاں ازاربند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازاربند استعمال فرماتے تھے ۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا ۔ اس لئے ریشمی ازاربند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں وقت نہ ہو ۔ سوتی ازاربند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی ۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۱) بوٹ کا تحفہ (ج)

ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا آپ نے (مرزا صاحب نے) اس کی خاطر سے پہن لیا ۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے ۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کی بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کی بوٹ میں پہن لیتے تھے ۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا ۔

(منکرین خلافت کا انجام مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی ص[illegible])

(۲۲) خاص ادائیں

نئی جوتی جب پاؤں کو کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے ۔ اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی ۔ جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے ۔ چونکہ حضور (مرزا صاحب) کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی ۔ اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے کاجوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں ۔

شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ وغیرہ بنوا کر

لے گئے تھے اس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار غلام احمد۔ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر دوم مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم کو کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ اس قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی و سستی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت بیٹھنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور بالائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں کبھی کبھی ایسی دوا کی یہ بھی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو گئی ہے اور میں نے زیادہ کھائی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے خدا تعالیٰ اس کو راست کرے اس جہت

نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔

(نزول المسیح ص [illegible] حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) ایک ابتلاء

ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی ....

غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے .... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔

(تریاق القلوب ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) مجرب دوائیں

مخدومی مکرمی اخویم مولوی (نورالدین) صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .... وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں۔ جو کسی قدر آپ

مخدومی مکرمی اخویم حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ

……

ایک میرے دوست ساکن علاقہ پٹیالہ میں ہیں جن کا نام میرزا محمد یوسف بیگ ہے انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے۔ جس میں کچھ مدد داخل ہوتا ہے وہ معجون میرے تجربے میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے اور امراض چشم اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لئے اور نیز تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیجدوں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر دوم صفحہ ۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) خاندانی طبیب (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاص دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔ جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) خاندانی طبیب تھے آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گذر چکے ہیں اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ یوں کہ علاج پوچھنے آجاتے تھے۔ آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف یونانی بلکہ

سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر
میں شکر گذار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بیان کر کے بعض
خطرناک عوارض سے بچا کر مخلصی عطا کی۔ والسلام [illegible]

خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۵ جنوری ۱۸۹۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ [illegible] مجموعہ مکتوبات
[illegible])

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں جیسے مشک عنبر۔ زیبق۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین فاسفورس کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور عروق کو قائم کرنے والی اور مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا ....

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تا گرمی نہ کرے نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور [illegible] اور جذام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے خطرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۲) صفحہ ۳۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

انگریزی بھی اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ بعض ذکر طبابت کے نیچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کی مقوی ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے مثلاً کوکا۔ کولا۔ مچھلی کے تیل کا مرکب۔ ایسٹن سیرپ کونین فولاد وغیرہ۔ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بد مزہ دوا ہو آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۳ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۸) توحید کا گر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کی عادت تھی کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفاء نہ کرتے بلکہ بہت سی دوائیں کھا لیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں تا جب شفاء حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دوائی سے شفاء ہوئی ہے اور اس طرح پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹالے۔ یہ ایک توحید کا گر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹
نمبر ۱۰ مورخہ ۵ر جنوری ۱۹۳۲ء)

(۲۹) پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے

کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۸ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۲) خطرناک

پھر آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا میں کیا کروں۔ میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے۔ کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا۔ اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے۔ اور قریباً نصف گھنٹہ تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی۔ اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا۔ اور آنکھیں بھی پونچھیں جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیونکہ آپ نے یک لخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لئے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور قے میں خون نکلا ہے تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے سب لوگ کمرے میں آ گئے۔ اور ڈاکٹر کو بلایا گیا۔

(۳۰) رمضان کے دورے

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے۔ مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا۔ اور آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اور باقی روزے نہیں رکھے۔ اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے۔ اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں۔ صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔ ....

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۱ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۱) سخت دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل

منقول از منظور الٰہی ص[illegible] مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آگیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی۔ اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

اکثر یہ مرض (مراق) تنہا رہنے یا زیادہ غور و فکر کرنے یا محنت شدید یا ریاضت شدید یا مجاہدہ نفس سے پیدا ہوتا ہے۔

(تذکرۃ الوفاق فی علاج الفراق ص[illegible] مصنفہ حکیم محمد حسین صاحب [illegible])

(۳۴) مالیخولیا مراق

مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش و کھٹی ڈکاریں آنا ضعف معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا۔ ہاضمہ خراب ہو جانا پیٹ پھولنا۔ پاخانہ پتلا ہونا دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا۔ (ترجمہ)

(شرح الاسباب والعلامات۔ امراض راس۔ مالیخولیا تصنیف علامہ برہان الدین نفیس)

ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ پھر اس نے کہا یہ آرام کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یونہی ملتوی ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا اس وقت آرام ضروری ہے۔ میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں کتنے عرصہ کے لئے سرٹیفکیٹ چاہئے۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہئے۔ خواجہ صاحب نے کہا فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لئے سرٹیفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۳) مراق کا سلسلہ

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان صفحہ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے ...... ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آجاتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

سے پراگندہ وخاطر ہو جاتا ہے یا پھر یہ مرض حرارت جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے جب اس میں غذا کے فضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں اور اسکے اخلاط جلکر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو ان اعضا سے سیاہ بخارات اٹھکر سر کی طرف چڑھتے ہیں اسکو نفخ مراقیہ یا مالیخولیائے نافخ اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں (ترجمہ)

(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

علاج ۔ عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی (پرندوں کا) زود ہضم گوشت ۔ اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو ۔ ۔ ۔ ۔۔۔۔۔۔ اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک ۔ عنبر ۔ نافہ اور عود استعمال کرائیں نیز معدہ کے لئے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں ۔

مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں ۔ اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملاکر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے ۔

(قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا فن اول از کتاب ثالث)

(۳۵) مالیخولیا کے کرشمے

مالیخولیا خیالات و افکار کے طریق طبعی سے متغیر ہو کر فساد ہو جانے کو کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں ۔

(شرح الاسباب والعلامات مرض راس مالیخولیا مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس)

مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض بحالت صحت میں مشغول رہا ہو مثلاً ۔۔۔۔۔۔۔ مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مراق) کی علامات کا ظہور فتور قوت حیوانی یا روح حیوانی سے ہوتا ہے جو کہ جگر و معدے میں ہوتی ہے مگر تحقیقات جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ مرض عصبی ہے۔ اور جیسا کہ عورات میں رحم کی شرکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹیریا) پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح اعضائے اندرونی کے فتور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔

علامات مرض۔ مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔ بھوک نہیں لگتی۔ کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔

(مخزن حکمت مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب (طبع دوم))

فساد ہضم یعنی دخانی ڈکاریں۔ منہ میں زیادہ رال آئے پیٹ پھولتا ہو۔ پیٹ میں قراقر۔ تمادوث اور سوزش ہو۔ جھوٹی بھوک معلوم ہو۔ تالو کی طرف دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں۔ ہاضمہ اچھا ہو تو مرض میں تخفیف ہو ہاضمے کی خرابی اور تخمے سے مرض میں زیادتی ہو ۔۔۔۔۔۔ گاہے جسم کے اوپر کے حصے میں کپکپی اور لرزہ۔ ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں کا جلنا۔ کبھی ان ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا۔ مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہوتا۔ یہاں تک کہ کبھی غشی تک نوبت پہنچ جائے ۔۔۔۔۔۔ کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا۔ کبھی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوندتی معلوم ہوتا آنکھوں کی کرختگی۔ پلکوں کا بوجھل ہونا۔ دماغ اور سر میں [illegible]زش و گرمی۔ درد سر اور نسیان یک بیک اچھو لگ جانا ۔۔۔۔۔۔ مرض مراق کے لوازم سے ہیں۔ لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں (ترجمہ)

(اکسیر اعظم جلد اول صفحہ [illegible] مصنفہ حکیم محمد اعظم خاں صاحب)

الیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار تغیر بگڑت و فساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج کا سوداوی ہو جانا ہوتا ہے۔ جس سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی ظلمت

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت

ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

(۳۷) دق اور سل

حضرت اقدس نے بھی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہو گئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا کرتے تھے اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہو گئی تھی۔

(حیات احمد جلد اول ص ۸۵ مؤلفہ یعقوب علی صاحب عرفانی)

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے۔ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت (مرزا) صاحب کو سل ہو گئی تھی۔ اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی...... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۵۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۸) دو چادریں

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔

وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیر اعظم جلد اول ص مصنفہ حکیم محمد اعظم خان صاحب)

(۳۶) ہسٹیریا

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں۔ جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی نظر آتی ہیں مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ہسٹیریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے جن مردوں کو یہ مرض ہو ان کو مراقی کہتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۷۸
مورخہ ۳ اپریل ۱۹۲۳ء)

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم۔ سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمد للہ۔

(حقیقۃ الوحی ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۰) تیس برس (ج)

مجھے دو مرض دامنگیر ہیں ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب بکثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔

(نسیم دعوت ص[illegible] مصنفہ غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۱) دائم المرض

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ..... ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری ...... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گذرتا مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی [illegible] وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رنگین ہو جاتی ہے اور [illegible] بعد

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ۱ جون ۱۹۰۶ء
و اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء)

(۳۹) دو بیماریاں

مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جایا کرتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے۔ اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو اور طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپایہ کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کے مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ زور سے اس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہو۔ تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس اشتہار کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجر کی رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی۔ آنکھ اور۔ دو اور عضو پر اور پھر جب کاربنکل

(۴۴) مرض اعصابی

مخدومی مکرمی اخویم ([illegible] صاحب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ

...... یہ عاجز پیر کے دن ۹ مارچ ۱۸۸۸ء کو مع اپنے عیال کے لودھیانہ کی طرف جائے گا۔ اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے۔ اور اس عاجز کو مرض اعصابی ہے سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اٹھا نہیں سکتا کہ اس حالت میں لودھیانہ پہنچ کر پھر جلدی لاہور میں آوے جیسا قرار پایا ہے۔ لاچار ہوں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جائے

.... والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم [illegible])

(۴۵) خرابی حافظہ

مکرمی اخویم سلمہ

.... میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار غلام احمد [illegible]

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم [illegible])

(۴۶) مقدمہ کی فکر

چونکہ وہ لمبا اور تکلیف دہ فوجداری مقدمہ جو کرم دین ساکن بھیں ضلع جہلم

قدم اچھی طرح نہیں جمتا قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قراءت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیوں کہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔

خاکسار غلام احمد قادیان ۵ر فروری ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم عدد ۲ ص ۸۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۲) چشم نیم باز

مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں...... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۷۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۳) عصبی کمزوری

حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔

(رسالہ ریویو قادیان بابت مئی ۱۹۲۷ء)

حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۸) جیب کے ڈھیلے

آپ کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو) شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے۔ اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔ (البتہ کھانے میں مرغ، بٹیر، مقویات میں مشک عنبر مفرح عنبری اور خاص مجربات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف و تائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے۔ دنیا کی طرف صرف اسی قدر توجہ باقی رہ گئی تھی۔ اس سے زیادہ نہیں۔ مؤلف)

(مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر صاحب قادیانی تتمہ براہین احمدیہ جلد اول ص [illegible])

(۴۹) مصروفیت

میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے تاہم میں اس بات کی پروا نہیں کرتا۔ اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔

(ارشاد مرزا غلام قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اکتوبر ۱۹۰۱ء)

کی طرف سے اوّل اوّل جہلم اور پھر اس کے بعد گورداسپور میں چلا گیا تھا۔ اور بالآخر بعدالت اے۔ ای ہری سیشن جج امرتسر، جنوری ۱۹۰۵ء کو فیصلہ ہوا اور آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) بری کئے گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible] مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا۔ ایک دن حضرت (مرزا) صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دعا کے لئے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے رہے۔ اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible] مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۷) بے توجّہی

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی۔ اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی (جوتہ) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے اسی طرح کھانا کھانے کا یہ

(۵۲) روٹی کے ٹکڑے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے۔ اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورا آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا کیوں کیا کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کونسا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں۔

([illegible] الفضل قادیان [illegible] ۱۹۳۵ء)

(۵۳) دوران سر

بانی مذہب کی [illegible] کی وضع کا پاخانہ جو ایک جگہ کی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے [illegible] معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں کے بوجھ [illegible] بیٹھنے سے سر کو چکر آتا ہے۔

(خطوط امام [illegible] قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی [illegible] لاہور)

(۵۴) دماغی بیہوشی

پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک طرح کا دورہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے جب کہ عیسائی دشمنوں نے حضور پر مقدمہ

منقول از کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۳ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۵۰) انہماک

(وجہ ہے کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی؟ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ منقول از
کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۳ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۵۱) اوہو

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضور (مرزا) صاحب کے پاس پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا آپ میری طرف بہت جھک گئے۔ میں ذرا کھسک گیا آپ اور میری طرف ہو گئے اور میں اور ایک طرف ہو گیا حتیٰ کہ اتنی تھوڑی سی جگہ پر میں رہ گیا کہ ایک جگہ پر پہنچ جو کسی گڑھے میں پڑا اس دھکے سے میں نیچے جا پڑا اور جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لئے بیٹھ گیا تا حضرت صاحب محسوس نہ کریں کہ میں گرا ہوں مگر آپ نے فرمایا ادھر مفتی صاحب آپ گر گئے۔ جگہ تو بہت ہے اور آپ نیچے ہٹ گئے۔ شاید یہ بھی کوئی امتحان ہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷۰
مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۵ء)

(حال عبدالرحیم صاحب درد قادیانی) ام۔ اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) سخت بیمار ہوگئے اور حالت نازک ہوگئی۔ اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہوگئی مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لاکر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت روبا صلاح ہوگئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا۔ اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔“

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۴)

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہوگئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہوگیا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۶۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۷) مرغوبات

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا) صاحب بڑی مسجد میں جاتے تھے گرمی کے موسم میں کنویں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کے تازہ ٹنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ .... گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں .... حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف

اقدام قتل کا بنایا اور مسلمان مولوی صاحبان عیسائیوں کی تائید میں گواہیاں دی کے لئے آئے تو جس دن بٹالہ میں پیشی تھی اس سے قبل رات عشا کی نماز کے بعد حضور جواب دعویٰ لکھنے بیٹھے اور مجھے حکم دیا کہ میں حضور کے مس کو خوشخط لکھتا جاؤں۔ اندر کے صحن میں حضور بیٹھ گئے۔ لالٹین اور بتیاں روشن کی گئیں ...... حضرت صاحب مسودہ لکھتے جاتے اور میں نقل کرتا جا حالت میں ساری رات گذر گئی اور صبح کی اذان ہو گئی اس وقت اچانک حضرت صاحب کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بیہوش ہو گئے لوگ باہر سے بلائے گئے سب دیر تک بدن کو دبانے اور ملنے کے بعد ہوش میں آ گئے۔

(سفر وصال از مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۔ مئی ۱۹۳۴ء)

(۵۵) خرابی صحت

عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہو گئی ہے بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا۔ اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بے کار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہو گئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامنگیر ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان ضمیمہ منقول از
آئینہ احمدیت صفحہ ۔ مؤلفہ دوست محمد صاحب قادیانی لاہوری)۔

(۵۶) سخت بیمار

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب

کو بدظنی سے بچائے ۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنترہ، سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھایا کرتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمینیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پرچول تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔ لوگوں کی نذرانہ کے طور پر آوردہ مٹھائیوں میں سے بھی کھا لیتے تھے اور خود بھی روپے دو روپے کی مٹھائی منگوا کر رکھا کرتے تھے یہ مٹھائی بچوں کے لئے ہوتی تھی۔

بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

(۵۸) شکار کی ضرورت

عام طور پر آپ کو شکار سے شوق اور دلچسپی نہ تھی ہاں طیور کے گوشت کو پسند فرماتے تھے اور دراصل حضرت صاحبزادگان میں شکار کا شوق بھی حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے آیا جو حضرت والد صاحب قبلہ کی خوشنودی اور دعا کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ ان ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غذا بہت کم ہوگئی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ پرند کا شوربا آپ پسند کرتے تھے اس لئے عام طور پر خدام کوشش کرتے تھے

گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال۔ سبزی۔ ترکاری کے ساتھ مل جل کر گوشت کھانا چاہئے

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اس لئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر، فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبد الرحیم صاحب نو مسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کے لئے فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیر جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانا چھوڑ دیا تھا بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے .... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو یا پلاؤ مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی ...... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوایا کرتے تھے مگر گڑ کے وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے جب ضعف معلوم ہوتا۔ جن دنوں میں تصنیف کا کام ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں معمولی کھانا ہی کھاتے تھے ...... دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیاء بلکہ بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمولی مقدار میں۔ بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کئے ہیں مگر ان بیوقوفوں کو یہ خبر نہیں کہ ایک شخص جو عمر میں بوڑھا ہے اور اسے کئی امراض لگے ہوئے ہیں اور باوجود ان کے وہ تمام جہاں سے مصروف پیکار ہے .... وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف بطور قوت لایموت اور سد رمق کے طور پر استعمال کرتا ہے تو کون عقل کا اندھا ایسا ہوگا کہ اس خوراک کو لذائذ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تعبیر کرے خدا تعالیٰ ہر مومن

(۶۰) روغن بادام

ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں تلیوں پر ملنا اور پینا نہایت مفید محسوس ہوتا ہے اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو اور کہنہ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو تو ایک بوتل خرید کر بھیج دیں۔ پانچ روپیہ قیمت اس کی ارسال ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی
مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

بادام روغن میری بیماری کے لئے خریدا جائے گا۔ نیا اور تازہ ہو اور عمدہ ہو۔ یہ آپ کا خاص ذمہ ہے۔

(خطوط امام بنام غلام ص ۶ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۶۱) مشک

آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ و خوشبو دار ہو بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل ارسال فرما دیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔

خطوط امام بنام غلام ص مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں ص۳

کہ کوئی پرند کا شکار کر کے لائیں، اسی سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی سعی کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد اول نمبر دوم ص۱۳۹ مؤلفہ بشیر احمد ایم اے قادیانی)

(۵۹) درستی صحت

مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی نالائقی ہو گئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی، اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا ترد الیک انوار الشباب یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے، بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصے میں۔ اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصے میں۔ اوپر کے حصے میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ یہ دونوں مرضیں اسی زمانے سے ہیں جس زمانے سے میں نے اپنا دعوی مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے شامل کی گئیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۰۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو دورہ خاص قسم سخت دورہ۔ جس کا غلبہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا مگر اب تک کلی اطمینان نہیں کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔

ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر گر گئی اور گرنے کے سبب سے خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی ضائع ہو گئی اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی یہ مشک بہت عمدہ تھی اس دکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائیں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۱۵ مجموعہ مکتوبات حضرت مرزا غلام احمد قادیانی)

سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۴ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

آپ بیشک ایک تولہ مشک بقیمت ([illegible]) روپیہ خرید کرکے بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ ضرور بھیجدیں (ص [illegible]) ۔

پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جانتے ہیں ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور ریزہ ہی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو ضرور دیکھ کر اکر بھیجدیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو بھیگا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو (ص [illegible]) ۔

(خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور)

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اول اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ باعث ذل بخاری اور دوران بھی بخاری ہو رہی ہے مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے مجھ کو آنمکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا الحمد للہ اب میں نے کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں خاص کر مشک یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمادیں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے اگرچہ مشک دو ماشے یا تین ماشے ہو وہ بالفعل کفایت کرے گا مگر عمدہ ہو اگر اصل نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جائے تو نہایت خوب ہے مگر جلد ہو۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۴۔ اگست ۱۸۹۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۵) ص ۱۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰۔ جون سنہ ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم ص۱۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۳) مفرح عنبری

یاقوت، مروارید، مرجان، یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری بڑی محنت سے تیار ہو گیا ہے قیمت ایک ڈبیہ (عصر)

(اشتہار مندرجہ سرورق ص۲ خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

میں (حکیم محمد حسین صاحب) اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے چونکہ حضور کو دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔

(خطوط امام بنام غلام ص۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین صاحب قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۶۴) افیون

مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون

عنبر (۶۲)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا اب بفضلہ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے دورہ مرض سے امن ہے حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایسے سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے کل کی تاریخ فیسوی بھی پہنچ گیا میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو۔ آمین ثم آمین (مکتوب پچیس)

عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامنگیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے (مکتوب بتیس)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول [illegible] مکتوبات [illegible])

عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں باعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا۔ پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدا تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے بہت ضعیف ہو گیا ہے۔

استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کوئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر [illegible] مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء)

مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ مجھے متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ (زبانی میں) مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا خدا نے چھڑا دی سب تو اب نہ دو۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ [illegible] مصنفہ میاں صاحب)

۲۸۔ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے .... خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہتے ہیں سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک رتی سے شروع کی تھی۔ ان کا یہ خیال ہے کہ تھوڑی تھوڑی کھائیں تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نوشتہ عبد الرحیم درد قادیانی
مندرجہ اخبار الفضل قادیان [illegible] ۱۹۲۹ء [illegible])

(۶۵) سنکھیا

جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو

شروع کر دی جانے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور یہ دوسرا افیونی ۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا ۔

(نسیم دعوت صفحہ ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا کے نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا ....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے ۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹ ۔ جولائی ۱۹۲۹ء)

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی ۔ اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں بعض لوگ کہتے مولوی نورالدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے میرا ایک

(خطوط امام بنام غلام صفحہ ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا:—

"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸/ ہے (۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)"

(سودائے مرزا صفحہ ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

(۲۰۹) ٹانک وائن کا فتویٰ

پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا ضعف بھی پڑتا تھا۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی فریق لاہور کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء و جلد ۲۳ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان م ۲۰، ص ۵ ۔ ۵ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۶۶) دو بوتل برانڈی (ج)

حضور (مرزا صاحب) علیہ السلام نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے حضور ان کو تاکید فرما دیں۔ حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ انکی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۱۰۳ نمبر ۲۳ ص ۷ ۔ ۷ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۶۷) ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ فروری ۱۸۸۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہو گئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہو گیا ہے آپ کے دوست شفا کرام کیلئے ایک دن بھی توجہ کرنے سے مجھے سخت بے صحتی کا تفرقہ ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ یکم جنوری ۱۸۹۰ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۷۱) پنجابی حلق

بے شک یہ درست ہے کہ پنجابی حلق ہر ایک لفظ کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ تو قرآن کا صحیح تلفظ عربی لہجہ میں ادا نہیں کر سکتا ہے۔ ایسا شخص کہاں مسیح ہو سکتا ہے اس کی یہ بات سن کر سید عبداللطیف صاحب شہید نے اس پر ہاتھ اٹھایا اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت مسیح نے بھی انہیں روک دیا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ [illegible] فروری [illegible] نمبر [illegible] جلد [illegible])

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک لکھنؤ کا آدمی آیا اور قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا۔ آپ کیسے مسیح موعود بنے ہو کہ ق اور ک میں بھی فرق نہیں کر سکتے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible])

(۷۲) نماز

اب پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مروت و اخلاق سے ملے اپنے کانگریگیشن کے رکن اعظم حکیم نورالدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں

(۶۹) مجاہدات

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ

یہ بات مسلّم اور واضح رہے کہ راستباز انسان کے لئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔ الکرامات ثمرۃ المجاہدات

ملالت طبع بہت حرج انداز ہے اگر یہ معاملہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے۔ مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجے کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔

خاکسار غلام احمد ۱۰ مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۱۰ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۰) توجہات

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو روز سے میں نے اس شخص کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یک دفعہ سخت علیل ہو گئے یعنی تیز تپ ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں۔ بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں..... والسلام۔

خاکسار غلام احمد

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا انحصار موجب یہی توجہ باطنی تھی.....

جماعت سے نماز پڑھایا کرتے تھے کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر اور حضور کے پیچھے اکثر گھر کی مستورات ہوا کرتی تھیں۔ ایسے وقتوں پر میں نے بھی بڑی کثرت سے بالخصوص ۱۹۰۵ء میں کئی ماہ تک باغ میں زلزلہ کے دنوں میں حضور کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں جن میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور مستورات پیچھے ہوتی تھیں۔

(میر محمد اسحاق صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۶ء)

(۴) اسٹیشن کی سیر

بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبد الکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جائے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبد الکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں حضرت نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) مرزا صاحب کا نسب نامہ (ج)

اب میرے سوانح اس طور پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام

نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔

(رسالہ الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء)

بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اگر کسی بیماری کے فکر کے سبب ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دوران سر اور [illegible] کا مرض تھا اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روز ازل سے خدا نے اپنے مسیحا کے لئے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۳ء)

(۷۳) زنانی نماز (ج)

حضور (مرزا صاحب) کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد نہ جا سکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھا لیتے تھے۔ اور حضرت بیوی صاحب (مرزا صا کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں۔ بلکہ حضرت (مرزا) صاحب کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔

(ذکر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

حضور (مرزا صاحب) اپنی عمر کے آخری سالوں میں جب دوران سر وغیرہ تکالیف کے سبب مغرب عشاء اور فجر گھر پر ہی پڑھنے لگے تو حضور گھر میں عورتوں

مجھ پر وحی کی ہے کہ وہ ترک نہیں تھے بلکہ بنو فارس میں سے تھے اور میرے رب نے یہ بھی خبر دی ہے میری بعض دادیاں بنو فاطمہ اور اہل بیت نبوت میں سے تھیں تو اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت و مصلحت سے ان میں اسحٰق و اسمٰعیل کی نسل جمع کر دی۔

(ترجمہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ (متن)

اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔ ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیش گوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں۔ یعنی چین کی رہنے والی (حاشیہ)

(حقیقۃ الوحی ص[illegible] متن و حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک حدیث سے جو کنز العمال میں موجود ہے سمجھا جاتا ہے کہ فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا۔ پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اپنے خیال میں مرزا صاحب منفرد ہی سمجھتے تھے کہ مختلف پیش گوئیاں نسل و خاندان کے لحاظ سے اپنے اوپر منطبق کریں اور اس سعی لاحاصل میں مرزا صاحب کو جس درجہ تاویلات کو طول دینا پڑا وہ کافی سبق آموز ہے۔ (المؤلف)۔

* * *

غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پڑدادا صاحب کا نام گل محمد صاحب تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔

(کتاب البریہ ص [illegible] حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور سے گوشہ شمال مشرق میں ایک گاؤں قادیان نام ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے یہ ایک چھوٹا سا گمنام گاؤں تھا۔ دنیا میں اس کو کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا بجز اس ضلع کے آدمیوں کے جس میں یہ واقع ہے۔ یہاں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب رئیس اعظم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے والد) سکونت پذیر تھے جو قوم کے مغل گوت کے برلاس کہلاتے تھے۔

(سلسلہ احمدیہ حصہ دوم ص [illegible] مؤلفہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی)

یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔

(اربعین نمبر ۲ ص [illegible] حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے اپنے آباء و اجداد کی سوانح کی کتابوں میں پڑھا ہے اور نیز اپنے والد سے بھی سنا ہے کہ میرے آباء و اجداد مغل نسل سے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ۔

(۷۷) ایک سخت بیماری

اگر آپ احمدؐ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی آخری ایام کو اخبار، بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے تھے آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے۔ جس کا نام پیغام صلح ہے۔ اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جاوے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست اور قے میں۔ مؤلف) مبتلا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ۱۹۱۴ء نمبر ۶ جلد ۱۳)

بمقام لاہور آپ کا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا) قیام قریباً ایک ماہ تک رہا۔ اور اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمائیں ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں۔ اور روزمرہ کاموں میں شامل ہوتے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے۔ جس روز حضور کا واقعہ وصال ہوا اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام پیغام صلح رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جاوے۔ جب وہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لئے تشریف لے گئے مگر واپسی پر ان کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ بیمار ہو گئے (یعنی دست اور قے کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ مؤلف) اور دوسرے دن قریباً ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بقا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۷۶) مرزا صاحب کی وفات

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا و مولانا مسیح موعود و مہدی معہود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زیادہ کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا ہضم ہونے کے تھی۔ اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آجایا کرتی اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵۔ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آکر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا...... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آجائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر قریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب یہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوائی تجویز کریں چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ ۱۰ بجے صبح ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ملاحظہ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار الحکم قادیان نمبر ... مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

(۷۹) وقت آخر

خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا "اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے" تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ "ہاں"۔

(سیرۃ المہدی ص۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صـ۲۳۱ نمبر ۶ جلد ۷)

باوجود اس کے کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی متواتر وحیوں سے ملتی رہی مگر پھر بھی جب حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت احمد علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کے حسب وعدہ الٰہی متوفی ہوکر حیوٰۃ طیبہ سے ارفع تر ہونے کا وقت آیا تو بالکل اچانک ہی آگیا۔ جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔ اس کام میں وہ برابر آخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیماری (دست اور سستی) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً (۱۲) گھنٹہ کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صـ۲۳۲ نمبر ۶ جلد ۷)

(۷۸) مرض الموت

خاکسار مصنف عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے میں اپنے بستر پر جاکر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا۔ یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے۔ اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۹ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرلی چاہئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۲۰ مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(۴۴) عبرت (ج)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحریرات میں ہیضے کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے تھے۔ جو سرکشوں پر بصورت عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو ان کے مقابلے ہوچکے۔ ان میں بھی انھوں نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب ہو اُس پر ہیضے وغیرہ کی شکل میں موت نازل ہو۔ اور آج تک قادیانی صاحبان کا ہیضہ کے متعلق یہی عقیدہ ہے۔ خدا کی قدرت کہ اسی مرض ہیضہ میں خود مرزا صاحب نے انتقال کیا۔ اور ہیضہ بھی ایسا تیز کہ اچھے خاصے تھے تصنیف و تالیف میں مشغول تھے۔ شام کو سیر و تفریح کرکے آئے۔ رات کو بیوی صاحبہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ یکایک دست و قے شروع ہوئے۔ بڑا علاج کیا۔ چند گھنٹوں میں خاتمہ ہوگیا۔ مقام عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں۔ لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا صاحب تو اسہال کے مرض میں فوت ہوئے ہیضہ سے فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ ہم نے اس کتاب کے پہلے اڈیشن میں سیدھی بات لکھدی تھی کہ مرزا صاحب ہیضہ میں مبتلا ہوکر فوت ہوئے۔ لیکن قادیانی صاحبان اس پر بہت چراغ پا ہوئے کہ گویا مرزا صاحب ہیضہ سے فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہوگیا۔ چنانچہ پہلی کتاب "تصدیق احمدیت" مصنفہ سید بشارت احمد صاحب قادیانی میں تنبیہ کی گئی کہ "حضور (مرزا صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے"۔ دوسری کتاب "ہمارا مذہب" مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی

(۸۰) ہیضہ (ج)

ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا) صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔

حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خود نوشتہ حالات مندرجہ حیات ناصر ص۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۸۱) عبرتناک موت (ج)

محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے حد بد زبانی کیا کرتا تھا ۲- جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مر گیا

تمام کام انجام پائے۔ گویا اسہال جمعیت ثانی بن چکے تھے۔ پھر یہ کس قسم کے اسہال تھے کہ یکایک ابھی صحت میں شروع ہوئے۔ ان کے ساتھ قے بھی آئی۔ اور آناً فاناً کام تمام ہو گیا۔ بارے میں جنازہ لے جانے کا معاملہ ایک جماعت کا مذہبی پیشوا ہو دینی اور دنیوی سلطنت ہو جو موجودہ حکومت کا خیر خواہ اور مداح رہا ہو۔ حکومت سے روابط رکھتا ہو۔ اگر کسی قریب مقام تک اس کا جنازہ ریل میں لے جانے کی اجازت مل جائے۔ اور روک ٹوک نہ ہو تو کون بڑی بات ہے۔ اور ایسی رعایت میں کیا مضائقہ ہے۔

خود مرزا صاحب کی وفات تو یوں واقع ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین جو مرزا صاحب کے بڑے بڑے صحابہ شمار ہوتے تھے۔ مثلاً مولوی عبد الکریم صاحب حکیم نور الدین صاحب میاں عبد اللہ سنوری صاحب۔ یہ بھی جن حالات میں اور جن امراض میں فوت ہوئے وہ خالی از عبرت نہیں تھے۔ چنانچہ یہ واقعات آئندہ کتاب میں درج ہیں۔

قادیانی صاحبان کا یہ قدیم مسلک ہے کہ کوئی مسلمان جو ان کی آنکھ کھٹکتا ہو۔ اگر اس کو کوئی معمولی حادثہ بھی پیش آ جائے تو اس کو بڑھا چڑھا کر مشتہر کرتے ہیں۔ اور خوشیاں مناتے ہیں کہ گویا ان کو آسمانی نصرت نصرت حاصل ہوئی چنانچہ اس ذہنیت کا اکثر مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ جو ہمیشہ مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ قادیانی صاحبان جو مسلمانوں کو عبرت دلانا چاہتے ہیں کبھی تو انصاف سے دل میں سوچیں کہ خود ان کو عبرت حاصل کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے۔ اور کس درجہ عبرت آموز واقعات ان کو پیش آ چکے ہیں۔ اور پیش آ سکتے ہیں ورنہ ع

ہم اگر چپ ہی رہیں گے تو شکایت ہو گی

شائع ہوئی تو اس میں الزام دیا گیا کہ "جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی۔ مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے"۔ شاید ناپاکی ہیضہ سے پیدا ہوئی۔

چونکہ قادیانی صاحبان بوجوہ معلومہ ہیضہ کے نام سے بہت چڑتے ہیں۔ بعد کے ایڈیشنوں میں ہم نے اس کی صراحت لکھدی کہ مرزا صاحب دست اور قے کے مرض میں فوت ہوئے۔ لیکن مثل مشہور ہے جو [illegible] حق کا اظہار ہونا تھا۔ بالآخر خود مرزا صاحب کے قول سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ ان کو مرض ہیضہ لاحق ہوا تھا۔ جو باعث وفات ہوا۔ اور مرزا صاحب بھی کون جو قادیانی اعتراف کے بموجب "خاندانی طبیب تھے"۔ اور "علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے"۔ چنانچہ اس بارہ میں مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب کی عینی شہادت اس پانچویں ایڈیشن میں اوپر درج ہوگی۔ کیا اب توقع کی جا سکتی ہے کہ قادیانی صاحبان ہیضہ کے واقعہ کو تسلیم کر لیں۔ یا اب بھی ان کو عذر ہی رہے گا۔ اور خدانخواستہ مرزا صاحب کا آخری قول جھٹلانے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔

اس بارہ میں قادیانی صاحبان دو عذر بڑے شدومد سے پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ تیماردار ڈاکٹر اور اطباء نے مرزا صاحب کی وفات کا سبب اسہال قرار دیا۔ دوم یہ کہ مرزا صاحب کا جنازہ لاہور سے قادیان لائے تو کچھ سفر ریل میں طے ہوا۔ گویا ہیضہ کے مرض میں ریل کے سفر کی اجازت کیسے مل سکتی تھی۔ لیکن ان عذرات کی حقیقت بخوبی ظاہر ہے۔ یہ تیماردار ڈاکٹر اور طبیب کون تھے۔ خود مرزا صاحب کے مرید اور معتقد جو کسی طرح مرزا صاحب سے ہیضہ منسوب کرنا گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا گول بات کہدی کہ اسہال سے موت واقع ہوئی۔ حالانکہ اسہال تمام عمر آئے۔ اسہال میں

بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول لا نبی بعدی میں واضح طور پر فرما دی اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلعم کے بعد نبی کیوں کر آ سکتا ہے درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیینؐ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

(کتاب البریہ۔ صفحہ ۱۸۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیۃ خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیوں کہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل دوسری

نبوت کی تمہید

(۱) نبی رسول

انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ (۱) ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کا اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض احکام لا دیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۳ مجموعہ روایات
مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲ مصنفہ مرزا غلام احمد
قادیانی صاحب)

(۲) ختم نبوت پر ایمان واصرار

کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے پس اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے نسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجا۔ اور ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہمیشہ پر پھیلا دی آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثوں کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض [illegible] تمام لوگوں پر ہے (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ صفحہ [illegible] طبع اول صفحہ [illegible] طبع دوم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا ذریعہ ہے ۔۔۔۔۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار [illegible] رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار [illegible] مجموعہ تبلیغ رسالت جلد [illegible] صفحہ [illegible])

ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے ...

اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص

رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے

(ازالہ اوہام [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی [illegible])

حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔

(ازالہ اوہام [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی [illegible])

قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔

(ایام صلح [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔

(آئینہ کمالات اسلام [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی [illegible])

اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔

ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیوں کہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔

(ازالہ اوہام ص۵۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے ....

غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۳۰۲

اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور انکو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیوں کہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔

(مواہب الرحمٰن ص۶۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا تحریری بیان جو تاریخ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء
جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۴۴)

کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب و الحاد و زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔ (ترجمہ) (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔

(آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰
شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۲)

(۳) ختم نبوت کے منافی (ج)

ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف

مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔

(سراج منیر ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ اُن میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہو کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے .... سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارے کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۹ جلد ۳ مورخہ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء منقول از رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت ص۶ مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

(۵) محدثیت سے نبوت تک ترقی

ہمارے سید و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں

(شہادت القرآن ص۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفٰی کی تجدید کروں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳ ترجمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے ہرگز نبوت کا دعوٰی نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی .... میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے

میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔

(جنگ مقدس ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اول اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہر وقت معجزے کا لفظ اسی محل پر بولا کرتے ہیں جب کوئی خارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو۔ لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزے کا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط: مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۳

جلد منقول از: قمر الہدیٰ ص۲۶ مؤلفہ قمر الدین صاحب جہلمی قادیانی)

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے

اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

(توضیح مرام صـ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو۔ میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸

مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) نبی اللہ (ج)

مسیح موعود جو آنے والا ہے اسکی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدائے تعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک

اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جیسے محدثین سے۔

(حمامۃ البشریٰ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں۔ اور نہ اس کی کوئی اصل ہے .... ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ۔ بالفعل نہیں۔ تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا۔

(حمامۃ البشریٰ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔

(ازالہ اوہام ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدثیت .... کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا۔

(ازالہ اوہام ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔

(ازالہ اوہام ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے

بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا ۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے ۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(۹) راضی نامہ

جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبد الحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوائے نبوت مندرجہ کتب مرزا صاحب ہو رہا تھا ۔ آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا ۔ اثنائے تحریر میں مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے پر جلسۂ عام میں تصفیہ ہو گیا ۔ جو عبارت درج ذیل ہے ۔ المرقوم ۳۔ فروری سنہ ۱۸۹۲ء

الـــــــــزا بـــــــــل البـــــــــل

برکت علی وکیل چیف کورٹ پنجاب ۔ محی الدین المعروف صوفی خاکسار رحیم بخش فضل دین

البـــــــرا بـــــــو بـــــــل البـــــــل

رحیم اللہ ابو یوسف محمد مبارک علی حبیب اللہ دستخط بخط گورمکھی

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین ۔ اما بعد تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے ۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا

محدود ہے۔ جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔

(ازالہ اوہام طبع مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) استعارہ اور مجاز

ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور بلا بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۱۰۳ مرزا صاحب کا مکتوب بنام نواب محمد علی خان صاحب)

(۸) نبوت مستقل

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی

(۱۱) مسیح موعود کی اہمیت

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا۔ اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔

(توضیح المرام ص ۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) مثیل مسیح بننے پر بیعت

اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے۔

(اشتہار منسلکہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل

کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔

جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں .... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرما لیں۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مؤلف رسالہ توضیح مرام
(اعلان مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۵ مؤلفہ
میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۰) کئی مہدی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔

(مکالمہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
۲۷۔ فروری ۱۹۲۷ء نمبر ۶۷ جلد ۱۴)

اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۳ فروری
۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ملحقہ جلد ۲ صفحہ ۲۱)

میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط بنام مولوی
عبدالجبار صاحب مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء مندرجہ
تبلیغ رسالت جلد اول ملحقہ جلد دوم صفحہ ۱۸)

اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔

(ازالہ اوہام ص ۲۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانے کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے .... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیوں کہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔

اور اخبار اور آیات اور الہام کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی
فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے
یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی
باریک امتیاز ہے۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ
تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے متشابہ ہے ایسا ہی میری
روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ
رسالت جلد ۲ صفحہ ۲۱ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود
خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی
پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح
درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا
میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے
لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال
برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض
روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کے خدا تعالیٰ نے میری فطرت
میں بھی رکھے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح
دعویٰ کیا ہے .... میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل
سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔

غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔ .... خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں .... سو خدا تعالیٰ نے اس عام قاعدے کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ اخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔

اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی

(حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) بھید کھل گیا

مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔

(کشتی نوح ص ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے۔ جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے تھے

(از ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) ذریت کی بشارت

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں۔ رہائی دے گا۔ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر الحق والعلا۔ کان اللہ نزل من السماء۔

(از ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) دمشق تا قادیان

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے یہ لفظ ابتدا سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے۔ .... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا۔ اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہئے تھا اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں نازل ہو۔

آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ ان ہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم ایک معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) مشابہت

ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے یہاں تک کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں گو باپ سادات میں سے نہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے لئے خدا نے جو یہ پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ ص۳۷)

چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر باایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے

یہی حق ہے۔ اور آنے والا یہی ہے۔ اور شک محض نافہمی سے ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو چوں کہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا رہا پھر........ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرِّ خفی کی مجھے خبر نہ دی۔

(کشتی نوح صفحہ ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) دعوے کی دلیل (ج)

مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود ک ظہور چودھویں صدی سے پہلے یا چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجا نہیں کرے گا چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر کسی قدر اس رسالہ میں بھی لکھ آئے ہیں ا ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعوے دار اس منصب نہیں ہوا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز ا عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور اُمتی بھی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ اس کو کس نام سے پکارا جاتا اگر اس کا نام محدث رکھنا چاہئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اخبار امر غیب ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہوسکتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظہر علےٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہوسکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدائے تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح اوائل میں میرا عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بعد چودھویں صدی میں ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور سب سے آخر ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا ....

پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔

(ازالہ اوہام ص۶۵۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) مسیحیت کے پردہ میں نبوت

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم
صفحہ ۱۸ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہو گا۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو امتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا...... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر (ترجمہ)

(مواہب الرحمٰن ص۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا۔ اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔

(چشمہ معرفت ضمیمہ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدائی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلیے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور سب کے بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔

فصل تیسری

نبوت کی تحصیل

(۱) ختم نبوت کی تاویل اپنی نبوت کی تشکیل

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے۔ تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔ اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے۔ اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا ہے بلکہ نبی بھی ہے اور امتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔

(چشمہ مسیحی [illegible] حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے۔

(ازالۂ اوہام [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۸ء منقول از جماعت مبائعین کے عقائد صحیحہ ص۱۳ رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان)

محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کما حقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ختمیت کا اہل یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں یا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)۔

(ضمیمہ الفضل قادیان نمبر ۲ جلد ۲ ص۳ ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

(۲) مُہر کا فلسفہ

جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا ...... اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ اس معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا ...... اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا (گویا مرزا صاحب نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمت و ہمدردی بھی ناقص قرار پاتی ہے۔ المؤلف)۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی حاشیہ)

خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔

مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا...... کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے سے امتی ہے پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(تجلیات الٰہیہ ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے........ پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانے میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے جیسے آنحضرت صلعم اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔ میرا پیارا اور میرا محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۵ صفحہ ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

الحکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۵ء میں حضرت خلیفۂ اول کے (حکیم نورالدین صاحب کے) قلم مبارک سے ایک سائل کے جوابات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا صریح ثبوت موجود ہے۔ وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے۔

سوال۔ خاتم النبیین رسول تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح درست ہو سکتا ہے؟۔

جواب۔ خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مہر ہوئے۔ اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۱ جلد ۱۰)

(۳) نبی بننے کی ترکیب

میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجے کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء میں اور شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے وہ آخر جب اس درجے سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سرِ الٰہی (نبی) بن جاتا ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پہلے نبیوں کی امت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رک جاتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر نظر فرماتا تھا اور جن کو اس قابل پاتا کہ وہ نبی بن سکیں ان کو اپنے فضل سے بڑھاتا۔ اور براہ راست نبی بنا دیتا تھا۔

لیکن ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس مقام بلند پر کھڑا کیا اور آپ نے استادی کا ایسا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں پاس کرا سکتے ہیں...... ان کے (یعنی گزشتہ انبیاء کے) مدرسہ کا آخری امتحان نبوت نہ تھا بلکہ ولایت تھا۔ پھر نبوت بلا واسطہ موہبت سے ملتی تھی لیکن ہمارے آنحضرت کو ایسا درجہ استادی

(ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۹۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

طرح کلام کے مطابق دوسرے الفاظ میں خاتم النبیین کے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ کی نسبت بڑے رتبے پر دلالت کرنے والے ہونے چاہئیں۔ اور وہ یہی معنے ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کا معیار صرف آپ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا، اور آپ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۴۰ء)

پس یقیناً ہمارے مخالف مولوی صاحبان نے خاتم النبیین کے معنی سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں مگر ان معنوں میں کہ آپ کا وجود باجود مہر نبیوں کی ہے جو شخص آپ کے قولی اور فعلی نبوت کو کامل طور پہ اپنے اندر پیدا کرے گا اور اتباع اور اطاعت میں ایسا صراط مستقیم پر چلے گا کہ ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہوگا ایسے شخص کی نبوت پر آپ کا وجود ایک مہر ہے کیوں سرکاری مہروں کے لئے ضروری ہے کہ کاغذات بھی ہوں ورنہ مہروں کا بنانا ہی فضول ہے کا پس جس صورت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو نبیوں کی مہر قرار دیا ہے تو ضرور ہے کہ اس مرتبہ میں نبی بھی ہوں جو آپ کی اتباع اور آپ کی تصدیق سے نبوت کا درجہ حاصل کریں جیسا کہ محاورے میں ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کہہ کر اپنے اس قول پر مہر لگا دی ہے یعنی اپنے فعل سے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ یہی مطلب اس آیہ کریمہ کے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۶ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۱۵ء)

کہا گیا ہے کہ یہ لوگ (قادیانی صاحبان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے لیکن مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس سے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی ایسے نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا اگر آپ کی امت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ خاتم النبیین بھی نہیں ہیں۔

(۵) ختم نبوت کی ہتک

تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا۔ اور اس کے بعد اب مدت دراز کے گزرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس بات پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرت ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جائے تو اس سے آنحضرت کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا۔ اس لئے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا...... آپ کے جانشینوں اور آپ کی امت کے افراد پر صاف صاف نبی اللہ ہونے کے واسطے دو امر مد نظر رکھنے ضروری تھے۔ اول عظمت آنحضرت دوم عظمت اسلام سو آنحضرت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر تیرہ سو برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تاکہ آپ کی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی امت کے خلیفوں یا اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا جیسے حضرت موسیٰ کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی۔ اور کوئی عظمت نہ تھی سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ کو آپ کی اُمت سے اٹھا دیا تا آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جائے۔ اور تا پہلے سلسلے سے اس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانے میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوایا اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ اور موسوی سلسلے کی مماثلت بھی قائم رکھی۔ اور عظمت نبوت آنحضرت بھی قائم رکھی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بجواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ اپریل
سنہ [illegible] منقول از رسالہ ختم نبوت صفحہ ۱ از فخر الدین ملتانی
صاحب قادیانی)

کہ آپ کے درجے کو کہاں تک بڑھا دیا گیا اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی بن سکتا ہے

(منقول الفضل [illegible] میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اس زمانہ میں ہر صاحب سے آگے بڑھ گئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے متعلق بھی گویا بتا دیا کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں پیغامی (فریق لاہوری) یہی کہہ کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اسی لئے رسول کریم کے بعد امت محمدیہ میں نبی نہیں آ سکتا...... (لیکن اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے، ہاں خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل [illegible])

(۴) نبوت کا کمال

اور اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہو چکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے عزوجل نے اس بندہ حضرت مرزا صاحب کا نام اسی لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی نبوت کا کمال ثابت ہو کیونکہ نبی کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو اہل حق کے نزدیک بے دلیل ہے اور کسی فرد پر ختم نبوت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ کمالات نبوت اس پر ختم ہیں اور نبی کے بڑے کمالات میں سے نبی کا فیض پہنچانے میں کامل ہونا ہے اور جب تک امت میں اس کا نمونہ نہ پایا جائے ثابت نہیں ہو سکتا۔

(ترجمہ الاستفتاء ملحقہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے۔ اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالے نے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ ارشاد مرزا غلام احمد
قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اس نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے۔ اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ملک)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی۔ جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور و مہجور رہتی بلکہ یہ

(۶) نبوت کی دعا

افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی کرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اس کو کچھ حصہ نہیں تو پھر یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح)

یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا کہ ہر مسلمان ہر روز نہ بار بار مقام نبوت کو اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں نبوت اول میں سے ہے ...... پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔

(مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کی تفسیر القرآن تشریح آیت اھدنا الصراط المستقیم)

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۰ جلد ۱۰ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۷) ختم نبوت پر الزام۔ عبرت کا مقام

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بجواب سوال مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء

منقول از رسالہ ختم نبوت صفحہ ۴ مؤلفہ فخر الدین صاحب ملتانی قادیانی)

حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ کو واقع میں نبی بنا دیا گیا۔ ورنہ کسی اور معنی کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ کا کمال ثابت نہیں ہوتا۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۱۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔

(الوصیۃ صفحہ ۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ خدا تعالےٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ ان کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا۔

پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا ظل ہو۔

(کشتی نوح صفحہ ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض وحی پانا منصب ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے......

...... یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اور آیندہ کو قیامت تک اس کی کوئی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ جو کہا کہ کنتم خیر امۃ یہ جھوٹ تھا نعوذ باللہ اگر یہ معنی کئے جائیں کہ آیندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر خیر الامۃ کے بجائے شر الامۃ ہوئی...... اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے بلکہ ان کے بعد ان کی امت میں سے سیکڑوں نبی آئے مگر آپ کی امت سے خدا کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔

آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا کسی نے نہیں مانا............ اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے حضرت مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت جاتی رہی۔ ایسا ہی میاں صاحب آیۃ آخرین منہم لما یلحقوا بہم سے بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں جیسا کہ انھوں نے صفحہ ۲۳۱ حقیقۃ النبوۃ پر لکھا ہے "بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے۔ اور اگر آپ سے بھی پہلے کوئی رسول اسی قسم کا مانا جاتا جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی آخرین منہم کے ماتحت اصحاب رسول اللہ بن جاتی تھی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں" تو اس صورت میں آخری رسول مسیح موعود ہوئے اور اس امت میں پھر سلسلۂ رسالت ختم ہوا۔

کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ من ذلک میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لئے عذاب ہوئے یا نہیں۔ اور آنحضرت صلعم کا اس سے کیا بگاڑ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آگیا جو اس زمانے میں جو قیامت تک ممتد ہے نہ آنے کے برابر ہے۔ اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں وہ اسی اعتراض کے ماتحت نہیں جس کے ماتحت آنحضرت صلعم آخری نبی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ کیا قرآن دنیا کے لئے عذاب ہے جو اس کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(النبوۃ فی الاسلام مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری ص۱۰۲ تا ص۱۰۳ حاشیہ)

(۸) مسلمانوں کو دھوکا

میرے نزدیک درود کے ذریعے دعا سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا لگنے والا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت کو نہیں مل سکتا حضرت ابراہیم کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے...... کہ مان لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا فیضان ناقص اور آپ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دُنیا میں وہی اُستاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا جو دوسرے اُستادوں سے بھی بڑھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہوتی یا اس کے خلاف (نعوذ باللہ من ذلک) مگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہی معنی ہوں گے کہ آپ (رسول اللہ صلعم) نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی مردود ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

ہم کہتے ہیں کہ ساری امت صحابہ سے لے کر مسیح موعود تک (یا بقول میاں صاحب مرزا صاحب کو الگ کر کے پھر باقی تیرہ صدیوں کے) کل علماء مع صحابہ کبار کے کل امت محمدیہ سب آنحضرت صلعم کو دنیا کے لئے لعنت خیال کرتے تھے اور کیا واقعی یہ لوگ نعوذ باللہ ذلک لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من مو الا انہ لا نبی بعدی۔ وہ جن کو کہا گیا لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ وہ اپنے دلوں میں یہ نہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر سمجھتے تھے تو میاں صاحب کی کسوٹی پر وہ کیا ہو گئے۔ اور پھر وہ جس نے خود یہ لفظ کہے وہ میاں صاحب کے نز ہوا۔ افسوس کہ دین کو بچوں کا کھیل بنا لیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہے جس پر امت کا

قرآن کریم نبوت کو رحمت بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے
تے ہیں۔ اے قوم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیں اور وہ یہ ہیں کہ
نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں دنیوی سلطنت بھی عطا کی۔

پس نبوت جب کہ رحمت الٰہی ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت میں
بلی نہیں کیا کرتا تو عقلاً اور نقلاً کسی شخص کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت
ول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

فسوس ہے کہ غیر احمدی علماء جن غلطیوں میں پڑ گئے ان میں سے ایک اہم ترین غلطی یہ ہے
انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت خدا تعالیٰ نے بند کر دیا۔
راب خواہ کتنی ہی ضرورت داعی ہو کوئی نبی اس کی طرف سے مبعوث نہیں کیا جا سکتا۔
ہیں کہا جا سکتا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین سمجھتے ہوئے کیوں اس
فسوسناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۲ء)

بہرحال یہ خیال کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد دروازۂ نبوت بند ہو چکا
بالکل باطل اور لغو خیال ہے قرآن اور احادیث اور امت محمدیہ کے بہترین افراد اس عقیدے
کی لغویت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور در حقیقت امت محمدیہ کی شان بھی اسی میں ہے کہ
اس میں جہاں صلحاء اور اولیاء، شہداء اور اصدقاء پیدا ہوں وہاں ایسے بھی انسان ہوں
جو خدا سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر کے نبی بن جائیں۔ تا امت محمدیہ حقیقی معنوں میں
خیر الامم کہلا سکے۔

تعجب ہے ہمارے مخالف کہنے کو تو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
افضل الرسل ہیں اور یہ کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر عقیدہ وہ رکھتے
ہیں جس کے ماتحت نہ صرف امت محمدیہ خیر الامم نہیں کہلا سکتی بلکہ رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر بھی حرف آتا ہے۔ اگر امت موسویہ میں باوجود کمتر درجہ ہونے کے
اللہ تعالیٰ کے انبیاء آ سکتے ہیں تو کیوں امت محمدیہ میں ضرورت کے وقت نبی نہیں آ سکتا

فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی گئی ہے اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی تھی اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا اس سے بڑھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آ گئی پس جب کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ کا جو مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوا تھا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہو۔

پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم کی امت کو دیا گیا اس سے بڑھ کر ہمیں دے اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں جو نبی آئے وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ ہاں ان میں یہ بھی فرق ہوگا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت میں۔

(درود شریف کی تفسیر از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۱۳۳ مصنفہ محمد اسمٰعیل قادیانی)

(۹) صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکا مت دو اور خدا کے کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے جس کے بارے میں سورۂ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس جب کہ خدا تمہیں تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مر پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پا اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۱۰ منقول از خطبہ الہامی ص ۳۲ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۱) آئندہ نبی

اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے .... اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا بس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا۔ کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔)

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آسکتا ہے اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آسکتا ہے۔ آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جب وہ نبی آئے گا اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۷ء نمبر ۸۰ جلد ۱۴)

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آخری زمانے کا نبی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو یہ کہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

حق یہی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور امت محمدیہ کی فوقیت اسی میں ہے کہ ضرورت کے وقت امت محمدیہ میں نبی پیدا ہوں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہو کر بنی اسرائیل کے نبیوں سے بڑھ کر ہوں تا معلوم ہو کہ جس کے خادم ایسے ہیں ان کا آقا کس شان کا مالک ہے۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۰ جلد ۱۰ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا بھی سلسلہ جاری ہے...... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے...... اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخ کنی ہی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔

(خطبہ جمعہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۲ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء)

(۱۰) پیغمبروں کا سلسلہ (ج)

۲۶ فروری ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود نے فرمایا اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس امت میں قا کرنا چاہتا ہے۔ مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیاء کا ذکر نہیں اور حضرت مو اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کثرت سے ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھ

مل تیسری

موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲، نمبر ۱۳۲، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۵ء)

اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیا ضرورت ہے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی تو آتا نہیں۔ مگر اس کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نبی ضرور آئیں گے نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اول اس لئے کہ مسلمان معصوم نہیں ہو گئے کہ ان سے غلطیاں اور بداعتقادیاں اور بدعملیاں ظاہر ہونا ناممکن ہیں۔ جب یہ ناممکن نہیں تو نبیوں کا آنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ اگر مصلحین کی ضرورت نہ تھی تو مجددین کی کیوں پیشگوئی فرمائی گئی۔

(تقریر حافظ روشن علی صاحب جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵۵ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

سوال:۔ کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے؟

جواب:۔ ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے جب تک بیماری ہے تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔ اگر یہ مانیں کہ کفر تو دنیا میں موجود ہوگا لیکن ہدایت کا سامان نہ ہوگا تو پھر بجائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان ماننے کے آپ کی طرف ظلم منسوب ہوگا کہ آپ نے ہدایت کا راستہ بند کر دیا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں ان کی رحمت تمام زمانوں اور تمام قوموں پر وسیع ہے لیکن اگر یہ مانا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس صورت میں رحمۃ للعالمین نہیں ٹھہریں گے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۷۔ فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۹۸ جلد ۱۷)

خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (محمود احمد) صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا کہ انھوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہوں گے تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے۔ آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو

ایمان لانا فرض ہی ہے۔

(ملفوظ و بیان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳ جلد ۲۰ مورخہ [illegible])

کئی بار لوگ (قادیانی صاحبان) جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں یا رسول اللہ! میں انہیں سمجھاتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ "میں نبی نہیں۔ میں تو نبی کا نائب ہوں۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲ مورخہ [illegible])

(۱۲) انبیاء عظام (ج)

خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ شریعت اسلامیہ کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے۔ ان کا کام صرف یہی ہوگا کہ جب اسلام کے چہرہ منور اور جسم صفا پر نفسانیت اور تیرگی علم کے باعث بگڑے علماء گرد و غبار ڈال دیں گے تو وہ اس کو صاف کر دیا کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان کا خاتم النبیین نمبر ص۵ جلد ۱۷ نمبر ۹۰ - ۹۱ بابت [illegible])

(۱۳) ہزاروں نبی

انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے..... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔

(انوار خلافت ص۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تم جھوٹے ہو کذاب ہو۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔

(انوار خلافت ص۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت

گزر جاؤں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مندرجہ اخبار عام لاہور)

چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے

کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہو جاتا ہے۔ وہ خدا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہو کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا دعویٰ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے بیٹھے ہوں اور ہزارہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔

(رد تکفیر اہل قبلہ ص۲۳ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

یاد رکھو جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہو کر بھی ہم کچھ کر سکتے ہیں وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہوگا۔ اسی طرح نئے نبی کی ضرورت محسوس ہوگی جو آکر نئی جماعت بنائے گا اور تم برباد کئے جاؤ گے۔ وہی بات سچ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کہی اور جو آپ کے خلاف کوئی دوسرا کہے وہ غلط ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۱۳) نبوت کا ایقان و اعلان

جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے

اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت صلعم نبی کہیں۔ کرشن نبی کہے۔ زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں۔ لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵) حصول نبوت کے دو طریق

میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ ہاں نبوت کے حاصل کرنے کے طریق میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلا واسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔

(القول الفصل ص [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خلاصہ کلام یہ کہ مجازی نبی کے لفظ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ آپ یعنی مرزا صاحب شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے۔ بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے۔ اور خود ہی اس کے معنی بتا دئیے ہیں۔ وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی اور اس اصطلاح کی رو سے آپ کے مجازی نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ براہ راست نبی بنے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس علی وجہ الحقیقت نبوت کا مدعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وہ شخص ہے جو براہ راست نبی ہونے کا مدعی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کوئی الگ دین بنائے اور اس کے مقابلہ میں جو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور متابعت کی برکت سے حاصل ہو وہ علی طریق المجاز ہوگی پس طریق المجاز اور وجہ الحقیقت ہونا صرف طریق حصول نبوت کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ کسی شخص کو

اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے۔ ان کے اس سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سیکڑوں نبی آ چکے ہیں۔۔۔۔۔۔ جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء

منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

غور کا مقام ہے کہ ہم موسیٰ کو تو صرف اس لئے نبی کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اُن کو نبی کہا ہے۔ عیسیٰ کو نبی اللہ صرف اس لئے جانیں کہ قرآن کریم میں ان کی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر جب مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا سوال آ دے تو ہم اس اصول کو چھوڑ کر مختلف تاویلات میں پڑ جاویں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی نبوت کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے کلام نے ان کو بطور نبی کے پیش کیا ہے۔ پس جب اسی خدا کے کلام (یعنی مرزا صاحب کی وحی) میں مسیح موعود کو کئی دفعہ نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو ہم کون ہیں کہ اس کی نبوت کا انکار کریں۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۱۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اگر کوئی شخص متقی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو۔۔۔۔۔۔ روز روشن کی طرح

ایک بروز موسوی دوسرے بروز عیسوی"

(تحفہ گولڑویہ [illegible])

اب کیا حضرت نبی کریم بروز موسوی اور عیسوی ہونے کی وجہ سے معاذ اللہ نبی نہ تھے۔ پس حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلعم بھی خود بروزی نبی تھے۔ یشوعا بھی خود بروزی نبی تھا۔ حضرت یحییٰ بھی مجازی اور بروزی نبی تھے۔ کیا تمہارے لئے حجت ہے یا نہیں؟ اور اگر ان نبیوں کو بوجہ بروزی ہونے کے تم لوگ واقعی نبی مانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جس کے نبی اللہ ہونے کے بارے میں خدا اور رسول کی تصدیق موجود ہے بوجہ بروزی اور ظلی ہونے کے نبی نہ ہوں۔ وہ بھی یقیناً نبی تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۲ جولائی [illegible])

(۱۸) نبوت کی تقسیم

جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے نہ پکار سکیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اگر شیر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سفید۔ ایک سرخ اور ایک زرد۔ تو ہم سفید اور سرخ شیر کو تو شیر کہیں۔ مگر زرد شیر کو شیر کے نام سے نہ پکاریں۔ ظاہر ہے کہ شیر کا زرد ہونا اسے شیر ہونے کی حیثیت سے نیچے نہیں گرا دیتا۔ اسی طرح مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا ظلی نبی ہونا مسیح موعود سے نبوت کو نہیں چھینتا بلکہ صرف نبوت کی قسم ظاہر کرتا ہے اور اگر ایک چیز کی قسم بنانے سے اس چیز کی ہستی باطل ہو جاتی ہے تو نعوذ باللہ نبی کریم کی نبوت بھی باطل ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ آپ کی نبوت بھی تشریعی نبوت حقیقی نبوت کی ایک قسم ہے۔ پس یہ ایک بچوں کا سا خیال ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ میں حقیقی اور مستقل نبی تو شامل ہیں مگر ظلی نبی نہیں کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی قسمیں ہیں اسی طرح ظلی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے

علی طریق المجاز یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے نبوت ملے گی وہ [illegible] نہیں ہوگا۔

(اظہار خلافت کا انعام پانے والا سند حوالہ [illegible])

(۱۶) گھٹیا قسم کی نبوت

(۱۶) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے۔ یہ محض نفس کا ایک دھوکا ہے۔ جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا ہے یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے۔ کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ میں تو دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۷) جواب اعتراض

اگر کوئی نادان کہے کہ وہ (مرزا صاحب) تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے۔ خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے مجدد ہی لکھا ہے۔ دیکھو لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۴ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۱۵ء)

پھر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مجددی نبی قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا "چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آنحضرت صلعم نے دو مجددوں میں ظہور فرمایا تھا

مگر لوگوں میں غلط فہمی کا گمان تھا جیسا کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے تو سب سے پہلے قرآن شریف کو اس غلطی کی اصلاح کی ضرورت تھی اس کے برعکس آپ کا یہ ارشاد کہ مسلمانوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ ایک مضحکہ خیز بیان ہے۔ اگر ان اصطلاحات کا ذکر ہے تو آپ پیش کیوں نہیں کرتے۔ آپ الفاظ پیش کر دیجئے ہم بلا بحث تسلیم کر لیں گے۔ غضب ہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور چند سطور اس سے آگے جا کر یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک چونکہ سب نبی نبی ہوتے ہیں اس لئے وہ نبی کی اصطلاح کو تشریحی الفاظ کے اضافہ کے ساتھ استعمال نہیں فرمایا۔ سے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۱۸ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۰ء)

ظلم عظیم (۳۰)

اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یعنی مرزا صاحب کی وحی میں (نعوذباللہ) مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا" یا اس طرح فرمایا "یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر" یا اس طرح فرمایا "انی مع الرسول اقوم" اور مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت و نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

(دیکھو بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔

اور جو حقیقی اور مستقل نبیوں کو حقوق حاصل ہیں وہی ظلی نبی کو بھی حاصل ہیں کیونکہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں..................

اس جگہ میں یہ بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں جہاں کہیں بھی حقیقی نبوت کا ذکر ہے وہاں اس سے مراد ایسی نبوت ہے جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت ہو ورنہ حقیقی کے لغوی معنی کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت حقیقی ہی ہوتی ہے جعلی یا فرضی نہیں۔ اور مسیح موعود بھی حقیقی نبی تھا۔ اور جہاں کہیں بھی مستقل نبوت کا ذکر ہے وہاں ایسی نبوت مراد ہے جو کسی کو بلا واسطہ بغیر اتباع کسی سابقہ نبی کے ملی ہو ورنہ مستقل کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت مستقل ہوتی ہے عارضی نہیں۔ اور مسیح موعود بھی مستقل نبی تھا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی ص [illegible] رسالہ ریویو آف ریلیجنز [illegible] نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۹) اقسام نبوت (ج)

مولوی صاحب (نذیر احمد صاحب قادیانی) کا ارشاد ہے کہ ظلی۔ بروزی امتی۔ مجازی وغیرہ اصطلاحات اقسام نبوت کو سمجھانے کے لئے ہیں۔ یعنی پہلے انبیاء براہ راست انبیاء بنتے تھے اور اب متابعت سے نبی ہوں گے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ تعریف نہ قرآن شریف میں ہے۔ نہ حدیث میں اور نہ ہی سابقہ انبیاء نے ایسا فرمایا ہے۔ ہم نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اگر ایک وقت تک براہ راست نبوت عطا ہوتی تھی تو یہ تعریف یا تشریح انبیاء سابقہ کو کرنی مناسب تھی اور پھر ان کو بھی اپنی نبوت کی کچھ اصطلاحات مقرر کرنی چاہیئے تھیں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور چونکہ قرآن شریف کے بعد ایک نیا دور نبیوں کا شروع ہونے والا تھا اس لئے ان اصطلاحات کو اگر وہ خود یا نبی کریم بیان فرماتے تو نہایت انسب تھا۔ چونکہ وہاں یہ خیال پیدا نہیں ہوا۔ اسی لئے اس کی کوئی اصلیت نہیں پائی جاتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں میں نے اپنی کتاب نوادر الفقہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ویسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں (لا نفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے۔

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملاحظہ کر فرمایا: ”آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] ستمبر [illegible])

(غرضکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم صلعم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یا ایہا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا۔

(الفضل مضمون صاحبزادہ بشیر محمود صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو [illegible])

محترم ڈاکٹر صاحب! اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کو مسیح موعود۔ مہدی۔ نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے (نعوذ باللہ) اور اس لئے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہوا۔ آپ ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے۔ اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں۔

(مکتوب بنام [illegible] خاں صاحب قادیانی مندرجہ الہدی نمبر [illegible])

مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری

* * *

میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں مگر میں اس سے انکار کروں تو [illegible]
اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر [illegible]
میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔

(دیکھو خط حضرت مسیح موعود بطرف ایڈیٹر اخبار عام)

یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے [illegible] کو لکھا اور آپ کے یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر [illegible] مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم سے ظاہر ہے۔ پس ان [illegible] کے جھوٹے ہونے کون ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت سے انکار کرسکتا ہے۔

(دیکھو الفضل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر [illegible])

(۲۱) مرزا صاحب حقیقی نبی

درحقیقت شرع کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق [illegible] کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری [illegible] کیونکہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔

(القول الفصل ص۱۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ تھے اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔

(کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

پورے کمال کے ساتھ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رکھتے ہیں۔

(چوہدری فتح محمد صاحب قادیانی ایم۔ اے کی تقریر بمقام قادیان بتاریخ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۲۴) تناقض کا خلاصہ

کسی سچیار عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک تناقض ہو جاتا ہے۔

(ست بچن ص۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔

(ست بچن ص۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) حقیقی نبی ورسول (ج)

اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آیا فی الواقع میاں صاحب (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں کیونکہ ...... الفضل ص ۵، ۱۰ جنوری ۱۹۱۶ء میں ان کا ایک خطبہ چھپا جس میں انہوں نے صاف طور پر آیت فمن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ پر بحث کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے ہیں (اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے اور یہی مراد ہے حضرت مسیح موعود چونکہ اس گروہ میں شامل تھے اس لیے ان کا انکار بھی اس آیت کے ماتحت آتا تھا) اب اس عبارت کا منشا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع رسل اور انبیاء میں شامل ہیں ...... مجددوں کو الگ کر دیا اور حضرت مسیح موعود کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور۔ رسالہ نبوت کاملہ تامہ۔ جزئی نبوت ہے مجازی ملا

منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب ص۔ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۲۳) اطلاع عام

میں پبلک اور حکام کی اطلاع کے لیے یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم حض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) کو اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور بنی نوع انسان کا نجات دہندہ مانتے ہیں اور۔ تمام وہ عقیدت مندی محبت جو کسی ہندو کو حضرت کرشن یا حضرت رام چندر جی سے یا کسی عیسائی کو حضو مسیح ناصری سے یا کسی یہودی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہو سکتی ہے۔ وہ اپ

کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔

(حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کی گئی ہے اس لئے آپ کے بعد اس کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہو کہ ختمیت ازل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لئے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی ہیں بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمٰن کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔

(ما الفرق فی آدم و المسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔

(ما الفرق فی آدم و المسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت صلعم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ اگست ۱۹۱۷ء)

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیۃ میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز

فصل چوتھی

نبوت کی تکمیل

(۱) ختم نبوت کی تجدید

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیوں کہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت صلعم کی تصدیق مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیق مہر آنحضرت صلعم کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۳ جلد ۹ بابت ماہ [illegible])

اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ...... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا ...... تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صاحب)

اس جگہ یہ سوال طبعاً پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی ہے۔

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ ں نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے روں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ ے بغیر سب تاریکی ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۲) بروزی کمالات گویا مرزا صاحب تو محمد رسول اللہ کی ذات

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک آسمانی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی یہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ یں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔ اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رار یافتہ عہد تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واخرین منھم لما یلحقوا بھم

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔

اس مکڑی کے دور کوئی مکڑی نبوت کے چشمے سے پانی پینے کے لئے باقی نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۳):

(۲) مرزا صاحب خاتم النبیین

پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے۔ اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے۔ بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

اس امت میں نبی صرف ایک ہی آسکتا ہے۔ جو مسیح موعود ہے اور قطعاً کوئی نہیں آسکتا جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر متحقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۳ ص۳۲ ۱۰۱ ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

پس اس لئے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا۔ اور باقی کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔ کیوں کہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔ بے شک اس امت محمدیہ میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے۔ لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔ اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود مخصوص کیا گیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف
ریلیجنز بابت ص۱۱۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آں حضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آں حضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا۔ یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے۔ جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳ مورخہ ۲۹۔ جولائی ۱۹۱۵ء)

اور آں حضرت کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آں حضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزا ہے۔ حالاں کہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آں حضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر کفر میں بعثت اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت "واخرین منھم" کی مصداق ہونے سے آں حضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵۔ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴) فنافی الرسول اور بروز میں فرق

البتہ یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ فنافی الرسول اور بروز میں بڑا فرق ہے جیسی جس طرح ظل اور بروز میں فرق ہے۔ فنافی الرسول اس حالت کا نام ہے۔ جب کہ کسی شخص کے اندر امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اکمل اور اتم درجہ تک پائے جائیں لیکن جب اس حالت سے گذر کر لے نبوت محمدیہ کی چادر پہنائی جائے اور اس کے آئینہ ظلیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس

تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۰۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیۃ و آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۰۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰۔ نومبر ۱۹۰۱ء
منقول از جماعت مبایعین کے عقائد محکمہ رسالہ منجانب قادیانی جماعت لاہور)

اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو معاذ اللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ اور دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی۔ مندرجہ رسالہ ریویو
آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد" پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپ کو بروز محمد کہتا ہے۔ اور بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ "میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے لوگوں کے نزدیک صحابی کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں حالانکہ خدا کا نبی . . . ایسا ہی اتفاق کہہ چکا تھا کہ "جو میری جماعت میں شامل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا"

(خطبہ الہامیہ صـ۱۷۱)

پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو محمد رسول کر کے مخاطب کرتا ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ نہ سنے تھے کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالاں کہ یہ بات قرآن سے صراحتاً ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے جیسے کہ واٰخرین منھم سے ثابت ہے۔

خدا کے ارادے نے میرے دل پر کسی بزرگ کے منہ سے "مسیح موعود محمد است و عین محمد است" کے الفاظ کندہ کر دیئے وہ وہ فرد کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نبی اللہ نے خود بھی صفحوں کے صفحے لکھے ہیں۔ ...... یعنی وہ میرا پیارا اور میری احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں مجھ سے جدا ہونے والا حضرت شاہزادہ عبد اللطیف شہید کابل تھا۔ جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے . . . . مسجد گمٹی والی (لاہور) میں . . . . . . دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا کہ "مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

وہ خدا کا پیارا (مرزا صاحب) جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو بروز محمد کہتا تھا اور جو کہتا تھا کہ "میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول کا ہی وجود قرار پایا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ) اس لئے مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں کوئی دوئی یا مغایرت باقی نہیں رہی (خطبہ الہامیہ) . . . . اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے اور جو کہتا تھا

ہو تو اس وقت وہ حالت بروز کہلاتی ہے۔ گویا فنافی الرسول ہونا صدیقیت کا مقام ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز ہونا نبوت کا مقام ہے۔ پس اسی لئے فنافی الرسول کے مقام تک تو امت محمدیہ میں سے سینکڑوں پہنچے مگر بروز کے مقام کے لئے مسیح موعود ہی مخصوص تھے جن کو احادیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے نبی اللہ کہا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ ص ۳۵ مورخہ ۲۰ - اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(۵) بروز اور اوتار

پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے مگر بروز نہ تھے کیونکہ خدا نے آپکا نام موسیٰ نہیں رکھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء کے نام دے گئے۔ اور آپ ان کے بروز ہوکر نبوت کے مقام پہ پہنچے۔ پس فنافی الرسول اور مثیل ہونا بروز سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز اور اوتار ہم معنے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ - اکتوبر ۱۹۳۱ء نمبر ۴۹ جلد ۱۹)

(۶) مسیح موعود محمد است و عین محمد است

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ - اگست ۱۹۱۵ء)

ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ

"مسیح موعود محمد است و عین محمد است"

دنیا میں آئے گا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۵۸ نمبر۳ جلد۱۴)

(۸) ذرہ بھر

حضرت مسیح موعود نام کام اور مقام کے اعتبار سے گویا آں حضرت صلعم کا ہی وجود ہیں اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں ایک ذرہ بھر بھی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مسیح موعود شاگرد اور آں حضرت صلعم استاد ہیں لیکن یہ فرق نام۔ کام اور مقام کے اعتبار سے نہیں بلکہ ذریعہ یا حصول نبوت کے اعتبار سے ہے۔ اب میں اس مضمون میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے بصراحت اس امر کو لکھا ہے کہ مسیح موعود وہ حقیقت محمدی حقیقت کا مظہر تام اور آپ کے وجود کا آئینہ ہے اور جیسا کہ آں حضرت صلعم اپنی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ اولین میں مبعوث ہوئے ہیں ایسا ہی وہ آخرین میں بھی اسی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ فیض آں حضرت صلعم کا صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہو گا چنانچہ آپ (مرزا صاحب) فرماتے ہیں۔

"پس جب کہ یہ امر بہ نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا ہے کہ جیسا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہو گا تو اس صورت میں آں حضرت صلعم کا ایک اور بعث ماننا پڑے گا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہو گا۔ اور اس تقریر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا"

(تحفہ گولڑویہ ص۹۴ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کہ جمیع انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر بن کر آیا ہوں جس کے آگے موسیٰ اور عیسیٰ وہی حیثیت رکھتے ہیں جو آں حضرت صلعم کے آگے رکھتے ہیں۔

مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اول دلیل یہ ہے جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں: "اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی وآخرین منہم کے بھی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱)

پس ہمارا صحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ "جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا" صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور نیز حضرت احدیت کے لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جائے تو یہ سب کہنا باطل ہو جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ اگست ۱۹۱۵ء)

(۷) ایک دفعہ پھر

وہ جس نے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اور نبی کریم میں تفریق کی۔ اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رآنی (دیکھو خطبہ الہامیہ ص۱۷۱) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر

نبی اللہ اور رسول اللہ نہ ماننا صریح طور سے کفر کا ارتکاب کرنا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایک خطرناک حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ خطبہ الہامیہ میں مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے ہیں۔

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے .... پس جس نے ان سے انکار کیا۔ اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"

...... تم مسلمانوں کے بیٹے ہو۔ تم نے قرآن کو خدا کا کلام مانا ہے تم نے حضرت نبی کریم کو افضل الانبیاء تسلیم کیا ہے پھر اگر تمہارے ہی ہاتھوں سے نبی کریم صلعم کی یہ عزت ہو رہی ہو تو اس کو آپ غیر نبی قرار دے رہے ہو تو تمہارے لئے شرم کا مقام ہے۔ وہ نبی جو آج سے تیرہ سو سال پہلے عرب کی بیابان زمین میں مبعوث ہو چکا ہے۔ وہی نبی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کرکے ویسا ہی مبعوث ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے مبعوث ہوا تھا۔ اس کو تم لوگ غیر نبی کہتے ہو۔ آؤ خدا سے ڈر جاؤ۔ پس اے مسلمانو رحم کرو اور خدارا اپنی جانوں پہ ظلم نہ کرو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے منکر مت ہو۔ تم نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کئی دفعہ پڑھا ہوا یا پڑھا چکا ہے تا کہ کسی وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے منکر نہ ہو جانا۔ یہ ایسا نہ سمجھنا کہ گویا کسی ایک شخص کے لئے بھی محمد رسول اللہ۔ رسول اللہ نہیں رہے۔ کیونکہ اگر محمد رسول اللہ پہلی بعثت میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے۔ تو دوسری بعثت میں جو اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہی محمد رسول اللہ کیوں نبی اور رسول نہیں رہا۔ وہ نبی اور رسول ہے اور یقیناً ہے۔ پس تم محمد رسول اللہ صلعم کے ظل اتم اور بروز اکمل

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت درحقیقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آں حضرت صلعم کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر فرق یک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آں حضرت صلعم کا فیض ہوا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا اور آپ کی جماعت پر عین بعین وہی آں حضرت صلعم کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آں حضرت صلعم میں باعتبار نام کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۹) مرزا صاحب خود محمد رسول اللہ (ہیں)

پس جب کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم کی دوسری بعثت کے مورد ہیں اور آپ کی جماعت بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے حامل نبی کریم ہی کی فیض یافتہ ہے تو پھر حضرت مسیح موعود کا نبی اللہ اور رسول اللہ ہونا متحقق ہے۔

پس اے مسیح کو خدا کا نبی نہ یقین کرنے والو! خدا را سوچو۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) بغیر فرق ایک ذرہ کے روحانی حقیقت کی رو سے خود محمد رسول اللہ صلعم بھی ہیں تو ایک منٹ کے لئے بھی حضرت نبی کریم کو غیر نبی مقرر کرنا اور آپ سے نبوت کو منفک شدہ ماننا ایک صریح کفر نہیں تو اور کیا ہے اور اگر حضرت مسیح موعود نبی کریم کی بعثت ثانی کے مورد ہیں اور یقیناً ہیں اور اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی ہیں اور آپ کی نبوت کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور یقیناً ہے تو یقیناً مسیح موعود کا نبی اور رسول ہونا بھی متحقق ہے۔ منکران نبوت کہتے ہیں کہ مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی ماننے سے حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک لازم آتی ہے مگر میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں

ساتھ مبعوث ہوگا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۱۱) کسی نے بھی

آج تک کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق بیان نہیں کی اور نہ ہی اس حقیقت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) سے پہلے کوئی شخص واقف اور شناسا ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں صرف آپ ہی کا ایک وجود ہے جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار آپ کی دو بعثتوں کی حیثیت میں کیا۔ چنانچہ آپ (یعنی مرزا صاحب) تحفہ گولڑویہ کے ایڈیشن اول کے صفحہ ۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

. . . .

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا صاحب) کے ظہور سے پورا ہوا۔

پھر (مرزا صاحب) تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۹۶ پر فرماتے ہیں:۔

جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔

پھر صفحہ ۹۹ (تحفہ گولڑویہ) پر فرماتے ہیں:۔

غرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعث مقدر تھے۔ ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے۔ دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۸۶ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

مسیح موعود علیہ السلام کو غیر نبی کہہ کر درحقیقت اپنے کفر پر آپ ہی مہر لگاتے ہو۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۰) دونوں ایک

پس جب کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں تو یہ کس قدر حق سے دور ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کے عین محمد ہونے سے انکار کریں اور چونکہ حضرت مسیح موعود آنحضرت صلعم کا بروزی وجود رکھتے ہیں اس لئے ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے کچھ تمیز کیا جائے جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں:۔

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے کسی میں طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

الغرض مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور سے ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ کو چونکہ آنحضرت صلعم کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا اس لئے آپ عین محمد تھے اور آپ میں جمیع کمالات محمدیہ کامل طور پر منعکس تھے پس اس لئے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کے

(۱۴) یا یوں کہو

گذشتہ مضمون مندرجہ الفضل مورخہ ۲۶۔ ستمبر ۱۹۱۵ء میں میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام، کام آمد مقام مرتبہ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہیں۔ یا یوں کہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جیسا آں حضرت صلعم کو پانچویں ہزار میں محمدیت کی چادر پہنائی گئی تھی۔ ویسا ہی آج مسیح موعود کو پھر بروزی طور پر وہی محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہے۔ یا یوں کہو کہ مسیح موعود ایک ایسا آئینہ ہے جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ یا یوں کہو کہ حضرت مسیح موعود ایک ایسا واسطہ ہے جس کے ذریعہ سے محمدی قوت اور جلال پھر از سر نو دنیا پر ظاہر ہوا۔ الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں۔ یعنے یہ کہ۔

مسیح موعود محمد است وعین محمد است

پس حضرت مسیح موعود وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا ہے اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ پہلے آں حضرت صلعم کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں۔ کیوں کہ آخری ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے پس اس لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آں حضرت صلعم ہی کا تمام کمال یعنی نام، کام، اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے بلکہ خود آں حضرت صلعم کا ہی آنا متصور ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۵ مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۲) وہی نبی

پس حضرت مسیح موعود مرزا صاحب وہی نور ہیں جن کا سب نبیوں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آں حضرت صلعم کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں کیوں کہ آخری ہونا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے پس اسی لئے خدا تعالے نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا نام کمال یعنی نام کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے بلکہ خود آں حضرت صلعم کا ہی آنا متصور ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] صفحہ [illegible] ۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۳) انشراح صدر

پس ہم نہایت ہی انشراح صدر سے اس بات پر یقین لاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر (نہ تناسخ کے طور پر) وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں جن کا آخری زمانہ میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور یہ کہ حضرت مسیح موعود واقعی وہی جامع جمیع کمالات محمدیہ نبی ہیں جس کا آنا خدا کے مقدس نوشتوں میں ایک قرار یافتہ عہد کے طور پر درج ہے اور آپ روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو زمین حجاز میں اب سے تیرہ سو برس پہلے پیدا ہوئے تھے صلی اللہ علیہم پس حضرت مسیح موعود کا اپنا کلام بھی ہم کو ان الفاظ پر پورا یقین لانے کے لئے صراحتہً مجبور کر رہا ہے جو حضرت شاہزادہ عبد اللطیف شہید کابل نے اپنی کمال معرفت حاصل کرنے کے بعد فرمائے تھے کہ

مسیح موعود محمد است و عین محمد

(اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] صفحہ [illegible] ۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے کیوں کہ اگر تم اپنی ساری جائدادیں سارے اموال اور جانیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث، قطب، ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گذرے ہیں ان کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ . . . . . . احمد نے تمہیں محمد رسول اللہ کا چہرہ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب نائب صدر، بحوالہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰، دسمبر ۱۹۴۳ء)

(۱۸) نبی اللہ رسول اللہ

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی اللہ اور رسول اللہ پیش کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو زمرہ انبیاء و مرسلین میں شامل فرمایا ہے۔ اور جن آیات قرآنیہ کو اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے۔ ان میں صریح طور سے الفاظ رسول یا رسلہ کے موجود ہیں جن کا حضور (مرزا صاحب) نے اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔ پس آیات قرآنیہ جن کے لفظ رسول کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانا صاف اور صریح اس امر کی بین دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے جن معنوں میں ان آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لیے جاتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۹) وہ ایک ہے

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول پر نازل ہوتا ہے چھوڑ دیں گے تو وہ اور کون سی باتیں ہیں جن کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے۔ کیا احمد سے علیحدہ ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا

(۱۵) محمد مصطفےٰ

اس رویت اور معرفت سے مراد وہ مرتبہ رویت و معرفت ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفٰے ما عرفنی و ما رانی۔ یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفےٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور نہ پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور نہ سمجھا پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفےٰ ہی یقین کیا جائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۱۵ء

(۱۶) مصطفےٰ میرزا

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک کہ جس پہ وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفےٰ میرزا بن کے آیا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۴ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۳ء

(۱۷) محمد رسول اللہ

ہم نے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا بلکہ اس لئے کہ خدا نے اسے محمد رسول اللہ فرمایا۔ کوئی نیا نبی نہیں آیا نہ پرانے نبیوں میں سے بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی یہی وجہ ہے کہ حضور (مرزا صاحب) نے اپنی نبوت کو ظلی و مجازی نبوت کہا اور حقیقی و مستقل نبوت نہ کہا بعض لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھے ...... میرا ایمان ہے کہ اگر مرزا صاحب مستقل اور حقیقی نبی ہوتے تو ہرگز ہرگز یہ درجہ نہ پاتے جو محمد رسول اللہ صلعم ہو کر پایا۔

مہدی مسعود و عیسیٰ موعود　　احمد مجتبیٰ سلام علیک
مطلع قادیاں پہ تو چمکا　　ہو گئے شمس الہدیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے　　مظہر الانبیا سلام علیک
مہبط وحی مہبط جبریل　　سدرۃ المنتہیٰ سلام علیک
کفر کی شب کو کر دیا کافور　　مثل شمس الضحیٰ سلام علیک
مانتے ہیں تری رسالت کو　　اے رسول خدا سلام علیک

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱ نمبر ۳ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۳ء)

(۲۲) کلمہ شریف

اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں جیسا کہ وہ (مرزا صاحب) خود فرماتا ہے "صار وجودی وجودہ" نیز "من فرق بینی المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی"۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان

ص ۱۵۸ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۳) مرزا صاحب پر صلوٰت

پس آیت "یاایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" کی رو سے احمد ان

جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا اس نے ہرگز حضور (مرزا صاحب) کو نہیں پہچانا۔ اس کا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے۔ جس نے احمد کو چھوڑا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑا۔ وہ ہرگز ہرگز وآخرین منہم لما یلحقوا بہم کا مصداق نہیں۔ وہی احمد ہے وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اس وقت ہم میں موجود ہے۔ پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دراصل وہ ایک ہے۔

(منشی حبیب الرحمن صاحب قادیانی واقف خدمت مرزا صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان،
جلد ۲۰ نمبر [illegible] مورخہ [illegible])

(۲۰) فخر اولین و آخرین (ج)

اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) میں ہو کر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں۔ اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۲۱) قادیانی سلام

سیدنا حضرت احمد جری اللہ پر سلام

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جولائی ۱۹۳۰ء)

اے امام الوریٰ سلام علیک
مہر برج الہدیٰ سلام علیک

اور سلام ہے۔

(اربعین نمبر ۲ ص ۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

از روئے سنت اسلام و احادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریح سے آپ کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمالی درود پر اکتفا نہ کیا جاوے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچ جاتا ہے۔ ...... چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ و سلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا۔ صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا۔ تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔

(رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر ۲ ص ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کی یہی صورت نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ پر ملا کر ہی درود بھیجا جائے۔ بلکہ ایسے طور پر آپ پر درود بھیجنا بھی جائز ہے کہ بظاہر اس میں تصریح کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ جائز ہے کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے اور اس موقع پر اس نبی پر درود اور سلام بھیجا جائے تو اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کیا جائے۔

احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھیجنا از بس ضروری ہے۔ اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔ جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔

(رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی ص[illegible])

تمہیں اصحاب الصفہ (کی ایک عظیم الشان جماعت) دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔

(رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر ۲ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو اس جماعت میں مثل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوں گے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف ص[illegible] مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔

(رسالہ درود شریف بحوالہ اربعین نمبر ۲ ص[illegible] و نمبر ۳ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سلامٌ علیٰ ابراھیم۔ (ابراہیم پر سلام یعنے اس عاجز پر)

(اربعین نمبر ۲ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خدا تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ

وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ وہ اسی خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۴ اشتہار مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء)

مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔

(اربعین نمبر ۴ ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۵) قرآن و حدیث

اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے

نیز یاد رہے کہ کسی غیر نبی پر اس طرح پر الگ طور پر درود و سلام مسلک اہلسنت متقدمین اور سنت اسلام کے خلاف ہے۔ اور یہ بات انبیاء سے مخصوص ہے کہ ان کے لئے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۳۰ مؤلفہ محمد اسمعیل صاحب قادیانی)

پیر سراج الحق صاحب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مسجد مبارک میں عصر کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صف میں حضور کی بائیں طرف کھڑا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضور نے میری ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے اس وقت یہ الہام ہوا ہے صلی اللہ علیک وعلی محمد۔

(رسالہ درود شریف صفحہ ۱۰ مؤلفہ محمد اسمعیل صاحب قادیانی)

(۲۴) مرزا صاحب کی وحی والہام

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا   بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم   از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست این کلام مجید   از دہان خدائے پاک و وحید
آن یقینے کہ بود عیسیٰ را   بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات   واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں   ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(در ثمین صفحہ ۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ نزول المسیح صفحہ ۹۹ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ

حدیث ہی بتایا جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔۔۔۔ حدیث تو سینکڑوں راویوں کے ہاتھوں سے ہمیں ملی ہے۔ اور الہام بلاواسطہ۔ اس لئے مرزا صاحب کا الہام مقدم ہے نہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے راوی اس کے راویوں سے معتبر ہیں مسیح موعود سے ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت صلعم کے منہ سے نہیں سنی۔ پھر حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہو سکتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۱۲ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۶) نزول جبرئیل

جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں۔ ان کے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے پاس نہ صرف ایکبار جبرئیل آیا بلکہ بار بار آتا رہا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔ قرآن میں نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ثابت ہے۔۔۔۔۔۔ ورنہ دوسرے انبیاء کے واسطے جبرئیل کا نزول بہ تصریح قرآن شریف ثابت نہیں۔۔۔۔۔۔ اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے۔ خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرئیل کہو۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا ہے۔ لہذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتا دیا ہے

معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں ۔

(اعجاز احمدی ص ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے ۔ اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے ۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ احادیث جنہیں ہم اپنے محدود و ناقص علم سے صحیح سمجھیں ۔ ان کے مقابلہ میں مسیح موعود کی وحی (ہاں وہ وحی جس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ وحی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کی طرح شبہات سے پاک و منزہ ہے) رد کر دینے کے قابل ہے ۔ اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود (مرزا صاحب) کے دعاوی صادقہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا ۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں ۔ مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعویٰ کا صدق الہامات کے ذریعہ پیشگوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو ہم نے آپ کو حکم و عدل مان لیا اور جس حدیث کو آپ نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے حکم کے تابع کر لیا ۔ اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے وہ چھوڑ دی ۔ کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت کیا فرمایا ۔ مگر خدا کا زندہ رسول (مرزا صاحب) جو ہم میں موجود تھا ۔ اس نے خدا سے یقینی علم پا کر امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول و فعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے ۔ اس لئے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود سے سنیں وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں جسے

(۲۷) وحی اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے کیوں کہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے۔ ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا۔ اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔

یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جائے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہ ہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہٗ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا صاحب) کی نبوت کی دلیل ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام مصنفہ مولانا قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۸) صاحب کتاب (ج)

بحث اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ ما انزل الیہ من ربہ پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ما انزل کو جمع کر لیا جاوے چونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام سب انبیاء کے مظہر اور بروز ہیں تو ان کا ما انزل الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ما انزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا . . . . . .

فالحمد للہ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہو گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۶۲ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء)

کہ وہ فرشتہ جبرئیل ہی ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ بابت ۱۹۱۹ء بعنوان [illegible] مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

میری (میاں محمود احمد صاحب کی) عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا کیوں کہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرئیل اب بھی آتا ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان [illegible] مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۰)

جاءنی آئل واختار ۔ وادار اصبعہ واشار ۔ ان وعد اللہ اتی فطوبی لمن وجد ورأی ۔

یعنی میرے پاس آئل آیا (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد۔ خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔"

(مواہب الرحمن صفحہ ۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) وحی اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے۔ ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا۔ اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔

یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جائے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہ ہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعد حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا صاحب) کی نبوت کی دلیل ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الاسلام مصنفہ مولانا قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۲۸) صاحب کتاب (ج)

بحث اگر کچھ ہو سکتی ہے تو وہ ما انزل الیہ من ربہ پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ما انزل کو جمع کر لیا جاوے چونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام سب انبیاء کے مظہر اور بروز ہیں تو ان کا ما انزل الیہ من ربہ بہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ما انزل الیہ سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فالحمد للہ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہوگیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۶۳ مورخہ ۱۵ - فروری ۱۹۱۹ء)

کہ وہ فرشتہ جبرئیل ہی ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵،۴ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ بہ النبوۃ فی الالہام مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

میری (میاں محمود احمد صاحب کی) عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا کیوں کہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہو گئی۔ آخر ہم دونوں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا آپ نے فرمایا کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرئیل اب بھی آتا ہے۔

تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ
۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۰)

جاءنی آئل واختار۔ وادار اصبعہ واشار۔ ان وعد اللہ اتی فطوبی لمن وجد ورای۔

یعنی میرے پاس آئل آیا (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد۔ خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔"

(مواہب الرحمن صفحہ ۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نے کیا کیا وعدے دئے ہیں۔ اور پھر ان پر دل سے یقین رکھتا تو ایسا مضبوط ہو جاتا کہ کوئی مصیبت اسے ڈرا نہ سکتی۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پڑھے۔

(خطبہ عید میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۰ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۳۱) قادیان کا قرآن

اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی پٹڑی جما چکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی کیونکہ نبی اور کتاب آخر لازم و ملزوم چیزیں ہیں گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو یہ رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت لوط کو کتاب نہیں دی گئی اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا بلکہ میاں محمود احمد صاحب نے تو صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے اور مرید بھی اب تک بھٹکتے پھرتے تھے۔ ...... وہ عاجز آکر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب بتا دیتے تھے۔ تو کبھی خطبہ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو ...... بہت سے آپ کے سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لئے بھی ارشاد فرمایا تاکہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کریں۔

اگر حضرت مسیح موعود ہی محمد ہیں اور آپ کی بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۲۹) الکتاب المبین

خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام (مرزا صاحب) کے بحیثیت مجموعی الہامات کو الکتاب المبین فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت (مرزا) صاحب کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے۔ اور مجموعہ الہامات کو الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں ....

پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے۔ خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشرات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے اور حضرت (مرزا) صاحب کے مجموعہ الہامات کو جو مبشرات اور منذرات ہیں الکتاب المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں۔ ولو کرہ الکافرون۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ ۱۹۱۹ء موسوم النبوۃ فی الالہام ص۲۳ ـــ مولفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۳۰) الٰہی کلام

حقیقی عید ہمارے لئے یہی ہے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الٰہی کلام کو زیادہ شائع کیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا ورد رکھتے ہیں۔ دوسری کتابیں خواہ کتنی ہی پڑھی جائیں جو سرور اور یقین قرآن شریف سے پیدا ہوتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی کتاب کے پڑھنے سے نہیں ہو سکتی جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا۔ مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہو گیا اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام پڑھتا رہتا اور دیکھتا کہ خدا تعالیٰ نے

سلسلہ میں آپ کی مختلف تالیفات ہیں۔ وہ آپ کے خطوط میں محفوظ ہو گئے ہیں ان میں سے اکثر کی تشریحات بھی آپ کی تصنیفوں اور تقریروں سے مل سکتی ہیں۔ باقی اگر کوئی رہ گئے ہوں تو وہ آپ کی ڈائریوں اور دیگر کاغذات سے جو غالباً آپ کے فرزندوں کے پاس محفوظ ہوں گے مل جائیں گے۔ آپ کے الہامات کو چھبیس سال کے بعد زبانی روایات کی بنا پر خصوصاً موجودہ اختلافات سلسلہ کی موجودگی میں شائع کرنا ایک نامناسب اقدام ہے۔ سرمایہ کافی ہو تو آپ کے مسودات و مکاشفات کو بہترین صورت میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ موجودہ حالات میں تو آپ کی کتب خود ہی بہت ہیں اور قیمتاً لینے والے کم۔ ایسا کام تکمیل کو پہنچنا دشوار ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۳۲ء)

(۳۲) قادیانی دین

اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فارسی النسل ہیں اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زور آور حملوں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کر دوں گا۔ اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔

(ماہنامہ مصباح قادیان جلد ۶ نمبر ۳ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۲ء)

(۳۳) میری اُمت

(مرزا صاحب نے) فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا اس لئے اس کی امت گمراہ ہو گئی اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی صرف مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔ لیکن میں مہدی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے میری امت کے دو حصے ہوں گے ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے

ہی کی بعثت ثانی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہئے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی۔ وہ قرآن جدید ہے۔ اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر ماننا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مہر سے نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے۔ اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیوں کہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے۔

اس لئے جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔ اور یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کر سکتا۔ تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش کریں گے۔ ضرور ہے کہ وہ پہلے قرآن کا جو رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا۔ اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثانی میں نازل ہوا۔ دونوں کا مجموعہ ہونا چاہئے۔ گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا۔ تب یہ قدیم و جدید قرآن مل کر وہ قرآن بنے گا جس کے لئے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ یہودی صفت لیڈروں والا قرآن ہوگا۔

(اجرائے نبوت کا فتنہ عظیم از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی صفحہ پیغام صلح

اخبار قادیانی جماعت لاہور جلد ۲۰ نمبر ۵ - جولائی ۱۹۳۲ء)

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ قادیانی احباب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مجموعہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے لئے مولوی شیر علی صاحب نے اخبار میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس بارہ میں اتنی گذارش ہے کہ جیسا کہ اکثر پرانے احباب کو علم ہے کہ حضرت صاحب اپنے الہامات کو اپنی کاپی میں لکھ لیا کرتے تھے اور پھر باہر تشریف لا کر احباب کو بھی سنا دیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کے اکثر الہامات اخبارات

آپ قرآن پہلے لائے۔ اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) غیر تشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے اگر نہ لائے تھے تو خدا تعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں فلاں حدیث درست ہے اور فلاں غلط۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا۔ اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی سی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے۔ اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۲۱ نمبر ۳ مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

دیکھ کر وہ جو احمدیت کا رنگ اختیار کریں گے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر [illegible] مورخہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء)

(۳۴) قادیانی صحابہ (ج)

پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا صحابی کہا جائے۔ کیونکہ جب تم علی الاعلان کسی کو صحابی کہو گے تو گویا تم نے کوٹھوں پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اعلان کر دیا۔ اور اگر تم منارہ پر چڑھ کر کسی کے صحابی ہونے کا اعلان کرو گے۔ تو دوسرے لفظوں میں تم نے منارہ پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی منادی کر دی۔ کیونکہ جتنی دفعہ یہ لفظ بولا جائے گا اتنی ہی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کی دنیا میں منادی ہوگی

(اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر [illegible] مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۱۶ء)

(۳۵) نبی تشریعی یا غیر تشریعی

جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ہے۔ ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ

(۳۷) جہاد

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی [illegible])

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا (ص ۴۷)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی ص ۴۹)

حضرت میاں محمود احمد صاحب نے اربعین کا حوالہ دے کر جو فرمایا ہے کہ خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دے کر مسیح موعود کو ایک رنگ میں تشریعی نبی قرار دیا ہے" یہ بھی حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی منوانے کی ایک ابتدا ہے۔

(اسلامی قربانی مصنفہ مولانا حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہوری)

(۳۶) مرزا صاحب کی شریعت

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا ...... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم و یحفظوا فروجہم ذالک ازکی لہم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور اس میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ہذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو معیار نجات ٹھہرایا جس کے آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

میں بلاد کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض مجھ پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخالفین احمدیت کی بھی عجیب حالت ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارا اعتراض صرف حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے گویا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں وہ آں حضور پر اعتراض کرنے سے بھی خوف نہیں کرتے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵۔ فروری ۱۹۲۲ء نمبر ۶۵ جلد ۱۲)

اگر معترض کو حضرت مسیح موعود کے الہام انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی پر اعتراض ہے اور وہ اعتراض مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انصاف کی بنا پر ہے تو اسے یہ چاہئے کہ اول یہ اعتراض پہلی تمام کتب مقدسہ پر کرے اور پھر قرآن اور احادیث نبویہ پر کرے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۰۔ فروری ۱۹۱۶ء)

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا پھر سوچو کیا میری تکذیب آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسی کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی وانا منک بیشک میری تکذیب سے خدا کی

(۳۸) دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب

خدا کے راستباز نبی رامچندر پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی کرشن پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی بدھ پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی زرتشت پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی کنفیوشس پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی موسیٰ پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی مسیح پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی محمد صلعم پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز نبی احمد پہ سلامتی ہو۔
خدا کے راستباز بندہ بابا نانک پہ سلامتی ہو۔

(چودھری ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی پریزیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس ۱۹۳۲ء میں بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا)
منقول از پیغام صلح لاہور جلد ۲۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۲ء)

(۳۹) معترضین کو دھمکی

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔

(اعجاز احمدی صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل پانچویں

فضیلت کی تفصیل

(۱) مسلمانوں کے مقابل

(۱) اُمت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت

اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں۔ مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا۔ وہ موعود تھا (یعنی خود مرزا صاحب)

(تذکرۃ الشہادتین ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں، جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ جو مجھ سے ہوگا۔ اور میرے عہد پر ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ ص۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے

تکذیب لازم آتی ہے۔ اور میرے اقرار سے خدا تعالٰے کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ صلعم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچ اور اس سے فتوی طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے

(پیغام نمبر ۱۲۳ صفحہ ۲ کالم ۲)

(تقریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵
نمبر ۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۵ء)

شکراً نعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر فضیلت بخشی کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں۔ اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے شابہت دی ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص۸۲ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۳) حضرت غوث الاعظم اور مرزا صاحب

سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے آپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا کیونکہ وہ مامور نہیں تھے مجدد تھے۔ اور مجددیت کے مقام پر کھڑے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی کہ یہ کچھ میرے اندر گذر رہا ہے اور میں نے یہ کچھ دیکھا ہے وہ مجدد تھے۔ مخاطبہ مکالمۂ الٰہیہ سے مشرف تھے۔ اور اپنے زمانہ میں لوگوں کے لئے رحمت تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رکھا گیا تھا جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اس لئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے کہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے۔ توحید کا حال اور خاص کردہ حال جو ان کے ساتھ گذر رہا تھا وہی بیان کر سکتے تھے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے پس یہ فرق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور گذشتہ صوفیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء نمبر ۴۹ جلد ۱۹)

(۴) توحید کی تعلیم

شاید کوئی کہے کہ تم اپنے قول سے آپ بگڑتے گئے۔ اگر عبدالقادر جیلانیؒ اور محی الدین ابن عربیؒ نے بھی توحید کے متعلق وہ بات بیان کی جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کی اور خدا سے علم حاصل کر کے کی تو پھر حضرت مرزا صاحب میں ان سے بڑھ کر

ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرمادیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ اور یہ موعود امت محمدیہ میں سے بجز میرے کسی اور نے ہرگز نہیں پایا گیا۔ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس میرا یقینی مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا فدائی اور ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حضرت مرزا صاحب جمیع اہل بیت حسنین و طاہرین کرام نیز دیگر اولیاء اللہ و مجددین امت بھی شامل ہیں ان سب کے کمالات اپنے اندر لے کر ان سے بڑھ گئے اور جو کچھ کہ ان میں متفرق طور پر تھا جب آپ میں مجموعی طور پر آگیا تو آپ نبی بن گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ صفحہ [illegible] مورخہ [illegible] اپریل [illegible])

(۲) حضرت مجدد الف ثانی

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور

(تتمہ رسالہ درود شریف ص[illegible] مؤلفہ غلام رسول صاحب قادیانی)

(۶) صحابہ کرام اور قادیانی صاحبان

حوالہ جات مندرجہ بالا ان لوگوں پر حجت ہیں جو اصحاب مسیح موعود کی حیثیت گھٹایا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو صحابہ آنحضرت سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت صلعم سے تربیت پائی اور ان لوگوں نے مسیح موعود (مرزا صاحب) سے دونوں میں فرق بیّن ہے حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو وہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود (مرزا صاحب) و مصطفےٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمدیہ ہے نیز صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کے ہاتھ سے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کا فرق ہے وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں۔ یہ بعثت ثانی کے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۹۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء)

ایک نبی ہم میں (قادیانی صاحبان میں) ابھی خدا کی طرف سے آیا۔ اگر اس کی اتباع کریں گے تو وہی پھل پائیں گے جو صحابہ کرام کے لئے مقرر ہو چکے ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء
آئینہ صداقت صفحہ ۲۲۹ مصنفہ میاں صاحب موصوف)

(۷) خدا کا کلام

سب سے بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والے انسان کے ساتھ تعلق ہو کیونکہ

کون سی بات ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا علم خدا سے حاصل کردہ تھا۔ بے شک ان کا علم خدا سے ہی حاصل کیا ہوا تھا۔ لیکن نبوت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا علم کامل نہ تھا۔ جس کے باعث وہ وحدت وجود کی طرف نکل گئے۔ اور سید عبدالقادر حال کی کیفیات بیان کرنے تک محدود ہو گئے۔ اس سے آگے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے وہ کیونکر اصول بتانے کی طرف نہ آئے جن سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے لیکن حضرت مسیح موعود نے اصول بیان کئے۔ اور آپ اور ان میں یہی تو فرق ہے کہ حضرت مسیح موعود نے توحید کے اصول اور قواعد بیان فرمائے مگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔

ہاں ان میں فرق حال اور اصول کا ہے اور یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبعوث ہو کر توحید کو اس سے زیادہ پیش نہیں کیا جتنا کہ سید عبدالقادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی نے کیا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء نمبر ۹، جلد ۱۳)

(۵) مجدد اعظم

چنانچہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد کی رو سے آپ کی امت کے مجددین میں سے۔ ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ السلام جو مجدد اعظم ہیں جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم سے ہیں مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے کما صلیت اور کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہوئے۔

خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلا وجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنانا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالے نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے ...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔ اور جامع کمالات متفرقہ ہے پھر اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صد ہا نشان کیوں دکھلائے۔ اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔

(نزول مسیح ص ۴۷ تا ۵۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور انھوں نے کہا کہ اس شخص نے (یعنی مرزا صاحب نے) امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (بیشک) سمجھا اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

"اور بخدا اسے (یعنی حضرت امام حسینؓ کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو۔ (ص ۸۱ ۔)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے" ص ۸۱

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے" ص ۶۹

ص ۶۹

"مگر حسین (کو دیکھو تو) تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو

"اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں" ص ۶۹

نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان

جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] ۱۹۲۱ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچا لہسن رکھا گیا تو آپ نے نہ کھایا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم بھی نہ کھائیں۔ فرمایا تم سے خدا کلام نہیں کرتا تم کھا سکتے ہو۔

(انوار [illegible] صفحہ [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۸) حضرت امام حسین پر فضیلت

امام حسینؓ پر فضیلت [illegible] جو [illegible] پر میری فضیلت سن کر یوں ہی غصہ میں آجاتے ہیں قرآن کریم نے کہاں امام حسینؓ کا نام لیا ہے زید کا ہی نام لیا ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہئے تھا کہ امام حسین کا نام بھی لے دیا جاتا اور پھر ما کان محمد ابا احد من رجالکم کہہ کر اور بھی بات کا خاتمہ کر دیا۔ اگر امام حسین اس آیت کے ساتھ کہہ دیا جاتا تو شیعہ کا ہاتھ نہیں پڑ جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ [illegible] صفحہ ۱۲۰ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسینؓ رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے۔

غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی

کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا پس تو برافروختہ ہوا۔

(اعجاز احمدی ص۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) صد حسین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے میں حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو ایک دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہو، اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) علیہ الصلوٰۃ والسلام امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین ولی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان

جلد ۱۳ نمبر مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

(۱۰) حضرت علی اور اہلبیت

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء)

یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہلبیت نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت علی یا دیگر اہلبیت کامل طور پر آں حضرت کی [illegible]

"اور اگر دشمن تلوار، اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آئیں سب مجلس میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی: ص[illegible]

"تم نے اس کشتہ حسین سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے پس کیا تو اس حسین کو تارو پیلے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا اے مبالغہ کرنے والو: ص[illegible]

"اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے: ص[illegible]

"اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا: ص[illegible]

(اعجاز احمدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک وہ (مرزا صاحب) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے ؎

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص[illegible] مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے۔ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔

(دافع البلاء ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالیاں دیتا ہے۔

(۱۳) فی الواقع

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جو فی الواقع نبی اور رسول اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان رکھنے والے ہیں وہ بھی آں حضرت صلعم کے روحانی فرزند ہیں .... کیوں کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) جن کا ظہور تمام نبیوں کے ظہور کے قائم مقام ہے اور جن کا وجود تمام نبیوں کے وجود کا مظہر ہے ان کا آنحضرت صلعم کے توسط سے روحانی تولد بمنزلہ تمام انبیاء کے روحانی تولد کے ہے جس سے آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین نبی ابو الانبیاء ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر [illegible] مورخہ [illegible] فروری [illegible]ء)

(۱۴) بدبخت

بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کی روحانی اولاد ہیں اور ہمیں مسیح موعود کی اولاد کی کیا پرواہ ہے۔ اگر وہ مسیح موعود کی روحانی اولاد ہو سکتے ہیں تو کیوں یہ بات مسیح موعود (مرزا صاحب) کی جسمانی اولاد کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کے لئے دو باتیں جمع ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ......

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے ان کو (صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کو) اٹھایا ہوا تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لئے کہا۔ اس نے کہا میں ابھی یہ کام نہیں کر سکتی۔ اس نے اس کے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ یہ نبی کی اولاد تھا جو شعائر اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے بچہ کو اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے۔ پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں اُن کی تعظیم کرنی چاہئے۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی بر جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱ نمبر ۵ مورخہ ۹ جنوری [illegible]ء)

علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے اور ضرورت زمانہ بھی متقاضی ہوتی تو ضرور وہ بھی نبوۃ کا درجہ پاسکتے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۰ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۱۱) وارث رسول اللہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث۔ اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث۔ اس کی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا۔ اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا ویسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ملحق بہ حقیقۃ النبوۃ ص۲۶۹)

(۱۲) اکلوتا بیٹا

ہاں وہ محمد مصطفیٰ کا اکلوتا بیٹا (یعنے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیے بن گئیں۔ اس پر پتھر برسائے گئے۔ اس کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔ اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔

کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف
(ریلیجنز قادیان ص۱۱۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے۔ اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے۔ اور اسکے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت کے پانے سے روکا جاتا ہے ورنہ اسی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی جو صدیق تھے تجدید کا کام کرنا پڑا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سیکڑوں لوگوں نے پایا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص[illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے (معیار الاخیار اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص[illegible])

(۱۸) ابوبکرؓ و عمرؓ

مجھے اہلبیت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں اُن سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں اُن کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میرے ایک محب تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں۔ پھر انھوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہلبیت مسیح موعود میں سے ہونے کی

(۱۵) زندہ اور مردہ علی

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(اخبار الحکم قادیان [illegible] نومبر [illegible] ملفوظات احمدیہ جلد اول ص[illegible] احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(۱۶) مُردے

۱۴/ مئی [illegible] شام کے وقت سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ کیا مُردوں سے استعانت مانگنی جائز ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف کی زندگی میں لوگ ان کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ بلکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دیکر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ منظور الٰہی ص[illegible] مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۷) حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت

صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے اور

کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے۔ اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچا دے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لانفرق بین احد من رسلہ داؤد اور سلیمان اور زکریا و یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں۔ وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔

(الفضل قادیان جلد ۱۴، نمبر ۸۵، مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

انبیاء کے کمالات کے سلسلہ میں (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ:۔

کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھکر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔

.... پہلے تمام انبیاء ظل تھے حضرت نبی کریم کی خاص خاص صفات کے۔ اور اب ہم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ان تمام صفات میں حضرت نبی کریمؐ کے ظل ہیں..

..... نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے لیکن حضرت نبی کریم کے پاس کروروں روپے ہو گئے اور آپ سب سے بڑھکر دولتمند ہو گئے۔

اُن کی نسبت نفی وہ سب باقی رہی۔

(المہدی ص ۳۰۲ حصہ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی فریق لاہوری)

(۱۹) تمام انبیاء علیہم السّلام پر فضیلت

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے … من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام … داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں … ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(درثمین ص ۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ بات ظاہر ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے یہ ضرور نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جائیں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے ہیں بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا۔ اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہ بہ پہلو کھڑا کر دیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

اس کے (یعنی آں حضرت صلعم کے) شاگردوں میں علاوہ بہت سے محدثوں۔ ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا۔ اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا۔ بلکہ اپنے مطاع کے کما کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۲۵۷ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا جس تک انبیاء بنی ا

بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے برابر ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے لئے قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر ہے۔ اس سوال کا جو درحقیقت تین سوالوں پر مشتمل ہے یہ جواب ہے (ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے (ب) آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں (ج) آپ کی نبوت کا ذکر قرآن کریم میں متعدد جگہ پر آیا ہے۔ لیکن اسی صورت میں جس طرح کہ پہلے انبیاء کا ذکر پہلی کتب میں ہوا کرتا تھا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ

۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۱۳۰ جلد ۲)

(۲۲۳) آپ کا درجہ

سوال:- کیا صاحب شریعت نبی کو غیر شرعی نبی پر فضیلت نہیں ہوتی۔ صاحب شریعت نبی تو مسلم ہوتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا اگر صاحب شریعت نبی غیر شرعی نبی کا معلم ہو۔ تو اسے اس پر فضیلت ہوگی۔ ورنہ ایک غیر شرعی نبی صاحب شریعت نبی سے بڑھ سکتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے سب انبیاء بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل کر رہے تھے۔ ادھر اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں تمام کمالات محمدیہ کا بروز ہوں جو آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آپ کا درجہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی تمام انبیاء سے بلند ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳۰ نمبر ۱۴۸ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۴۳ء)

(۲۲۴) تمام کمالات

اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ جو

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۲۲۳ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

وَآتَانِی مَالَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْن مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔

(استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) کئی نبیوں سے افضل (ج)

اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزا صاحب) جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہو کر ایسے مقام پر پہنچے کہ نبیوں کو اس مقام پہ رشک ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹۰ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(۳۱) کچھ اور ہی رنگ

اور جب اسرائیلی عورتوں نے کئی ایسے بیٹے جنے جو نبی کہلائے مگر خدا کی قسم آمنہ کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا اس کے مقابل اگر اسرائیلی خاندان کے سارے بیٹے بھی ترازو میں رکھے جاویں تو تب بھی اسمٰعیلی پلڑا ضرور جھکا رہے گا۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح بے شک تورات کو بہت سے نبی خدمت کے لئے عطا ہوئے لیکن قرآن کی خدمت کے لئے جو نبی امت محمدیہ میں پیدا کیا گیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) وہ اپنی شان میں کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۳۲) تین سوال

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور ان کا

اور عداوت کی آگ بھڑکا دے اور مسیح اسم اس لئے آیا کہ اُن کو دار فنا کی طرف لوٹائے۔ اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت۔ تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے۔ اور انھیں اتحاد و محویت یعنی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے وہ مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ھو الآخر میں اشارہ کیا گیا ہے کیوں کہ وہ کائنات سے آخر ہونے کی نشانی ہے۔

(ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ [illegible] تحریر غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۶) دائرہ گول

لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہو گا۔ جیسا کہ زمانہ کے شروع میں آدم کو پیدا کیا جو اس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرۃ کا دائرہ گول ہو جائے۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۷) انوکھا عقیدہ

میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیوں کہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السّلام تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔

نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ داؤد اور سلیمانؑ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان کو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لیتے اور پھر نبی تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰ کے لئے بھی یہ ضروری نہ تھا کہ اسے اس وقت تک نبوت نہ ملے جب تک وہ محمد صلعم کی خوبیاں کو اپنے اندر جمع نہ کرلے۔ کیونکہ ان سب لوگوں کا کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا۔ لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کر لیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو
آف ریلیجنز قادیان صـ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۵) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس وجن پر سردار حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجدوا لآدم سے معلوم ہوتا ہے پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوایا اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت ورسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رُخ اور کبھی اس رُخ ہوتی ہے اور مومن کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا ہوا تھا۔

(ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبہ الہامیہ صـ حاشیہ مرزا غلام احمد
قادیانی صاحب)

آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اخلاد

(خطبہ نکاح فرمودہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۶ء نمبر ۶۹ جلد ۱۳)

ضرور تھا کہ مرتبہ آدمیت کی حرکت دوری زمانہ کے انتہاء پر ختم ہوتی سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے اس میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا۔ ۔۔ ۔۔۔ خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ میں اسکی طرف ایک لطیف اشارہ ہے ۔۔۔ یعنی میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا ۔۔۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی ۔۔۔

چنانچہ وہ عجائبات جو حضرت آدم برگزیدہ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں۔ وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(میاں محمود احمد صاحب کا درس قرآن مندرجہ الفضل قادیان جلد ۱۰، نمبر ۶۳
مورخہ ۱۳، فروری ۱۹۲۳ء)

(۲۸) آدم اوّل و ثانی

فقعوا لہ ساجدین کے بھی یہی معنی ہیں کہ آدم اوّل کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرماں بردار اور غلام ہو جاؤ۔ جب آدم اوّل کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا تو آدم ثانی حضرت مسیح موعود جو آدم اوّل سے شان میں بڑھا ہوا تھا اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔

(ملائکۃ اللہ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۴۶)

(۲۹) آدم کا جوڑا (م)

خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا۔ اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ میں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے کیوں کہ وہ برکت اسی الہام کے ماتحت ہوئی یا آدم اسکن انت و زوجک پہلا آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم (مرزا صاحب) کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی عظیم الشان پیش گوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعے دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا۔

کمالات کا جامع تھا۔ اور اس کی شریعت اکمل واتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔ وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔۔۔ ۔۔۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں ایسی بات میں بگڑنا اور سمجھ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔

(حقیقۃ الوحی ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے پھر تو یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔

(حقیقۃ الوحی ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

(ازالۃ الاوہام ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳ اخدا مرزا مسیح

ہاں آپ کا [illegible] کا یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس ناپاک الزام سے بری ہے [illegible] نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ گو خدا تعالیٰ کا فضل مجھ پر [illegible] سے بہت ہی زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے [illegible] سے وہ بہت ہی بڑھ کر ہے تاہم میں اس کو

(۳۱) حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت

پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۲) حضرت عیسیٰ پر فضیلت

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔

(تریاق القلوب ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے سمجھتے ہیں یہ کفر ہے میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے خدا تو تمہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی سے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔

(چشمہ مسیحی ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام

کو توڑے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ پس خدا تعالیٰ کے اس رحیمانہ سلوک کو دیکھتے ہوئے خیال آیا تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے۔ پھر آپ سے ایسا سلوک ہوگا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نام نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے سب سے بڑے) بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا تا جائے کہ یہ نوح کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی تا ظاہر کر دے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے دور رہا۔ مگر پھر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کر کے ظاہر کر دیا کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا اس سے بڑھ کر اس کا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۹ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۱ء)

(۳۶) موسیٰؑ اور عیسیٰؑ پر فضیلت

حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کی نسبت مولانا (محمد احسن صاحب امروہوی قادیانی اپنے مکتوب موسومہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان میں) لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت شان کا کوئی شخص نہیں گذرا۔ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو آں حضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ و عیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۰ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء)

(۳۷) انبیاء کی ہتک

تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی ہتک کی ہے۔ یاد رکھو میرا

اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے چنانچہ ایک بار میں نے اور حضرت مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لئے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں غرض اس طرح پر حضرت (مرزا صاحب) نے بلحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خدا تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کے جو آپ کے شامل حال ہیں تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم صفحہ [illegible] مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بد قسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام ڈوئی مندرجہ مکتوبات احمدیہ [illegible])

(۳۴) آدم اور عیسیٰ پر فضیلت (ج)

خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا نام آدم رکھا ہے تاکہ جس طرح پہلے آدم کو شیطان نے جنت سے نکالا تھا آپ اس شیطان کو دنیا سے نکالیں پھر خدا تعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا ہے تاکہ پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکا دیا تھا۔ مگر آپ اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔

(تقدیر الٰہی صفحہ [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳۵) آدم مسیح اور نوح پر فضیلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نے لکھا ہے۔ ہر نبی کی دوسری بعثت اس کی پہلی بعثت سے زیادہ شاندار ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا پہلا آدم آیا اور اسے شیطان نے جنت سے نکال دیا مگر دوسرا آدم اس لئے آیا ہے تا انسان کو دوبارہ جنت میں داخل کرے پھر فرمایا پہلا مسیح آیا اور اسے دشمنوں نے دکھ دیا اور صلیب پر لٹکایا مگر یہ دوسرا مسیح اس لئے نہیں آیا کہ صلیب پر لٹکایا جائے بلکہ اس لئے آیا ہے تا صلیب

(۳۹) محمدؐ رسول اللہ مرزا صاحب

مسیح موعود کی جماعت " واٰخرین منھم " کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت کے صحابہ ہونے کے لئے صحابہ نے آنحضرت کا وجود پایا ہو۔ پس صحابہ بننے کی شان ایک امتی پر ایمان لانے کا نتیجہ نہیں ہوسکتی۔ اور احمدی بننے کا مرتبہ احمد پر ایمان لانے سے حاصل ہوسکتا ہے نہ کسی غلام احمد پر ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے اب اس الہام سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) یہ کہ آپ (مرزا صاحب) محمد ہیں اور آپ کا محمد ہونا بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہے نہ کسی اور لحاظ سے۔

(۲) آپ کے صحابہ آپ کی اس حیثیت سے محمد رسول اللہ کے ہی صحابہ ہیں۔ جو اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم کی صفت کے مصداق ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴۰) اسمہٗ احمد کے مصداق مرزا صاحب

اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ انکے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہٗ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔

(مرزا صاحب کا مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ وسلم کی عزت قائم کروں اول تو ایسے ہی غلط کہیں کسی نبی کی ہتک کرتا ہوں ہم سب کی عزت کرتے ہیں لیکن اگر ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بیشک ہو میں نے جو دعوے کئے ہیں وہ اپنی عظمت وشان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہو تو ہمیں ہرگز اس کی پروا نہیں ہوگی بیشک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں۔ آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے نہیں روک سکتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی تقریر ناقل بروضمیمہ اخبار الفضل جلد ۲۱
نمبر ۱۳۳ مو. ضمیمہ مئی ۱۹۳۳ء)

(۳۸) مرزا صاحب کا خلق

انک لعلیٰ خلق عظیم راقم مضمون ہذا (مرزا مصباح الدین احمد صاحب قادیانی) کے ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا صاحب) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے۔ جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہوا اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع و مقتدائی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔

(ذکر حبیب از مرزا مصباح الدین احمد صاحب قادیانی ضمیمہ الحکم قادیان خاص نمبر مورخہ ۱۹۳۴ء)

کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔

(انوار خلافت ص۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

خدا تعالیٰ نے اسم احمد کو تو حضرت عیسیٰ سے روایت کیا اور اسم محمد کو حضرت موسیٰ سے۔ تاکہ پڑھنے والا جان لے کہ جلالی نبی یعنی حضرت موسیٰ نے وہ نام اختیار کیا جو اس کی شان کے موافق تھا۔ یعنی محمد جو اسم جلالی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو اختیار کیا جو اسم جمالی ہے۔ کیونکہ وہ خود جمالی نبی تھا۔ اور اس کو جنگ و جدال میں سے کچھ نہ ملا تھا۔ پس خلاصہ مدعا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے کامل مثیل کے ظہور کی پیشین گوئی کی۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ یہ بات تم کو نجات دلائے گی۔ ہر ایک کے شک اور وہم سے۔ اور جلال و جمال کی حقیقت تم پر واضح ہو جائے گی۔ اور شکوک کے رفع ہونے کے بعد اصلیت کھل جائے گی جس وقت تم نے یہ بات مان لی تو تم ہر ایک دجال کے شر سے خدا کی پناہ میں رہو گے۔ اور ہر ایک ضلالت سے نجات پاؤ گے۔

(ترجمہ اعجاز المسیح ص۱۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱ جولائی ۱۹۲۳ء)

خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۱) تعریف کرو

میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو اور نا امیدی کے درجہ تک اپنے امر کو نہ پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم کی تعریف نہ چھوڑی اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ اور جس نے

(از خلافت حقہ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

جب یہ آیت اسمہ احمد میں ایک رسول کا جس کا نام احمد ہو ذکر ہے۔ دو کا نہیں۔ دوسرے شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیشگوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں

(جلد الفضل قادیان مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۵ء)

آپ کا یہ سوال ہے کہ اسمہ احمد میں بشارت تو احمد کی ہے۔ مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ ...... مطلق غلام احمد نہ عربی ہے کیونکہ اس حالت میں غلامُ احمد ہوتا اور نہ یہ نام فارسی بن سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں غلامِ احمد ہوتا اور نہ یہ نام اردو ہو سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں احمد کا غلام ہونا چاہیے تھا اصل بات یہ ہے کہ ...... چونکہ حضرت صاحب کے خاندان میں غلام کا لفظ اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس ملک کے رواج کے مطابق چلا آتا تھا اس واسطے آپ کے نام کے ساتھ بھی لگا دیا گیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ مسیح جوان ہوگا اور غلام کے معنی جوان کے ہیں جس سے یہ بتایا گیا کہ اس کے کام جوانوں کے سے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اپریل ۱۹۱۵ء عیسوی)

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کیا سورۂ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت اسمہ احمد مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن

وسلم اس لیے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کو محمد ہی کے نام سے یاد فرمایا گیا اور تورات میں بھی آپ کی پیشگوئی میں آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا۔

جیسا کہ سورہ فتح میں اس کی تصدیق موجود ہے جہاں فرمایا: محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم..... لیکن اسم احمد کا ذکر تمام قرآن میں ایک جگہ صرف سورہ صف ہی میں پایا جاتا ہے اور وہ بھی حکایتہً مسیح کی پیشگوئی کے الفاظ میں جس کا مصداق حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بار بار آپ کو ہی قرار دیا اور بار بار اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ آنے والا احمد رسول جس کا ذکر مسیح کی پیشگوئی میں ہے وہ آپ (مرزا صاحب) ہی ہیں اور اگر احمد والی پیشگوئی کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تھے تو ضرور تھا کہ آپ کی وحی بھی آپ کو احمد ٹھہرا کر اس امر کی تصدیق کرتی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۵ء)

(۴۴) محمد اور احمد (ج)

پھر پیشگوئی ان الفاظ میں ہے " ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کہ اس موعود رسول کا نام احمد ہوگا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ نبی کریم کی والدہ نے آپ کا کیا نام رکھا۔ سو ظاہر ہے کہ محمد رکھا۔ احمد نہیں رکھا۔ لوگ اگر نسب کرتے ہیں تو محمد کے نام سے۔ درود بھیجا اگر بتایا گیا تو محمد پر۔ قرآن میں بھی جہاں کہیں خدا نے آپ کا نام لیا ہے تو محمد ہی لیا ہے۔ پس یہ کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کا نام احمد تھا۔ ہاں احمدیت کی صفت آپ میں ضرور پائی جاتی تھی۔ آپ خدا کی بڑی حمد کرنے والے تھے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا نام بھی احمد تھا مثلاً میرا نام عبداللہ نہیں لیکن معنی کے لحاظ سے میں عبداللہ بھی ہوں پس معنی کے لحاظ سے اس پیشگوئی کے مصداق آنحضرت ہو سکتے ہیں مگر نام کے لحاظ سے اس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں

اس بیان کو جھٹلایا پس اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے خدا کے غصّہ کو بھڑکایا ہے۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اسلئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۴۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۴۲) احمد رسول مرزا صاحب

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہ آیت بھی احمد رسول کی ایک علامت ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔

(انوار خلافت صفحہ [illegible] مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۳) احمد کون ہے اور کون نہیں

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ آیت مرقومۃ الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیشگوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہے۔ پیشگوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتلایا گیا ہے جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان تمام حوالجات سے یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ سورۃ صف میں جس احمد رسول کے متعلق عیسیٰ علیہ السّلام نے پیش گوئی کی ہے وہ احمد مسیح موعود (یعنے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہی ہے جس کی بعثت حسب وعدۂ الٰہی وآخرین منھم خود نبی کریم کی بعثت ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۳۱ تا ۱۴۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۴۷) مرزا صاحب ابراہیم و احمد

اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰے۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کے طرز پر بجالاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔ اور جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰے اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۸) حضرت سیّد المرسلین پر فضیلت

پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔ لیکن کیا استاد و شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے۔ تاہم استاد کے سامنے

(اخبار الفضل قادیان۔ جلد ۔ نمبر ۸۰ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۴۵) محمد عربی۔ احمد ہندی (۲۰)

یا صدق محمد عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا　　باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا کلام مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۴۶) محمد اور احمد کی تقسیم

ان تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو احمد کے نام سے پکارا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا پس یہ بات یقینی ہے کہ آپ احمد تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ ہم نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کو احمد نہیں مانتے ہمارا ایمان ہے کہ آپ احمد تھے۔ بلکہ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ آپ کے سوائے کوئی احمد نہیں اور نہ کوئی احمد ہو سکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آپ اپنی پہلی بعثت میں بھی احمد تھے؟ نہیں بلکہ آپ اپنی پہلی بعثت میں محمدیت کی جلالی صفت میں ظاہر ہوئے تھے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سورۂ صف میں کسی ایسے رسول کی پیشگوئی کی گئی ہے جو احمد ہے پس ثابت ہوا کہ یہ پیشگوئی نبی کریم کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں بلکہ آپ کی دوسری بعثت یعنی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے متعلق ہے۔ کیونکہ مسیح موعود جمالی صفت کا مظہر یعنی احمد ہے ۔ ۔ ۔ اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب اعجاز المسیح میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریم کے دو بعث ہیں۔ بعث اول میں اسم محمد کی تجلی تھی مگر بعث دوم اسم احمد کی تجلی کے لئے ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۳ نمبر۳ جلد۱۴)

قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں۔ وہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعہ سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے.... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریمؐ کے زمانہ میں گذر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ

(خطبہ الہامیہ ص۱۹۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۳۳)

اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو۔ اور نہ دجال

زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا یہی نسبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔

(ذکر الٰہی صفحہ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان منقول از کتاب جماعت مبائعین کے عقائد صحیحہ صفحہ مولفہ فضل الدین صاحب قادیانی)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے مگر استاد بہرحال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء منقول از المہدی نمبر ۲، ۳ صفحہ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

مسیح موعود (مرزا صاحب) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔

پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ جلد ۱۴)

لہ خسف القمر المنیر وان لی　　خسا القمران المشرقان أتنکر

اس کے (یعنی نبی کریم کے) لئے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔

(اعجاز احمدی صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیوں کہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں۔ تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں (آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت قوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت کے بعث اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اوّل و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۵۰) خطبہ الہامیہ

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا۔ جیساکہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے بس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیوں کہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدس (مرزا صاحب) تحریر فرماتے ہیں "جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا" اسی طرح ص ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے کہ جیساکہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں (بہ شکل مرزا صاحب) بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے:

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ

ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۳۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

کے استرباع کے گدھے کی اصل کیفیت کھل جاوے اور نیز یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نیز دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی، (گویا یہ حقائق مرزا صاحب پر منکشف ہوئے۔ مؤلف)

([illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی)

(منقول از اخبار بدر [illegible] ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۴۹) ہلال و بدر

اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر۔

(خطبہ الہامیہ صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کو اس معنی سے منہ نہیں پھیرتا کیا آخرین منہم کی آیت میں فکر نہیں کرتے اور کس طر منہم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجو تھے ...... اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السّلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن ک انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں

مستثنٰی نہیں۔ آں حضرت صلعم بھی اس النبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت و قرآن کریم ہے۔ اور حکمت سے مراد سنت و منہاج نبوت و حدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے۔ مصدق ہوں تمام چیزوں کا جو تمہارے پاس کتاب و حکمت سے ہیں۔ (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں ہے)...... اے نبیو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا (جب تمام انبیاء علیہم السّلام کو بھلا حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ۳۸-۳۹ مورخہ ۱۹ و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

چنانچہ الفضل (قادیان) ۱۹ و ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء میں اس پر دو مرتبہ یہ مضمون نکلا اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا۔ اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ بار بار اس کا اعلان کیا جاتا رہا۔ کہ اس پیشین گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے۔ اور جس کے متعلق اقرار لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی نصرت کرے۔ وہ مسیح موعود ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ لو کان محمد حیا لما وسعہ الا اتباع المسیح الموعود کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے۔ یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ صلعم نعوذ باللہ متبع اور غلام ہوتے۔

یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو ان نبیوں کے ذیل میں شامل کر دیا جن سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ اور ہر ایک قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔

(۵۱) چودھویں کا چاند

اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جب کہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اور یہ کہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک بھی کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشا کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہی ہوا جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیشگوئی تھی جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو اس کو دوکاندار، خود غرض کہا گیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص۱۴۱
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

آپ نے (قادیانی معشوق نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود وہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا یعنی رسول کریمؐ۔ بس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شان دار ہونا محل اعتراض کیونکر ہو سکتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲۰ مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

(۵۲) مرزا صاحب کا خدائی عہد

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ ﴿پ۳﴾ جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النبیین میں سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی

بال سفید ہو چکے ہوں گے اس کے مقابلہ میں آں حضرت صلعم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے دراصل اس زمانہ میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۵) ذہنی ارتقاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہنی ارتقار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آں حضرت صلعم پر حاصل ہے۔ نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) انکا پورا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشو نما ہو گئی۔ چنانچہ آجکل باریک اقسام گناہ کی نکل آئی ہیں اور کئی باریک نیکیاں بھی ظاہر ہو رہی ہیں مقابلہ زیادہ سخت ہے لوگ اعلےٰ تربیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جنکا جواب بغیر ذہنی ترقی کے مشکل تھا۔ تلوار کے جہاد کے بجائے قلمی جہاد کا وقت ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز خاں صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز
قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

(۵۶) دو عورتیں

بہرحال حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے ایسی شفیق اور مہربان ماں کی گود میں پرورش پائی تھی جو اپنی صفات عالیہ کے لحاظ سے خواتین اسلام میں ایک

کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی ہتک متصور ہے۔ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو بہت بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا۔

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۲۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۲ء)

(۵۳) عہد منظوم

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے کہ جب تم کو دوں میں کتاب و حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیمبر تو ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت
کہا کیا یہ کرتے ہو اقرار محکم وہ بولے مقر ہے ہماری جماعت
کہا حق تعالے نے شاہد رہو تم ہیں میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا بنے گا وہ فاسق اٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے وہی عہد حق نے لیا مصطفےٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا سبھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک وہ امت کا موعود آیا وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا بنے آج ہر ایک عبداً شکوراً

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء)

(۵۴) سفید بال

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے

(۵۸) وہ وہ وہ

وہ جس کا ظہور خاص خدا کا ظہور تھا۔ وہ جس کی مسکراہٹ میں صد جلوۂ طور تھا۔ وہ جس کی چشم نیم باز میں جنت کی سو کھڑکی کھلی تھی وہ جس کی صحبت قدسیہ کی ایک ایک گھڑی زاہد شب زندہ دار کی صد سالہ عبادت سے قیمتی تھی وہ جس کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی وہ جس کی قوت ملکیہ دافع ہر شور و شر تھی وہ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید و تفرید بتایا جس کو آیت انت معی و انا معک وانت منی وانا منک سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بتلایا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۶ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۱۵ء)

وہ جو خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہے۔ وہ جس کا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہے۔ جس نے چار پانچ لاکھ انسانوں کو مسلمان بنا دیا۔ (حالانکہ پنجاہ سالہ کوششوں سے بعد ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں قادیانیوں کی تعداد ۵۰ ہزار سے بھی کم نکلی۔ اور یہ بھی تمام تر وہ مسلمان ہیں جو اس چکر میں آ گئے۔ المؤلف)

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۱۱ ۱۹۱۱ء)

(۵۹) قادیانی اعتقاد

پھر ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے اس قدر نشانات ظاہر ہوئے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ (جری اللہ فی حلل الانبیاء) تھا یعنی تمام انبیاء عالم کا نمونہ آپ کی ذات قدسی صفات میں جمع تھا۔

(الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۶۰) قرآن کریم میں مرزا صاحب کی مزید بشارات

چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے

ممتاز حیثیت رکھتی ہیں اس خاتون کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا جو نبیوں کا موعود تھا اور جس کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام کہا اور خدا تعالیٰ نے جس کے مدائح اور مناقب میں فرمایا انت منی وانا منک۔

اس عظیم الشان انسان کی ماں دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو آمنہ خاتون کے بعد اپنے بخت رسا پر ناز کر سکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہوا کی ہیں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں جنہوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔

(حیات النبی جلد اول نمبر دوم صفحہ ۲۲۰ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵۷) سارے نبیوں کی بیٹی (ج)

آج ۷ جون ۱۹۱۵ء مطابق ۲۲ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ دو شنبہ مبارک دو شنبہ ہے۔ جب کہ خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود کی صاحبزادی امۃ الحفیظ (جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں دخت کرام فرمایا ہے۔ اور جو خدا کے نشانوں میں ایک نشان ہیں) کا نکاح مکرم معظم جناب خان صاحب محمد علی خان صاحب کے صاحبزادے میاں عبد اللہ خاں سے ہوا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ صفحہ ۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

دخت کرام کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تمام انبیاء کا مفہوم صادق آتا ہے۔ اس لئے گویا عزیزہ امۃ الحفیظ (مرزا صاحب کی صاحبزادی) سارے انبیاء کی بیٹی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

قل انی امرت وانا اول المومنین۔ صفحہ ۷۰

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ صفحہ ۷۱

علی الدین کلہ

داعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ صفحہ ۷۵

دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ صفحہ ۷۶

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا۔ صفحہ ۷۸

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ صفحہ ۷۹

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق صفحہ ۸۰

ایدیھم

سلام علی ابراھیم صفحہ ۸۷

فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ صفحہ ۸۸

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک صفحہ ۹۷

وما تاخر

انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا صفحہ ۱۰۱

الیٰ فرعون رسولا۔

انا اعطینٰک الکوثر۔ صفحہ ۱۰۳

اراد اللہ ان یبعثک مقاما محمودا۔ صفحہ ۱۰۲

یٰس والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم صفحہ ۱۰۷

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۱) مرزا صاحب کے بشارتی نام

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور

ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر ۔ ۔ ۔ اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۸)

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ای مرسل من اللہ

کہہ اے غلام احمد، اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔

(البشریٰ جلد دوم ص۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۳۔ ۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور یہ (مرزا صاحب) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے

(اربعین نمبر ۳ ص۳۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ؕ صفحہ

الرحمٰن علم القرآن ؕ صفحہ

اسحٰق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں موسٰی ہوں۔ میں داؤد ہوں میں عیسٰی ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسٰی ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسٰی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنے ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔

(حقیقۃ الوحی ص۷۲ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم۔ ابراہیم۔ موسٰی۔ نوح۔ داؤد۔ یوسف۔ سلیمان۔ یحیٰی۔ عیسٰی وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ ص۱۳۱ رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان)

اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں۔ سو وہ میں ہوں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علاوہ اسکے ہم کو یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا مظہر ہے جیسا کہ اس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء اس لئے

بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں "خدا کی مانند"۔

(حاشیہ اربعین [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہے کرشن جی رودر گوپال

(البشریٰ جلد اول ص[illegible] مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

امین الملک جے سنگھ بہادر

(البشریٰ جلد دوم ص[illegible] مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۲) مرزا صاحب کے گواہ

میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیش گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا۔ جب کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۳) مرزا صاحب کی جامعیت

خدا نے مجھکو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھکو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتدا سے اراد فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہوگا۔

(خطبہ الہامیہ ص[illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمد
میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ م

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں۔
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸؍ فروری سنہ ۱۹۳۰ء نمبر ۵ جلد ۱۷)

(۶۵) قرضہ یکمشت

سائل: حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ تک بہت نبی ہوئے۔ اگر آنحضرت کے بعد نبوت جائز ہوتی تو مرزا صاحب سے پہلے مجدد بھی نبی ہوتے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب بھی نبی نہیں۔

مجیب: بیشک اس امت کا حق بھی تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے نبی ان میں پیدا ہوتے مگر خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اس امت مرحومہ کو دجال کے عظیم الشان فتنے کا سامنا ہونے والا ہے اور تمام نبیوں کی امتیں گمراہی میں پڑ کر اسلام پر حملہ آور ہونے والی ہیں۔ اس لئے مصلحت الٰہی یہی ہوئی کہ اس امت مرحومہ کو سارا قرضہ اس عظیم الشان فتنے کے زمانہ میں یکمشت دیدیا جائے چنانچہ واذا الرسل اقتت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد اور احمد ہے۔

اس عظیم الشان فتنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مناسب سمجھا کہ امت محمدیہ کو موسیٰ کی امت کی طرح متفرق طور پر نبی نہ دئے جائیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مجدد دے اور اس فساد کے زمانہ میں نبیوں کا قرضہ یکمشت ادا کر دیا۔ جیسا کہ مختلف نبیوں کی امتوں نے یکمشت اسلام پر حملہ کیا اور یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے

اس کے آنے سے گویا امت محمدیہ میں تمام گذشتہ نبی پیدا کئے گئے پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھ کر رہا۔ کیونکہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو توریت کی خدمت کے لئے موسیٰ کو عطا ہوئے تھے۔ اس امت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کئے گئے جو موسیٰ سے پہلے گزر چکے تھے۔ بلکہ موسیٰ بھی خود دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود باجود میں پورا ہوا۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف
ریلیجنز صفحہ نمبر ۳ جلد ۱۴)

آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اس نے مجھے پیدا کرکے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا چنانچہ آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ نوحؑ۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسفؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا۔ اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

(نزول المسیح صفحہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶۴) واحد وجود

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود ایسا بھی ہوگا جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا اگر وہ حسب ذیل کلام سے اپنے تعلق حقیقت کو بیان فرماسکے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔ یعنی سے

زندہ شد ہر نبی بآمدنم   ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اور یہ کہ سے

(۶۸) خواہ زندہ مرجائے

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ ...... ڈاکٹر صاحب کا خط پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب ایسے امور کے دکھلانے کے لئے مجھے مجبور کرتے ہیں۔ جو میرا نور قلب شہادت نہیں دیتا کہ میں ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کروں گو یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود جانتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ ہر ایک قدرتی کام وابستہ باوقات ہے۔ اور جب کسی امر کے ہو جانے کا وقت آجاتا ہے تو اس امر کے لئے دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور امید بڑھ جاتی ہے۔ اب ایسی باتوں کی طرف جو ڈاکٹر صاحب کا منشاء ہے کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی مادرزاد اندھا اچھا ہو جائے پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مرجائے۔ یہی بات پہلے میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھی تھی کہ آپ صرف یہی شرط رکھیں کہ ایسا امر ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے برتر ہو۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو امر انسانی طاقتوں سے برتر ہو وہی خارق عادت ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے خواہ نخواہ مردہ وغیرہ کی شرطیں لگادی ہیں۔ والسّلام۔

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ ۱۲؍ اپریل ۱۸۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۶۹) مرزا صاحب کے معجزات و نشانات

بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اسقدر معجزات دکھائے ہوں۔

ایسا کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۱۱ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۱۸ء)

(۶۶) تمام طاقتیں

میں نے اس مضمون کو قبل از عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ...... ان سب کی صدق اور حقیقت ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے ہیں۔ وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود ہے اور تیار کوئی ہو جو آزمائش کے لئے قدم اُٹھائے۔

(نورالدین صفحہ ۹ مصنفہ حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول قادیان)

(۶۷) اگر حضور ملکہ معظمہ

اگر حضور ملکہ معظمہ میرے تصدیق دعوے کے لئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ نشان ظاہر ہو جائے اور نہ صرف یہی بلکہ دعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظمہ کے پایۂ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آ جائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔

(تحفہ قیصریہ صـ۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے۔ اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۰) جیساکہ

جیساکہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور۔ اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں۔ مگر یہ معجزات اور پیش گوئیاں ہزارہا لوگوں کے واقعات چشم دید ہیں۔ اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔

(نزول المسیح ص۸۱-۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۱) مرزا صاحب کا زمانہ

اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اسلئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔

(اربعین ع۴ ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۳۶ تتمہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا۔

(اخبار البدر قادیان مورخہ [illegible] بمضمون جلد [illegible] صفحہ [illegible])

میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ.... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا۔ اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمہ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور

اللہ تعالیٰ کے تمام نبی ناز کرتے آئے ہیں۔ اور جس کے پانے کے لئے اس امت کے بڑے بڑے ابدال دعائیں کرتے کرتے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۱۳۱ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۷۲) زندہ ہوا

حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا۔ ہر راستباز نے دوبارہ حیات پائی۔ پس حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدیاں چند ماچھیوں کو زندہ کیا ہے پھر بھی کہتے ہیں اس نے کیا کیا۔ وہ کون سی خوبی اور کون سی صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب میں نہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱ نمبر ۹۸ مورخہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۲۴ء)

(۷۳) قادیانی معروضہ

اگر آج قادیان کا مقدس نبی اس زمین پر زندہ ہوتا تو میں عرض کرتا پیارے احمد سیدنا مسیح موعود! تو خدا کا نبی۔ خدا کا رسول۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز۔ لشکر اسلام کا فاتح سپہ سالار اور آسمانی بادشاہت کا پر جلال سلطان ہے تیرے آنے سے ہر نبی زندہ ہوا۔ تیرے آنے سے مردوں میں جان پڑی۔

"یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔

(الراقم خاکسار میرزا غلام احمد)

(مکاشفات کا آخری سرورق۔ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خد
اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر
اتر آئے گا۔ .... یعنی انسانی مظاہر کے ذریعہ سے اپنا جلا
ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دیکھو تم ایسے زمانہ میں پیدا کئے گئے ہو جس کی تیرہ سو سال سے لوگ
خواہش کرتے چلے آئے ہیں۔ امام شافعی۔ ابن حزن (ابن حزم) امام ابن
تیمیہ محی الدین ابن عربی۔ عبدالقادر جیلانی۔ شہاب الدین سہروردی۔ یہ لوگ
اور حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ جن کے متعلق۔
کہ ائمہ سے بڑھ کر ہیں ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب)
اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے فوت ہو گئے ہیں کہ
مسیح موعود (مرزا صاحب) کا زمانہ میسر ہو۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲
نمبر ۹ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کوئی معمولی شان کا
نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ میں اپنے درجہ کے لحاظ سے سب پر فوقیت
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کا لقب پانے کے لئے صرف وہی چنا گیا باقی
کو یہ درجہ عطا نہ ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو وہ زمانہ دیا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۷۶) حضرت مسیح موعود کی شان

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۴/ ستمبر ۱۹۱۵ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے آپ کے تمام دعاوی آپ کی وحی اور تحریرات سے منتخب کر کے جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ پشاور نے نہایت عمدگی سے ساتھ نظم کر دئے ہیں اور حوالجات بھی ساتھ دے دئے ہیں امید ہے احباب بہت دلچسپی سے پڑھیں گے۔ ایڈیٹر

اے اسیر المنکریں ہم احمد موعود ہیں
کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰ موعود ہیں
ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں
مظہر زرتشت و موسیٰ کرشن اور داؤد ہیں
ہم مثیل لوط اسحاق اور اسمٰعیل ہیں
ہم مثال یوسف و یعقوب صالح ہود ہیں
ہم ہیں عکس ایلیا و حزقیل و دانیال
ہم ہی تصویر محمد حامد و محمود ہیں
ہم نبی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل
جو نہ مانیں گے ہمیں وہ کافر و مردود ہیں
منکرین انبیاء ہوتے کبھی مومن نہیں
بلکہ ہوتے بوجہل فرعون یا نمرود ہیں
سب نبی دیتے رہے ہیں جسکے آنیکی خبر
وہ ہیں ہم حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں
ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق ہر قوم کو
اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں
جو ہمیں مانیں مسیح اور اپنے جھگڑوں میں حکم
وہ ہمارے متبع ہیں وہ ہمیں مودود ہیں
ہم جو آئے پھر ہوا تجدید حکم اسجدوا
ہوکے آدم سب ملائک کے بنے مسجود ہیں
حق تعالیٰ نے کیا ہے ہم پہ بس لطف و کرم
حد سے بڑھ کر اسکے ہم پر فضل اور جود ہیں
جو ہمارے در پہ آئے ہوگئے مقبول حق
جو یہاں سے پھر گئے وہ اسکے ہاں مطرود ہیں
وہ خدا کے فضل جو مخصوص ہیں مومن کے ساتھ
اب ہمارے منکروں پہ بس وہ سب مسدود ہیں
انبیاء ہونے ہمارے بعد ہوں یا اولیاء
اب ہمارے اتباع میں تا ابد محدود ہیں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء)

(۷۴) سچ پوچھو تو

اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم کیوں حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اسکے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ قرآن پر یقین ہمیں اسکے کلام کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر یقین اسکی نبوت کی وجہ سے ہوا ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳
نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۷۵) رسول قدنی

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی
انت منی وانا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تری کیا شان رسول قدنی
عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے
ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی
دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے
اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی
آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی
سرمۂ چشم تری خاک قدم ہو اسکے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی
اپنے اکمل کو بچا لیجیے کہ ہے زوروں پر
اس کے عصیاں کا طغیان رسول قدنی

(ب) ہندوؤں کے مقابل

(۷۸) ہندو اور مرزا صاحب (ج)

ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اسے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا۔

ہے کرشن جی رودر گوپال

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۴۶۴)

دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا۔

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا صاحب ص۵۶)

(۷۹) میں نے سمجھا (ج)

کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا۔ گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے وہ میرے سامنے کھڑا ہوا اور

ہم نے اپنی زندگی میں حق کو دی خبر — جن امور سر دخفی کی وہ اب مشہود ہیں
یہ درر جو نظم میں منظوم یوسف نے کئے — یہ ہماری وحی اور تحریر میں موجود ہیں

(مندرجہ بالا نظم میں مرزا صاحب سے جو دعاوی پیش کئے گئے ہیں ان کی ثبوت میں مرزا صاحب کی کتابوں سے بکثرت حوالے دئے گئے ہیں جو اس نظم کے تحت اخبار میں درج ہیں۔ لیکن بخوف طوالت بیان ترک کر دئے گئے ہیں)

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۷۷) مزار پرانوار حضرت احمد مختار

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۲۲ء)

جلسہ پر آنے والے بعض دوست ریلوں کے اڈے ہی سے یا ہر دار العلوم میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پرانوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہئے۔ .... پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو .... اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا۔ وہ جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا یدفن معی فی قبری اس لحاظ سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ سے مخصوص ہیں کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس نعمت سے محروم رہے۔

صیغہ تربیت قادیان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء)

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۴ از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸۱) مرزا کرشن (ج)

آخر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہو جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی کرشن ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ واقع ۲ ر نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۴)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ :-

ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔

اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے کیا ہندو کیا مسلمان اور کیا عیسائی مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں۔ اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں۔ یعنی سوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ میں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیش گوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے چلے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہو گا اور انھوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے اور لکھتے ہیں کہ وہ برہمن کے گھر میں جنم لے گا یعنی وہ جو برہم کو سچا اور واحد لاشریک سمجھتا ہے یعنی مسلمان۔

(تحفہ گولڑویہ [illegible] حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸۰) راجہ کرشن (ج)

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ :-

"ہے کرشن رودر گوپال۔ تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۴ از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸۱) مرزا کرشن (ج)

آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی کرشن ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ واقع ۲ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳۴)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مجھے مخاطب کرکے بولا کہ:-

ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔

اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں۔ اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں یعنی سوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ یہی ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیش گوئی کرنے والے قدیم سے خبر دیتے چلے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور بعضوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے اور لکھتے ہیں کہ وہ برہمن کے گھر میں جنم لے گا یعنی وہ جو برہمہ کو سچا اور وحدہ لاشریک سمجھتا ہے یعنی مسلمان۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸۰) راجہ کرشن (ج)

اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ:-

”ہے کرشن رودر گوپال۔ تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے“

سے جاؤں اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کر کے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا ......

جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے ظاہر ہے کہ وہ صادق راستباز تھے اور ایشور کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ (لیکچر سیالکوٹ)

غرضیکہ [illegible] بھگوان کرشن قادیانی کے سپتر نے اپنے بھاشن میں یہ بات اچھی طرح ثابت کر دی ہے کہ بھگوان کرشن سچے اوتار اور پرماتما کا پیارا اور سچا نبی تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک بچہ ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے۔ جماعت تمام نبیوں اور راستبازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق ہے۔

(۱) [illegible] جلد ۲ نمبر ۲۳

[illegible]

(۸۳) یوم ولادت حضرت کرشن علیہ السلام (۲)

[illegible]

حضرت کرشن علیہ السلام کے یوم ولادت (جنم اشٹمی) کی تقریب پر جماعت احمدیہ حلقہ مزنگ لاہور نے ایک جلسہ [illegible] اگست [illegible] بوقت ساڑھے آٹھ بجے

(۸۲) وہی ہمارا کرشن (ج)

اے ہندو بھائیو۔ اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں وہ مہدی بھی ہے کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے۔ وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے وہ نہکلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے اور اے ہندو بھائیو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی پوری کا تحفہ لایا ہے ......

اس نہکلنک اوتار کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے انکے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدالت سے بھر دینا چاہتا ہے جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ بڑا اعزاز بخشتا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزت بخشتا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مضمون "وہی ہمارا کرشن" مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible])

(۸۳) موجودہ زمانہ کا اوتار (ج)

اس سمے جب کہ ہندو قوم ناپاکاروں کے پاپوں میں لین ہو چکی ہے۔ اور سارے ورن اپنے دھرم سے گر چکے تھے۔ بھگوان کرشن اپنے وعدے انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا۔ قادیان کی پوتر نگری میں ایک پرماتما کے اپاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔ آپ نے پرماتما سے گیان حاصل کر کے سارے سنسار کو سنایا کہ اے بھائیو پرماتما نے تمہارے ادھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو پاپوں سے دور کر کے پرماتما کے آدر

(۸۶) مرلی کی نئی دھن (ج)

ہندوستان [illegible] مستقبل [illegible] ہندو [illegible] کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتہ اور رضاکارانہ اتحاد و اتفاق سے حل [illegible] ہماری بگڑی کو نہیں بنا سکتی کیوں [illegible] پسند [illegible] کی خشکی ملاؤں کی خونخواری [illegible] نئی [illegible] کی عداوت کی شدت کو نہیں پلٹ سکتی [illegible] غلامی کی آزادی [illegible] کرشن کی مرلی کی جدید دھن [illegible] کو کرشن [illegible] صاحب (الف) وہ (سابق زمانہ کا [illegible] جو [illegible] اس تیز طبلہ [illegible] کو نک میں ملانے [illegible] دھن [illegible] اور ایل [illegible] کی وارث بنا [illegible] جب کہ مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ [illegible] کیا [illegible] آرا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب [illegible] دوست کی [illegible] تنگ نظر انگیز بزدلی اور گویا [illegible] جو [illegible] ملانا [illegible] کو ملنا چاہیے۔ اسی لئے [illegible] مسلمان سری کرشن کو اوتار کا بھی اتنا [illegible] اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب [illegible] افضل ہو تا ہے [illegible]

نا [illegible]

اس [illegible] حضرت [illegible] جماعت کو تعلیم دی [illegible] خود [illegible] کرشن جی کا [illegible]

[illegible]

شب کیا جس کا اعلان بذریعہ اشتہارات کیا گیا تھا اور سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ حضرت کرشن کے حالات سنانے کے لئے ہمارے جلسہ میں بھیجیں ۔ . . . . . .

آخر میں جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم (قادیانی) نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا۔ ہم نے یہ جلسہ اس لئے منعقد کیا ہے کہ ہم اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ ہم واقع میں حضرت کرشن کو نبی مانتے ہیں ہم حضرت کرشن کے متعلق کوئی ایسا کلمہ نہیں سن سکتے جس سے ان کی ہتک ہوتی ہو اور یہ بحث کہ ان کے عقائد کیا تھے اس کا آسان طریق یہ ہے کہ جو عقائد معقول ثابت ہوں وہ آپ کی طرف منسوب کئے جائیں اور جو عقائد غیر معقول ہوں ان کے متعلق یقین کر لیا جائے کہ یہ بعد میں لوگوں نے ان کی طرف غلط طور پر منسوب کر دئے ہیں

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(۸۵) حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام (ج)

(عنوان منقول از ریویو)

ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۱۰-۴۱۱)

(منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۴۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱ عدد ۹۵
مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۳ء)

(۸۹) چوتھی نبوت (ج)

خدا تعالیٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے مثیل موسیٰ عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد و احمد ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ عدد ۱۱۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۶ء)

(۸۷) یاد رکھو (ج)

یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کرینگے۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو ہدایت آپ کے ذریعے ملے گی۔ کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کرینگے۔ اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱
مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۱۳ء)

(۸۸) ہندو عورتوں سے نکاح جائز (ج)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا کہ ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰
مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے بہت کم ہیں۔ مجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے سکھوں اور جینیوں کے۔ عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی ہندوؤں کی عورتوں سے) نکاح جائز ہے۔

خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان مسیح سے ہم کلام ہوا۔ سو ان دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کر کے فرق کرنے کی راہ ہے

(نور الحق [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ و استکشاف وغیرہ کے توجہ کرتا ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بلا توقف نکالا جاتا ہے . . . اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت و انجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بنا پر الہام ولایت یا الہام عام مومنین بجز موافقت و مطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۲۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال ہے اور نماز سے بھی تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا اے شیطان دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان معہ اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا

اب جب کہ سید عبدالقادر جیسے اہل اللہ اور مرد خدا کو شیطانی الہام ہوا تو معمولی انسان جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا۔ وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں . . . اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں۔ جو سید عبدالقادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کر لیں۔

(ضرورۃ الامام ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل چھٹی

انکشافات

(۱) متفرقات

(۱) شیطان کا فریب

جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی کوئی اصل صحیح شریعت میں نہ ہو خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کلم اللہ موسیٰ علی جبل وکلم الشیطان عیسیٰ علی جبل فانظر الفرق بینہما ان کنت من الناظرین۔

فصل چھٹی

اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتاکر دھوکہ دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔

افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنے خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کرکے اپنے راست اعتقادوں اور پاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے رد کر دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت اپنی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس یہ کمال شقاوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کیلئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں۔ خدا ان کے شر سے ہر ایک طالب کو محفوظ رکھے۔

(حقیقۃ الوحی ص۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ قول مشہور کہ نیم ملا خطرہ ایمان۔ وہ اپنی معرفت کے نقص کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔ ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ مناسبت اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو۔ اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو۔۔۔۔ چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اس لیے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامن گیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی کمال صفائی صفائی نفس پر موقوف ہے جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) بہت سے لوگ (ج)

میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو ہر آواز کو جو انہیں آجائے الہام ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو آوازیں انہیں سنائی دیتی ہیں۔ وہ بناوٹی ہیں۔ نہیں۔ ان کو آوازیں آتی ہوں گی۔ مگر یہ ہر آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز قرار نہیں دے سکتے جب تک اس کے ساتھ وہ انوار اور برکات نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ان الہام کے دعوی کرنے والوں کو اپنے الہاموں کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے اور اس بات کو بھی انہیں فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ بعض آوازیں نری شیطانی ہوتی ہیں۔ اس لئے ان آوازوں پر ہی فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں۔ بلکہ جب تک اندرونی نجاست اور گند دور نہ ہو اور تقوے کی اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل نہ ہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہنچ جائے جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر قول و فعل میں مقصود ہو اس مقام پر قدم نہیں پڑ سکتا جہاں پہنچ کر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت میں اسی کی ہوتی ہے کیونکہ اس وقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہو گیا ہوتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۰ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۳ء)

(۳) فتنہ عظیم

اس زمانے میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے

لے دیتا ہے [illegible] ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے

کہ میں فرشتہ ہوں [illegible]

[illegible]

[illegible] میں مبتلا ہو کر دوسرے پیغمبری [illegible] کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض [illegible]

[illegible] قرار دینے لگتے ہیں

بن جاتے ہیں [illegible] مرزا غلام احمد قادیانی صا [illegible]

تو پورا [illegible] مولوی عبد [illegible] میں مبتلا

ہیں اور اس بات کے [illegible] تھے اس

میں کچھ شک نہیں کہ [illegible]

[illegible] مولوی عبد [illegible]

۵۔ مرزا صاحب کی توجیہ

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے ایک خود مند مرید چراغ دین نامی نے بھی مرزا صاحب کے ماتحت رسالت کا دعویٰ کیا تو مرزا صاحب کو بہت ناگوار گزرا اور صاحب موصوف نے اشتہار فرمایا:۔

”نفس امارہ کی غلطی نے اس کو یعنی چراغ دین کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لیے مستعفی نہ ہو جائے“

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء عیسوی

(دافع [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد [illegible])

اس دعوے کی غلطیت کی [illegible] صاحب [illegible] تشریح [illegible]

غور سے ملاحظہ ہو۔

ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القائے شیطان ہوتا ہے

آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہوجاتے ہیں۔

پھر دوسرے قسم کے خواب بین یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں۔ پھر تیسری قسم کے ملہم و خواب بین وہ لوگ ہیں۔۔ جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الٰہیہ میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲-۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب میں بموجب آیۂ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) مالیخولیا کے کرشمے

مالیخولیا کے بعض مریض بظاہر صحیح الدماغ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جب ان کی طول طویل اور بے سرو پا باتیں سنی جائیں تو حاذق طبیب سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہیں۔

(سودائے مرزا صفحہ ۱۳ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب)

طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

(تحقیقات ڈاکٹر شاہ نواز صاحب قادیانی اسسٹنٹ سرجن مندرجہ رسالہ ریویو قادیان بابت مئی ۱۹۲۶ء)

بعض مریضوں میں یہ فساد گا ہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے ہی سے

فصل چھٹی

جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں۔ اور تصویر کے یمین و یسار میں

حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار

لکھا تھا اور یہ سوموار کا روز انیسویں ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ م ۲۲ ر اکتوبر سنہ ۸۳ عیسوی اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ بکرمی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۰ - ۵۱۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) خیالی کرشمے

ایک زبردست الہام اور کشف۔ آج ۲ ر جون سنہ ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے   کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے بعد ۲ ر جون سنہ ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا

کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے   جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم حاشیہ صفحہ ۵ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۹) غلام احمد کی جے (جے)

دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا پھر کسی نے کہا۔

غلام احمد کی جے

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و کشوف مرزا صاحب)

اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ [illegible] کے وقت ایسے خیالات کا دل پر غلبہ ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے ہماری اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام ہجیر ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ ہجیر کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے

آمین ثم آمین [illegible]

(اشتہار [illegible])

(ارشاد [illegible])

(۶) عجیب الہام

رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا اور وہ یہ ہے قل لضیفک انی متوفیک۔ قل لاخیک انی متوفیک۔ یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا۔ اس کے معنی یہ ہیں ایک تو یہ کہ جو تیرا مہمان یا بھائی ہے اس کو کہہ دے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں وفات دوں گا۔ معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ اور ملہم کے متعلقات سے گرد و پیش کئی لوگ ہیں اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات کثرت سے وارد ہوتے رہتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ حیات احمد [illegible])

(۷) عالم کشف

آج اس موقع کے اثناء میں جب کہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا کہ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ

"فتح کا نقارہ بجے"

پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھائی اور کہا کہ:

"دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری"۔

فصل چھٹی

کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔

(کتاب تحفہ احمدیت حصہ ۲ مصنفہ دوست محمد صاحب قادیانی جو [illegible]ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شائع کی)

(۱۱) تیرہ سو کا عدد

جس نے دعویٰ کیا اس کا نام بھی یعنی "غلام احمد قادیانی" اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔

(تریاق القلوب ص ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کے پورے نام "غلام احمد قادیانی" کے اعداد بحساب جمل (۱۳۰۰) نکلتے ہیں اور اس میں یہ بھید تھا کہ تیرھویں صدی کے سر پر آپ نے ہی مجدد بننا ہے۔

(مضمون سراج الدین عمر صاحب قادیانی بعنوان حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے مختصر حالات تتمہ براہین احمدیہ جلد اول ص ۲۲)

(۱۲) تمام و کمال اصلاح

تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گزر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں، اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے۔ اتنے میں میرے دل میں محض خداتعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں چنانچہ میں نے اپنی جگہ کو چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصہ میں میں نے بیٹھنا چاہا تب انہوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائنتی کی طرف چند انگلی کے فاصلے پر جو بیٹھے۔ تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اٹھا دوں پھر میں ان کی طرف جھکا تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر

(۱۰) غلام احمد قادیانی کا کشف

لطیفہ: چند روزہ ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔

(ازالہ اوہام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لطیفہ پر لطیفہ: مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے جو مرزا صاحب کے ہم عصر تھے لیکن سب سے بڑھ کر تیسرا لطیفہ قادیانی صاحبان کی یہ تاویل ہے کہ دوسرے قادیان میں کوئی غلام احمد تھے تو ہوا کریں۔ مرزا صاحب کی طرح غلام احمد قادیانی ان کا مرکب نام تو نہ تھا گویا وہ بے چارے قادیان کے غلام احمد تھے اور مرزا صاحب غلام احمد قادیانی تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:-

پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے یعنی (مرزا صاحب کے) سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں اس لئے اگر ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں۔ اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا تھا تو اس سے آپ کے دعوے کی تغلیط نہیں ہوتی کیوں کہ آپ نے نہ قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی

تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔

(ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) تینوں مقامات

ہم مدینہ منورہ کی عزت کرکے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے اسی طرح ہم قادیان کی عزت کرکے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۵۵ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۱۵) خدائی مشاغل

اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا "میں نماز پڑھوں گا۔ اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں"

"البشریٰ جلد دوم صفحہ ۷۹ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب"

خدا نے فرمایا "میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا"

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۳۲ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

"انی مع الاسباب اتیک بغتۃ۔ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب انی مع الرسول محیط۔"

"میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا خطا کروں گا۔ اور بھلائی

پھر چند انگلی کی مقدار پر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اور پائنتی کی طرف کیا جائے تب پھر وہ چند انگلی پائنتی کی طرف کھسک کر پھر بیٹھے۔ القصہ میں ایسا ہی ان کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائنتی کی طرف کھسکتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کو آخرکار چارپائی سے سے اترنا پڑا اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اس پر چٹائی وغیرہ کچھ نہ تھی اتر کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں تم آمین کرو۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ رب اذھب عنی الرجس وطھرنی تطھیرا۔

اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اٹھ گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اٹھ گئے اور میری آنکھ کھل گئی اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلند تر کھینچ کر لے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی جس میں خدا نے بہ تمام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہو سکتی۔

(حیات النبی جلد اول ص۹۲، ۹۵ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی، تریاق القلوب ص۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) قرآن میں قادیان

اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان

اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انا انزلناہ قریبا من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے . . . .

"یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے"

(انجام آتھم ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"خدا قادیان میں نازل ہوگا"

(البشریٰ جلد اول ص۵۶ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء۔ ترجمہ ہم تجھے ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا ہی آسمان سے اتر آیا۔

(استفتاء ص۸۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) تو مجھ میں سے میں تجھ میں سے (ج)

میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید و فروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مندرجہ دافع البلاء ص۶ مصنفہ مرزا صاحب)

(۱۸) آواہن (ج)

میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے انعام کامل ہیں۔ آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا) تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ کتاب البریہ ص۷۵-۷۶ مصنفہ مرزا صاحب
وتذکرہ مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا صاحب ص۳۴)

کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مندرجہ البشریٰ جلد دوم ص مجموعہ الہامات مرزا صاحب)

(۱۶) خدائی تعلقات (م)

"انت منی بمنزلۃ ولدی۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

انت منی بمنزلۃ اولادی۔

(مرزا صاحب کا الہام مشمولہ احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ ۱۹۳۲ء کا باب دہم حصہ بلا نمبر بعنوان تاویل متشابہات فی تفسیر الہامات)

"اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن۔"

(البشریٰ جلد اول ص مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ اے چاند اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔"

(حقیقۃ الوحی ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"انت منی و انا منک۔ ظہورک ظہوری۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ "تذکرہ" یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا صاحب ص)

"انت منی بمنزلۃ بروزی۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہو گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مندرجہ تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا صاحب ص)

"انت من ماءنا وھم من فشل۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل (بزدلی) سے"

(انجام آتھم ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نفخنا فیہ من روحنا (سورۃ تحریم)

[illegible] غلام احمد قادیانی صاحب

(۲۰) خدا کے دستخط

۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء ایک رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہیں اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ میں نے کہا کہ میں نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کیوں؟ سب نے کر دیے ہیں میں نے کہا کہ میں پبلک نہیں ہوں پبلک سے باہر ہوں۔ ایک ہندو بھی کہتا تھا کہ کیا خدا نے اس پر دستخط کر دئیے ہیں مگر یہ بات نہیں کی کہ پیچھے رہ گئی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات صفحہ ۳۸ مرتبہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۱) خدا کی روشنائی کے دھبے

ایک میرے مخلص عبد اللہ نام پٹواری غوث گڑھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاء و قدر کے اس دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبد اللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جبکہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبد اللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس

(۱۹) الہامی حمل

دوسرا میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔

(ٹریکٹ ۳۴ اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح ص ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیش گوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہو گئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیش گوئی سورۂ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا

رونق افروز ہوئی ہیں۔ اسی اثناء میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو جو میرے پاس بیٹھے ہیں کہا کہ حضرت ملکہ معظمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیئے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ مکاشفات ص۱ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۲۵) دیکھ لیجئے

۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء۔ روز شنبہ نماز عصر سے قبل حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے رویا سنائی کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے اور اس کے نیچے ایک غار سی چلی جاتی ہے جس نے اس میں پاؤں رکھا تو دھنس گیا اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا۔ پھر ایک جست کر کے میں اوپر آگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول اور اس قدر بڑا ہے جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر۔ اور میں اس پر ادھر سے ادھر، ادھر سے ادھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے (شاید حضرت عیسیٰ بھی خواب ہی میں پانی پر چلتے تھے۔ للمؤلف) حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر ادھر تیر رہے ہیں۔

(مکاشفات صفحہ ۲۵ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۲۶) انشاپردازی

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاپردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیوں کہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے

(نزول مسیح ص۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالٰے نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی اب تک بعض کپڑے میاں عبد اللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔

(تریاق القلوب ص ۳۴ وحقیقۃ الوحی ص ۲۵۵ باختلاف الفاظ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) خدا کی انگریزی شان

ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا "آئی لو یو" یعنی میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا "آئی ایم ود یو" یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا "آئی شل ہیلپ یو" یعنی میں تمہاری مدد کروں گا (انگریزی محاورہ کی رو سے اگر آئی کے ساتھ شل کی جگہ ول ہوتا تو الہام اور بھی قوی ہو جاتا۔ المؤلف) پھر الہام ہوا "آئی کین وہاٹ آئی ول ڈو" یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا "وی کین وہاٹ وی ول ڈو" یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے

(براہین احمدیہ ص ۴۸۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۳) انگریزی فرشتہ (ج)

ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی شکل انگریزوں کی تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص ۳۱)

(۲۴) گویا حضرت ملکہ معظمہ

رویا دیکھا کہ گویا حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالٰی ہمارے گھر میں

قابل اطمینان نہیں۔ اور بعض من جانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں ان سب کی تحقیق و تنقیح ضروری ہے۔ بعد تصحیح جیسا کہ مناسب ہو آخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔ پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں پھر دو لفظ اور ہیں ھو شعنا نعسا۔ معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں اول عربی فقرہ ہے۔ یا داؤد عامل بالناس رفقا و احسانا یو مسٹ ڈو واٹ آئی ٹولڈ یو تم کو وہ کرنا چاہیئے جو میں نے فرمایا ہے۔ یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ اس ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے اس کو غور سے دیکھ لینا چاہیئے اور وہ الہام یہ ہیں دو آل من شلڈبی انگری بٹ گاڈ از ود یو ہی شل ہلپ یو وارڈز آف گاڈ ناٹ کین اکسچینج۔

ترجمہ۔ اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ تمہاری مدد کرے گا اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے۔ پھر اس کے بعد ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے۔ آئی شل ہلپ یو۔ مگر بعد اس کے یہ ہے۔ یو ہیو ٹو گو امرتسر پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے ہی ہلٹس ان دی ضلع پشاور یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموقعہ مناسب درج ہو سکیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(٢٩) نیا اسم (م)

انی انا الصاعقۃ مرزا صاحب کا یہ الہام سن کر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا

(۲۷) الہامی شعر

کچھ دن گزرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اس کے منہ سے نکلتا ہے جس کا آخر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے جیسے یہ مصرعہ "تمام شب گزرانیم در قیام و سجود"

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں پھر آخر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا وہ بطور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے۔

طریق زہد و تعبد ندانم اے زاہد خدائے من قدمم راند براہ داؤد

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص ۲۰ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۲۸) الہامات کی زبان

اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو۔ اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیوں کہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۲۰۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ

(نزول المسیح ص ۵۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا چوں کہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر

تمہیں امرتسر جانا پڑے گا	ص۳	You have to go Amritsar.
وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے	ص۳	He halts in the Zila Peshawar.
ایک کلام اور دو لڑکیاں	ص۱۰۲	Word and two girls.
معقول آدمی	ص۸۴	Fair man.

(البشریٰ جلد دوم مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, words of God can not exchange.

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص۵۵۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ I shall give you a large party of Islam

چوں کہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص۵۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۱) نرالی بشارت

جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی ص۸۹
لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبے سے کمتر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی ص۱۰۸

(نزول المسیح مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کہ یہ اللہ کا نیا اسم ہے آج تک کبھی نہیں سنا۔ حضرت اقدس (مرزا صاحب) نے فرمایا بے شک

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۴۲۶ طبع ۲)

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ یلاش خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنی میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۰) انگریزی الہامات

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔	I love you.
میں تمھارے ساتھ ہوں	I am with you.
ہاں میں خوش ہوں	Yes, I am happy.
زندگی دکھ کی۔	Life of pain.
میں تمھاری مدد کروں گا	I shall help you.
میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا	I can, what I will do.
ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے	We can, what we will do.
خدا تمھاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔	God is coming by His army.
وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمھارے ساتھ ہے	He is with you to kill enemy.
وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمھاری مدد کرے گا	The days shall come when God shall help you.
خدائے ذوالجلال	Glory be to the Lord.
آفرینندۂ زمین و آسمان	God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

گر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جب تک کہ وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کرکے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی …… اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہوجاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳) قادیانی اسرار

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے .. "اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے

۲۸ - ۲۷ ۱۴ - ۲ - ۲۷ - ۲ - ۲۹ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ - ۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰

۱۰ - ۲۱ - ۲۱ - ۳۷ - ۱۲ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱ - ۱۸ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷

۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱۴ - ۱ - ۵ - ۲۹ - ۷ - ۳۲ - ۱ - ۷ - ۳۲ - ۱۱ - ۱۲ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۲ - ۱ - ۷

۵ - ۱ - ۱۴ - ۱۴ - ۲ - ۲۷ - ۱ - ۷ - والسلام علیٰ من فہم اسرارنا واتبع الہدیٰ

الناصح المشفق خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۷، دسمبر ۱۸۹۱ء

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۸۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳۴) گپت الہام

(۱) ۲۷، دسمبر ۱۸۹۱ء ۳۲ - [illegible] ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۳ - ۲۷ - ۲

۲۹ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱ -

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب (۳) شادی خاں (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ از حضرت مسیح موعود) بہ ذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بہ ذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔

نوٹ۔ از مؤلف البشریٰ۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیش گوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وعدہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا۔ مگر چوں کہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہرصورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔

(البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۳۲ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مرتبہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۲) وحی الٰہی

پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کے لیے ایک نشان ہوگا۔ اس لیے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیوں کہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیوں کہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیوں کہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے ... یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چوں کہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی۔

دیکھ کر کہ خدا نے بچھڑ کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوب صورت بھینس بنا دیا جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور یہ صورت اور سفید چاندی دار ہے۔ خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آ گیا اور بلا توقف سجدہ سے میں گرا۔

(حقیقۃ المہدی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۶) بندر اور سور

تب آپ نے اپنی مخالفت سے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے ارد گرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

(قادیانی اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۶ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۳۷) بلی کو پھانسی

میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی۔ تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا۔ بار بار رگڑتا تھا لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص۳۳ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۳۸) ہندوؤں کا خواب

ہندوؤں کے بارے میں فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان یا (طاعون) میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی چنانچہ جب ہم نے باہر مکان

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱۰ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۹ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۳ - ۱۱

۱۶ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱ - ۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷

۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۹ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۳ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴ - ۱ - ۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۷

(البشریٰ جلد دوم ص۱۲ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۲۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۱۴ - ۳ - ۲۷ - ۲ - ۲۹ - ۲ - ۲۹ - ۱ - ۲۳ - ۱۵ - ۱۱

۱ - ۲ - ۲۷ - ۱۴ - ۱۰ - ۱ - ۲۸ - ۲۷ - ۴۷ - ۱۹ - ۱۱ - ۳۴ - ۱۴ - ۱۱

۷ - ۱ - ۵ - ۳۴ - ۲۳ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۴ - ۷ - ۲۳ - ۱۴ - ۱ - ۱

۱۴ - ۵ - ۲۸ - ۷ - ۳۴ - ۱ - ۷ - ۳۴ - ۱۱ - ۱۹ - ۱ - ۱۴ - ۷ - ۳ - ۱ - ۷ - ۵ - ۱ - ۱۴

- ۱۴ - ۲ - ۲۸ - ۱ - ۷

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص۸۵ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۵) پتھر کی بھینس

مجھے ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے دل میں خیال تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رؤیا ان کے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے۔ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جس کو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اس پتھر کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہو گیا جب بعد اس کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں تب میں نے

(۴۰) ہاتھی سے فرار (ج)

رویاء۔ (مرزا صاحب نے فرمایا۔ ہم ایک جگہ جا رہے ہیں ایک ہاتھی دیکھا اس سے بھاگے اور ایک کوچہ میں چلے گئے۔ لوگ بھی بھاگے جاتے ہیں میں نے پوچھا کہ ہاتھی کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کسی اور کوچہ میں چلا گیا ہے ہمارے نزدیک نہیں آیا۔

پھر نظارہ بدل گیا گویا گھر میں بیٹھے ہیں۔ قلم پر میں نے دو نک لگائے ہیں جو ولایت سے آئے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں۔ یہ بھی نامرد ہی نکلا۔ اس کے بعد الہام ہوا ان اللہ عزیز ذو انتقام۔

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ ص۴۲۰)

(۴۱) شیر کا شکار (ج)

(مرزا صاحب نے فرمایا میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔

اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بو علی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے بو علی سینا بھی میرے پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر کو بھی شکار کیا (یہ مرزا صاحب کی کشفی تاریخ ہے ورنہ شیخ بو علی سینا ۴۲۸ھ میں وفات پا چکا تھا اور خوارزم شاہی سلطنت کے ساتوں بادشاہوں کی حکومت کی کل مدت ۴۹۱ھ سے ۶۲۸ھ تک ہے للمؤلف)

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۴۲۱)

(۴۲) موسیٰ کا تخیل (ج)

دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے

بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا تھا کہ ہم تو اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر رہا کریں گے۔ اسی طرح دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں دیتے ہیں پھر ایک دفعہ الہام ہوا "ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما رتیری اُستتی گیتا میں موجود ہے۔" لفظ رودر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲۹) خواب خرگوش

(غالباً) نومبر ۱۹۰۶ء میں رؤیا دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں اور جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہو گئی تو میں (یعنی مرزا صاحب) واپس آ گیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں واپس آتے ہوئے بھی گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہو گئی اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہے چند قدم چل کر روشنی ہو گئی آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اتر پڑا وہاں چند ایک لڑکے ہیں انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ میں نے معانقہ کیا اور السلام علیکم کہا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے جیسے کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے جس سے قلم بغیر محنت بہ آسانی چلنے لگتا ہے میں نے کہا میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہو گا میں نے کہا کہ اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۲۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۴۵) درد دندان

نشان (نبوت) ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے اس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بے تابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھ دیا تھا۔ اور تھوڑی سی نیند آگئی جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا واذا مرضت فھو یشفی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۶) عدالتی الہام

ایک دفعہ جب میں گورداس پور میں ایک فوجداری کے مقدمہ کی وجہ سے جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا۔ موجود تھا مجھے الہام ہوا۔ یسئلونک عن شانک قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنی تیری شان کے بارے میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداس پور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا باعث ہوا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بنی اسرائیل ہیں اور میں اپے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے۔ گاڑیوں۔ رتھوں وغیرہ کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہو گئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے تو میں نے بلند آواز سے کہا۔

کلّا ان معی ربی سیھدین

اتنے میں میں بیدار ہو گیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۴۲۹)

(۴۳) خاکسار پیپرمنٹ

ہفتہ مختتمہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء عالت کشفی میں جب کہ حضور (مرزا صاحب) کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا "خاکسار پیپرمنٹ"

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء ایضاً مجموعہ مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۳۰ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۴۴) کولا وائن

۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ کتاب دیتا ہوں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص۵۵ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے اس پر دستخط کر دو۔ اس نے بلا تامل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر میں نے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو ابھی دستخط کیئے ہیں اور پوچھا کہ عبد اللہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے۔ بعد اس کے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہو گئی۔ تب میں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ اس کے کاغذ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص۲۳ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

۱۷-۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء کی درمیانی شب رؤیا دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے اور وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں تھا ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص۴۱ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک دکان دار کی طرف میں نے کسی قدر قیمت بھیجی تھی کہ وہ ایک عمدہ اور خوشبودار چیز بھیج دے اس نے قیمت رکھ کر ایک بدبودار چیز بھیج دی وہ چیز دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا جاؤ دکان دار کو کہو کہ وہی چیز دے ورنہ میں اس دغا کی اس پر نالش کروں گا۔ اور پھر عدالت سے کم سے کم چھ ماہ کی اس کو سزا ملے گی اور امید تو زیادہ کی ہے۔ تب دکان دار نے شاید یہ کہلا بھیجا کہ یہ میرا کام نہیں یا مرا اختیار نہیں اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ ایک سودائی پھرتا ہے۔ اس کا اثر میرے دل پر پڑ گیا اور میں بھول گیا اور اب وہی چیز دینے کو تیار ہوں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص۴ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۷۴) بیداری اور خواب

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دشمنوں کی طرف سے چھ مقدمات پیش آئے چار فوجداری ایک دیوانی اور ایک مالی ... اور یہ مقدمات ان مقدمات کے علاوہ ہیں جو جائداد وغیرہ کے متعلق دادا صاحب (مرزا صاحب کے والد) کی زندگی میں اور ان کے بعد پیش آتے رہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳۳ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے شبہ گزرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قاسم علی ہے اور اس کے سررشتہ دار ہمارے بھائی غلام قادر مرحوم ہیں۔ اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلواتا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ پچیس روپیہ طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلوایا جائے۔ ہم نے جیب سے پچیس روپیہ دئے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ مکاشفات ص۴۲ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

یہ خواب آئی میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے۔ اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرے پر ٹپک رہی ہے میں نے اس کو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں میں نے جا کر کاغذ اس کو دیا

(۵۰) مرزا حاضر ہے

میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سررشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی اس نے مجھے کہا اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء مندرجہ مکاشفات ص۳۸

مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۵۱) خدائی لیڈر

مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت سخت سست کہا حتیٰ کہ ان کی یہ غصے کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیچھے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت (مرزا) صاحب کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔ لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارک بادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۲) کیس کیس کیس ایس ایس ایس

رؤیا میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا اور فوت شدہ خیال کرکے ان سے کہا کہ میری عمر اتنی ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے۔ اس کے جواب

۲۸ مئی ۱۹۰۵ء رؤیا شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز ہے جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں شکل جھیوروں کی بہنگی کے۔ میں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں پھر کسی نے میاں شریف احمد کو اس میں بٹھا دیا اور اس کو چکر دینا شروع کیا اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری۔ میں کہتا ہوں اس کو تلاش کروالیا تا ہو محمد حسین تلاش کر دے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ مکاشفات مرزا صاحب ص۴۲ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۸) ایک اہلکار (ج)

حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں جاکر اہلمد متفرقات کی آسامی پر ملازم ہوئے یہ ۱۸۶۸ء تک کا واقعہ ہے .... دنیا کے تمام علاقوں میں سے سیالکوٹ کے علاقہ ہی کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ آپ نے وہاں اپنی عمر کے چند سال بطور ایک اہلکار کے گزارے .... لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مٹھن لعل صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے ان کے بڑے رفیق تھے۔

(حیاۃ النبی ص۵۱ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۴۹) محافظ دفتر (ج)

ایک مرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالیشان حاکم یا بادشاہ کا ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہو رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ عاجز محافظ دفتر کا عہدہ رکھتا ہے اور جیسے دفتروں میں مثلیں ہوتی ہیں بہت سی مثلیں پڑی ہوئی ہیں اور اس عاجز کے تحت میں ایک شخص نائب محافظ دفتر کی طرح ہے۔ اتنے میں ایک اردلی دوڑتا آیا کہ مسلمانوں کی مثل پیش ہونے کا حکم ہے وہ جلد نکالو۔

(تذکرہ یعنی مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۵۹)

بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ جب سلطان احمد پیدا ہوا۔ اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۵۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے افسر ڈاک کی معرفت مرزا سلطان احمد صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی پیدائش کس سال کی ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اچھی طرح معلوم نہیں بعض کاغذوں میں تو سنہ ۱۸۶۳ء لکھا ہے۔ مگر ہندو پنڈت مجھے کہتا تھا کہ میری پیدائش سمت ۱۹۱۳ بکرمی کی ہے اور میں نے سنا ہے کہ والد صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی عمر میری ولادت کے وقت کم و بیش اٹھارہ سال کی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے سنہ ۱۹۱۳ء بکرمی والی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیوں کہ دوسرے قرائن اس کے مؤید ہیں نیز یہ بات بھی کہ ہندو عموماً جنم پتری کی حفاظت میں بہت ماہر ہوتے ہیں اس لحاظ سے مرزا سلطان احمد صاحب کی پیدائش سنہ ۱۸۵۶ء کے قریب بنتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۹۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۹ مئی سنہ ۱۹۰۱ء۔ اللہ تعالیٰ حاضر ہے۔ میں سچ کہوں گا میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا بیان جو آپ نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعا علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں دیا۔ مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ۲۹ منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۴ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

وأرادوا موتنا واشاعوا فيه خبرًا فبشرنا ربنا بثمانين سنة من العمر او هو اكثر عددًا۔

و موت ما خواستند و دراں پیش گوئی کردند ایں خدا ما را بشارت ہشتاد سال عمر داد بلکہ شاید ازیں زیادہ (یعنی بشارت ہوئی کہ عمر اسی سال ہوگی یا اس سے زیادہ)

(مواہب الرحمٰن ص ۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے مئی سنہ ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ گویا فی الحقیقت صرف اڑسٹھ سال عمر ہوئی۔ للمؤلف۔

میں انہوں نے کہا کہ تحصیل دار ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ غیر متعلق بات کیوں کرتے ہیں جس امر کے لئے کہا ہے اس کے لئے دعا کریں تو انہوں نے سینہ تک ہاتھ اٹھائے مگر آگے نہ اٹھائے اور کہا ایس ایس کیس ایس اور یہی کہتے ہوئے چلے گئے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ رسالہ صادقوں کی روشنی ص۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵۳) ایک بزرگ سے کشتم کشتا

ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ بزرگ ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھا لوں تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب بزرگ سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اس مردے نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے تب اس بزرگ نے آمین کہی (لیکن افسوس کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب فوت ہو گئے۔ شاید بزرگ صاحب نے آمین دل سے نہ کہی (المولف)

(کشف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء
ایضاً مکاشفات ص۳۲ باختصار الفاظ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۵۴) عمر کی بشارت (م)

میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۶ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی۔ اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھی۔ چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔ اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے ابھی ان کی انتظار ہے۔ سو منتظر رہنا چاہئے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۲۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۶) طاعون کا حکم

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے فرمایا) رات کو میں نے ایک خواب دیکھی کہ ایک شخص نے مجھے ایک پروانہ دیا ہے۔ وہ لمبا سا کاغذ ہے میں نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ عدالت سے چار کے لئے طاعون کا حکم جاری کیا گیا ہے اس پروانہ سے پایا جاتا ہے کہ اس کا اجرا میں نے کیا ہے۔ جیسے کاغذات محافظ دفتر کے پاس ہوتے ہیں ویسے ہی وہ میرے پاس ہے۔ میں نے کہا کہ یہ حکم ایک عرصہ سے ہے اور اس کی تعمیل آج تک نہ ہوئی اب میں اس کا کیا جواب دوں گا اس سے مجھے ایک خوف طاری ہوا اور تمام رات میں اسی خرخشہ میں رہا اور اس پر روشن خط میں لفظ طاعون کا لکھا تھا گویا حکم میرے نام آتا ہے۔

(مکاشفات ص۳۸ مولفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

(۵۷) طاعون کی آمد

(ثبوت کا چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانے میں جب کہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائے گا۔ اور بہت مری پڑے گی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جا

(۵۵) پیش گوئیاں (۲)

اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افترا کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیش گوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا اور پیش گوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہی پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے۔

(ازالہ اوہام ص۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دنیا میں بجز انبیا کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے وبا پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی قحط پڑے گا ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی یہ ہو گا وہ ہو گا۔

(براہین احمدیہ ص۲۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی ہی چیزیں ہوں کہ زلزلے آویں گے قحط پڑیں گے قوم پر قوم چڑھائی کرے گی۔ وبائیں پھیلیں گی وغیرہ وغیرہ۔

(براہین احمدیہ ص۲۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

شدومد سے اعلان ہوا کہ

اس پیش گوئی میں زلزلے کا لفظ ہے لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی .....

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیش گوئی کو شائع کیا تو اس وقت یہ نوٹ بھی لکھ دیا تھا کہ گو ظاہر الفاظ زلزلے کی طرف اشارہ کرتے ہیں مگر ممکن ہے کہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے۔

(حقیقۃ النبوۃ ص ۲۵۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لیکن قادیانی صاحبان کی توجیہات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ گزشتہ دفعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا تو وہ اسی پیش گوئی کا مصداق قرار پایا اور اب ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کے کوئٹہ کے زلزلے پر بھی خوشی منائی جا رہی ہے کہ "یہ ایک تازہ نشان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء)

(۵۹) زلزلے کے معنی (۲)

(مرزا صاحب کے) ایک صحابی نے خواب سنایا جس میں دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نے فرمایا یہی طاعون زلزلہ ہے (اخبار البدر جلد اول نمبر ۹)

جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم الشان زلزلہ یعنی جنگ عظیم کی خبر دی گئی تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا اس سے مراد ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۲۰ مصنفہ مرزا صاحب)

جس سے معلوم ہوتا ہے زلزلہ سے مراد سخت تباہی لانے اور ہلا دینے والی آفت ہوتی ہے جیسے طاعون یا جنگ اور بعض دفعہ ظاہری زلزلہ بھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۹۴ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۲۲ء)

گے اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۸) قادیانی زلزلہ

مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا........

مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلے کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بہر حال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں دامن جنگل میں گزارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے۔ اور اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے بجز اس کے کہ جو سچے دل سے آنے والے حادثہ پر یقین رکھتا ہے مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور خیال گزرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی شاید ان تحریکات کے لئے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنی ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۰۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت

جلد دہم صفحہ [illegible] مرتبہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

موعودہ قیامت خیز زلزلہ کا مرزا صاحب کو آخر عمر تک انتظار رہا مگر شاید بھول میں پڑ گیا۔ نہ آیا۔ اور مرزا صاحب فوت ہو گئے اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں جب یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو من مانا موقع مل گیا اور

ہوتا خدائے حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا جس میں حکمت کچھ بھی نہیں۔ وہ رسول یورپ میں یا اٹلی میں آنا چاہیئے تھا۔

پھر دوسری دقت یہ ہے کہ ہر رسول کے لئے ایک وقت مقرر کرنا پڑے گا کہ اگر اس کے بعد اتنے عرصے تک عذاب آئے تو وہ اس کی بعثت کی وجہ سے ہوگا۔ اور اگر اس میعاد کے بعد آئے تو نیا رسول چاہیئے۔ اور اب جو عذاب آرہے ہیں۔ اگر ان کے لئے کوئی نیا رسول پیدا ہونا ضروری ہو چکا ہے تو اب آئندہ رسول کی کب ضرورت ہوگی۔ آیا یہ قانون تیرہ سو سال کا بن جائے گا۔ ایسی باتیں کرنا گویا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ مذہب علم نہیں بلکہ کھیل ہے۔

(بیان القرآن ج۳ ص۱۱۱۸ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

اسی طرح (نبوت و رسالت کے اجراء پر) بعض وقت ما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں عذاب آرہے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ رسول مبعوث ہوا ہو تو سوال یہ ہے کہ اس وقت تو بہر حال رسول کوئی موجود نہیں۔ حالانکہ عذاب آج بھی آرہے ہیں۔ اگر یہ کسی گزشتہ رسول کی وجہ سے ہے تو پھر آنحضرت ہی وہ رسول کیوں نہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے کوئی حد بندی کہیں لگائی ہے کہ تیرہ سو سال تک جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ کے انکار کی وجہ سے آئے گا اور اس کے بعد کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے آئے گا۔ اور پھر اگر مسیح موعود رسول ہیں تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کی وجہ سے کتنی مدت تک عذاب آئیں گے تاکہ اس کے بعد کسی اور نبی کی تلاش کی جائے۔

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۳۳ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(۹) آتھم کا غم

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو

(۶۰) مرزا صاحب کی دلیل (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) آیت وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کو اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا کر اپنا رسول ہونا تحریر فرمایا ہے اور یورپ اور امریکہ اور اٹلی وغیرہ میں زلازل اور طوفانوں کے آنے کا باعث بھی اپنی بعثت ٹھہرائی ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) اس امر کو مذہب کا کھیل بنانا قرار دیتے ہیں۔ اور یہ کہہ کر کہ اگر یورپ اور اٹلی وغیرہ میں عذابوں کا آنا کسی نئے رسول کے آنے کی وجہ سے ہے تو اسے (یعنی رسول کو) ہندوستان میں نہیں بلکہ یورپ و اٹلی میں آنا چاہیئے تھا۔ صریح طور پر حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی تکذیب کی ہے۔ اور ان کا یہ اعتراض بعینہٖ وہی ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد نے (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے جو مدتوں مرزا صاحب کے معتقد اور مرید رہے لیکن بالآخر اصلیت سمجھ کر بہ توفیق الٰہی قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ مؤلف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:۔

"زلزلے سان فرانسسکو میں آئے۔ یا فارموسا میں یا کر لیبیا میں یا اٹلی میں کہیں طاعون ہو۔ کہیں کالرا پھیلے۔ اس کو تکذیب مرزا (صاحب) کا نتیجہ بتلایا جائے کیا دنیا میں سوائے اس ایک جرم کے اور کوئی جرم جناب خداوندی میں قابل سزا نہیں رہا۔

(الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۱۳ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مطبوعہ مطبع عزیزی)

(منکرین خلافت کا انجام ص ۱۰ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

جو لوگ ان الفاظ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا جب تک کہ پہلے ایک رسول اس وقت مبعوث نہ کیا جائے۔ وہ غلطی کرتے ہیں...... پھر اگر رسول کی ضرورت ہے تو عین اس مقام پر ہے جہاں عذاب آئے۔ مثلاً جنگ کا عذاب یورپ میں آئے یا کوئی بھاری زلزلہ اٹلی میں آئے اور اس سے دلیل یہ لی جائے کہ ضرور اسی وقت کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہوگا۔ تو پھر ایسے رسول کا ہندوستان میں مبعوث

رہی۔ مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۰۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈوبنے لگے آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاشت اور انشراح صدر پیدا ہو گیا اور ایمان تازہ ہو گیا (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھاتے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعی میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مر جائے گا۔

(رحیم بخش صاحب قادیانی ایم۔ اے ولد ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ
اخبار الحکم قادیان جلد ۲۶ صفحہ ۳ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۲ء)

عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبد اللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مر جائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا بلکہ کافی عرصے تک بعد کو زندہ رہا۔ مرزا صاحب نے تاویلات کا بہت زور لگایا لیکن سچ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے (المؤلف)۔

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مع کارڈ پہنچا۔ اب تو صرف چند روز پیش گوئی میں رہ گئے ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے۔ شخص معلوم فیروز پور میں ہے۔ اور تندرست وفربہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلاء سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ باقی بخیریت ہے مولوی صاحب کو بھی کہیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۲ راگست ۱۸۹۴ء

نوٹ (از مؤلف مکتوبات احمدیہ) یہ آتھم کی پیش گوئی کے متعلق ہے حضرت اقدس (مرزا صاحب) کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغنا ذاتی پر قابل رشک ہے۔ آپ کو مخلوق کے ابتلاء کا خیال ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۱۲۸ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

"بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفے کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبد اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں

و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جل شانہ وعز اسمہ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا..... سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمانی کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا۔

الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

(تبلیغ رسالت جلد اول ص [illegible] مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۹۳) عظیم الشان نشان آسمانی

اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ ایک

مولانا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ۔

آج ۵ ستمبر ہے اور پیش گوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی ۔ گو پیش گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے :۔

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا ۔ ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی ۔

اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی ۔ نہیں ہرگز نہیں عبداللہ آتھم اب تک صحیح و سالم موجود ہے اور اس کو بسزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا ...... میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی ۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو ۔ لڑکے کی پیشگوئی میں تفاؤل کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مرگیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی ۔ اب اس معرکہ کی پیش گوئی کے اصل مفہوم کے سمجھنے میں تو غضب ڈھا دیا ....

راقم محمد علی خاں از مالیر کوٹلہ

(نواب محمد علیخاں صاحب قادیانی کا خط مرزا صاحب کے نام مندرجہ آئینہ حق نما صفحہ ۱۰۱ مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(ب) پسر موعود کی پیش گوئی

(۶۲) پسر موعود کا الہام اور اس کا اعلان

پہلی پیش گوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل ۔ خدائے رحیم و کریم و بزرگ

چاہتا ہے (گویا مرزا صاحب کی بات تمام مسلمانوں کی بات ہے۔ المؤلف) اس لئے ہم ان کے اس قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔

(اشتہار واجب الاظہار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۳ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)

(۵۹) نکتہ چینی اور دوبارہ توجہ

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ ۹ برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا .. ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہو گا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہو گا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ "انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے۔ یا ہم دوسرے کی راہ تکیں" چونکہ یہ عاجز ایک بندۂ ضعیف مولیٰ کریم جل شانہ کا ہے اس لئے

عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیوں کہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح کو واپس منگوایا جائے .... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت ہی کلام ہے اور پھر .... یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا ...... اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و بہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کر کے ایسی با برکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی (یہاں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خوب چوٹیں کی ہیں۔ وجہ یہ کہ لوگ مرزا صاحب کو چھیڑتے تھے کہ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو کچھ مسیحائی دکھائیے۔ کس ترکیب سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آڑ لے کر مسلمانوں کی عقیدت ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے۔ مؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۷۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۴۶) ایک فرزند صالح

چوں کہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی دربارۂ تولد ایک فرزند صالح درج ہے جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص ساکنہ قادیان نے یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالاں کہ یہ قول نام بردگان کا سراسر افترا اور دروغ و بمقتضائے کینہ و حسد و عناد جبلی ہے جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا

فقرے سے وہ معنی نکالنا جو اس صورت میں نکالے جاتے جو اس کا لفظ فقرۂ مذکورہ کے سر پر ہوتا۔ اگر بے ایمانی اور بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ دانشمند آدمی جس کی عقل اور فہم میں کچھ آلت نہیں اور جس کے دل پر کسی تعصب یا شرارت کا حجاب نہیں وہ سمجھ سکتا ہے کہ کسی ذوالوجوہ فقرے کے معنی کرنے کے وقت سب وہ احتمالات مدِنظر رکھنے چاہئیں جو اس فقرے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس فقرہ مذکورہ بالا یعنی یہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ،، ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے جس کی تحقیق شہادت وہی تشریح ہے جو میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی نے اپنے اشتہار مورخہ ۱۸۸۶ء میں کی ہے (ابھی تک میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی مرزا صاحب کے بڑے معتقد اور خاص الخاص مرید تھے مگر بعد کو بہ توفیق الٰہی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ بلکہ سابقہ واقفیت کی بنا پر مرزا صاحب کی تردید میں تحریریں شائع کر کے تلافی مافات کر دی۔ المؤلف)

(اشتہار محک اخیار و شرار جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ کیم دسمبر ۱۸۸۶ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ۱۸۸۶ء مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)

(۴۷) میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار

پہلا اشتہار جس کو مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بمقام ہوشیارپور شائع کیا تھا اس میں کوئی تاریخ درج نہیں کہ وہ لڑکا جس کے صفات اشتہار میں درج ہیں۔ کب اور کس سال پیدا ہو گا۔

دوسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب کی طرف سے شائع کیا گیا یہ بہت مفید اشتہار ہے۔ اس میں یہ تصریح تمام کھول دیا گیا ہے کہ وہ لڑکا نو برس کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ اس میعاد سے تخلف نہیں کرے گا لیکن تیسرا اشتہار جو مرزا صاحب کی طرف سے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو جاری ہوا اس کی الہامی عبارت ذو الوجوہ اور کچھ گول گول ہے اور اس میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ پسر موعود کب اور کس تاریخ میں پیدا ہوگا۔ ہاں اس میں ایک یہ فقرہ ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے

اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جائے گا۔

(اشتہار صداقت آثار من جانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ [illegible] مؤلفہ میرزا قاسم علی صاحب قادیانی)

(۶۶) لڑکی کی ولادت اور ذو الوجوہ فقرہ

سو واضح ہو کہ بعض مخالف ناخدا ترس جن کے دلوں کو تعصب و بخل نے سیاہ کر رکھا ہے ہمارے اشتہار مطبوعہ ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو یہودیوں کی طرح تحریف و تبدیل کر کے اور کچھ کے کچھ معنی بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شائع کرتے ہیں تا دھوکہ دے کر ان کے ذہن نشین کر دیں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی تھی اس کا وقت گزر گیا اور وہ غلط نکلی۔ ہم اس کے جواب میں صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں۔

ایک صاحب ملازم دفتر ایگزیمنر صاحب ریلوے لاہور .... اپنے خط مرسلہ ۱۳ رجون ۱۸۸۶ء میں اس عاجز کو لکھتے ہیں کہ تمہاری پیش گوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی۔ اور تم حقیقت میں بڑے فریبی مکار اور دروغ گو آدمی ہو ..... بھلا کوئی اس بزرگ سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہوگا اس سے ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔

ہاں اس اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں ایک یہ فقرہ ذو الوجوہ درج ہے کہ "مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا" مگر کیا اسی قدر فقرہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ مدت حمل سے ایام باقی ماندہ حمل موجودہ مراد ہیں کوئی اور مدت مراد نہیں۔ اگر اس فقرہ کے سر پر اس کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے والے کے لیے کچھ گنجائش نکل سکتی تھی مگر جب الہامی عبارت کے سر پر اس کا لفظ ہوتا جو تخصیص وقت ہو سکتا ہے، وہ نہیں تو پھر خواہ مخواہ اس

(۶۸) وہ لڑکا

اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک (اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ المؤلف)

(اشتہار خوشخبری منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۷/ اگست ۱۸۸۷ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۹۴ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۶۹) مزید لڑکے کا جدید وعدہ

سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا (یعنی بشیر احمد۔ المؤلف) بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔

(اشتہار پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ
تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۲۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۷۰) انتقال اور مخالفین وموافقین

مخدومی مکرمی مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرا لڑکا بشیر احمد تیئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا...... والسلام

جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ فقرہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا ایک ذوی الوجوہ فقرہ ہے اگر الہامی عبارت کے سر پر لفظ اس کا ہوتا یعنی عبارت یوں ہوتی کہ اس مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا ضرور اس میں پیدا ہو جائے گا تو بلا شبہ مواخذہ کی جگہ بھی۔ مگر اب تو ناحق کی نکتہ چینی ہے ...... الہامات ربانی یا فرامین سلطانی کی عبارتیں اس پایہ اور عزت کی ہوتی ہیں جن کے لفظ لفظ پر بحث کرنا چاہیے سو الہامی عبارت میں اس کا لفظ متروک ہونا جس سے حمل موجودہ میں پیشگوئی محدود ہو جاتی، صریح بتلا رہا ہے کہ اس جگہ حمل موجودہ مراد نہیں لیا گیا۔ بلکہ اس فقرہ کے دو معنی ہیں۔ تیسرے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔

اول یہ کہ مدت موجودہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتے یعنی نو برس سے کیوں کہ اس خاص لڑکے کے حمل کے لئے وہی مدت موعود ہے۔ (لیکن میر صاحب کی یہ تاویل ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی پر ذرا بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ للمؤلف)

دوسرے یہ معنی کہ مدت مشہورہ حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا سو مدت مشہورہ حمل کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ڈھائی برس بلکہ بعض کے نزدیک انتہائی مدت حمل کی تین برس بھی ہے بہر حال ان دونوں وجوہ میں سے کسی وجہ کی رو سے پیش گوئی کی صحت پر جرح نہیں ہو سکتی۔

اسی لئے مرزا صاحب نے اسی اشتہار ۸؍اپریل میں قیاسی طور پر یہ بھی صاف لکھ دیا تھا کہ غالباً وہ لڑکا اب یا اس کے بعد قریب حمل میں پیدا ہوگا۔ اور پھر اس اشتہار کی اخیر سطر میں مرزا صاحب نے یہ بھی تحریر کر دیا کہ میں اسی قدر ظاہر کرتا ہوں جو مجھ پر من جانب اللہ ظاہر کیا گیا اور آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا۔ وہ بھی شائع کیا جائے گا۔ سو مرزا صاحب نے اپنے اسی اشتہار میں بتلا بھی دیا کہ اس اشتہار کا الہامی فقرہ مجمل اور ذوی الوجوہ ہے جس کی تشریح اگر خدا نے چاہا پیچھے کی جائے گی۔

(اشتہار واجب الاظہار من جانب سید عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی ۱۸؍جون ۱۸۸۶ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۹۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

لکھا تھا کہ اگر میرا ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کر دیا جاتا تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا ہاں بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلا نہ آتا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۵
مورخہ ۳۰/ اگست ۱۹۲۰ء)

(۴۳) طوفان عظیم

جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیار پور جا کر وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس نے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی یہ الہام اس قدر جلال اور شان و شوکت کے ساتھ ہوا کہ جب حضور نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اس کی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق اپنی امیدیں جمالیں بعض نے اس پسر موعود و مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابود اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا بعض نے اور اسی قسم کی امیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیش گوئی کے جلال اور شان و شوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بغیر کوئی امید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا۔

غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا مگر اللہ نے بھی ایمان کے رستہ میں ابتلا رکھے ہیں سو قدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بد اعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزاء کی ایک

(انتقال کے بعد یہ لڑکا بشیر اول کے نام سے تعبیر ہونے لگا۔ المؤلف)

خاکسار غلام احمد۔ ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

(۷۱) کوئی ضروری امر نہیں (ج)

خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے۔ ذاتی استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی روح اپنے اندر رکھتا ہے اس کا نام باران رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ اسماء بھی ہیں۔ سو جو کچھ خدا تعالےٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس کی صفات ظاہر کی یہ سب اس کی صفائی استعداد کے متعلق ہیں جن کے متعلق ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا سبز اشتہار ۱۸۸۸ء تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا صاحب ص۱۴۰)

(۷۲) لوگوں کو ابتلاء

خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے مجھے شکست دی ہے۔ اور وہ میاں محمد خاں صاحب ہیں بشیر اول کے فوت ہونے پر لوگوں نے حضرت (مرزا) صاحب کو بہت سے خطوط لکھے مولوی (نورالدین) صاحب نے لکھا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مر جاتا۔ تو میں کچھ پروا نہ کرتا مگر بشیر اول فوت نہ ہوتا۔ اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے اور ساتھ ہی لکھا کہ اگر اس قسم کا کوئی اور خط بھی آیا ہو تو اس سے آگاہ فرما دیں۔ اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے مولوی صاحب کو دو خط بھیجے جن میں سے ایک میاں محمد خاں صاحب کا تھا۔ انھوں نے

لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا۔ اور مخالفین میں بڑے درجہ کا استہزاء کا جوش تھا اس کے پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا اس شدومد سے انتظار نہیں ہوا۔ جو اس سے قبل تھا (حقیقت کھل گئی اور پھر وہ پسر موعود آیا بھی نہیں۔ البتہ تاویلات کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۹۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۷) درحقیقت دو لڑکے

ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی (بشیر اول) کی وفات کا ذکر کرکے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸؍ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷؍ اگست ۱۸۸۷ء میں ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی ...

خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ پہلے بشیر کی نسبت پیش گوئی ہے (جو بتاریخ ۴؍ نومبر ۱۸۸۸ء اس اعلان سے ایک ماہ قبل انتقال کر چکا۔ للمؤلف) جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے (جس کے آئندہ پیدا ہونے کی امید ہے۔ للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی سمجھی گئی تھی وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔ (ایک وہ جو فوت ہو چکا۔ ایک وہ جو آئندہ تولد ہوگا۔ للمؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خط مورخہ ۴؍ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حکیم نورالدین صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ص۱۱ نمبر ۱۱ جلد ۳)

ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے۔ پس عام لوگوں میں چہ میگوئی ہو رہی تھی کہ یہ کیا ہوا۔ کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ حضور نے بذریعہ اشتہارات و خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی امید واری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا۔ اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی۔ چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیش گوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔

کچھ عرصے بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی اور کئی لوگ جو متزلزل ہو گئے تھے پھر سنبھل گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے اور خود حضرت صاحب کو بھی یہی خیال تھا۔ گو آپ نے اس کے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا۔ مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ واللہ اعلم۔

غرض بشیر اول کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا حتیٰ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کے لئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا اور نہ اس کے بعد آیا ...... بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔

حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لئے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے ہاں یہ میں نے کہا تھا کہ چوں کہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں جن میں اس کی بڑی ذاتی فضیلت بتائی گئی تھی اس لئے میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہو۔ مگر خدا کی وحی میں جو اس معاملہ میں اتباع کے قابل ہے ہرگز کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ غرض لوگوں کو بہت سنبھالا گیا۔ چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے۔

(۷۶) تین چار

ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جو اب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۷) چوتھا لڑکا

میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے۔ اس کی نسبت پیش گوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی .. سو خدا نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفین کی تکذیب کے لئے اس پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴ صفر ۱۳۱۷ھ تھی۔ بروز چہار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔ (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار والی پیش گوئی ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اعلان کے مطابق حسب وعدۂ الہٰی زیادہ سے زیادہ ۹ سال کے عرصے میں پوری ہونی قرار پائی تھی لیکن مرزا صاحب کے موجودہ بیان کے مطابق ۱۸۹۹ء میں چودھویں سال پوری ہوئی۔ صرف پانچ سال کا فرق پڑا۔ کچھ زیادہ نہیں۔ للمؤلف)

(تریاق القلوب ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہرحال مرزا صاحب اس درجہ خوش تھے کہ کم عمری ہی میں اس لڑکے کا نکاح بھی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب قادیانی کی دختر مریم سے کر دیا تھا چنانچہ ملاحظہ ہو اخبار بدر قادیان ۵ ستمبر ۱۹۰۶ء و اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء

(للمؤلف)

(۵۷) بالفعل محض تفاول

خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا تھا وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین۔ رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا۔ تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے پاک وعدے کو پورا نہ کرلے مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد   دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اس قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ مرزا صاحب بشیر اول کا انجام دیکھ چکے تھے۔ اس لئے بشیر ثانی کے معاملہ کو گول مول رکھنا لازم تھا۔ المؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار منقول از رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۱۳ نمبر ۵ صفحہ ۱۷۲)

لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد ایک دفعہ وہ پیش گوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

(تریاق القلوب ص۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸۰) دُعا قبول صحّت کی بشارت

۷ر اگست ۱۹۰۷ء صاحب زادہ میاں مبارک صاحب جو تپ سے سخت بیمار رہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا "قبول ہو گئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا" یعنی یہ دعا قبول ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے۔ یہ پختہ طور پر یاد نہیں کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۹ر اگست ۱۹۰۷ء)

(۸۱) آخری وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبارک احمد سے بہت محبت تھی۔ جب مبارک احمد بیمار ہوا تو دوائی وغیرہ میں ہی پلایا کرتا تھا میں نے دیکھا کہ آخری وقت میں حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ جو بڑے حوصلہ اور قوی دل کے انسان تھے اور سخت سے سخت گھبراہٹ کے موقعوں پر بھی گھبرایا نہیں کرتے تھے وہ بھی گھبرا گئے۔ انھوں نے نبض پر ہاتھ رکھا تو چھوٹ چکی تھی۔ انھوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا حضور کستوری لائیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چابی لے کر قفل کھول ہی رہے تھے کہ مبارک احمد فوت ہو گیا یہ دیکھ کر حضرت مولوی صاحب یک دم گر گئے میں نے دیکھا وہ سخت گھبراہٹ میں تھے۔ انھیں زیادہ خیال یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبارک احمد سے بہت محبت ہے اس کی وفات کی وجہ سے انھیں شدید صدمہ ہوگا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ سنا کہ مبارک فوت ہو گیا ہے

(۷۸) ولادت سے قبل کلام

اور اس لڑکے (مبارک احمد) نے پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ "مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے" یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اس کے ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیش گوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چہار شنبہ چوتھے گھنٹے میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی (چوتھے گھنٹہ اور بارش کو تو مرزا صاحب جانیں لیکن تقویم اسلامی کے حساب سے نہ چہار شنبہ چوتھا دن ہے نہ ماہ صفر چوتھا مہینہ۔ البتہ "قادیانی" تاویل ان کو چوتھا بنا دے تو دوسری بات ہے۔ للمؤلف)

(تریاق القلوب ص ۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷۹) یکدفعہ پیش گوئی یاد آگئی

اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی۔ اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو ص ۱۳ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر، سو جب اس

لگایا۔ مگر واقعات نے اس اجتہاد کو غلط ثابت کر دیا۔ کیوں کہ وہ بچہ فوت ہو گیا۔ پھر حضور نے اس پیش گوئی کو مبارک احمد پر لگایا اور بار بار مختلف کتابوں میں آپ نے اس اجتہاد کو صریح لفظوں میں لکھ کر شائع فرمایا مگر واقعات نے اس اجتہاد کو بھی غلط ثابت کر دیا کیوں کہ وہ بھی فوت ہو گیا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۸۴) شادی (ج)

حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مبارک احمد فوت ہو گیا اور مریم بیگم جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی بیوہ ہو گئی۔ تو حضرت صاحب نے گھر میں ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں ہی آ جائے تو اچھا ہے یعنی ہمارے بچوں میں سے ہی کوئی اس کے ساتھ شادی کرے تو بہتر ہے امرزا صاحب مبارک احمد کو پسر موعود قرار دے چکے تھے۔ اسی اطمینان پر نو عمری میں اس کی شادی کر دی تھی۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۳ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸۵) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ (ج)

خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا انا نبشرك بغلام حلیم ینزل منزل المبارك یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوش خبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہو گا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔ (لیکن یہ بشارت بھی خالی گئی اور بعد کو مرزا صاحب کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ للمؤلف)

[illegible]

تو آپ کاغذ قلم دوات لے کر بیٹھ گئے اور چند خط لکھ کر دیئے کہ ڈاک میں ڈال دو۔ ان خطوں میں مضمون یہ تھا کہ مبارک احمد فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی دین تھی اس نے لے لی۔ رنج و فکر کی بات نہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیئے غرض دوسروں کو صبر کی تلقین کے خطوط اس وقت روانہ کئے اور یہاں کے لوگوں کو فرمایا بے شک مبارک احمد سے ہمیں محبت بہت تھی لیکن اس لیئے ہمیں محبت تھی کہ ہمیں خیال تھا بعض الہامات اس کی ذات سے پورے ہونے والے ہیں۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۰ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۸۲) خوش ہونا چاہیئے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن رات اس کی تیمارداری میں معروف رہتے تھے اور بڑے فکر اور توجہ کے ساتھ اس کے علاج میں مشغول رہتے تھے اور چونکہ حضرت (مرزا) صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو گیا تو حضرت صاحب کو بڑا سخت صدمہ گزرے گا لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوا تو فوراً حضرت صاحب بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک فوت ہو گیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضاء پر راضی ہونا چاہیئے اور مجھے بعض الہاموں میں بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا۔ سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہیئے کہ خدا کا کلام پورا ہوا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۵۸ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸۳) پیش گوئی کا انجام (۷)

خود حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے مصلح موعود کی پیش گوئی کو پہلے بشیر اول پر

ذیل الفاظ لکھے:۔

"مسیح موعود نے جس لڑکے کی بشارت دی تھی وہ آپ ہیں اور کیا جناب کا دعویٰ ہے"

اس کا جواب حضور نے اپنے دست مبارک سے یہ لکھا:۔

"مکرم۔ السلام علیکم حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے ایک خاص لڑکے کی کئی جگہ پیش گوئی کی ہے۔ ایک میری پیدائش سے پہلے کی ہے جس میں مصلح موعود کا لفظ آتا ہے۔ ایک الوصیت میں ہے پہلے اشتہارات میں یہ نہیں لکھا کہ مصلح الہام الٰہی سے دعویٰ کرے گا۔ الوصیت والے موعود کی نسبت لکھا ہے کہ قربِ حق سے مخصوص ہوگا۔ اگر یہ دونوں ایک ہی ہیں تب تو مصلح موعود کے لئے وحی سے دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ اور اگر دو شخص ہیں یا ایک ہی شخص کی دو مختلف وقتوں کی حالتیں ہیں تب مصلح موعود کے لئے نہ تو دعویٰ وحی سے ضروری ہے اور نہ یاد دہی سے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دعویٰ بھی نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پیش گوئیاں امت کے بڑے بڑے آدمیوں کی نسبت فرمائیں بعض نے ان کے مستحق ہونے کا دعویٰ بھی نہ کیا ہاں لوگوں نے سمجھ کر ان پر چسپاں کیں۔ مثلاً محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ کی نسبت پیش گوئی موجود ہے۔ اس کا دعویٰ ثابت نہیں اور بھی ہیں پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر میں ہوں تو الحمد للہ۔ دعوے سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا بعض لوگ مجھے وہ موعود سمجھتے ہیں میں ان کو بھی نہیں روکتا۔ ہر ایک شخص کا اپنا خیال و تحقیق ہے اور خلاف شریعت نہیں"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۲ فروری [illegible])

* * *

(۸۶) تین چار کا چکر

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں بھی کیسا اخفا ہے۔ پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر ہمارے موجودہ سارے لڑکے بھی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ مرزا سلطان احمد اور فضل کو بھی شمار کر لیا۔ اور بشیر اول متوفی کو بھی ...... تمھیں (یعنی خاکسار راقم الحروف کو) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کر لیئے۔ اور بشیر اوّل متوفی کو چھوڑ دیا۔ شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دیئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کر لئے اور مبارک کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے۔ اور بشیر اول متوفی کو چھوڑ دیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۵۹ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸۷) ماحصل

پسر موعود کی بشارت کی تفصیلات درج کرنے کا منشا یہ ہے کہ مشتے نمونہ از خروارے اندازہ ہو جائے کہ مرزا صاحب کی عظیم الشان پیش گوئیاں کس انداز سے پیش ہو کر کس طور سے پوری ہوتی تھیں۔ ابہام۔ التباس۔ تاویل اور تضاد کی بہترین مثالیں ہیں اور اس لحاظ سے ضرور قابل یادگار ہیں۔ (المؤلف)

(۸۸) گول بات (ج)

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں مندرجہ

کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اسکے اعضاء میں حرکت پیدا ہوجانا ایک لازمی امر ہوگا

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف توضیح المرام ص۳۵)

(۳) وحدت وجود

(مرزا صاحب نے) میر عباس علی صاحب کے استفسار پر "وحدت وجود" کی تردید میں ایک مبسوط خط ۱۲ر فروری ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ر ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ کو لکھا جس میں وجودیوں کے اعتقادات کے پرخچے اڑا دیے۔ وحدت وجود کے مسئلہ پر جب آپ نے (مرزا صاحب نے) قلم اٹھایا تو یوں ہی خیالی طور پر نہیں بلکہ آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کرلیا تھا۔ اور کافی مطالعہ کرکے فیصلہ کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ۔

"اس عاجز نے ہرچند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر و تفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں اور خود عقل خداداد کی رو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حدیث ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی بلکہ اسکے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوئی ہیں جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتیں"

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم ص۹۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۴) عیسیٰؑ کی حقیقت

وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔

فصل ساتویں

ارشادات

(۱) دوبارہ نزول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) نے فرمایا یہ جو بات جو مفسرین و محدثین نے لکھے ہیں ممکن ہیں کہ یہ ہوں لیکن دراصل الحمد شریف کا نام ہی سبع مثانی ہے اور اس کا سبع مثانی ہونا یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کا دوبارہ نزول ہوا ہے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسری بار مسیح موعود (مرزا صاحب) پر چنانچہ ہم پر اس کا دوبارہ نزول ہوا اور مسیح موعود کا ثبوت اس سورۃ سے واضح تر ہے اور ہماری تحریریں اور تفسیریں اس پر گواہ ہیں۔ توریت میں بھی سات آوازیں یا سات گرج لکھی ہیں اور وہ مقفل مانا گیا ہے ہمارے زمانے میں وہ قفل کھولا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء)

(۲) قیوم العالمین کا قادیانی تخیل

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام

بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اسکے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔

(اعجاز احمدی ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں، کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔

(کشتی نوح ص۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کنجریوں سے تیل ملوانا کوئی معمولی بات ہے۔ یسوع کا ان سے کیا تعلق تھا۔ اگر پادری صاحبان کہیں کہ اس کنجنی نے توبہ کر لی ہو گی تو ہم کہتے ہیں کہ کنجنی کی توبہ کا کیا اعتبار، دن کو تو توبہ کرتی ہے اور رات کو جا کر مونڈھے پر بیٹھ بدکاری میں

(توضیح مرام ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا موید بنا کر بھیجا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۲۰۸ مجموعہ تقاریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص۱۰۲)

اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیئے کہ اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۶۹)

غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہمکو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے لہذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات ان کی نبوت کے بارہ میں پیدا ہوں۔

(نورالقرآن مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نمبر ۱ ص۳۲)

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کر لیا ہے۔ اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔

(اعجاز احمدی ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور یہود تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کی

فصل ساتویں

جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا .... سو ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔

(نور القرآن حصہ دوم ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) مریم کی عصمت

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے فرمایا "مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارکہ رہے گی۔ نکاح نہ کرے گی۔ اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ میں ہیکل کی خدمت کروں گی۔ اور باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفوں نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر یہی دیکھا جائے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا۔ اب اس واقعہ کو مد نظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراض واقع ہوتے ہیں۔

(اخبار الحکم مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۱ء و اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۳۴ء)

غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودوں کو قیامت کا نشان دے۔

القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔

مبتلا ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۰۳ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کے یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یاد رہے آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا تمھیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۲۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) مرزا صاحب کی معذرت

ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لیے ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم انکی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے

پاک تھی۔ اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۴۳
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

آن حضرت صلعم کے حضرت مسیح اور ان کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپ نے انہیں ہر ایک قسم کے الزام سے بری کیا جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے۔ ورنہ وہ خود تو جس دن سے پیدا ہوئے، اسی دن سے مخالفین کی لعنت کے مورد تھے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ابتداء بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہا بھی لعنت سے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصدق تو کوئی بھی نظر نہیں آتا یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود ان کے حواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین بار ان پر لعنت کی۔ . . .

یہ صرف حضرت نبی کریم ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے ان کی بریت کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب انہیں دلایا۔ اور اب مسلمان ان پر رحمۃ اللہ کا لفظ بولتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۱۲۹ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

۸) حضرت عیسیٰ ع کی پیدائش

اخویم مکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ سیدنا حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم مغفور نے ۱۹۱۲ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر اخویم شیخ محمد جان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ وزیر آباد کے مندرجہ ذیل استفسار پر اپنے قلم سے مندرجہ ذیل سطور لکھ دیں۔ یہ نقل اس کی مطابق اصل ہے اگر عکس کی ضرورت ہو تو انہیں شیخ محمد جان سے منگوا لیں (راقم قمر الدین از جہلم)

سوال بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
حضور! اگر کوئی حضور کے مریدوں میں ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ نہ مانے تو اس کے ایمان میں کوئی نقص ہے یا نہیں۔ ایک سائل کا یہ سوال ہے اس پر

افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلقات کے شبہات شائع کئے۔

(حقیقۃ المسیح صہ ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا۔ اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا۔ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

(کشتی نوح صہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔

(ازالۂ اوہام صہ ۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) لعنت۔ لعنت

(مرزا صاحب نے) فرمایا۔ توریت کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کرلیا کہ یسوع صلیب پر جاکر ملعون ہوگیا۔ جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے۔ تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہوجائے۔ جب لعنت کا لفظ آگیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رد کیا ہے۔ اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ ان کی پیدائش بھی

کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع و اقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھلایئے . . . . . ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں . . . . . اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالق طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خدا تعالیٰ نے اپنے اذن و ارادہ سے ان کو دے رکھی تھی . . . . یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بدتر۔

(ازالہ اوہام ص ۲۹۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

جو لوگ فرعون کے وقت مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے اُن کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق (یعنے سحر اور جادوگری) پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔

کچھ فرمایا جائے۔ خاکسار محمد جان ۲۲، دسمبر ۱۹۱۱ء

اسپر آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس قلم دوات ہے تو کسی نے کہا میرے پاس پنسل ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات چاہیئے۔ جب قلم دوات آئی تو آپنے فرمایا۔

جواب منجانب حضرت خلیفۃ المسیح مہدی وقت حضرت نور الدین اعظم

"جہاں تک میری سمجھ ہے یہ مسئلہ کسی عقیدہ میں داخل نہیں نہ قرآن کریم نہ حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے کہ یہ عقیدہ رکھو۔ اگر کسی کی تحقیق اس کو مجبور کرے تو وہ معذور ہے یہ میرا خیال ہے۔ نور الدین"

(المہدی نمبر ۲ و ۳ ص ۴۳ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(چشمہ مسیحی ص ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک صاحب نے عرض کیا بے نظیر چیز تو دنیا میں سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

فرمایا۔ ہم تو اسے بھی بے نظیر نہیں مانتے۔ بلکہ اور بھی کئی ایسی پیدائشوں کا علم ہے دو مشہور لوگوں کے نام تو انسائیکلو پیڈیا والے نے گنائے ہیں۔ ہلاکو خاں اور چین کے شاہی خاندان منچو کے ایک بادشاہ کی پیدائش بھی اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ جون ۱۹۳۱ء ص ۱۰ جلد ۱۹)

(۹) سوال و جواب

بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیت قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں

(یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی، بہر حال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا۔ اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔

(ازالہ اوہام ص۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ چنانچہ جس نے کبھی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی یقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کی آیات بھی بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۳۲۰-۳۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) مرزا صاحب کی مسیحائی

۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب یکایک سخت بیمار ہو گئے اور چند بار غش آیا۔ آخری مرتبہ ایسی غشی طاری ہو گئی کہ بدن بے حس اور سرد ہو گیا۔ سب عورتوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دعا میں مصروف تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے۔ بایں ہمہ آپ نے عرق گلاب

(ازالۂ اوہام ص۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بناکر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے در اصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

(ازالۂ اوہام ص۳۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس سے کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بناتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں۔ اور دُم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سُنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ اور یورپ و امریکہ میں بکثرت ہیں۔ اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔

(ازالۂ اوہام ص۳۰۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزہ کی پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں۔ بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور ان میں پھونک مار کر انھیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب

کرتا ہے ...... اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے۔ اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

(مرزا صاحب کا مکتوب بنام ڈوئی صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۱۱)

(۱۳) یسوع مسیح سے پیاری مسیحی ملکہ کا دربار

جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہوئے ہیں ...... اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کروں کہ ...... کیا خوب ہو کہ جناب کو اس توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ (کم از کم مرزا صاحب کی تصانیف انجام آتھم۔ ازالہ اوہام۔ اور کشتی نوح میں یسوع مسیح کی جو گت بنائی گئی ہے ان کے اور ان کی والدہ مریمؑ کے حق میں جو بدگوئی اور بدزبانی روا رکھی گئی ہے اس پر ضرور توجہ ہو کہ یہ تحریرات بھی ملکہ معظمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں۔ (المؤلف)

(تحفہ قیصریہ ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بحضور ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند)

(۱۴) مسیحی سرکار قادیانی اقرار

غرض مسیح کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی اس سے

لاکر صاحبزادے صاحب کے منہ پر چھینٹے مارے۔ جس کے بعد انہیں کچھ حرکت ہوئی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آگئے۔ حضرت مسیح موعود نے بارہا ذکر بیان فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہو چکی تھی۔ اور علامات موت بالکل ظاہر ہو چکی تھیں آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعداء کا ہے اس سے بچا لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں چونکہ علماء یہود کی برکت جاتی رہی تھی۔ اور موٹے اور سطحی خیال کے لوگ تھے۔ کسی مریض واسطے کو شفا ہوئی ہوگی۔ انہوں نے یہی سمجھ لیا۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ [illegible] [illegible] صفحہ ۲
ملاحظہ ہو الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۲) مسیح ابن مریم اور مرزا صاحب

میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ تاہم میں دعویٰ کرنیوالے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راستباز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا۔ ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اسکو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اسکے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے۔ اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بنا پر میرا آنا اسی کا آنا ہے۔ جو مجھ سے انکار

نے فرمایا کہ مجھ کو بھی یہ علم آتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء)

(۱۶) بروز اوتار

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا ...... خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقع پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اول جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا...... تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم و اکمل طور پر آگئی۔ اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے اور وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۷۵ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۱۷) تین مرتبہ دنیا میں نازل (ج)

اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی۔ اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آکر دنیا میں جلالی طور پر نزول چاہیگی تب ایک قہری شبیہ میں اسکا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کیلئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۷۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) مرزا صاحب اوتار (ج)

اس وقت خدا نے چاہا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کرکے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ ...... یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) قادیانی نجوم

ان دونوں حسابوں کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس کی خدائے تعالیٰ نے سورۂ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے یعنی ہزار پنجم جو مریخ کے

اسی جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے۔ اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت۔ واٰخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو (یعنی مرزا صاحب کو) اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اسکے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا۔ تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔

(تحفہ گولڑویہ ص۱۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پس مسیح موعود خود محمد رسول ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۵۸ نمبر۳ جلد۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی۔ منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

اس ذات بابرکات (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی تو تعلق پیدا کیجئے۔ جو اپنی پہلے زمانہ والی تلوار اور نیزہ کو بند کر کے ایک زرق برق والی جمالی پوشاک زیب تن کر کے آپ ہی کے ملک (ہندوستان) میں تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ تشریف لایا ہے۔

(مراد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ اس زمانہ سے مخصوص تھیں دنیا کو اس سے پہلے ان کی معرفت عطا نہیں کی گئی تھی۔

(تحفہ شہزادہ ویلز ص۲۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳۱) ملائکہ اور شیطان

اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ دکھا دو تو کہنا چاہئے کہ تمہارے اندر یہ خواہش کہ بیٹھے بٹھائے آناً فاناً بدی کی طرف توجہ ہو جانا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہا درجہ کی انکسار و فروتنی و عجز و نیاز میں گر جانا یہ اندرونی کشش جو تمہارے اندر موجود ہے ان سب کے محرک قویٰ ہیں وہ ان دو الفاظ ملائک و شیطان کے وجود کے مستلزم ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ الحکم ۳ مئی ۱۹۰۱ء منقول از اخبار الفضل نمبر ۳ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۵ء)

(۲۲) معجزہ کی تعریف

(ملفوظات مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء)

ایک دفعہ منشی محمد اروڑے خاں صاحب نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

معجزہ کی ایسی مثال ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو۔ ایک پیر کے مرید ہوں وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے وہ دعا کرے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل پڑے۔ اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ ہے۔ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔

(اخبار الحکم قادیان نمبر ۴۴ جلد ۳ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء)

اثر کے ماتحت ہے اور یہی سر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدین کے قتل اور خونریزی کے لئے حکم فرمایا گیا جنھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا چاہا اور انکے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدائے تعالیٰ کے حکم اور اذن سے مریخ کا اثر ہے غرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی بعث اول جلالی تجلی ظاہر کرنے کے لئے تھا۔

مگر بعث دوم جس کی طرف آیۃ کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے۔ . . . . . . یہ ایک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے کیونکہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے اور اس ستارہ کی تاثیر ہے کہ مامورین کو خونریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھاتا ہے۔

اس وقت کے مبعوث پر پرتو ستارہ مشتری ہے نہ پرتو مریخ۔ اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) قادیانی تعلیم

بعض تعلیمات سلسلہ احمدیہ کی آپ کو ایسی نظر آئیں گی جو بظاہر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور جو اس مشہور تعلیم کے بھی خلاف ہیں جو قرآن کریم کیطرف منسوب کی جاتی ہے لیکن . . . . . حضرت مسیح موعود نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی صرف مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے ہاں بعض باتیں آپ نے نئی بھی بیان کی ہیں لیکن وہ بھی قرآن کریم سے باہر نہیں بلکہ قرآن کریم سے ہی ہیں لیکن چونکہ

اس کو جادو کہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر رکھا گیا۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی اور یہ آیتیں بطور پیش گوئیوں کے ہیں۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا کیوں کہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ایک استعارہ ہے۔

(چشمہ معرفت ص۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ آیت یعنی وان یروا اٰیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر) یہ سورۃ قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں۔ اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کوئی خارق عادت امر نہیں

(نزول المسیح ص۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ایک صاحب نے مرزا صاحب سے پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں فرمایا ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے"

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء)

(۲۵) قادیان کی مسجد

دوسرا کھلا نشان خانہ کعبہ کے متعلق یہ ہے کہ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (القرآن) یعنی یہ ایک امن کا مقام ہے یہی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے۔

(نکات القرآن حصہ سوم ص۲۶ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

مرزا صاحب الہام کی بنا پر یہی صفت اپنی قادیانی مسجد کی قرار دیتے ہیں

[illegible]

(۲۳) کمزوری پر پردہ

یہ باتیں قطعی طور پر اسلام اور احمدیت کے خلاف ہیں اور احمدیت کی جڑ پر تبر کا حکم رکھتی ہیں کہ معجزات تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ان سے انکار کر دیا اور اگر ہم قرآن سے ایسے معنی کریں گے تو دشمن کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ قرآن سے تو ایسے معجزات خود ان کے نزدیک بھی ثابت ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے ان سے انکار کیا۔ پھر جماعت کے بعض لوگ جن کا علم وسیع نہیں سمجھینگے کہ یہ ٹھیک ہے۔ جو پیغامی (لاہوری فریق) کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی نہ تھے کیونکہ نبی تو ایسے معجزات دکھاتے ہیں اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں دکھائے

کچھ تو اس ابتلا میں پڑ جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہ تھے اور جو نبوت پر یقین رکھتے ہیں اُن میں سے کئی آپ کے معجزات کو بیان کرنے میں مبالغہ آرائی شروع کر دینگے اور آہستہ آہستہ وہ معجزات وہی رنگ اختیار کر لیں گے جو پہلے انبیاء کے معجزوں کو دے گیا ہے اور بوجہ جھوٹ ہونے کے خدا تعالیٰ کے نزدیک لعنت کا باعث بن جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۳ء)

(۲۴) معجزہ شق القمر کی تاویل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان نہیں دیکھا ورنہ

وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو یہ الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں مگر غیر مبایعین (لاہوری جماعت) مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں اسی بات پر وہ قائم رہیں تو قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو ظلی حج کہنا کوئی ناجائز نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہتا کہ مکہ معظمہ کا حج موقوف ہوگیا اور اس کے بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے تب وہ اعتراض کر سکتے تھے مگر مکہ معظمہ کا حج تو قائم ہے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۰ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے حج خدائے تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ــ جیسا حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔

(خطبہ جمعہ از میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء)

جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے کیوں کہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۲۱ ۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخله كان امنا) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے"

(براہین احمدیہ ص۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۶) ارض حرم

جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ (جلسہ سالانہ) پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں ۔۔ ۔۔ لیکن جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور ۔۔۔۔۔۔ ارض حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہونے امام محترم کی زیارت کرنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ کے شوق میں دارالامان مہدی ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے ان کی للہیت انکا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں دوکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے پیارے صلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء)

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۷) قادیان کا ظلی حج

چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالاں کہ الٰہی تحریکات پہلے غربا میں ہی پھیلتی اور بڑھتی ہیں اور غربا کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تا وہ قوم جس سے

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے چنانچہ پھر صاحبزادہ صاحب حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے کیونکہ وہ اگر حج کے لئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۰ مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۲۹) حج کرنے میں کیا فائدہ (ج)

السلام علیکم۔ تمہارا خط ہم کو ملا۔ بڑا افسوس ہے کہ تم نہیں سمجھتے جو اس ارادہ کو جو ہم نے تمہارے لئے کیا تھا تم اسلام کا حصول طلب کرتے۔ اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تم کو اسلام کا مغز اور اس کا روح دیا جائے۔ اگر تم خدا تعالیٰ سے ڈرتے تو جس بارے میں خدا نے مجھے بھیجا ہے اس میں فکر کرتے۔ جان لو کہ کسی کو کوئی عمل بغیر میری شناخت اور میرے اور میری دلائل کی واقفیت کے فائدہ نہیں دیتا۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ عید کے بعد (قادیان سے) جانے کے خیال سے توبہ کرو اور کچھ مدت ہمارے پاس رہو اور وہ علم حاصل کرو جو خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم کو صحت ایمان کے بغیر حج کرنے میں کیا فائدہ ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ محمد قدسی مندرجہ [illegible] جلد اول صفحہ ۲ مؤلفہ محمد فضل صاحب قادیانی)

(۳۰) عذر حج (م)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں

(۳۸) حج نفل سے بڑھ کر حج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تک تاکید کی کہ آپ نے فرمایا۔

اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵ مصنفہ مرزا صاحب)

... جب یہ جلسہ اپنے ساتھ اس قسم کے فیوض رکھتا ہے کہ اس میں شمولیت نفلی حج سے بھی زیادہ ثواب کا انسان کو مستحق بنا دیتی ہے تو لازماً فوائد سے مستفیض ہونے کے لئے جماعت کے ہر فرد کے دل میں تڑپ ہونی چاہیئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶، مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئینہ کمالات اسلام میں نواب محمد علی خاں صاحب کو جو ہمارے بہنوئی ہیں قادیان آنے کی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ مصنفہ مرزا صاحب)

شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم شہید حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے تھے وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے حج کرنے کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود

الذی بارکنا حولہ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸)

اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اللہ عز اسمہ نے اپنے اس قول میں سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ ... اور مسجد اقصیٰ یہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے ص۲۵۔

اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے ص۲۴

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا ... یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائے گی ص۲۵

وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا۔ اس کے نیچے حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازہ کھلنے کا وقت آگیا اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ .... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ ص۲۶-۲۷

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم)

(۳۲) بحث سے انکار

کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ صاحب کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کروں جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے۔ اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت و انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی کہ

ان سے فرصت اور فراغت ہوئے۔"

(الملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ۱۹۲۶ء مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اس حدیث کے مطابق حضرت مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا کیوں کہ آپ کی صحت درست نہ تھی۔ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا کیوں کہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے حضرت مرزا صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتاوے منگا ئے تھے۔ اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی۔ وہاں جانے پر آپ کو جان کا خطرہ تھا لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں مت پھینکو۔ بخصرہ شرائط حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۲ء عیسوی)

(۳۱) قادیان میں مسجد اقصیٰ

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ جیسے فرمایا اس معراج میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ کی طرف سے بطور موہبت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء)

پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔

پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ جنوری ۱۹۱۶ء نمبر ۷۸ جلد ۳)

(۳۴) علی گڑھ میں سکوت

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لیکر یعنی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت (مرزا) صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ حضرت صاحب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے . . . علی گڑھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کر کے حضور کے ایک لیکچر کا انتظام کیا تھا۔ اور حضور نے منظور کر لیا تھا جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی اور لیکچر کا وقت قریب آگیا تو حضرت صاحب نے سید تفضل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لیکچر نہ دوں۔ اس لئے میں اب لیکچر نہیں دونگا انہوں نے کہا حضور اب تو سب کچھ ہو چکا ہے لوگوں میں بڑی ہتک ہوگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس کے حکم کے مقابل میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا۔ غرض حضرت صاحب نے لیکچر نہیں دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سفر میں مولوی محمد اسمٰعیل علی گڑھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہان سے گذر گیا

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۴۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۵) حافظہ نباشد

ان اختلافات کے طوفان کے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا ہے سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے

میں ان کے منقولات بکلی موضوعات کے ذخیرہ کو سنا کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور سب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کون سا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔

اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔

(اربعین ۴ ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۳) حیران

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ مولوی علی احمد صاحب ایم اے اور میں نے ترجمانی کی حضرت صاحب سے اس انگریز نے سلسلۂ کلام کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" اس نے کہا کوئی نشان دکھائیے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ کا آنا بھی میری صداقت کا نشان ہے۔ اس پر وہ حیران سا ہو گیا اور اسی حیرانی کے عالم میں اس نے مجھ سے پوچھا میں یہ بات سمجھا نہیں کہ ہمارا آنا کیونکر آپ کی نبوت کا ثبوت ہو گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا نبی وہ ہوتا ہے جو خدا سے خبر پا کر کوئی بات پہلے بتائے اور وہ پوری ہو جائے۔ میں نے آج سے ایک عرصہ پہلے خدا سے خبر پا کر یہ بیان کیا تھا کہ دور دور سے چلکر لوگ میرے پاس آئیں گے اور آج آپ امریکہ سے چلکر مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ پھر کیا میں خدا کا نبی نہیں ہوں۔

قرآن سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آں حضرت صلعم کی امت میں داخل ہوئے۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ جلد ۱۲ بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(۷۳) معلومات کی وسعت وصحت (ج)

امام الزمان کو نجومیوں اور ماہر سائنس دانوں سے مقابلہ پڑا اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں طبابت کی رو سے بھی ہیئت کی رو سے بھی طبعی کی رو سے بھی جغرافیہ کی رو سے بھی اور کتب مقدسہ اسلام کی رو سے بھی اور عقلی بنا پر بھی

(ضرورۃ الامام ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔

(پیغام صلح ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(تاریخ اسلام سے اتنی ناواقفیت۔ عام طور پر سب کو معلوم ہے اور احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک سے قبل ہی حضرت کے والد رحلت فرما چکے تھے۔ المؤلف)

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔

(چشمہ معرفت ص مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل اولاد بھی گیارہ نہ تھی مرزا صاحب کی تاریخ سب سے جدا معلوم ہوتی ہے۔ المؤلف)

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا جب

جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان علماء شرک کا شرک مانتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible] تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے۔ مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے بڑے بڑے توحید پرست اور وہابی بھی حضرت مسیح کو ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں مثلاً یہ کہتے کہ وہ آسمان پر کئی سو سال سے بیٹھے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ ان پر کوئی تغیر آتا ہے۔

(حضرت مسیح موعود کے کارنامے ص۲۹ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

وکلمه ربه علی طور سینین وجعله من المحبوبین هذا هو موسیٰ فتی الله الذی اشار الله فی کتابه لی حیاته وفرض علینا ان نومن بانه حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین اور اس کا (حضرت موسیٰ کا) خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور ہرگز نہیں مرا اور مردوں میں سے نہیں۔

(نور الحق جلد اول ص۵۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص موحد کہلائے خدا تعالیٰ کو ایک سمجھے اور پھر یہ بھی عقیدہ رکھے کہ سینکڑوں سالوں سے حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بغیر کسی جسمانی تغیر کے جوں کے توں بیٹھے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(۳۶) جینیں چناں

جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ریکیوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں معاذ اللہ یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ ہر چند ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا اور کسی طرح اس پر جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی اور نیز کہنے والے کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے مگر عناد و تعصب نے انہیں سمجھنے کا کبھی موقع نہیں دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۴)

(۳۹) جھوٹ سچ

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام

بقلم خود مرزا غلام احمد

(اخبار بدر مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء منقول از المہدی نمبر [illegible] مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۲۴ مرتبہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(حضرت امام حسین کے زمانہ میں عرب میں ضرور چائے کا رواج ہوگا اور حضرت امام حسین بھی ضرور اس کے عادی ہوں گے۔ للمؤلف)

عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد ہی میں باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اسکے ۱۴/ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا صفر سنہ ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چہارشنبہ پیدا ہو گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سخن سازی کا جذبہ دیکھئے کہ ماہ صفر جو اسلامی مہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہے اور چہارشنبہ جو ہفتہ میں پانچواں دن ہے چوتھے لڑکے سے ملانے کے لئے چوتھا مہینہ اور چوتھا دن بن گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ مرزا صاحب کے نزدیک ایسے فرق کچھ قابل شمار نہیں ہوتے ورنہ بات نہیں بنتی۔ للمؤلف)

(۳۸) سچا جھوٹ

مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان و انصار جن کی غرض اس صحیفہ سے ظاہر ہیں بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بھڑکایا جائے۔ اپنے صحیفوں

(۲) بڑی بشارت

خدائے تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اُس کو تمہاری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کرکے (اس کا تصفیہ بعد کو ہو جائے گا۔ للمؤلف) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳) بشارت کی بشارت

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کہ یتزوج ویولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کی پیش گوئی موجود ہے (خاص اولاد کی مشہور پیشگوئی یوں ہے۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء

(مندرجہ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء۔ غالباً یہی خاص اولاد پیش نظر ہے للمؤلف)

گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (گویا حدیث شریف کی رو سے مرزا صاحب کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا لازم ہے اور یہ مسیح موعود ہونے کا خاص ثبوت ہوگا۔ للمؤلف)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

فصل آٹھویں

تعلقات

(۱) اراکین خاندان

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ محمدی بیگم کے خواستگار۔

(۲) محمدی بیگم۔ ایک نوعمر لڑکی۔

(۳) مرزا احمد بیگ۔ محمدی بیگم کے والد۔ اور مرزا صاحب قادیانی کے ماموں زاد بھائی

(۴) والدہ محمدی بیگم۔ مرزا صاحب قادیانی کی چچا زاد ہمشیرہ۔

(۵) فضل احمد اور سلطان احمد۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے لڑکے۔

(۶) عزت بی بی۔ فضل احمد کی اہلیہ (مرزا احمد بیگ کی بھانجی)

(۷) مرزا علی شیر بیگ۔ عزت بی بی کے والد۔

(۸) والدہ عزت بی بی۔ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ۔

(۹) مرزا سلطان محمد۔ محمدی بیگم کا شوہر۔ اور مرزا صاحب قادیانی کا کامیاب رقیب۔

(۱۰) پھجے دی ماں۔ مرزا قادیانی صاحب کی پہلی بیوی۔

(۱۱) نصرت جہاں بیگم۔ مرزا قادیانی صاحب کی دوسری بیوی۔

موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۱۶)

(ھ) لالچ اور دھمکی

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائیگی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کر لونگا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مرجاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے پس جو کرنا ہے کرلو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳

مصنفہ
مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) خداداد موقع

(محمدی بیگم کے اعزا) مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے۔ اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی سو وہ دعا قبول ہو کر خدائے تعالے نے یہ تقریب قائم کی کہ اس لڑکی کا والد ایک ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نامی کو بیاہی گئی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ نامبردہ (مرزا احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرا دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ اُن کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) نے بہ تمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاکہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہیئے سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اور اُن کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے

وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے۔ اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی اس لئے میں نے اسے پورا کیا ورنہ مجھے آپکی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ . . . . اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔

یہ خط میں نے احمد بیگ کو سنہ ۱۳۰۴ھ میں لکھا تھا۔ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳ ۔ ۵۷۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۷) اس راقم کا ایک خط

اخبار نور افشاں ۱۰۔ مئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے۔ اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کرکے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی میں ہی سیاہ کیا ہے . . . .

اب یہ جاننا چاہئے کہ جس خط کو ۱۰۔ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے۔ جو خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا. . . . .

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز (مرزا قادیانی صاحب) کے نکاح میں لاوے گا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۱۴ و ص۱۱۵ ص۱۱۶
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۶) اے عزیز سنیئے

تب میں نے اللہ تعالیٰ کے ایما اور اشارہ سے اس کو (یعنی مرزا احمد بیگ صاحب کو) خط لکھا اور اس میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے عزیز سنیئے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات کو لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اور میں یہ عہد استوار کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ نے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دیگا.... اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی اور احسان اور میرے ساتھ نیکی ہو گی میں آپ کا شکر گذار ہوں گا۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے. ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا صلہ رحم عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ میں نہ پڑئیے۔

میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور میں نے جو کہا ہے

اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدائے تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا باقی رہ گیا۔ جو چاہے سو کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مر بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف سے فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو

۱۸) خاندانی سرد مہری

پہلا خط

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قایم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا مگر میں لله ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔

یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچائے گا اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا

کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا اسی دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہیگا۔

راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

تیسرا خط

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سُنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا صدمہ وفات فرزنداں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا خصوصًا بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اُس کے آگے انہونی نہیں۔ آپکے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے آپ کے لئے دعا خیر برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر

پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپکی بیوی کی خویشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

دوسرا خط

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی (مرزا احمد بیگ کی لڑکی) کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدائے تعالےٰ کی قسم کھا چکا ہوں اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہیگا اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جسطرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا

اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین و دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرما دیں۔ والسلام۔

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷- جولائی ۱۸۹۲ء روز جمعہ

(منقول از رسالہ کلمۂ فضل رحمانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب)

(۹) ماموں کی خط و کتابت

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر بعض افسر قادیان آئے اور چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کنایۃً ذکر تھا۔ حضرت (مرزا) صاحب سے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتے کے متعلق ہیں اور امر معہود سے مراد یہی امر ہے۔ اور یہ خط مرزا امام دین نے میرے نام بھیجے تھے جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۳۵ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰) انعام کا وعدہ

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک

ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالے کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اُس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے سو ہمیں خدائے تعالے قادر مطلق کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالے کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیوں کہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالے ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے۔ اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔

اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالے ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لاالہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالی کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں "تاکہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالے سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز نہیں بدل سکتا خدا تعالی آپ کو دین

کے بارے میں ارقام فرما دیں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے۔ والسلام۔
خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۸۔ ستمبر ۹۱ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر (۳)، ص۱۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۲) رقیب کی خودسری

احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ نے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا۔ کہ پیشگوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فہمائش کی گئی تھی یہ سراسر افترا ہے بلکہ ابھی تو اُن کا ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا جب کہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار کئی برس پہلے شایع ہو چکے تھے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار روپیہ

تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۲۶ حاشیہ دوم)

(۱۳) چہ میگوئیاں

یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی۔ اور خط لکھے گئے یہ عجب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔ مؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرما دے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے

حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری زندہ تھا۔ اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیارپور کے درمیان یکہ میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چوں کہ محمدی کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیوں کہ بعد میں یہ ہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ للمولف)۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ ۱۲۴
مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۱) خیر خبر

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ تعالےٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہو گیا ہے۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا مکلف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماویں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں اور نیز سلطان احمد

مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اس کی ہتک بدل و جان منظور رکھی چوں کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہٰذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کیا بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیوں کہ انھوں نے اب تعلق توڑ دئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت تقویٰ قطع رحم بہ از مودت قربیٰ

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ
۲ مئی ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۹)

ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

(حقیقت الوحی ص۱۹۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) خانہ بربادی

میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اُس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اُس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اُس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے اگر یہ اور دل کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل وکرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ ہوگئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا مگر اُنھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھے بیزاری ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا لیکن اُنھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی تھی اس اُمید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا .. ..

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری

اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط اوپر درج ہو چکا ہے۔ للمؤلف) اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے ...... عورت ابتک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں)
(منظور الٰہی ص۲۴۳ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)
(اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ص۲۹ مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۱ء)

(۱۷) دنیا بامید قائم

پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ (محمدی بیگم کے نکاح کا) اتنے ہی پر ختم ہو گیا اور جو ظہور میں آیا یہ ہی نتیجہ آخری ہے اور پیش گوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہو گئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم (قطعی اور یقینی) ہے عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الورٰی بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلد ہی دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔

(انجام آتھم ص۲۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) ترکی تمام شد

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت (مرزا) صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکھٹی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔ اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ بیں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔

والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں میں ان سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھا کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کردیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جاملا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۶) یاس میں آس

احمد بیگ کی دختر (محمدی بیگم) کی نسبت جو پیشگوئی ہے جو اشتہار میں درج ہے

کیوں کہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنے میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۹۶ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶)

(۱۹) ناکامی کی تلخی

چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں (مرزا صاحب) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔

(انجام آتھم صفحہ ۳۱ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوندا! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے "اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۵۵)

(۱۸) رعایتی توسیع

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے دعوی سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ڈہائی سال کے اندر ضرور مرجائے گا۔ کافی مہلت تھی مگر نہ مرا۔ بالآخر مرزا صاحب نے رحم کھا کر اس کی زندگی میں بلا تعین وقت توسیع منظور کرالی۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جگہ خالی کردے اور خیر و خوبی سے مرزا صاحب کی موعودہ شادی ہو جائے (للمؤلف)۔

"لیکن اب بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق (یعنی مرزا صاحب) کا نام کاذب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے۔ اور حق ظاہر ہوگا۔ اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہو جائیں گے۔ کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے .. .. اے بدنظر تو اپنی نظرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو۔ لیکن عن قریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔

عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے۔ جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے۔ جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔ لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا۔ یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اُسی وقت شایع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تاہم فی الحال تاخیر کی اُمید بہتر ہے ؎

بس ہجوم نا امیدی خاک میں مل جائیگی
نہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے (للمؤلف)

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) خاندانی ورثہ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو آرزو مرزا صاحب دنیا سے ساتھ لے گئے ان کے مخلص اس آرزو سے دست بردار ہو جاتے چنانچہ مرزا صاحب کے رفیق مخلص اور جانشین صادق حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان نے مردہ امید میں پھر جان ڈال دی۔ مرزا صاحب نے بھی اس جدت طرازی کی ضرور داد دی ہوگی چنانچہ غور فرمائیے :۔

((اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد اور مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں۔ تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات۔ (دیکھو نکی

اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب انعامی چار ہزار روپیہ۔
مورخہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۸۱)

(۲۰) کسی کی یاد

جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی۔ اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی.. .. تو اس کے بعد اس عاجز (مرزا صاحب) کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اسکے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت میں بھی قریب الموت مجھے الہام ہوا۔ الحق من ربك فلا تكن من الممترين۔ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔ اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالے نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیۃ ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لئے اُن کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نومید کر دیا۔ تو نومید مت ہو۔

(ازالہ اوہام ص۳۹۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۱) آخری مایوسی

کوئی اُمید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

پوری ہو جاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر بخوبی ہو چکی تھی۔ اور خود مرزا صاحب نے اس کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید براں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا۔ قدیم بیوی کو طلاق ملی۔ جوان لڑکے عاق ہوئے گھر کنبے میں نفاق پڑا۔ علالت میں حالت مرگ تک نوبت پہنچی تو بھی پیشگوئی دل سے جدا نہ ہو سکی۔ لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی ؎

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

(للمؤلف)

(۲۴) پھجے دی ماں

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی (غالباً مرزا صاحب کے معتقد نہ ہونگے للمؤلف) اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھی۔ اس سے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی (بہرحال دو لڑکے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب تو اسی بیوی سے پیدا ہوئے۔ للمؤلف) ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔

لڑکیوں) کو حکم بنات نہیں مل سکتا اور کیا مرزا (صاحب) کی اولاد مرزا (صاحب) کی عصبہ نہیں ہیں نے تو بارہا عزیزم میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت (مرزا صاحب) کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔" (وہ عقیدت ہی کیا جس میں تزلزل آسکے ایسے عقیدت مند اور نکتہ رس مرید "تو قسمت ہی سے ملتے ہیں۔" لیکن واقعات کو کیا کیجئے ؎

ع کیا تجربات جہاں بات بنائے نہ بنے (للمؤلف)

(حکیم نورالدین صاحب قادیانی کا مضمون بعنوان وفات مسیح موعود
مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۷ نمبر ۶ و ۷ ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۶۹)

(۲۳) اقرار و معذرت

لیکن مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری کی عقیدت میں ایسی جسارت نہ تھی جو بات تھی بلا تامل مان لی "یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا" لیکن مولوی صاحب نے ساتھ ہی ایک معقول معذرت بھی شریک کردی کہ "ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیش گوئی لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا۔ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ یہ طریق انصاف اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶۔ جنوری ۱۹۲۱ء)

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں مضائقہ نہیں مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ سب پیشگوئیاں اپنی قوت اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں۔ یہ شادی کی پیشگوئی بہر صورت

اس پر بہت سے لوگوں کی شادیں ثبت کرائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبد اللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کر لیا گیا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت (مرزا) صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا۔ اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۷) اولاد

۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہو گئے تھے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ ص ۳۵ منقول از منظور الٰہی ص ۳۴۳ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب "قادیانی لاہوری)

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچے ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہو گئے تھے۔ اور ہماری والدہ صاحبہ سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

	نام	ولادت	وفات
(۱)	عصمت	سنہ ۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۹۱ء
(۲)	بشیر احمد	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء
(۳)	مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی	سنہ ۱۸۸۹ء	×
(۴)	شوکت	سنہ ۱۸۹۱ء	سنہ ۱۸۹۲ء
(۵)	خاکسار مرزا بشیر احمد	سنہ ۱۸۹۳ء	×

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کرکے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ اُن کے ساتھ رہی۔ تب حضرت صاحب نے اُن کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء کو شایع کیا تھا اور جس کی سُرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۵) دوسری بیوی

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہان بیگم ہے۔ اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپے مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد دہلوی کے خاندان سے ہیں۔ اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۶) مہر

خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت (مرزا) صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا۔ اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروائے

کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جب کہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ کشفی طور پر چار پھل دئیے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان دنوں میں اتفاقاً شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجگی اور بے عزتی ہے۔ اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت ارشاد ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورۃ و صاحب سیرۃ لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے وہ بہ رعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جانے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اب تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادۂ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ واللہ یفعل ما یشاء وھو علی کل شیء قدیر۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان ۸ رجون ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مؤلفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے

(۶)	مرزا شریف احمد	سنہ ۱۸۹۵ء	×
(۷)	مبارکہ بیگم	سنہ ۱۸۹۷ء	×
(۸)	مبارک احمد	سنہ ۱۸۹۹ء	سنہ ۱۹۰۷ء
(۹)	امۃ النصیر	سنہ ۱۹۰۳ء	سنہ ۱۹۰۳ء
(۱۰)	امۃ الحفیظ بیگم	سنہ ۱۹۰۴ء	

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۸) تیسری شادی کی آرزو

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‌‌........ جو عنایات خداوند کریم جلشانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم واما بنعمۃ ربک فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں ایک راز پیش گوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرۃ اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے تین ان میں سے توآم تھے مگر ایک پھل سبز رنگ کا بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ

اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی (اکیس برس بعد الہام یاد آیا اور بیوہ بھی کہ محمدی بیگم کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی۔ مگر مرزا صاحب کی وفات تک وہ سہاگن بنی رہی اور بیوہ نہ ہوئی للمؤلف)

(تریاق القلوب ص۳۴ حاشیہ اوّل مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب۔

جس کے معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔

(تریاق القلوب ص۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
تذکرہ ص۳۹ مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا صاحب)

نوٹ از مرتب تذکرہ:۔ یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین (مرزا صاحب کی بیوی نصرت جہان بیگم صاحبہ) کی ذات میں ہی پورا ہوا جو بکر آئیں اور ثیب رہ گئیں۔ (یہ تاویل قادیانی تاویلات کا اچھا نمونہ ہے۔ یعنی مرزا صاحب کی بیوی بیوہ ہو گئیں تو گویا مرزا صاحب کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور اس طرح پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مرزا صاحب کی اکثر پیشگوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور اسی طرح کی تاویلات قادیانی جماعت کا ایمانی سرمایہ ہیں للمؤلف)

(تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۳۸)

(۳۰) خواتین مبارکہ

پھر خدائے کریم جلّ شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے

تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع کارہ ہے اور ہر چند اوّل اوّل یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے .... والسلام

خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۰- جون ۱۸۹۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ مولفہ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی)

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے۔ یا ادم اسکن انت و زوجك الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنۃ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیوں کہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی .... اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اُسکے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ یہ تحریر جنوری ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ للمولف)

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۹) ایک کنواری ایک بیوہ (ج)

ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا .... اور اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکر و ثیب یعنی ایک کنواری

(۱۳) محک امتحان

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار
مورخہ ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ
رسالت جلد اول صفحہ ۱۱۸ مولفہ میر قاسم
علی صاحب قادیانی)

بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا الہام مورخہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۶۱ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

س عاجز نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالےٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار محک اخیار
واشرار مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۶ عیسوی مندرجہ تبلیغ
رسالت جلد اول ص ۹۹ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب
قادیانی)

واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو تو مندرجہ بالا الہام کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد طلاق مل گئی تھی اور دوسری بیوی جو آخر تک باقی رہی وہ اس اعلان کے وقت بھی موجود تھی۔ چنانچہ ۱۸۸۶ء میں پہلی لڑکی عصمت پیدا ہوئی مزید برآں مرزا صاحب نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ بھی شادی ہو جائے حتےٰ کہ پہلے سے اعلان کر دیا کہ اس سے آسمان پر نکاح ہو گیا۔ اور زمین پر بھی ضرور ہوگا۔ چنانچہ اس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے لیکن والئے قسمت کہ نکاح ہونا تھا نہ ہوا۔ پھر نہ معلوم اور کون "خواتین مبارکہ" تھیں جن کے ملنے کی اور جن سے نسل بڑھنے کی مرزا صاحب کو بشارت ملی تھی۔ اور نہ معلوم کس طرح ان سے نسل بڑھی۔ بظاہر تو صرف وہی ایک بیوی تھی جس سے بعد میں اولاد ہوتی رہی اور جو اعلان الہام کے وقت موجود تھی۔

(للمؤلف)

سب مجھے قرض دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ بطور قرضہ دیا۔

اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگرخانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور جیند اور واقف کاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کریں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) املاک۔ آمدنی اور خرچ

اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ و غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوگی عیسائیوں کو دے دوں گا۔

(اشتہار مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم صفحہ ۲۲ مجموعہ اشتہارات
مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا غلام احمد پراسال سات ہزار دو سو روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ایک سو ستاسی روپیہ آٹھ آنہ انکم ٹیکس قرار دیا گیا۔ اس کی عذرداری پر اس کا اپنا بیان خاص موقع قادیان میں جب کہ کمشنر بہ تقریب دورہ اس طرف گیا۔ لیا گیا۔ اور تیرہ کس گواہان کی شہادت قلمبند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے

فصل نویں ۹

معاملات

(۱) دہلی کی شادی

ستاسیواں ۸۷ نشان (نبوت) یہ پیش گوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر والنسب یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا۔ اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیش گوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیوں کر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیوں کر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکوں گا۔ تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎

ہرچہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم
وانچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا۔ ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہوری نے پانسو روپیہ

کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیوں کہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی - ۵ر مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا۔ اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہو گا۔ اس نے کہا میرا نام ہے۔ ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدائے تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا۔ چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ر مارچ ۱۹۰۵ء سے آخر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہو گا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

(حقیقۃ الوحی ص۳۳۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) رانی - درشنی

اس عاجز کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر مثل انسان نظر آجاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفر اللہ لہٗ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لیے رہ گئی۔

انہی دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اس سے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔ اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا

بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً بیاسی روپیہ دس آنے کی۔ زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ دوسو تین سو روپیہ چار سو روپیہ اور حد درجہ پانسو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تقریباً پانچ ہزار دوسو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کی ہوتی ہے۔ وہ پانچ مدوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا خرچ ہوتی ہے۔ اور اس کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔

مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔

(ریورٹ تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۹۸ء بمقدمہ عذرداری ٹیکس نمبری ۵۶/۴۶ ۱۸۹۸ء مندرجہ ضرورۃ الامام ص۴۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنی زندگی میں اپنے اہل و عیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے۔ جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے۔ یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام (مرزا صاحب) اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے۔ بس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمدنی سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے کیوں کہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہو سکتی۔

(اظہار حقیقت ص۱۳ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۱۳ء جس کو قادیانیوں کی انجمن اشاعت اسلام قادیان نے شائع کیا)

(۳) ٹیچی

نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ

معرفت آئیں گے۔ چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتمد بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔

اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیوں کہ میں آریوں کو اس پیش گوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس روپیہ آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس کی خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہو گئی۔ اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔ دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں میں نے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیوں کہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں۔ بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ ان آریوں میں سے ڈاک خانہ گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ در اصل بیس روپیہ آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا جس دن یہ الہام ہوا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لیے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا۔ اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی۔ اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بخت بیدار ہوں۔ اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے اس ستے یہ جواب دیا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔

(حیات النبی جلد اوّل ص۸۳ مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

(۵) منی آرڈر کی وحی

ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ "عبداللہ خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں"۔ اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں . . . اس الہام الٰہی کا ذکر کیا۔ اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا۔ تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندو بشن داس قوم کا برہمن۔ جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس کا امتحان کروں گا۔ اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ ان دنوں بھی قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔ وہ اسی وقت ڈاک خانہ میں گیا۔ اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خاں نام شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا۔ اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور بہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۶۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) ایک روپیہ کی شیرینی

خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست ویک روپیہ آنے والے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے۔ اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز ویر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی

میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد دعا خدائے تعالیٰ نے خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا۔

اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام کا تھا جو امرتسر میں وکیل تھا۔ اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اس کی طرف واپس بھیج دیا چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اس کے لئے کار آمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۱) ہاتھی کے سر پر تیل

ایک دوست نے آپ کے روبرو اپنا ایک خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے اس لئے یہ بھی اچھا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم صفحہ [illegible] مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۲) گھر کی بات

میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بہ باعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا۔ جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے گا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف

(۷) نام کے دام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عرب سوالی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ جہاں بھی جائے گا ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ عـ۱۰۳ مورخہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۵ء)

(۸) پچاس ہزار خواب و الہام

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

(حقیقۃ الوحی صـ۳۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹) ٹکس کا مقدمہ

بتیسواں نشان (نبوت) ٹکس کے مقدمہ میں پیش گوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی ان کو آمدنی ہے۔ ٹکس لگانا چاہیئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامراد رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (غالباً مرزا صاحب ٹکس سے بچ گئے۔ للمؤلف)

(حقیقۃ الوحی صـ۲۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) تلی ہوئی مچھلی

نوّے واں نشان (نبوت)۔ ایک قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ

اور نصف بعض دیگر شرکاء کو مل گئی۔

(نزول المسیح ص ۲۱۳ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۵) بیعت

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۵۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی صاحب)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ حضور نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کیلئے امور فرمایا تو آپ نے بیعت کیلئے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ ص ۸ مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقوٰے و طہارت" اور نام مع ولدیت و سکونت لکھے جاتے تھے۔ اول نمبر حضرت مولوی نور الدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوم میر عباس علی صاحب

اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آ گئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے۔ حالاں کہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا۔ اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۳) ریل کا سفر

اوائل میں حضرت (مرزا) صاحب انٹر کلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مستورات کو زنانہ تھرڈ کلاس میں بٹھا دیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کا یہ طریق تھا کہ زنانہ سواریوں کو خود ساتھ جا کر اپنے سامنے زنانہ گاڑی میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے ...... اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو کروا لیا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے مگر مختلف اسٹیشنوں پر اتر اتر کر وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۴) ریل کا الہام

ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا نصف ترا نصف عمالیق را۔ اور اس کے ساتھ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکاء میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکور مر گئی۔ اور اس کی نصف زمین ہمیں

اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے ۔ اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے ۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا ....
جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا جس پر سید احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے ۔ اسے رستہ دے دیا جائے میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں ۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں قرار دیا ہے چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا ۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۹۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء ۔ مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں ۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا ”جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا اگر کسی کا مرشد اب نہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقایق و معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے ۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے ۔“

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۶ نمبر ۳۰ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۳۳۱
مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۶) قادیانی مبالغے

خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی ۔

(رسالہ تحفۃ الندوہ ص۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی صاحب) ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنیوالے کو اندر بھیج دیں چنانچہ میں نے چودھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا۔ اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں سنہ ۱۹۰۰ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور (نے) .... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں ....

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا۔ اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا

(لاہوری جماعت) کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہوگا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور

مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۸ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

ہم چار لاکھ احمدی صفائے قلب کے ساتھ آپ (ہندوؤں) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہیں اگر آپ شرائط مندرجہ "پیغام" پر کاربند ہونے کو تیار ہیں۔

(خواجہ کمال الدین صاحب کا اعلان مورخہ ۱۵ رجون ۱۹۱۹ء مندرجہ پیغام صلح ص۲

(مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعویٰ ہے کہ میاں (محمود احمد خلیفہ قادیان) صاحب بیس ہزار مریدین کی فہرست کبھی نہیں دے سکتے کیوں کہ خواجہ صاحب کے نزدیک کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے معلوم نہیں خواجہ صاحب کو ایسے کون سے یقینی وجوہ ہاتھ آگئے ہیں کہ انہوں نے چار پانچ لاکھ کی جماعت کو اٹھارہ ہزار کی جماعت کہہ دیا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب کا یہ دعوےٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کے امام ہیں۔ قطعاً بے بنیاد ہے...... ہم تو صرف یہی دیکھیں گے کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا یہ کہ ۹۵ فی صدی جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنھوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کل دو فیصدی ہے کہاں تک صحیح ہے۔ یا کون سی بات ان میں سے سچی ہے اور کون سی جھوٹی...... کیوں کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کی قائم مقام نہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ ع۹۹ مورخہ ۲ ر فروری ۱۹۱۸ء)

مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی ۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤلف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود تھے ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مولوی

میں (مرزا غلام احمد قادیانی) حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۴۶ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نصیحت کرتا ہوں۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ کو برومند کیا چنانچہ ہزارہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۲۰ رمئی ۱۹۰۹ء کے بدر جلد ۸ نمبر ۳۰ میں ایک ایڈیٹوریل بعنوان "یاد ایام سلف نے ہائے کیا تڑپا دیا" چھپا ہے اس کے آخر میں یہ سطور ہیں۔

"(اے مسیح موعود) تیری ہمت تیرا استقلال تیرا عزم اس سے ظاہر ہے کہ اور نبیوں کے لئے تو صرف یہ بات منوانے کی ہوتی تھی کہ میں نبی ہوں مگر تیرے لئے دو مشکلیں تھیں اول یہ کہ کوئی نبی آسکتا ہے۔ دوم یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار لاکھ انسان کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی۔"

کیا اس عبارت کو پڑھ کر ذرا بھی شبہ اس بات میں رہ سکتا ہے کہ ۱۹۰۹ء میں چار لاکھ کی جماعت حضرت مرزا غلام (احمد) مسیح موعود کو نبی مانتی تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۷ مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء)

جماعت کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں چار یا پانچ لاکھ کی جماعت ہے غیر مبایعین

قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی فرضی تعداد زیادہ سے زیادہ پچھتر ہزار قرار پاتی ہے کیا مضائقہ ہے پچھتر لاکھ اور پچھتر ہزار میں صرف دو نقطوں کا فرق ہے۔ کچھ زیادہ فرق نہیں ہے خود مرزا صاحب بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ عدد پورا ہو گیا" (حساب کا کیسا سچا اصول ہے) (للمؤلف)

(۱۷) مرزا صاحب کے مرید

اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں جو ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیل دار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف اے بی۔ اے اور ایم۔ اے اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے۔ یا رئیس اور جاگیردار اور تعلقدار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔

(کتاب البریہ ص۱۵ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گذاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدرآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیوں کر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے

مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی۔ حال ہی میں عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس حساب سے بقول عبدالرحیم صاحب گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔

(رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) جلد ۵ نمبر ۱۰)

لیکن سرکاری مردم شماری کا خدا بھلا کرے کہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور بالآخر لاچار ہو کر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو اصلی تعداد تسلیم کرنی پڑی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد (۱۴۰۰) تھی اس وقت سرکاری مردم شماری کی رو سے پنجاب کے احمدیوں کی تعداد ۵۶ ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ۴۰۰۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۶ مورخہ ۵ اگست ۱۹۳۴ء)

ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے (بلاشبہ غلط ہے سرکاری رپورٹ سنہ ۱۹۳۱ء میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح میاں محمود احمد صاحب کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی مؤلف) ...... مگر فرض کر لو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار فرد رہتے ہیں تب بھی یہ پچھتر چھہتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۱ نمبر ۱۵۲ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۴ء)

گویا پچاس سال کی سعی اور تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود خلیفہ صاحب

علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

(لوح الہدیٰ ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) گورداسپور میں مقدمہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چوں کہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء ص۵ جلد ۱۱)

(۲۰) فتوےٰ

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوےٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا پھر وہ مر گئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے (اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی۔ ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہو سکتا تھا۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۴۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی۔)

آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیوں کر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں۔ اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شایع کی گئیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ عالیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(تحفہ قیصریہ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۸) فرمان واجب الاذعان

یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے میرا ان ہی سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خدائے تعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں سو ہر شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ اس اشتہار کے شایع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے لئے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا ماہواری چندہ اس سلسلہ کی امداد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا تو سلسلۂ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کرکے تین ماہ چندے کے بھیجنے سے لاپروائی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام

فصل نوم

تعداد پہنچتی ہے۔ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(مرزا صاحب نے ۱۸۸۰ء سے علمی اور مذہبی زندگی شروع کی جب کہ براہین احمدیہ کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ گویا کل (۲۷) سال یہ شغلہ رہا۔ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی تحریک نے بتدریج ترقی شروع کی۔ ابتدا میں چند سال کام ہلکا رہا بعد کو فروغ ہوا۔ تاہم اگر کل ۲۷ سال مساوی مان لئے جائیں تو بھی مرزا صاحب کے بیان کے مطابق خطوں اور مہمانوں کا روزانہ اوسط بلا ناغہ ایک ہزار پڑتا ہے اور اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں کا روزانہ اوسط کئی ہزار پڑنا چاہیئے خوب حساب ہے۔ مؤلف)

(۲۲) تحصیل و تشفی

محب بکرنگ مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اللہ رکھا سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانسو روپیہ مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان للّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے آمین ثم آمین۔ یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کی ان خدمات کا وہ بہ رحمت پاداشں بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو۔ اور اپنی محبت میں ترقیات عطا فرمائے۔ محض اللہ کے لئے اس پر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے آگے بڑھانا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ القدیر آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں۔

کچھ تھوڑے دن ہوئے کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یکدفعہ گیا

(۲۱) مرزا صاحب کے فتوحات

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر   کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی   میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسے رجوع جہاں ہوا   اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

(درثمین اردو ص۵۰ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیش گوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدائے تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ ہو۔

اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالاں کہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۱ – ۲۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تیسری پیش گوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اس کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے مجمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس

تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ بھجوائے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار پر مسجد کی نہایت خوش خط یہ الہام لکھ کر چسپاں کر دیا۔ اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہو گا۔ اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسی کامیابی ہو گی یا ایسی مسرت ظہور میں آئے گی۔ لیکن چوں کہ میرا دل آں مکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔

دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے ...... میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جاوے اور جس طرح شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے۔ اسی طرح میں ہر طرح سے دعا میں روحانی حیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ القدیر والموفق میں اس بات کو اسی قادر کے فضل و کرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۸۹۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آں مکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا میں آپ کے اس صدق و اخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ یہی عملی حالت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے چوں کہ مجھے اپنے سلسلہ طبع تک میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اور مجھے اس سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں بوجہ نہ میسر آنے مالی سرمایہ کے طبع

دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے پھر ساتھ الہام ہوا۔ انی مرسل الیکم ھدیۃ۔ کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہو گئی۔ الحمد للہ یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی .... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی محبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محب مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ سے راضی ہے۔ اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارے میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمد للہ .... والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!۔

عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قوی نشانی ہے۔ میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتے ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا غثم لہ۔ دفع الیہ من مالہ دفعۃ۔ اس میں تفہیم یہ ہوئی

فصل نویں

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ آں کرم اور نیز مبلغ ایک سو روپیہ مجھ کو پہنچا جزاکم اللہ خیر الجزاء میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف و خطر کا ذکر ہوتا ہے پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے جب اللہ جل شانہٗ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کریمانہ جو میرے پر ہیں بلا توقف یاد آجاتی ہیں تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں عجب جوش تضرع اور دعا ہے اگر غیبی مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید تھی کہ اس قدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہرحال میں آپ کی بلاؤں کی دفع کے لئے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے خداداد قوت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق و یقین کے ہتھیاروں سے اور عقد ہمت کی پیش قدمی سے اسی میدان میں خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں۔ ۔۔۔۔۔

میں پہلے اس کی اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک فوجداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہو گیا ہے ۔۔۔۔۔۔ میں نے اول خیال کیا تھا کہ شاید آں کرم کی تحریک سے مدراس میں کسی قدر چندہ ہو۔ مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہو کر جاں نثار مرید نہ ہو تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے۔ دلوں کا خدا کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جاں نثار جواں مردوں میں ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنیٰ ہیں۔ آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

کتب دینیہ سے مجبور رہ جاؤں۔ اس لئے میں ایک یہی حکمت عملی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک عمدہ کامیابی امور تجارت میں آپ کو میسر آوے تو آپ یک مشت نذر اس کارخانہ کے لئے ارسال فرما دیں کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس صدق و اخلاص پر نظر کرکے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادت ہو اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جاوے۔ کیونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا آگے کو بند ہو جاوے۔ آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لئے توجہ ہے یہ ایک دلی خواہش ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور بیقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جائے گا۔ کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خدا تعالیٰ فوق العادت کے طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے میں تو جانتا ہوں آپ نہایت خوش نصیب ہیں آپ کی دنیا بھی اچھی ہے اور آخرت بھی۔ کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار تباہی میں آجائے تب میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۱؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء آمین!

جس قدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے لفظ لکھتا ہے۔ یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے۔ بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی …… باقی خیریت ہے والسلام۔ مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا میری طرف سے دعا اور شکران کو پہنچا دینا۔

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲؍ نومبر ۱۸۹۸ء

جائے ...... سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصباب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں ؎

ز کار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آب چشمۂ حیواں درون تاریکی ست

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد ۲۲ر مئی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۴ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے گم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ جو بگاڑتا ہے وہی بنانے پر قادر ہے۔ پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں تخت پر بٹھا دیتا ہے ...... اور وہ کریم و رحیم ہے ان لوگوں کو ضایع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ر جولائی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۳۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،۔

عنایت نامہ پہنچا۔ غم و اندوہ کی کثرت اور بار گراں قرضہ ایسی حالت میں جب کہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو بہت آزار دہ چیز ہے۔ لیکن اگر دوسرے پہلو میں کہ خداداری چہ غم داری سوچا جائے تو ایسے غم کہ بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شعبہ ثابت ہوں گے یعنی قادر حقیقی کے عجائب در عجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا جو ہونا چاہیے یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزارہا امیدوں کے سلسلہ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت پہنچا مجھ کو سخت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات کے اس کامل دعا کا موقع نہیں ملا جو اکثر کرشمۂ قدرت دکھلاتی ہے۔ میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو بےچین کر دیتی ہے۔ وہ اس کے لئے کامل طور پر پیدا نہ ہوئی آپ کے عنایت نامجات جو حال میں آئے تھے یہ فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ اب کسی قدر آرام ہے۔ اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور درد و غم تو بہت ہے۔ نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گذرا ہو گا لیکن خداوند کریم ورحیم کی اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی ...... باقی خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۶ر ستمبر ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر اول ص۲۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم و قدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں .... میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو

کہ نمونۂ قیامت ہے۔ گرمی کے ایام میں بھی زور چلا جاتا ہے میں آپ کے لئے برابر دعا کر رہا ہوں خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخر کار یہ پریشانی دور کرے گا۔ مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے۔ خدا حافظ ہو چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے۔ انشاء اللہ القدیر شفا ہو جائے گی۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۲۰ مئی ۱۹۰۳ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص۲۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۳) خانگی زندگی

اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے کڑیانوالے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خاں صاحب تحصیل دار کے ٹانگہ پر ہم تینوں سوار تھے کوچبان اور جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب آگے تھے میں (یعنی سید سرور شاہ صاحب) اور جناب (یعنی مولوی محمد علی صاحب) پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں سے طے ہوا کرتا ہے۔ اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ میں اسے پیش کرتا ہوں۔ آپ اس کا جواب دیں۔ سوال شروع کیا۔ صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ:۔

پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کرکے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں۔ وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر پر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو

کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے۔ اس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفلی تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں۔۔۔۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔ خدا آپ کا حافظ ہو زیادہ خیریت۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ ۱۳ر اگست سنہ ۱۹۰۲ء

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم رہیں کیونکہ جو آپ کے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضایع نہیں جائے گی ضرور ہے کہ اوّل یہ ابتلاء انتہا تک پہنچ جائے۔ عسر کے ساتھ یسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی۔ ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امید کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے۔ میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لئے مشغول ہوں مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے اس لئے میں خط لکھنے سے اکثر مجبور و معذور رہتا ہوں اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں۔۔۔۔۔۔ خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے۔ صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا خدا ابتلاء کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے۔ مگر صابر اور وفادار کو پھر محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

(مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۳ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدت ہوئی آں مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا نہایت تردد اور تفکر ہے خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے

(۲۵) لنگر کا قصّہ

پھر جناب کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو) یاد ہوگا کہ جب میں نے (یعنی مولوی سرورشاہ صاحب قادیانی نے) جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے۔ کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جائے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔ اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو (یعنی مولوی محمد علی صاحب کو) یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جائے اور آپ کو نقصان پہنچے۔

(کشف الاختلاف ص۱۵ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ اور یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ کی (یعنی مولوی محمد علی صاحب کی) طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب۔ اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت (مرزا) صاحب ہمارے سپرد کر دیں ... . پس آپ نے کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز پیش نہ کروں گا تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ میں کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہیئے۔ اور یہ کیسے غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے۔ اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں

عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالاں کہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پا
جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اعزاض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے اور آئندہ ہم ہرگز تمہا
دھوکہ میں نہ آویں گی بلکہ اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔

اس پر خواجہ (کمال الدین) صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو پھر تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا کیوں کہ میں خود واقف ہوں۔ اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا ...... ان اعتراضات کے باعث مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ غضب خدا نازل ہو رہا ہے۔ اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا۔ اور بار بار جناب الٰہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولا کریم! میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہو جاتا مگر مجبور ہوں پس تیرا غضب جو نازل ہو رہا ہے اس سے مجھے بچانا

(کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۴) بڑا اعتراض

سب سے بڑا اعتراض جو اس نے (ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب نے) مسیح موعود (مرزا صاحب) پر کیا۔ وہ مال کے متعلق تھا کہ لوگوں سے روپیے لیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں چنانچہ اس نے اپنی کتب میں بہت جگہ یہی واویلا کیا ہے جیسا کہ الذکر الحکیم نمبر ۴ کے صفحہ ۳ و ۵ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۵ و ۴۰ و ۴۳ و ۸۳ و ۸۴ و ۸ وغیرہ میں ذکر ہے کہ اپنی کتابوں کے شائع کرنے کے لئے چندے جمع کر لیتے ہیں اور جس طرح ہو سکتا ہے مکر و فریب کر کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں اور اسے جس طرح چاہتے ہیں جا و بیجا صرف کرتے ہیں کوئی حساب نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۸ مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء)

ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء

منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۲۷) مالی مناقشے

باقی آپ سے (یعنی مولوی حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفۂ اول سے) میں (یعنی میاں محمود احمد صاحب ابن مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتلاء اگر حضرت (مرزا) صاحب زندہ رہتے تو ان کے عہد میں بھی آتا۔ کیونکہ یہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ حضرت (مرزا) صاحب سے حساب لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات ہوئی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے۔ کہا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہے ان کو ایسا نہ کرنا چاہیئے تھا۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی (صاحب) کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی (صاحب) نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آکر آپ نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق۔ اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے

پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقع پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا۔ مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت (مرزا) صاحب آپ تو خوب عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو جس کا جواب مولوی محمد علی (صاحب) نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہو سکتا مگر بشریت ہے۔ کیا ضرور کہ ہم نبی کی بشریت کی پیروی کریں۔

اور روپیہ کی کمی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرا سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آیندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں میں ضرور پیش کروں گا اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کرونگا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کے لئے کہتا ہوں۔ بات تو میں نہیں کراتا۔ بات تو میں خود کرونگا۔

غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ ہی میں مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔

(کشف الاختلاف ص۱۳ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۶) اسراف کا طعنہ (ج)

جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا۔ جو صدق و اخلاص رکھتی ہو گی (گویا اسراف کا طعنہ نہ دے گی للمؤلف) جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے .... یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لئے مجبور نہیں کرتا جس کا ایمان ہنوز ناتمام ہے مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے تمام کاروبار خواہ اس کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ان پر ایمان لاتے اور

(حقیقت اختلاف ص۴۵ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(۲۸) مجوزہ بیت المال

دوسرا مطالبہ جو دراصل پہلے ہی مطالبہ پر مبنی ہے میں یہ کرتا ہوں کہ جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا ۱/۵ سے ۱/۳ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے۔ اس کی صورت یہ ہو کہ جس قدر وہ مختلف چندوں میں دیتے ہیں یا دوسرے ثواب کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ یا دارالانوار کمیٹی کا حصہ یا حصے انھوں نے لئے ہیں (اخبارات وغیرہ کی قیمتوں کے علاوہ) وہ سب رقم اس حصہ میں سے کاٹ لیں۔ اور باقی رقم اس تحریک کی امانت میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس جمع کرا دیں۔ مثلاً ایک شخص کی پانچ سو روپیہ آمدنی ہو اور وہ موصی بھی ہے۔ اور دارالانوار کا ایک حصہ بھی اس نے لیا ہوا ہے۔ وہ دس بارہ روپیہ ماہوار اور ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے۔ اس شخص نے ۱/۵ دینے کا عہد کر لیا اور یہ سو روپیہ کی رقم ہوئی۔ وصیت ایسے شخص کی پچاس ہوئی (بہشتی مقبرہ کے واسطے) دارالانوار کمیٹی کے ۲۵ ہوئے۔ چندہ کشمیر اور دوسرے کار ہائے ثواب مثلاً بارہ روپیہ ہوئے۔ یہ کل رقم ۸۷ ہوئی۔ باقی تیرہ روپیہ ماہوار اس شخص کو انجمن میں اس تحریک کی امانت میں جمع کراتے رہنے چاہئیں۔

اس مطالبے کے ماتحت جو آنا چاہے۔ اسے چاہئے کہ جلد سے جلد مجھے اطلاع دے .... مقررہ تین سال کے بعد جتنی رقم جمع ہو گی وہ یا تو نقد یا رقم کے برابر جائداد کی صورت میں اسے واپس دے دی جائے گی ...... جو کمیٹی میں اس رقم کی حفاظت کے لئے مقرر کروں گا۔ اس کا فرض ہوگا کہ ہر شخص پر ثابت کر دے کہ اگر کسی کی جائداد کی صورت میں روپیہ واپس کیا جا رہا ہے۔ تو وہ جائداد فی الواقع اس رقم میں خریدی گئی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

میرا ان باتوں کے لکھنے سے یہ مطلب تھا کہ یہ ابھی بات شروع نہیں ہوئی بلکہ حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے وہ (یعنی مرزا صاحب) لنگر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان کے (یعنی خواجہ صاحب وغیرہ کے) حوالے کر دیا اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو باقی رہا ان کا تقوی وہ تو ان کے لیوں اور رجبٹوں سے بہت کچھ ظاہر ہو سکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں وہ کام روزمرہ خود کرتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب کا خط بنام مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ حقیقت اختلاف ص۵۰ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

اس خط کے آخری فقرہ سے میاں صاحب کی گھبراہٹ جو ان کو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ سب کچھ انجمن کے ہاتھ میں چلا گیا ہے اور جا رہا ہے کس قدر عیاں ہے حضرت مولوی (نورالدین) صاحب مرحوم کا بھی اسے بڑا قصور قرار دیا گیا ہے کہ انھوں نے لنگر کا چندہ بھی انجمن کے حوالہ کر دیا اور اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور سب کچھ چھینو .... مگر یہ سب کچھ چھین کر ہم کہاں لے جا رہے ہیں کیا اپنی جائداد بڑھا رہے تھے یا قوم پر ہی صرف کر رہے تھے ...... ہاں میاں (محمود احمد) صاحب کی ذاتی جائداد بیشک بہت بڑھ گئی ہے اور مریدوں کے بھی مکانات بن گئے ہیں۔

(حقیقت اختلاف ص۲۷ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

میں (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری) اس سے انکار نہیں کرتا کہ میاں (محمود احمد) صاحب نے چند مقامات پر مبلغین بھیجنے کا اچھا کام کیا ہے مگر حق تو یہ ہے کہ اس راہ میں بھی سابق وہی شخص ہے جسے میاں صاحب منافق کہہ رہے اور میں اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سالانہ جلسہ پر بہت سے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ قادیان میں بہت سے احمدیوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور مکانات بنائے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سلسلہ پیری مریدی میں میاں صاحب نے نمایاں ترقی کی ہے اور نذر و نیاز کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہے اور جناب میاں صاحب کی ذاتی جائداد بھی بہت بڑھ گئی ہے۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(منصب خلافت ص۳۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳۰) معاملہ کی بات

قادیان میں آراضی خریدنے کے خواہشمند احباب مطلع رہیں کہ ہمارے انتظام میں ہر وقت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین موجود رہتی ہے۔ تفصیلات بذریعہ خط و کتابت معلوم کی جاویں۔

خاکسار (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۲ء)

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات آراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہش مند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء جلد ۲۳ نمبر ۸۸ و ۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء جلد ۲۳ نمبر ۱۰۹)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقع دارالانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال کچھ رقبہ مملوکہ مرزا عزیز احمد صاحب و مرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے۔ جس کے فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے مجھے اختیار دیا گیا ہے ...... نہایت باموقع اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے قیمت یک مشت وصول کی جائے گی۔ فقط

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۱ جلد ۲۲ مورخہ ۷ اگست ۱۹۳۴ء)

(۲۹) تحریص و ترغیب

ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں۔ روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے۔ بگھیاں۔ ٹم ٹم۔ فٹن۔ پالکیاں۔ گھوڑے۔ شکرمیں۔ پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ ع ۵۵ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء)

جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا۔ اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔

(تریاق القلوب ص۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیہ نفوس کا ہے جو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے ہر حرف اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا۔ یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔ . . . . قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے (انہ اوی القریۃ) فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے تھے۔

رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔

ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر قسم کی رحمت اسی قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔

آگے چل کر اس میں داخل ہونے کی شرائط بیان فرمائی گئی ہیں اور ان شرائط کے بعد یہ اضافہ فرمایا ہے۔

میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۵۴ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں ...... چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ ..... اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں .... پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لئے چندہ داخل کرے دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو

(۳۱) بہشتی مقبرہ (م)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے فرمایا کہ نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

(مکاشفات ص۳۳ مؤلفہ بابو منظور الٰہی صاحب قادیانی)

صبح کو نماز کے لئے اٹھنے سے کوئی ۲۰۔ ۲۵ منٹ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جائیں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۴۹۶-۴۹۷ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

فاوحی الیّ ربی واشار الی ارض وقال انھا ارض تحتھا الجنۃ فمن دفن فیھا دخل الجنۃ وانہ من الامنین۔

ترجمہ۔ تو خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے پس جو شخص اس میں دفن کیا گیا وہ جنت میں داخل ہوا اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(الاستفتاء عربی ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا کل مقابر الارض لاتقابل ھذہ الارض۔ (روئے زمین کی تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں)۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مکاشفات ص۵۹ مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقبرہ بہشتی کے متعلق حسب ذیل ارشادات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱/۱۰ حصہ مال کا رکھا ہے ۔

(منہاج الطالبین مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص۱۷)

(۳۲) لوگ ترستے مر گئے (ج)

مقبرہ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انسٹی ٹیوشن یعنی محکمہ ہے جس کی اہمیت ہر دوسرے محکمہ سے بڑھ کر ہے ۔ یہ وہ نعمت ہے جس کو آدم کے وقت سے اسوقت تک کے لوگ ترستے مر گئے ۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اول کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لئے چھ ہزار سال کے بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لئے کھولا ہے ۔ اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مقربوں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ ہی کھل گیا ہے صرف ذرا کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۳۳) ابوبکر کے ہمپلہ

آج تمہارے لئے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہوگے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے ۔

(اشتہار بہشتی مقبرہ کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۹ مورخہ ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے ... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں .....

اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں .... ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ ....

اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جا سکے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے۔

میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

(الوصیت ص ۱۶ تا ۲۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے متعلق واضح کر دیا جاتا ہے کہ ایسے موصیوں کی دوبارہ وصایا نہیں لی جائیں گی۔ جو بقایا کی وجہ سے منسوخ کرائیں گے۔ سکریٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۵۸ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۳۵) عملی مثال گھناؤنی اور شرمناک (ج)

اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ ایک ایسے قادیانی احمدی کو جس پر بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی تھیں غلطی سے اس میں دفن کر دیا گیا۔ اور بعد میں غلطی معلوم ہونے پر اس کی نعش اکھاڑ کر کسی دوسرے قبرستان میں دفن کی گئی۔ تو یہ عملی مثال احرار کے فعل شنیع سے جس پر کہ [illegible] میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا۔ (المؤلف) بڑھ کر گھناؤنی اور شرمناک ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار [illegible] مورخہ ۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(۳۶) [illegible] بہشتی [illegible] سے خارج

ایک غیر مبائع (لاہوری [illegible]) صاحب نے سوال کیا کہ آیا وہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا کہ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہمارا کام ظاہر کو دیکھنا ہے حضرت مسیح موعود نے شرط لگائی ہے کہ وصیت کنندہ ظاہری عیوب سے پاک ہو اور ہمارے نزدیک بیعت سے باہر رہنا گناہ ہے۔ اس لئے غیر مبائع (لاہوری قادیانی) مقبرہ میں نہیں دفن ہو سکتا۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۹)

(۳۴) وصیّتوں کے قصّے (ج)

بقایا داران حصہ آمد کے متعلق اخبار الفضل میں متواتر کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ یہ اعلان مساجد میں پڑھ کر سُنا دیا جائے مگر معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتوں کے عہدہ داروں نے ابھی تک ایسا نہیں کیا۔ اب مزید توجہ کے لئے مندرجہ ذیل اعلان کیا جاتا ہے کہ اس آواز کو ہر موصی تک پہنچا دیں۔

بموجب ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو موصی وصیّت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیّت ادا نہ کرے گا نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا اس کی وصیّت انجمن کارپردازان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور جس قدر روپیہ وہ وصیّت میں ادا کر چکا ہے اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جو احمدیت سے مرتد ہو جائے۔ اور جو وصیّتیں اس وقت تک ہو چکی ہیں۔ ان کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے کہ جو موصی وصیّت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک چندہ ادا نہیں کرتا اس کی وصیّت منسوخ کی جائے اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے خود اپنی وصیّت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔ (سکریٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۲ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء)

بقایا داران موصیانِ حصۂ آمد کے متعلق کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جن موصیانِ حصۂ آمد کا بقایا ادا نہ ہوگا یا ادائیگی بقایا کے متعلق نظارت ہذا سے انھوں نے مہلت حاصل نہ کرلی ہو۔ ان کے وصایا برائے منسوخی مجلس کارپرداز میں پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ بالا اعلانات کے بعد بعض موصیوں کی طرف سے خطوط آئے ہیں کہ ہماری وصایا منسوخ کر دی جائیں۔ ہم بعد میں دوبارہ وصیتیں کریں گے

طاعون کیوں نہیں آتی حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ انبیاء سے خود ہی عذاب طلب کیا کرتے تھے۔ کم بخت لوگ یہ نہیں کہتے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں نیکی کی ہدایت دے بلکہ الٹا طاعون ہی مانگتے ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۱۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پا جائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوگی لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے خود اشتہار دے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچائے گا اس لئے ہم کو چاہیئے کہ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں تاکہ دوسروں کے طعن اور خدا کے عذاب سے محفوظ رہیں۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۲۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مر جائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ طاعونی موت ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا ورنہ ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہو جاتی ہے اگر اس کے نفسانی جذبات اور خواہشات پر موت آ چکی ہوتی اور دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے علیحدہ ہو چکا ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ دوبارہ ہلاک کیا جاتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۵ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

قمیص تو ہم دے دیں گے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی قمیص انسان نہ پہنے کوئی دوسری چیز حفاظت نہیں کر سکتی۔ دیکھو میں جانتا ہوں کہ گو اللہ تعالیٰ نے بار بار وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اور میری جماعت کی اس ذلت کی موت سے محافظت فرمائے گا لیکن اس حفاظت کے وعدہ کے ساتھ تقویٰ ہی کی شرط ہے محض رسمی طور پر مسلمان کہلانا یا رسمی طور پر بیعت

(۳۷) طاعون کی دعاء

حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شایع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے۔ سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

(حقیقۃ الوحی ص۲۳۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۳۸) طاعون کا فلسفہ

براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں یہ الہام درج تھا "دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا" اس پر مجھے خیال آیا کہ اس وقت دنیا کہاں تھی اور ہمارا دعوے بھی نہ تھا لیکن اس الہام میں ایک پیش گوئی تھی۔ جو اس وقت طاعون پر صادق آ رہی ہے اور زور آور حملوں سے طاعون مراد ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۲۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ہوشیارپور اور جالندھر کے اضلاع میں ابھی چند واردا تیں طاعون کی ہوئی تھیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پیش گوئی کی تھی کہ یہ وبا پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پھیل جائے گی۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۲۴۵ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

اسی طرح سے طاعون سے محفوظ رہنے کا جو نشان مجھے دیا گیا ہے۔ میں اس سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بدوں ٹیکہ طاعون مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۳۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی۔ اب بھی کئی مخالف یہی کہتے ہیں کہ ان کو

عنایت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنے والا ہے۔ تو پھر قادیان میں چلے جائیں۔ بہرحال دس یا پندرہ جون تک انشاء اللہ میں اسی باغ میں ہوں۔ آپ تشریف لے آویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۵ء

(مکتوب ۹۲ مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ حصہ اول ص ۳۹ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۴ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زلازل کے متعلق کثرت سے الہامات ہوئے آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب اور احترام کرتے ہوئے باغ میں تشریف لے گئے۔ کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سُنی ہے حالاں کہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چوں کہ زلازل کے متعلق آپ کو الہامات ہو رہے تھے اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۳۳ء)

(۴۱) طاعونی جہاد

جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کی رو سے

کر لینا کسی کام نہیں آسکتا۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۱۹۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۳۹) ایمان واسباب

ایک مومن کا جس قدر ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر بڑھتا ہے۔ اسی قدر وہ اسباب پرستی پر بھروسہ کرنے سے دور ہوتا ہے اور یہ سچ بھی سچ۔ کیوں کہ جب انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر کامل ہو جاتا ہے تو اس کی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے اور اس کا سارا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۳۰۸ و ص۳۰۹ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال تھا خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جاکر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۵۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۰) باغ میں قیام

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بعد چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا۔ ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص[illegible] مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۴۴) طاعون کا مجرب علاج

چوں کہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے چوں کہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہو گا۔ نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرکے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

(کشتی نوح ص۷۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوگئے ہیں..... ہم ایسے متعصبوں کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیساکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۲) طاعون کی برکت

اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوی اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا....... پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۳۱ تا ۱۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۳) سلسلہ کی ترقی

چنانچہ اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی۔ ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی نہ طاعون کے دور دورہ سے قبل اور نہ اسکے

کی نہیں۔ اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے وہی کپڑے رہنے دو اور ہو سکے تو اس پر ایک سفید چادر ڈال دو اور چوں کہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں حسب ضرورت دو تین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اس کے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر ڈال کر میت کو لے جاویں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۷ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۵ء)

سوال:۔ اگر خدانخواستہ ہمارا کوئی احمدی بھائی پلیگ سے فوت ہو جائے تو اس کے نہلانے کے متعلق کیا حکم ہے۔ آیا حضرت (مرزا) صاحب کا پہلا فتویٰ یعنی نہ نہلانا ہی ہے یا نہلانا چاہیئے اور نیز اس کے کفن کے متعلق کیا حکم ہے اسے کفنانا چاہیئے یا نہیں۔

جواب:۔ اگر احتیاط سے نہلایا جائے یعنی نہلانے والا ہاتھ نہ لگائے اور ہاتھ پر کپڑا باندھ لے یا دستانہ پہن لے پھر فوراً گرم پانی اور صابن سے خود نہائے تو نہلانا اچھا ہے اور اگر یہ احتیاطیں نہ ہو سکیں یا میت کی حالت زیادہ خراب ہو تو نہ نہلانا بہتر ہے۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ اپریل ۱۹۲۲ء نمبر ۸ جلد ۹)

(۴۷) قادیانی تحریک اور طاعون (ج)

طاعون خدا کا ایک عذاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تائید کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اگر چہ ترقی احمدیت کی رفتار ترقی کو دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فی صدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے

(۴۵) طاعون کی تواضع

اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلاء دور ہو...... مگر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فنائیل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کو آتا ہے۔ ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دے دی جاوے گی۔ اور علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فنائیل بھیج دیں اور ڈس انفیکٹ کے لئے رس کپور اس قدر بھیج دیں جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ نواب محمد علی خاں صاحب مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم ص ۱۱۲، ۱۱۳)

اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور جود و احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثان کو تپ ہوگیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے..... آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہوگیا ہے........ میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہوگیا کہ یہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہوگئے (یہ قبل از مرگ واویلا للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لئے کچھ رس کپور اور کسی قدر فنائیل لے آویں اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ نواب محمد علی خاں صاحب مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۴ء مندرجہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص ۱۱۵)

(۴۶) قادیانی میت

جو خدانخواستہ اس بیماری سے مرجائے وہ شہید ہے اس کے واسطے ضرورت غسل

ہیں یس تم صداقت کے قالبوں میں ان کو ڈھال لو۔ یہ دن تبلیغ کے دن ہیں دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۷۰ مؤرخہ ۹ مارچ ۱۹۱۹ء)

(۴۸) مرزا صاحب کی مخصوص گالی (ج)

(ذریۃ البغایا)

"تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا الذین ختم الله علی قلوبهم فهم لا یقبلون"

(ترجمہ) ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میرے دعوی کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے)۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب نے مندرجہ بالا بیان میں ان لوگوں کو تو مسلمان قرار دیا ہے جو ان کو قبول کرتے ہیں اور ان کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان جو ایسا نہیں کرتے تو ان کو ذریۃ البغایا کا خطاب دیا ہے۔ چوں کہ عربی میں "ذریۃ البغایا" سخت گالی مانی جاتی ہے یعنی بدکار عورت کی اولاد۔ لہٰذا مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے قادیانی صاحبان بالعموم اس کی دو تاویلیں کرتے ہیں۔ اول یہ کہ ذریۃ البغایا کے معنی گمراہ یا ہدایت سے دور لوگ ہیں۔ دوم یہ کہ اس کے معنے جو کچھ بھی ہوں یہاں مخاطب غیر مسلم لوگ ہیں۔ آخری تاویل اس لحاظ سے پیش کی جا سکتی ہے کہ اپنے عقیدے میں قادیانی لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ رہی پہلی تاویل سو ذریۃ البغایا۔ اور بغایا۔ مرزا

ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پان پان سو۔ ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے تو چونکہ یہ احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے اور جب تک جماعت کی حفاظت نشان کے طور پر نہ ہو یہ نشان کامل تجلی کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ امتیازی طور پر ہماری جماعت کو اس مرض سے بچائے ......

موت تو ہر ایک انسان کو آنی ہے۔ لیکن چونکہ طاعون حضرت (مرزا) صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت آئی ہے اس لئے اگر کوئی احمدی اس میں مبتلا ہوتا ہے تو لوگوں کو ابتلاء آتا ہے کیونکہ یہ مرض غیروں کے لئے بطور عذاب کے ہے اگرچہ اس میں ہمارے بعض آدمیوں کا مبتلا ہونا کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھو صحابہ رضوان اللہ علیہم کے وقت میں تلوار کفار کے لئے بطور عذاب کے تھی مگر اس تلوار کی جنگ میں صحابہ بھی مارے جاتے تھے مگر ان کے لئے عذاب نہ تھی کیونکہ اس وقت تلوار سے مرنا دشمنوں کے لئے تباہی تھی۔ صحابہ کے لئے تباہی نہ تھی کیونکہ صحابہ مرنے سے کم نہیں ہوتے تھے بلکہ بڑھتے تھے اور دشمن مرتے تھے اور کم ہوتے چلے جاتے تھے۔

پس جب مرنے سے کوئی قوم بڑھ جائے وہ اس کے لئے عذاب نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی جو ناواقف لوگ ہوتے ہیں وہ ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں کہ جب یہ مرض بطور عذاب کے ہے تو احمدی کیوں مبتلا ہوتے ہیں ان لوگوں کو ابتلاء سے بچانے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو محفوظ رکھے۔

پس جماعت کے لوگوں کو دعاؤں کے ساتھ ہی اس نشان پر زور دینا چاہیئے تاکہ احمدیت خوب پھیلے۔ جانتے ہو اگر گرم لوہے پر چوٹ مارو تو اس کو جس شکل میں چاہو ڈھال لو لیکن ٹھنڈے لوہے پر کچھ اثر نہیں ہوا کرتا۔ اب تو چونکہ دل پگھلے ہوئے ہیں اس لئے احمدیت کے سانچے میں ڈھل جائیں گے۔ طاعون بھی خدا کی طرف سے ایک بھٹی بنائی گئی ہے جس میں دل پگھلائے جاتے

"اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشند پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند" صـ۹۰

(حجۃ النور مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اذیتنی خبثاً فلست بصادق   ان لم تمت بالخزی یا ابن بغایا

مرا بخباثت خود ایذا دہی پس من صادق نیم   اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری"

(انجام آتھم صـ۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"والتشوق الی رقص البغایا و تقبیلھن، معانقتھن ولعل ھذا انطاقھن۔

اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے لپٹانا اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند"

(خطبہ الہامیہ صـ۱۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کانھم وقفوا ابدانھم وقواھم علی البغایا وآثروا حبھن علی عصمۃ النفس والعرض والملۃ۔

گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور قوت کو بدکار عورتوں پر وقف کر رکھا ہے اور ان کی محبت کو جان اور آبرو اور مال اور ملت کے بچاؤ پر مقدم کرلیا ہے۔

(الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ صـ۷۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۹) مرزا صاحب کی خوش کلامی

اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے بچہ پر یہ خیال بھی کرلیں کہ شاید وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں اگر ہم نے وفات یافتہ لڑکے کی نسبت کوئی قطعی الدلالت الہام کسی اپنی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں۔ جھوٹ بولنا اور نجاست کھانا ایک

صاحب کے خاص الفاظ ہیں۔ جن کو وہ اکثر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے معنی بھی خود ہی لکھے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے بطور نمونہ درج ہیں۔ ان سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب ذریۃ البغایا اور بغایا سے اپنی تحریرات میں ہمیشہ کیا مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

”واعلم ان کل من ہو من ولد الحلال ولیس من ذریۃ البغایا ونسل الدجال فیفعل امرا من امرین“

”اور جاننا چاہئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔“

(نور الحق حصہ اول ص۱۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علیٰ ہذا مرزا صاحب ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”رقصت کرقص بغیۃ فی مجالس تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔“

(حجۃ اللہ عربی ص۸۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو۔

(۱) ”ویتزوجون البغایا“

”و در نکاح خود می آرند زنان بازاری را“ ص۸۶

(۲) ”فلا شک ان البغایا قد خربن بلادنا“

”پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک ما را خراب کردہ اند“ ص۸۵

(۳) ”ان البغایا حزب نجس فی الحقیقۃ“

”زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند“ ص۸۹

(۴) ”ان نساء داران کن بغایا فیکون رجالہا دیوثین دجالین“

(انوار الاسلام ص ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ایک شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ اس حرام زادے کو میرے سامنے لاؤ جو کہتا ہے کہ کتے کا جھوٹا کھانا جائز نہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ کسی کو حرام زادہ کہنے والے کو حد لگائی جائیگی۔ وہ شخص بازار میں کہہ رہا تھا کسی کو احساس نہ تھا۔ لوگ سنتے تھے اور روکتے نہ تھے۔ گویا یہ معمولی بات ہے جو ہونی چاہیئے۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ ص ۶۳ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۲۲ء)

(۵۱) مرزا صاحب کا عتاب

قادیان میں ایک بدگو مخالف آیا ہوا تھا جس نے حضرت کے خدام میں سے ایک کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ جو اس کے ساتھ گفتگو کرتے چلا گیا جب اس امر کی حضرت مسیح موعود کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ "ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہیں دینی چاہیئے۔ کہ اس کے ساتھ تم میں سے کوئی بات چیت کرے۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۲) اخراج

بیان کیا مجھ سے حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل ؓ کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی چرسی اور بدمعاش آدمی تھا۔ قادیان آیا۔ اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بد ارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب تک بھی پہنچی آپ نے حضرت خلیفہ اوّل کو کہلا بھیجا اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اول نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپیہ دے دوگے تو میں چلا جاؤں گا۔

برابر ہے تعجب کہ ان لوگوں کو نجاست خواری کا کیوں شوق ہوگیا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۲۹ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

سوچاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہوجائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوجائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص۱۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۰) حد لگانے کا فتویٰ

اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔ ...... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔

خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے بس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔

(خاتمہ حقیقۃ المعرفت صفحہ ۱۰۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۴) عدالت کی ہدایت

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری۔ اگست ۱۸۹۷ء میں خوب زور شور سے فوجداری مقدمہ چلا۔ اس کی مکمل مسل مرزا صاحب کی تالیف کتاب البریہ میں درج ہے۔ اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا۔ کافی عبرت آموز ہے چنانچہ آخری حصہ جو کل فیصلہ کا خلاصہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”یہ ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئیاں ڈیلفک (Delphic) الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں۔ اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں۔ مرزا صاحب کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ اور۔ اس صورت میں اس امر کا ثابت کرنا ناممکن ہے کہ ڈاکٹر کلارک کے معنی ٹھیک ہوں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ انھوں نے ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے ہم منجملہ اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے جس سے مرزا صاحب کے بیان کی تردید ہوتی ہو۔

جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے۔ یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انھوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دئے ہیں۔ با ضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے

حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ جتنے روپیہ وہ مانگتا تھا۔ اس وقت اتنے روپیہ حضرت خلیفہ اول کے پاس نہ تھے اس لئے آپؓ کچھ کم دیتے تھے اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہو گئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اول کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں یا خود بھی چلے جاویں حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اسے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفہ اول کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی بھتیجا تھا اور اس کا نام عبد الرحمٰن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا شاید سخت مخالف ہو۔ للمؤلف) اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنۂ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہو (کوئی گھبراہٹ معلوم ہوتا ہے۔ للمؤلف)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۵۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵۳) بدمزاجی کا فیصلہ

اول قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔

(ضرورۃ الامام ص ۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۶۲)

(۵۶) صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت

بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیش گوئیاں کرنے سے منع کردیا ہے خاص کر ڈرانے والی پیش گوئیوں اور عذاب کی پیش گوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیش گوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیش گوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔

(کتاب البریہ اشتہار ص۹ حاشیہ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے لیکن نہ اپنی طرف سے۔ بلکہ اس وقت اور اس حالت میں جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مسل کی گئی ہیں مگر چوں کہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیش گوئیوں کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آئندہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی ایسی درخواست پر انذاری (ڈراؤنی) پیش گوئی کی جائے۔ بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیش گوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے نہ پیش کرے۔

(کتاب البریہ اشتہار ص۸ مورخہ ۲۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔

جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انھیں متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ ترمیانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی زد سے بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اس کی زد کے اندر آجاتے ہیں۔

دستخط: ایم۔ ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳؍ اگست ۱۸۹۷ء

(ترجمہ انگریزی مندرجہ کتاب البریہ ص۲۰۲ مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۵) مرزا صاحب کا عہد

میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۳۰؍ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۱۶۶)

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے چوں کہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتا کر شایع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ ۱ تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

العبد گواہ شد

مرزا غلام احمد بقلم خود خواجہ کمال الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

دستخط: جے ایم ڈوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔

(تریاق القلوب ص۱۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵۸) اقرار نامہ کا نتیجہ

اس (مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۳ء) میں جو حضرت مسیح موعود کے اس اقرار نامہ پر ریمارک ہوا ہے جو آپ نے گورنمنٹ سے انذاری پیشگوئیاں نہ کرنے کے متعلق کیا تھا تو .... غرض صرف اتنی تھی کہ میاں (محمود احمد) صاحب جو آپ کو نبی بناتے ہیں تو منجملہ اور دلائل قاطعہ کے آپ کا یہ اقرار نامہ کو کر دینا بھی اس کے قطعاً خلاف ہے۔ کیوں کہ نبی مکلف ہوتا ہے کہ جو کچھ اس پر نازل ہو اسے سب کو سنائے بحکم یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک۔ ۱۸۹۹ء میں آپ کو (مرزا صاحب کو) مولوی محمد حسین (صاحب)

میں نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ منقول از منظور الٰہی ص ۲۴۲ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۷) عدالتی اقرار نامہ

اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بمقدمہ فوجداری۔ اجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مرجوعہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۱/۳ سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم۔ الزام زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:۔

(۱) میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

فصل دسویں

سیاسیات۔ دورِ اول

(۱) اپنا تعارف

چوں کہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام میرزا غلام مرتضیٰ قادیان ضلع گورداس پور پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدر آباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کر لیں۔

اور یہ مولف تاج عزت جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلےٰ افسروں اور معزز حکام کے بادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

(کشف الغطاء ابتداء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔

(کشف الغطاء ص ۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بٹالوی کے بالمقابل عدالت میں جانا پڑا اور وہاں آپ یہ بھی لکھ کر دے آئے کہ میں آئندہ مولوی محمد حسین کو کاذب۔ کافر اور دجال نہیں کہوں گا اسی سال اور اسی مقدمہ میں آپ نے ایک اور اقرارنامہ بھی لکھ کر دیا جس کے یہ لفظ ہیں:۔

"میں کسی چیز کو الہام جتا کر شایع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء

مرزا غلام احمد"

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۱۰ مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۱۸ء)

(۵۹) من گھڑت نبی (ح)

تم (قادیانی صاحبان) اپنے دعویٰ میں راستباز نہیں کہلا سکتے بلکہ ایک طرف نبی تراش نام رکھو، دوسری طرف نتیجہ میں صرف ایک نبی کا لفظ بول کر سراسر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو پھر کیا وہ پہلے انبیاء بھی ایسے ہی محکوم ہوتے تھے۔ کہ گورنمنٹ کے خوف سے آیندہ کے لئے انذاری پیشگوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے رک جایا کرتے تھے کہ آیندہ ہم موت کی پیشگوئی کسی کی نہ کیا کریں گے۔ خدا کی گورنمنٹ زبردست ہے یا انسانوں کی۔ پہلے مسیح نے تو سولی قبول کی مگر کلمہ حق پہنچانے سے انکار نہیں کیا۔ مگر اپنے من گھڑت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو۔ ہمیں تشریح کرنے کی حاجت نہیں۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۶ء)

یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہونچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) میرا باپ بھائی اور میں

اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا۔ اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکا انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا۔ تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا۔ اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں۔ اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا۔ اور خدا میری مدد پر تھا۔ اور میں نے اسی زمانہ سے

(۲) روح کا جوش

سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے ...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے .... ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام وراحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزائے خیر دے۔ اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں۔ اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں میں جما دیں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صـ ۸-۱۹ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳) خاندانی خدمات

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی

دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کر دوں۔ جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن وامان اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شایع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر با ایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ یا انعام کی خاطر سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد

از قادیان مورخہ ۲۴۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۹

مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۷) پچاس الماری

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شایع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے

خدا تعالےٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو۔ نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔

(نورالحق حصہ اول ص۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) حق واجب

میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ جس کی دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ ان کے کامل اسباب پھیلے تھے۔ تاہم میں نے برابر سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو براہین احمدیہ۔ شہادۃ القرآن۔ سرمہ چشم آریہ۔ آئینہ کمالات اسلام حمامۃ البشریٰ۔ نورالحق وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے۔ اس لئے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکر گذاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔

(از اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۹۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۶) قابل گزارش

دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے

اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی۔ اور اس خدمت نمایاں کی۔ اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ (کوئی نہیں

ع ۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(للمولف)

(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء صفحہ ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی)

(۱۰) اسلام کے دو حصے

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالے کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قایم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ جس کا عنوان ہے "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ضمیمہ ۱ (مصنفہ مرزا صاحب موصوف)

(۱۱) گویا اللہ اور رسولؐ

(مرزا صاحب نے) لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا پس

سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔

(تریاق القلوب ص۱۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۸) بزرگوں سے زیادہ

میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جان نثار۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۹) بے نظیر کارگذاری

پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن

پر رعایا میں سے شکر واجب ہو مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیوں کہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

(تحفہ قیصریہ ص۲۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴) خدا کی طرف مشغول

والد صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد یہ عاجز (یعنی مرزا صاحب) دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شایع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعاگو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی۔ اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شایع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکتا۔

(ستارہ قیصرہ ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حضرت (مرزا) صاحب کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۵ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۴۔ اگست ۱۹۱۷ء)

(۱۲) ہمارے مقاصد (ج)

جسمانی سلطنت میں بھی یہ ہی خدائے تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے حالانکہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزماں ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مقاصد) کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے اسکے مطیع رہیں۔

(ضرورۃ الامام ص۲۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔)

(۱۳) سب سے زیادہ (ج)

سو اس نے مجھے بھیجا۔ اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جسکے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک

مورخہ ۲۴ ۔ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۹ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۷) بیعت کی شرط

اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں ۔ اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے ۔ جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے ۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے ۔

(ضمیمہ کتاب البریہ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عام اصلاح کے علاوہ بھی ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں ۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے ۔ آپ نے قریبًا اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں ۔ اس کی پورے طور پر فرماں برداری کریں ۔ اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرماں برداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ۔

یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرماں برداری کا اظہار کیا ہے ۔ اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا ۔ (تحفۃ الملوک ص۱۲۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان

(۱۸) خیر خواہ اور دعا گو (ج)

اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عامہ خلائق منتفع ہوں گی ایسا

(۱۵) فقیرانہ زندگی

اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں قریباً انیس ۱۹ برس سے ایسی کتابوں کے شایع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیئے اور اپنی فرماں برداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیئے۔ اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شایع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں بلاد عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔

(کشف الغطاء ص۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) گورنمنٹ کو اطلاع

جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں ان کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شایع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔ جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شایع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہو گا کہ امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی)

کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چوں کہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیوں کہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گذار ہیں۔ کیوں کہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہرگز نہیں پا سکتے۔

(ازالہ اوہام صفحہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) اسلامی ممالک پر توجہ

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں کیوں کہ اس کتاب کے صفحہ (۱۵۲) میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔

(تحریر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۸۔ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت دہم ص۲۶)

(۲۱) حکومتوں کا فرق

ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۵)

بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں

ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع اقسام کے فوائد متصور ہوں گے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ ازانجملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے کیونکہ بموجب تعلیم اسلام (جس کی پیروی اس گروہ کا عین مدعا ہے) حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گنہ کی بات اور خبث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ بامن و عافیت زندگی بسر کرے اور اس کی حمایت سے اپنے دینی و دنیوی مقاصد میں بار آور کوشش کر سکے اسی کا بدخواہ و بداندیش ہو بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکر گزار نہ ہو تب تک خدائے تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ ان کا عملی طریق موجب انسداد جرائم ہے۔

فتفکروا وتاملوا

(ازالہ اوہام ص۸۴۹ حاشیہ
مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۹) یاجوج و ماجوج

ایسا ہی یاجوج و ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے یہ دونو پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی ۔ ۔ ۔ ۔ یہ دونوں قومیں دوسروں

اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گزاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے۔ ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کون سا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے کیا لیا سنوں میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر کرے گی۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۲۰

(۲۱) جشن جوبلی

ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دور دور کی مسافت قطع کر کے ۱۹۔ جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے اور یہ سب (۲۲۵) آدمی تھے اور اس جگہ کے ہمارے مرید اور مخلص بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے جن سے ایک گروہ کثیر ہو گیا اور وہ سب ۲۰۔ جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دعا، اور شکر باری تعالےٰ میں مصروف ہوئے۔

اس تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لئے تالیف کر کے اور چھاپ کر اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت

تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول [illegible]

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں۔ نہ شام نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا منہ ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ سن ۱۸۹۷ء

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۹)

میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اگر یہ امن یہ آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔

(ازالہ اوہام ص۵۰۹ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۴) توجہ کی آرزو

بار بار بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت

مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔

(ستارۂ قیصرہ ص۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

میں نے (یعنی مرزا صاحب نے) تحفۂ قیصریہ میں جو حضور قیصرِ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکۂ معظمہ کے اخلاص وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعاگو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرۂ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا۔ اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے۔ بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔

(ستارۂ قیصریہ ص۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۵) مگر افسوس

میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے

خوب صورت مجلد کرا کے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لئے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی۔ اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے ان تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے۔ جو تکالیف اٹھا کر اس جلسہ کے لئے قادیان تشریف لائے۔

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۳۰
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۴) جواب کی استدعا

اس عاجز (یعنی مرزا صاحب) کو وہ اعلےٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرۂ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا۔ اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۴ء والی تقریر مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جنوری ۱۹۱۵ء)

(۳۰) تاکیدی نصیحت

چوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالےٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً سولہ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیوں کہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام۔ مورخہ ۷، مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۱۲۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳۱) بے نظیر خیر خواہی

میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری جیسا لاکھ پرچہ بھی ان کے مقابلہ پر کھڑا ہو تب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اول یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ

کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرمائے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرما دے گی۔ والدعا۔

(حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریضۂ خاکسار غلام احمد از قادیان
المرقوم ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۹) سیاسی خلوت

ایک دفعہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے، لیکن انھیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا) صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ خواجہ (کمال الدین) صاحب چوں کہ اس کے ممبر تھے۔ انھوں نے اس کے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بری کیوں نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگرس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگرس کی طرح نہیں۔ کیوں کہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگرس کی بنیاد چوں کہ خراب رکھی گئی تھی۔ اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ آج آپ کا یہ خیال ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگرس کر رہی ہے۔

کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا۔ کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطا کی ہے۔ جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے۔ اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔ سو خدا اس کو وہ جزا سے خیر دے جو ایک عادل بادشاہ کو اس کی رعیت پروری کی وجہ سے ملتی ہے۔

(نور الحق حصہ اول صہ۴۵

مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

۳۴) حرز سلطنت

اطلاع:- براہین احمدیہ کے (ص ۲۴۲) میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالاں کہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چوں کہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ مجھے۔ اس گورنمنٹ کی پر امن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے۔ اور اس کے لئے میں دعا میں مشغول ہوں کیوں کہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں۔ نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں نہ شام میں۔ نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں لہٰذا وہ اس الہام میں ارشاد فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے۔ اور اس کی فتوحات سب تیرے سبب سے ہیں

فرض اور جہاد حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی فارسی تالیف کر کے غیر ملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی بداندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی و فارسی روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کارروائی کیوں کر نفاق پر محمول ہو سکتی ہے کیا ان ملکوں کے باشندوں سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسے خیر خواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے۔ اگر ہے تو پیش کرے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لئے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔

”از اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا“ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ

تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳۲) ہماری پرورش (ج)

اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے لیکن یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے خدا اس کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے پس ایک کمزور پر زبردست کچھ تعدی نہیں کر سکتا ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکر گزار ہیں اور یہ خدا

ہے ۔ (المولف) مرزا عربی ۔ فارسی ۔ اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا جس میں اس نے مسئلہ جہاد کی تردید کی اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر معتد بہ اثر کیا ہے (ص ۱۱۱)

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۱۱۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۵) مرزا صاحب کی چٹھیاں (ج)

اسی طرح مختلف مواقع پر حضرت (مرزا) صاحب نے (گورنمنٹ کو) چٹھیاں لکھیں مثلاً جنگ ٹرانسوال کے موقع پر ۔ جوبلی کے موقع پر ۔ طاعون کے پھیلنے پر جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اس کے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے ۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲

نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۶) فنانشل کمشنر صاحب

جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دوبرہ قادیان تشریف لائے تھے تو آپ نے (مرزا صاحب نے) اس خبر کو سن کر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا ۔ اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنا دی گئی تھی اور جس وقت ان کی آمد کی امید تھی تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے حکم دیا تھا کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے رہیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کر کے آپ کے استقبال کے لئے آگے بھیجا تھا اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا کہ جہاں آپ ملیں ان سے یہ بھی عرض کر دیں کہ میں بسبب ضعف

کیوں کہ جدھر تیرا منہ ادُھر خدا کا منہ۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت کے ہوں۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا غلام احمد قادیانی
صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم حاشیہ صفحہ ۶۹ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳۴) سرکاری تصدیق

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب پنجاب چیفس یعنی تذکرہ رؤسا پنجاب میں جسے اوّلاً سر لیپل گریفن نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا اور بعد میں مسٹر میسی اور مسٹر کریک نے علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی۔ ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے (صفحہ ۱۱)

"اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا۔ جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا غلام احمد سنہ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا اور اس کو بہت اچھی تعلیم ملی۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں اس نے بموجب مذہب اسلام مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا چوں کہ مرزا ایک قابل مذہبی عالم اور مناظر تھا اس لئے جلدی بہت سے لوگوں کو اس نے اپنا معتقد بنا لیا۔ اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب اور ہندوستان کے دیگر حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے (حالاں کہ مدتوں بعد سنہ ۱۹۳۰ء کی تازہ ترین مردم شماری میں خاص اپنے مرکز پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد ۵۵ ہزار نکلی اور خود قادیانی صاحبان بقیہ ہندوستان میں اپنی تعداد بیس ہزار تخمینہ کرتے ہیں۔ اس طرح بھی مجموعی تعداد کل ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ (۷۵) ہزار بنتی ہے اور یہ پچاس برس کی کوشش کا ماحصل

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۰ نمبر ۳ مورخہ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

(۳۸) پرانا اعتراض

ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونیوالا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

اور بڑھاپے کے آگے نہیں آسکتا اس لئے اپنے بڑے بیٹے کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجتا ہوں جس پر اس وقت پیشگوئیاں بھی ہوئی تھیں کہ آپ نے بڑا بیٹا کیوں فرمایا غرض کہ خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر جناب فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر ہم سب ان کے ساتھ ہی ان کے مقام تک آگئے تھے۔ جہاں دروازہ پر تمام جماعت دورویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا پھر دوسرے روز خود حضرت مسیح موعود آپ سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ اظہار وفاداری تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان

جلد ۲ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۱۵ء)

۱۹۰۸ء۔ فنانشل کمشنر پنجاب کا قادیان آنا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۵۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳۷) فخر اور شرم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انھیں احمدی ہی کہوں گا کیوں کہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے۔ کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انھیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔

کو دین سے تو اب خیر چنداں واسطہ ہی نہیں ایک اچھا خاصہ پولٹیکل مرکز بنا یا جا رہا ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۵ عدد ۴۲ مؤرخہ ۵ر دسمبر ۱۹۱۷ء)

(۲) سیاسیات ہی سیاسیات

سیاسی مسائل میں ان لوگوں (قادیانی صاحبان) کا انہاک یہاں تک ترقی کر چکا ہے کہ اب قادیان میں بھی بقول میاں (محمود احمد) صاحب اگر کوئی بات چیت ہوتی ہے تو وہ سیاسی مسائل پر ہی ہوتی ہے۔ باہر سے خط و کتابت بھی سب کی سب مسائل سیاسیہ ہی سے متعلق کی جاتی ہے قادیان آنے والے لوگ بھی ان ہی مسائل سیاسی میں ہی غور و فکر کرنے کے لئے آتے اور میاں صاحب کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے محض سیاست ہی سیاست ہے اور دین کا نام و نشان تک نہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ عدد ۶۳ مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۱۸ء)

(۳) سیاسیات میں برتری

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست دان یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم و نسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے وہ بہت صائب ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰

نمبر ۵۲ مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۲۱ء)

(۴) پُر فریب نام

چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی

فصل گیارھویں

سیاسیات ۔ دور ثانی

(۱) پولیٹیکل مرکز

اب تو قادیان ۔ ہاں وہ قادیان جہاں سے کبھی علوم دینیہ کے چشمے پھوٹتے تھے ایک اچھا خاصہ پولیٹیکل مرکز بن چکا ہے ۔ ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگوں سے وہاں پولیٹیکل امور سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہتی ہے ۔ لوگ وہاں آتے ہیں تو کوئی دین سیکھنے کے لیۓ نہیں بلکہ محض سیاسی امور کے متعلق جناب خلافت مآب سے مشورہ لینے اور ان سے گفتگو کرنے کے لیۓ ۔ صرف ہندوستان کے لوگ ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی لوگ اسی غرض کو لے کر آتے ہیں ۔ حالانکہ ہندوستان کے پولیٹیکل معاملات ان سے بالکل علیحدہ ہیں ۔ لیکن میاں صاحب ہیں کہ برطانوی حکومت کے مفاد کو مدنظر نہ رکھتے ہوۓ ان لوگوں سے ان باہر کے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ ان پولیٹیکل معاملات پر گفتگو کرتے ہیں ۔ ان سے خط و کتابت جاری رکھتے ہیں ۔ اور لوگ مل کر ان سے ملنے آتے ہیں تاکہ قادیان کے اندر بیٹھ کر ان سے ان معاملات پر بات چیت کریں ۔ کیا ان حالات ، ان خود فرمودہ واقعات کے ہوتے ہوۓ یہ کہنا بعید از انصاف ہوگا کہ دین کی آڑ میں میاں (محموداحمد) صاحب جو کچھ کرتے ہیں وہ بڑے بڑے پولیٹیکل سازشیوں سے بھی نا ممکن ہے ۔

تعجب ہے کہ خود خلافت مآب پولیٹیکل امور میں اس قدر سرگرم ہوں کہ ہر وقت ہر چہار حصص ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک افغانستان وغیرہ سے بھی ملکی امور پر ان کی خط و کتابت ہوتی رہتی ہو ۔ لوگ ان کے پاس ملکی مشورہ کرنے کے لئے آئیں اور قادیان

چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویش ناک ہو گئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔

مردے دفن کرنے سے روک دئیے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا مسجدوں سے روک دیا گیا ...... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنا لو .... ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اب اگر احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمانوں کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔

(انوار خلافت ص۹۵ ۔ ۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۷) ایساہی (ج)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں اس وقت گورنمنٹ کے لئے چندے کئے گئے۔ مدد دینے کی تحریریں کی گئیں۔ دعائیں کرائی گئیں۔ آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلد ۵ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۷ء)

(۸) قادیانی رنگروٹ

جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرماں برداری کی جائے تھوڑی ہے ایک دفعہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔

(انوار خلافت ص۹۶ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لارڈ چیمسفورڈ نے میرے نام اپنی چٹھی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونک

ـے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جارہی ہیں، اور اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب وغریب باتیں معلوم ہوئیں اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور سنجیدہ انکشافات بھی ہوئے ۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ر جولائی ۱۹۳۲ء)

(۵) تخم ریزی

اسی سلسلہ میں (بمقام شملہ) خود حرم حضرت اقدس (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ایک پردہ پارٹی دی جس میں انگریز۔ ہندو۔ پارسی۔ سکھ اور مسلم خواتین کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔ ہمارے لاہور کے کمشنر صاحب مسٹر مائلز اروِنگ کی خاتون بھی شریک پارٹی تھیں بسرجینی نائیڈو۔ کپورتھلہ کے شاہی خاندان کی خواتین۔ آنریبل مسٹر جنات کی بیگم صاحبہ اور بہت سی معزز اور سربرآوردہ بیگمات اس موقع پر موجود تھیں اور قریباً اڑھائی گھنٹہ تک یہ جلسہ شملہ کی مشہور فرم ڈیوی کو کے ہال میں رہا جہاں پردہ کا پورا اہتمام تھا اور نفیس ماکولات ومشروبات کا انتظام تھا۔ اس پارٹی میں حضرت ام المومنین (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اہلیہ) کا وجود باجود بھی موجود تھا اور پارٹی کو معزز میزبان کی طرف سے کامیاب بنانے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (مرزا صاحب کی صاحبزادی) نے جس دلچسپی اور قابلیت کا اظہار فرمایا وہ ہر طرح سے شکریہ کے قابل ہے۔ میں ان واقعات کو سرسری نظر سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ واقعات ایک تخم ریزی ہیں۔ آئندہ سلسلہ کی شاندار ترقیات کی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲۴/۲۵ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۶) بڑے احسان

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔ . . . . . . اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔

(برکات خلافت صفحہ ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

.... حضرت مسیح موعود نے بھی تم پر بجرد سمر کیا ہے کہ احمدی کبھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہو گئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کر تن من دھن سے حصّہ لیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء)

(۱۰) کانگریس اور قادیانی جماعت

آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے۔ وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بیچارے سخت مشکل میں آ رہے ہیں .... گاؤں گاؤں گھوم پھیر کر قادیانی مبلغین کانگرس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔ خطبوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگرس والوں کا ان دنوں یہ حال کر رکھا ہے ؎

غم صیاد فکر باغباں ہے
دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۰ء)

میں نے پھر بھی کانگرس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی۔ اور یہ صرف میری ہی راہنمائی تھی جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگرس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱
نمبر ۱۲۷ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۹ء)

شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے۔ پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اس موقعہ پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا۔ جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء)

(۹) دعائیہ جلسہ (ج)

موجودہ جنگ کی تیسری سالگرہ ۴ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کو تھی جس کے متعلق تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے قادیان میں ایک خاص دعائیہ جلسہ منعقد فرمایا جس میں تمام قادیان کے احمدی دکاندار۔ اہلکاران اور طلباء ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ بلوائے گئے۔ بعد نماز عصر ایک تقریر فرمائی جس میں برٹش راج کے احسانات اور برکات کو واضح طور پر سامعین کے ذہن نشین کروادیا اور برٹش راج سے پہلے مسلمانوں کی ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ سکھوں کے وقت میں ان کے مذہب کی کیا حالت تھی۔ بالخصوص حضور ممدوح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی وہ ہدایات یاد دلائیں جن میں حضرت اقدس نے اپنی شرائط بیعت میں حاکموں کی فرماں برداری کو بھی داخل فرمایا ہے اور تاکیداً حکم دیا ہے۔ اور فرمایا کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو تم پر حاکم ہوں ان کی فرماں برداری کرو تو گویا گورنمنٹ کے برخلاف کسی امر میں حصہ لینے والا خدا کا نافرمان ہے اور مثالیں دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض کالج کے طلباء سے بھی جب انہوں نے اسٹرائک کرنے والوں کی حامی بھری تھی قطع تعلق کر لیا تھا تو خوب سوچو کہ جو محسن گورنمنٹ کا باغی ہوا اس کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے...

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۳ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء)

انگریزوں کا اصل یہ ہے کہ ملک میں ایجی ٹیشن ہونی چاہئے۔ میں نے حکام سے کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ میں نے سر اڈوائر پر اس کے متعلق زور دیا۔ سر میکلیگن پر زور دیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی نہ امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۳ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے تا اس سے مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے کانگریس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بددیانتیاں کرتے ہیں تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں ہے۔ اور کہا کہ ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریق جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۲) پچاس ہزار روپیہ

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگرس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گذشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۳ نمبر ۱۷۱ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۱۱) شرمناک الزام

پیغام صلح نے جماعت احمدیہ پر یہ شرمناک الزام لگایا تھا کہ وہ کار خاص پر متعین ہے اور اس کے ثبوت میں ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کی ایک چٹھی کا اقتباس شائع کیا تھا جو انہوں نے بیرونی جماعتوں کو ارسال کی تھی۔

اس چٹھی کے خاص فقرات یہ ہیں۔

"اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہیئے اور کانگرس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں۔ اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۱۲) سیاسی مشورے

غرض جو کام اب کیا جائے گا جماعت پہلے بھی یہ کام کرتی رہی ہے۔ جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگریس کے جتھوں پر مارپیٹ شروع ہوئی اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا تو میں نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ حکومت کو توجہ دلائی کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا ہے میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ اردن نے مجھے لکھا کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لئے بھیجیں اور انہوں نے سر جافری سابق گورنر پنجاب کو تاکید کی کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا جائے چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے ہماری باتوں کو سنا اور اس کے بعد سر جافری نے مجھے شکریہ کی ایک لمبی چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ آپ بغیر بدنام ہوئے کانگریس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں یہ ایک سیاسی بات تھی مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا پس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔

جناب من۔ آپ نے جو خط ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام ارسال فرمایا تھا اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے آپ کی تحریر کو بڑی توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور آپ کے اظہار وفاداری نیز اس نازک موقع پر اپنے پیرؤوں کو ملک معظم اور ملک سے ساتھ دینے کی گراں بہا نصیحت کو استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ چند ہفتہ قبل ضلع گورداسپور کا دورہ کرتے وقت ہز آنر احمدی جماعت کے ایک وفد سے مل کر خوش ہوئے اور جو کچھ حضور نے اس وقت فرمایا تھا اس کا پھر اعادہ فرماتے ہیں وہ یہ کہ گورمنٹ عالیہ نے جو وسیع مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دے رکھی ہے اس کی بناء پر احمدی جماعت گورمنٹ کی حفاظت پر بھروسہ کر سکتی ہے اور گورمنٹ عالیہ کو بھی احمدی جماعت اور اس کے امام کی طرف سے نصرت وفادارانہ امداد کی امید بلکہ یقین ہے۔

دستخط پرائیویٹ سکرٹری ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۷۱ مورخہ ۲۹ / نومبر ۱۹۱۴ء)

۱۷۱ قادیانی اڈریس بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب

آئندہ مشکلات اور آنے والے واقعات کی نسبت سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اور ہم نہیں جانتے کہ جناب کے عرصہ کارگزاری میں واقعات کس رنگ میں ظہور پذیر ہوں گے مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو جناب جماعت احمدیہ کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے کیوں کہ وفاداری گورنمنٹ جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح باربار تاکید کی ہے کہ اس کی اپنی کتابوں میں کوئی کتاب بھی نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس کی وفات کے بعد اس کے اول جانشین (حکیم نور الدین صاحب) نے اپنے زمانہ میں اور دوسرے جانشین ہمارے امام (میاں محمود احمد صاحب) نے بھی بانی سلسلہ کی تعلیم کی اتباع میں جماعت کو تعلیم دیتے وقت اس امر کو خاص طور پر مدنظر رکھا ہے۔ پس جناب اور جناب کی گورنمنٹ ہر وقت ہماری جماعت کی عملی ہمدردی پر بھروسہ رکھ سکتی ہے

(۱۴) آگ کا انگارا

سلطنت گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس وناکس اس کے حصول کے لئے تیار ہو جائے بلکہ کانٹوں کی مالا ہے۔ جسے گلے میں ڈالنے کے لئے خاص دل گردہ اور قابلیت کی ضرورت ہے۔ اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہو لے اس وقت تک اس کا مطالبہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقلمند محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں تو اثر حکومت سے باز رکھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۱۵) خوشی کی بات

پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور امن پسندی کا ثبوت دیا وہ کسی صلہ یا انعام حاصل کرنے کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ اور کئی مقامات کے ذمہ دار افسروں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا کئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

(۱۶) نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب سے خط وکتابت

پرائیویٹ سکرٹری نواب لفٹننٹ گورنر بہادر تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱۹) نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت

جماعت احمدیہ جس نے کہ مہذب دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے اس بات کی حق دار ہے کہ گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جماعت کے مرکز (قادیان) کا گاہے بگاہے ملاحظہ کرتا رہے اور بدیں وجہ ہم نے جناب سے قادیان آنے کی درخواست کی ہے اور گو جناب اس وقت کثرت مشغولیت کی وجہ سے ہماری درخواست کو منظور نہیں کر سکیں گے لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ حضور اس صوبہ کی حکومت سے سبکدوش ہونے سے پہلے کوئی وقت قادیان میں تشریف آوری کے لئے ضرور نکالیں گے ۔ اور آپ کے جانشین بھی گاہے بگاہے بخوشی قادیان میں تشریف لے جا کر ہماری جماعت کے حالات کو ملاحظہ فرمایا کریں گے ہم حضور کی تشریف آوری پر حضور سے کسی قسم کے پولیٹیکل حقوق و مراعات لینے کے خواہشمند نہیں ۔ صوبہ کے حاکم اعلیٰ کی تشریف آوری سے اخلاقی فوائد کا مترتب ہونا کچھ مستبعد نہیں ۔

(قادیانی وفد کا اڈریس بخدمت ہز ایکسلنسی سر ایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب مندرجہ اخبار
الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء)

(۲۰) وزیر ہند سے ملاقات

اسی دن ۶ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا ۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے ۔ ایک یورپین صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح مع جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی ۔ اے بیرسٹر ایٹ لا جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بٹھائے گئے جو انتظار کے لئے مقرر تھا دو تین منٹ کے بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند کے خیمہ کی طرف لے گئے جو انتظار کے خیمہ سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا ۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت

اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا یہ بھروسہ خطا نہیں کرے گا ۔

ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جب کہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جب کہ ابھی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا ہے اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقع دیا۔ اور اس جماعت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جو نہ صرف پنجاب ہی میں ہو رہی ہے بلکہ تمام علاقہ جات ہندوستان کے علاوہ انگلستان ۔ مصر ۔ نائجیریا ۔ سیرالیون ۔ روسی ترکستان ۔ ایران ۔ افغانستان ماریشس ۔ سیلون ۔ وغیرہ دوسرے ممالک میں بھی ہو رہی ہے ۔ اور ان وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے جو بانیٔ سلسلہ سے خدائے کون و مکاں نے فرمائے ہیں امید کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کی قیام امن اور اشاعت تہذیب کی کوششوں میں ہم آئندہ اور بھی زیادہ مدد کریں گے ۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب منسلکہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۸) ممبران پارلیمنٹ میں اڈریس کی تقسیم

جماعت احمدیہ نے جس نے اپنا صدر مقام ایکویر روڈ میں قائم کیا ہے ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک اڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر ایڈورڈ میکلیگن سے پیش کیا گیا تھا ۔ روانہ کیا ہے خط منسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے ۔ بنا بریں ہم ان پرآشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کریں ۔ اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں سے ایک ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۷ ، مورخہ ۱۲ / اپریل ۱۹۲۰ء)

توجہ دلائی گئی تھی۔ ایڈریس ختم ہونے کے بعد حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے ایک کاسکٹ میں ایڈریس پیش کیا اس کے بعد حضور وائسرائے نے ایڈریس کا جواب دیا اور قریباً بیس پچیس منٹ تک تقریر فرمائی اور سلسلہ کی خدمات کا اعتراف اور ان پر گورنمنٹ کی طرف سے اظہار خوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام حالات کے ماتحت گورنمنٹ آپ کی جماعت کی مدد پر بھروسہ کر سکتی ہے اور جن امور کی طرف حضور وائسرائے کو توجہ دلائی گئی تھی ان کا بھی .... اپنے نقطہ خیال سے مفصل جواب دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۹۹ مورخہ ۲۷ر جون ۱۹۲۱ء)

(۲۲) مختصر خاکہ (ج)

جناب عالی! یہ ایک نہایت ہی مختصر خاکہ ہے ان خدمات کا جو ہمارا سلسلہ قیام امن کے لئے بادشاہ معظم کی وفاداری میں کرتا رہا ہے اور اس کے بیان کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ ہم جناب کو بتائیں کہ اسی روح کو لے کر ہم آج جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اسی روح کے ساتھ ہم جناب کو ہندوستان میں ملک معظم کا سب سے بڑا قائم مقام سمجھ کر یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم ہر ممکن اور جائز طریقے سے جناب کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے اور ہندوستان میں قیام امن کی کوشش اور اس کی ترقی کے لئے سعی میں اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ کا ہاتھ بٹائیں گے اور مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی انشاء اللہ ہمیں اس مقصد سے پھیر نہ سکے گی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱ مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲۳) امام کی تعلیم

جناب عالی۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی

خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۳۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر آپ نے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ نے گفتگو فرمائی۔ جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سنی۔

امید ہے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء)

(۱۲) ۱۹۲۱ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند

حضور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے خیر مقدم کا وفد جماعت احمدیہ کی طرف سے بمقام شملہ ۲۴؍جون ۱۹۲۱ء کو گیارہ بجے وائسریگل لاج میں پیش ہوا۔ حاضر ممبران وفد کی تعداد تیس تھی جو ہندوستان کے مختلف صوبجات سے آئے تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لباس پہن کر گئے تھے۔ چار فوجی افسران بھی اپنی وردیوں اور تمغوں میں موجود تھے۔ تمام جماعت فرودگاہ سے رکشوں میں بیٹھ کر وائسریگل لاج کی طرف روانہ ہوئی۔ رکشوں کی لائن قریباً ایک فرلانگ لمبی تھی۔ اس کا شہر والوں پر خاص اثر ہوا۔ یعنی یہ بھی گویا ایک ذریعہ تبلیغ ہوگیا کیونکہ سب دیکھ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے۔ دروازہ پر استقبال کے لئے حضور وائسرائے کا ایڈی کانگ حاضر تھا۔ جب سب ممبران وفد اپنی جگہ بٹھا دئیے گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور انکے پرائیوٹ سیکرٹری نے سب سے پہلے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر لاہور سیکرٹری وفد کا انٹروڈیوس کرایا۔ پھر چودھری صاحب نے ممبران وفد کا ایک ایک کرکے انٹروڈیوس کرایا۔ حضور وائسرائے صاحب سب سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنی کرسی پر تشریف لیگئے۔ اسکے بعد چودھری صاحب موصوف نے ایڈریس پڑھکر سنایا جس میں حضور وائسرائے کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود کے خاندان اور آپ کی تعلیم کا ذکر تھا۔ نیز مختصر طور پر سلسلہ کی خدمات برائے قیام امن کا تذکرہ تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کی موجودہ حالت اور بے چینی کا ذکر تھا۔ اور اسی ضمن میں بعض باتوں کی طرف گورنمنٹ کو

ہوا ہوں اور خاص کر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپ کے سلسلہ کے مقدس بانی کے دو فرزند بھی شامل ہیں مجھے کمال خوشی ہوئی ہے“

”اور یہ بات اور بھی اطمینان کا موجب ہے کہ آپ میں سے بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس اپنی وردی اور اپنے سینوں پر کے تمغوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لئے جو انہیں حضور ملک معظم سے ہے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے آئندہ بھی اسی طرح تیار رہیں گے جیسے کہ وہ پہلے تیار رہتے تھے“

”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جماعت کی خدمات کا اپنے پیشرو سے کم قدرداں نہیں ہوں۔ آپ نے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر کے ظاہر کی ہے نیز وہ امداد جو آپ کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی ہے وہ قابل مبارکباد ہے“

(ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کا جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

(۲۵) قادیانی اڈریس بخدمت ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز

”ہمارے تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں، ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدارانہ رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے سو حضور عالی! ہماری فرماں برداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کی رو سے مجرم ہوں گے۔ اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت

گئی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں۔ اس کے پورے طور پر فرمان بردار رہیں اور امن میں خلل کبھی نہ ڈالیں۔ اور یہ تعلیم ہمارے ہمیشہ مد نظر رہی ہے۔ ہم نے ہر مشکل کے وقت اور بے امنی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک خط میں ہماری جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھے تھے۔ چنانچہ ان کے پرائیویٹ سکریٹری لکھتے ہیں۔

"میں حضور وائسرائے کی خواہش کے مطابق حضور وائسرائے کی طرف سے جناب کی چٹھی مورخہ ۱۷ مئی کا جس میں آپ نے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن کے لئے کیں، شکریہ ادا کرتا ہوں مگر اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا (جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کر چکی ہے) علم ہو چکا ہے مگر آپ کے کام کی تفصیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو ایسے مشکلات کے مقابلہ میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارک باد دوں۔"

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

(۳۴) ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کی تقریر

آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہیں آج مجھے مل کر بہت خوشی ہوئی اور آپ نے جو اپنے سکریٹری صاحب کے ذریعے سے میرے وائسرائے ہند بننے پر مبارکباد دی ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے سلسلہ کی ابتدا اور ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سنا ہے اور آپ کی جماعت نے جو خدمات شاہنشاہ معظم کی کی ہیں ان کو سن کر مجھے اطمینان ہوا ہے۔

آپ صاحبان میں مختلف طبقوں اور پیشوں کے قائم مقام ہیں جنہیں دیکھ کر میں متاثر

سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں غیر متزلزل ثبات دکھایا ہے۔

مجھے حضور شہزادہ ویلز کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ نظر بایں حالات جماعت احمدیہ کو حضور شہزادہ ویلز کے التفات محبت آمیز کا ہمیشہ پورا یقین رکھنا چاہئے۔

میں ہوں جناب کا نیاز مند خادم
جی۔ ایف۔ ڈی۔ مانٹ۔ مورنسی
چیف سکرٹری ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۹)

(۲۷) ۱۹۲۷ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند

۲۵ فروری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ ۲½ بجے جماعت احمدیہ کا وفد جو مشتمل بر ۲۹ اشخاص تھا بحضور ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند لارڈ ارون۔ وائسریگل لاج دہلی میں پیش ہوا۔ جب ممبران وفد کرسیوں پر بیٹھ گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور وفد کے ہیڈ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وائسرائے کے ساتھ ان کے پرائیوٹ سکرٹری اور ایڈ ڈی کانگ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس ایک چاندی کے کاسکٹ میں رکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے پیش کیا اور مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ کی چند کتابیں جو مخملی خریطے میں تھیں۔ ایک ایک کر کے پیش کیں اور ہر ایک کتاب کے پیش کرنے کے وقت اس کتاب کا مختصر ذکر کیا مثلاً یہ وہ لیکچر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ولایت میں پڑھا جانے کے واسطے لکھا تھا۔ وائسرائے بہادر نے کتابوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور فرمایا کہ میں ان کو پڑھوں گا۔ اس کے بعد وائسرائے نے کھڑے ہو کر ایڈریس کا جواب دیا۔ اس کے بعد چودھری صاحب نے ایک ایک ممبر کو الگ الگ پیش کیا وائسرائے بہادر نے سب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور فوجی ممبران وفد سے جنگی حالات دریافت

قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرماں برداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اعداء گورنمنٹ کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ اور اگر ہزارہا دفعہ پھر ایسا ہی موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار رہیں۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہزرائل ہائی نس پرنس آف ویلز مندرجہ اخبار الفضل
قادیان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۷۲)

(۲۰۶) ایڈریس کا شکریہ

منجانب چیف سکریٹری ہزرائل ہائی نس شہزادہ ویلز
بخدمت ذوالفقار علی خاں ایڈیشنل سکریٹری جماعت احمدیہ
قادیان پنجاب مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

جناب من! حسب الحکم ہزرائل ہائی نس شہزادہ ویلز میں ممبران جماعت احمدیہ کے اس خیر مقدم کے ایڈریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے حضور شہزادہ ویلز کو پہنچا ہے۔ ہزرائل ہائی نس شہزادہ ویلز نے شوق و دلچسپی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی ابتدا اور تاریخ کے حالات کا آپ کے ایڈریس میں مطالعہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ اس نہایت خوب صورت کتاب میں جو کہ ممبران جماعت احمدیہ کے چندہ سے بطور تحفہ پیش کی گئی ہے سلسلہ کی تفصیلی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں گے۔ ہزرائل ہائی نس نہایت گرم جوشی کے ساتھ اس وفادارانہ جذبہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نے آپ کے ہزارہا ہم عقیدہ اصحاب کو اس تحفہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز کی خوشی اس نشان وفاداری کے قبول کرنے میں اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ آپ کو ہزایکسلنسی گورنر پنجاب کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور نیز اس کے بعد آنے والے سخت ایام میں جماعت احمدیہ نے تائید

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت لارڈ اروِن وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۷ء نمبر ۱۷ جلد ۱۴)

(۲۹) ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند کا خط

لارڈ اروِن کا جواب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے نام

جناب محترم!

آپ نے نہایت مہربانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور جو یور ہولینس کے نمائندہ وفد نے کل مجھے دی اس کے اور نیز اس خوبصورت کاسکٹ کے لئے جس میں کتاب رکھی ہوئی تھی آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں بے نظیر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں یہ کاسکٹ ان کے لئے ایک خوشگوار یادگار کا کام دے گا۔ یہ امر میرے لئے بے حد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپ کے قریباً دس ہزار پیرووں نے اس خوب صورت تحفہ کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ کی جماعت سے میری دلچسپی اور ہمدردی کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا بلکہ بدستور جاری رہے گا اور میری ہمیشہ یہی آرزو رہے گی کہ مسرت و خوشحالی پوری طرح آپ نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔

(تحفہ لارڈ اروِن مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳۰) ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند سے ملاقات

یکم ستمبر ۱۹۲۷ء ۳ بجے کا وقت ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند نے ملاقات کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مع مفتی محمد صادق صاحب کے

کرتے رہے اور بعض کے تمغے دیکھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸؍ مارچ ۱۹۲۷ء نمبر ۹، جلد ۱۴)

(۲۸) نازونیاز

ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے اور پچھلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائلٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین صاحب کو جنہیں روسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کا ہم ایک دفعہ پھر اس موقعہ پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پس یہ خیال کرنا کہ چونکہ مرکز سلسلہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور اپنے مذہبی اصول کے ماتحت اس سے تعاون کرتا اور اس کی خوبیوں کے اظہار سے کسی ذاتی مصلحت کی وجہ سے باز نہیں رہتا۔ اس لئے سلسلہ احمدیہ گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی خفیہ سازو باز رکھتا ہے حقیقت سے بالکل دور ہے۔

ہماری نسبت یہ شک کیا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ سے ساز باز رکھتے ہیں اور اس کا بدنتیجہ ہمیں ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی پہنچ رہا ہے۔ اور ہمارے آدمی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بعض دوسری گورنمنٹوں کے ماتحت بھی اس شبہ کی وجہ سے سخت اذیتیں پا رہے ہیں لیکن چونکہ یہ اصول کا سوال ہے ہم ان اذیتوں کو بہادری سے برداشت کر رہے ہیں۔

ہم ضمناً اس جگہ یہ بات کہنے سے بھی نہیں رک سکتے کہ گو گورنمنٹ کی دیرینہ بدظنی جو اسے ہمارے سلسلہ کے متعلق تھی وہ تو ایک حد تک دور ہو چکی ہے اور سلسلہ احمدیہ کی غیر متزلزل وفاداری کے غیر معمولی کارناموں نے حکام حکومت برطانیہ کو اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ بھی وفاداری کا ایک بے نظیر نمونہ ہے لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔

(۳۲) ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کا جواب

ہز ایکسیلنسی (لارڈ ولنگڈن) وائسرائے ہند نے ہمارے (یعنی قادیانی) ایڈریس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

مجھے آپ کا ایڈریس سن کر بہت خوشی ہوئی اور سلسلۂ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ اس قدر دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملک معظم کے حضور پہنچا دوں گا۔ میرے اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنے کا اور حکومت سے غلطی ہو تو اس سے اطلاع کر دینے کا قابل تعریف ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔ میں آپ کے کام میں ترقی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ صفحہ ۱۱ مورخہ ۳ر اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۳) بے بنیاد الزام

جناب عالی۔ جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقررہ شاہراہ ہے جس سے وہ کبھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اور وہ حکومت وقت کی فرماں برداری اور امن پسندی ہے اگر خدا تعالے کے رسول دنیا کو امن دینے کے لئے نہیں آتے تو وہ یقیناً دنیا کے لئے رحمت نہیں کہلا سکتے بعض لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ شاید جماعت احمدیہ حکومت ہند سے سازباز رکھتی ہے لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا

جو بحیثیت ترجمان ہمراہ گئے تھے۔ وائسریگل لاج میں پہنچے۔ حضرت (میاں محمود احمد صاحب) کے پہنچنے پر وائسرائے نے آگے بڑھ کر حضور سے ہاتھ ملایا۔ مزاج پرسی کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ حضرت کے ساتھ موجودہ واقعات پر گفتگو کی اور فرمایا کہ آپ بھی کوشش فرمائیں کہ ہندو مسلمانوں میں صلح ہو جائے۔ بعدہ تفصیلی گفتگو واقعات حاضرہ پر ہوتی رہی۔ کل ۲۰ ستمبر کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری وائسرائے مسٹر ایمبرٹن کو حضرت نے چائے کی دعوت دی ایک گھنٹہ تک مختلف امور پہ گفتگو رہی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء)

یہ ہمارا ہی خیال نہیں ہے بلکہ یہ وجہ خود حضور وائسرائے ہند نے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی جب کہ آپ نے اپنی ایک ملاقات میں ان سے ذکر کیا کیا کہ سنٹرل کمیٹی کی نمائندگی نہ ہونے پر لوگ معترض ہیں اور اس وجہ کے معقول ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اگست سنہ ۱۹۳۰ء)

(۳۱) خط کا جواب

مکرمی مرزا صاحب (میاں محمود احمد صاحب)

میں حسب ایماء ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند جناب کے خط مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۳۰ء کی بابت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ ہز ایکسی لنسی نے جناب کے خط کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا ہے۔

آپ نے جو بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنی قوم کی طرف سے حکومت کے ساتھ وفاداری اور تعاون کا یقین دلایا ہے وہ ہز ایکسی لنسی کی دلی مسرت کا موجب ہوا ہے۔ یہ اظہار تعلق جماعت احمدیہ کی دیرینہ روایات اور گزشتہ شاندار ریکارڈ کے عین مطابق ہے۔"

(اقتباس جواب من جانب ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۷ نمبر ۱۴۳ مورخہ ۵ جون سنہ ۱۹۳۰ء)

فصل بارھویں

سیاسیات ۔ دور ثالث

(۱) سرکاری بے اعتباری

احمدیت کی ابتدا مین انگریز مخالف نہ تھے بسوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہین ۔ بہت تھوڑے ہین جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہین باقی تو باغیون سے بھی زیادہ ہمین غصہ سے دیکھتے ہین اور اگر انگریزون کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمین پیس ہی دین ۔

انگریز شاید خیال کرنے لگے ہین کہ اتنی بڑی منظم جماعت اگر مخالف ہو گئی تو ہمارے لیئے بہت پریشانیون کا موجب ہو گی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمان برداری کی جائے ۔ تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح ہو سکتی ہے لیکن شاید وہ گربہ کشتن روز اول کے مطابق ہمین دبا دینا ضروری سمجھتے ہین ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جو اخبار الفضل جلد ۲۱ نمبر ۱۱۵ مارچ ۱۹۳۳ء مین شائع ہوا)

(۲) پتہ کی بات

پھر یہ بات ضلع کے حکام تک ہی محدود نہیں ۔ اوپر کے بعض افسر بھی ایسا ہی سلوک کر رہے ہیں اور ان کو بھی ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ جب بھی کوئی شکایت ان کے پاس کی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں احمدی مبالغہ کرتے ہیں ۔ (اخبار) الفضل میں جھوٹی خبریں شائع ہوتی ہیں بلکہ ہمارے دوست نے جب ایک سرکاری افسر سے ذکر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح

جاتا ہے اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔

جناب کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ الزام نہ صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی۔ چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقع پر جرمن وزیر تعلیم نے شمولیت کی تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ حکومت برطانیہ کی جاسوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہار تعلق کیا ہے۔ اور مجلس وزارت نے اس کے اس فعل پر جواب طلبی کی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء
ہز ایکسلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا۔ مندرجہ
اخبار الفضل نمبر ۱۱۸ جلد ۲۱ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

۳۴) سیاسی شبہات

جناب عالی۔ گو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑنا چاہتے بعض برطانوی حکام یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلاف اپنی سابقہ روایات کے حصہ لینے لگ گئی ہے لیکن چونکہ ہماری وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے ہم نے جب کبھی کوئی کام کیا ہے دیانت داری سے کیا ہے اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں تو ادب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کر دیا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ صحیح برطانوی روح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کر سکتی۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۴ء
ہز ایکسلنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا مندرجہ
اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۱۸ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۳۴ء)

اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے "زمینداری" محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے ...... دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ ظاہر و باطن دوستی کی۔ مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کیئے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا ...... پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے جس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا اور ملک کا امن برباد ہوتا، ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔ کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنھوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لیئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی انکا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد۔ اس تمام ادعائے وفاداری کے بعد اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلاوجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی۔ اندھا دھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈینس کا مرتکب قرار دے دیا۔

(خطبۂ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ ش ۵۸ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۵) قادیانی اسناد

ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے ہم نے لاکھوں روپیہ

(یعنی میاں محمود احمد صاحب) نے گزشتہ خطبہ میں برطانوی قوم کی تعریف کی ہے اس نے کہا کہ پھر کیا۔ اگلے خطبہ میں کہہ دیں گے کہ بعض افسر غدار ہیں۔ یہ ایک ذمہ دار افسر کا بیان ہے جس کے متعلق کسی کو امید نہ ہو سکتی تھی کہ وہ ایسا بے قابو ہو جائے گا۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
عدد ۲ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۳۵ء

(۳) اصل میں

پھر اس کے بعد ۱۹۲۷ء میں مسلمانوں کی لاہور اور مختلف علاقوں میں جو حالت ہوئی اس وقت کون تھے جو آگے آئے۔ ہم نے ہی اس وقت مسلمانوں کے لیئے روپیہ خرچ کیا تنظیم کی اور اس وقت ہر جگہ یہ چرچا تھا کہ احمدی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سر میلکم ہیلی نے جو اس وقت گورنر تھے مسٹر فینگلے سے جو اس وقت کمشنر تھے مجھے خط لکھوایا کہ آپ تو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں آج کیوں اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیتے ہیں اور میں نے انہیں جواب دیا کہ حکومت کی وفاداری سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کا غدار ہوں اور مسلمانوں کی خدمت سے یہ مراد نہیں کہ حکومت کا غدار ہوں میں تو دونوں کا بھلا چاہتا ہوں۔ مجھے اگر سمجھا دیا جائے کہ مسلمان مظلوم نہیں تو اب اس طریق کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ انھوں نے تحریراً تو اس کا جواب نہ دیا۔ مگر شملہ میں میں گیا تو چیف سیکرٹری نے جو غالباً ہمارے موجودہ گورنر تھے۔ مجھے لکھا کہ لاٹ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور جب میں ان سے ملا تو زبانی گفتگو اس پر خوب تفصیلی کی مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا یہی کہ مسلمانوں میں سے ایک اثر رکھنے والے گروہ نے کہا کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کر دو یہ اصل میں ہمارے دشمن ہیں

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ عدد ۹۱ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۴) قادیانی کمائی

ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی

بتائے کہ ہم نے کبھی ذاتی طور پر اس سے کوئی فائدہ اٹھایا ہے لوگ ہمیں کہتے ہے کہ یہ گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں لوگ ہمیں کہتے ہے کہ یہ گورنمنٹ سے نفعوں کی امید رکھتے ہیں لوگ ہمیں کہتے ہے کہ گورنمنٹ ان کے خزانے آپ بھرتی ہے مگر گورنمنٹ تو جانتی ہے کہ ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اگر اٹھایا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ پیش کرے ساری عمر میں صرف ایک کام حکومت نے ایسا ہمارے بعض آدمیوں کے سپرد کیا تھا جس کے متعلق اس نے کہا تھا کہ ہم اس پر دو ہزار روپیہ تک خرچ کر سکتے ہیں لیکن جب وہ معاملہ میرے پاس آیا تو میں نے روپیہ کے معاملہ کو نظر انداز کر دیا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر یہ دو ہزار روپیہ لیا گیا تو گو یہ گورنمنٹ ہی کا کام ہے مگر بعد میں جب کبھی کوئی ذکر ہوا یہ دو ہزار روپیہ تمھارے منہ پر مارا جائے گا اور کہا جائے گا انھوں نے حکومت سے اتنا روپیہ لیکر فلاں کام کیا چنانچہ جو کام کرنے والے تھے انہیں میں نے حکومت سے کسی قسم کی مالی مدد لینے سے روک دیا۔ اس کے سوا کبھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی چیز پیش کرنے کی خواہش بھی نہیں کی گئی صرف یہ ایک واقعہ ہے جو پنجاب گورنمنٹ کا بھی نہیں بلکہ حکومت ہند کا ہے اس ایک معاملہ میں بھی ہم نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ مگر مخالف کہتے ہیں احمدیوں کے خزانے گورنمنٹ بھرتی ہے اگر واقعہ میں یہ بات درست ہے تو اب گورنمنٹ کیلئے خوب اچھا موقع ہے وہ اعلان کر دے کہ فلاں موقع پر ہم نے احمدیوں کو اتنا روپیہ دیا۔ (لیکن ”حساب دوستاں دردل“۔ مکرر غور فرمایا جائے تو عجب نہیں کسی نہ کسی شکل میں معاوضہ یاد آجائے اور شکوہ رفع ہو جائے للمولف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
نمبر ۳۱ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

(۷) پچاس سالہ خدمات

تمھاری پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ

گورنمنٹ کی بہبودی کے لئے قربان کیا ہے۔ اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جس میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا۔ جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا پھر عضد الدولہ کا خطاب حاصل تھا یعنی حکومت کا مغلیہ بازو (تو گویا سیاسی اولوالعزمیاں خاندانی ورثہ ہے۔ للمؤلف) مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ (غنیمت ہے کہ ان کا ذکر آ گیا۔ ایسا بھی کیا انکسار اور استتار ہے کم از کم ہفت ہزاری کی سند تو شائع کر دینی چاہیئے۔ للمؤلف) اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات میں کمی کی۔ بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار موومنٹ کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ (اپنی خاطر یا سرکار کی خاطر۔ للمؤلف) جانیں قربان کیں۔ جنگ کے موقع پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے۔

سر اوڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ اور لارڈ ہارڈن۔ سر میلکم ہیلی۔ سر جیفرے ڈی مانٹ مورنسی۔ اور دوسرے اعلیٰ حکام کی تحریریں جن میں سے بعض ان کی دستخطی ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ ہماری جماعت کی وفاداری اور انتہائی قربانی کا اعتراف کرتے ہیں۔

مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ ص ۵ مورخہ ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۶) خدمت بلا معاوضہ (ج)

بحیثیت قوم ہم نے جو خدمت حکومت کی کی اس کے بدلہ میں بحیثیت قوم ہم نے کبھی اس سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے خاندان کے متعلق تو اس شرط کو بھی میں اڑا دیتا ہوں گورنمنٹ

خلاف سخت جوش ہے ہم آپ کو پولیس کی مدد دیں۔ ہم نے کہا خدا تعالیٰ ہمارا محافظ ہے اور ہم حکومت کی وفاداری اور امن کا پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے لے جا رہے ہیں ہم اگر اس راہ میں قتل بھی کئے گئے تو پروا نہیں خدا کے فضل سے ہم اس سفر میں کامیابی سے واپس آ گئے اور ضلع گورداسپور سارے کا سارا حضور کے ذریعہ امن میں رہا۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ رولٹ ایکٹ کا استعمال مفسد لوگوں کے لئے ہے نہ کہ شریفوں کے لئے۔ کجا وہ وقت اور کجا یہ کہ گورنمنٹ پنجاب ہر ایک معاملہ میں احراریوں کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے۔ اور جماعت احمدیہ مظالم کا نشانہ بنائی جا رہی ہے“

”ہم پر کھلے کھلے ظلم کئے جا رہے ہیں مگر گورنمنٹ پنجاب خاموش ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ناشکری کر رہی ہے۔ ہم گورنمنٹ کے سچے ہمدرد تھے ہم بزدل نہیں۔ ہم بے غیرت نہیں۔ ہم ڈرپوک نہیں۔ ہماری جان ہتھیلی پر ہے۔ ہم بہادر ہیں اور صحیح معنوں میں بہادر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں بہادری کی روح پھونک دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کے قوانین کی پابندی سکھائی ہے۔ تاہم گورنمنٹ پنجاب کی موجودہ روش کی وجہ سے ہماری دلی ہمدردی جا رہی ہے گورنمنٹ خدا کے ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہے۔ لیکن اے خدا تو جلد اپنی قدرت دکھا اور ہماری مدد فرما۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) ہماری جانیں حضور کے قدموں پر نثار ہونے کیلئے ہر وقت حاضر ہیں“

(الفضل) :— اس (متذکرہ بالا) خط میں ان ہولناک ایام کا ذکر کیا گیا ہے جب پنجاب میں حکومت کے خلاف خطرناک جوش پھیل گیا تھا۔ کئی ایک انگریز قتل کر دیئے گئے تھے۔ کئی جگہ سرکاری عمارات جلا دی گئی تھیں۔ اور ایک عام بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) نے انگریزوں کی جانیں بچانے کے لئے اور لوگوں کو حکومت کے وفادار بنائے رکھنے کے لئے اپنے خدام کو اس کام میں لگا دیا۔ اور حکم دے دیا کہ وہ اپنے آرام و آسائش کی قطعاً پروا نہ کریں حتی کہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کی خدمات بجا لائیں

کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے نان کوآپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کر کے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس اوبیڈینس کا مقابلہ کیا۔ ریڈشرٹ کا مقابلہ کیا بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی قدر دانی نہ کی۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲
۵۳ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
یکم اپریل ۱۹۳۰ء جلد ۱۷ ۷۶)

(۸) رولٹ ایکٹ

”مجھے تو بار بار وہ وقت یاد آتا ہے جب حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے رولٹ ایکٹ کے زمانہ میں ضلع گورداس پور کے لوگوں کو سمجھانے اور امن قایم رکھنے کے لیئے ہر ایک تحصیل میں وفد روانہ کیئے تھے۔ اور میں پٹھان کوٹ کی تحصیل میں وفد کے ساتھ گیا تھا۔ حضور نے قریباً ۵ ½ بجے شام حکم دیا کہ وفود پیدل چلے جائیں اور رات جہاں آئے وہاں گزاریں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ گورنمنٹ اور لوگوں کے ساتھ عملی ہمدردی دکھلانے کا وقت ہے ہم بغیر اس کے کہ شام کا کھانا کھا کے نکلتے اسی وقت چل پڑے تھے لوگوں کو نصیحت کرتے اور پیدل چلتے رہے۔ خدا گواہ ہے ہمارے پاؤں سخت زخمی ہو گئے گورداس پور ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے ہم ملے وہ ہمارے دورہ کا مقصد سن کر حیران ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو جان کا خطرہ ہے کیونکہ امرت سر کے جلیان والے باغ کے تازہ حادثہ سے عام لوگوں میں گورنمنٹ کے

ابھی ہی کا واقعہ ہے کہ وائسرائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے اس کے جواب میں ان کے پرائیوٹ سکرٹری نے لکھا ہے کہ ہز ایکسلنسی کو یہ خیال ہرگز نہیں بلکہ حضور وائسرائے اس کے برعکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو سب سے زیادہ قانون کی پابند اور وفادار جماعتوں میں ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں ۔

ہم نے ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لیئے ملک کو اپنا دشمن بنا لیا ہے احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے اکے مخالف ہیں . . . . . . کانگریس سے ہمیشہ ہماری یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے ہیں ہم ہرگز غلام نہیں ہیں اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے ۔ کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو حتیٰ کہ قادیانیوں کو، غلام سمجھتی ہے اور ان کی عزت کی قیمت اس کی نظر میں ایک کوڑی کی بھی نہیں ۔

اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگایا ہے جسے ہم حرام سمجھتے ہیں ۔ اور جس کے لیئے ہم باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا۔ تیار نہیں ہیں ۔ ورنہ غالب کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے کہ بے وفا ہیں تو بے وفا ہی سہی مگر نہیں ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار رہیں۔ اس لیئے وہ اگر ہمیں قید کر دے پھانسی دے دے تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے ۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ ۵۴ یکم نومبر سنہ ۱۹۳۴ء)

(۱۰) پرانے قدردان مہربان

پھر اسی پنجاب میں سر اڈوائر جیسا آدمی بھی گزرا ہے ان کے زمانہ میں ایک انگریز

وہ وقت گزر گیا۔ احمدیوں نے اس نازک وقت میں ہر جگہ بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں اور سخت تکالیف اٹھا کر دیں خاص کر ضلع گورداسپور بدامنی سے بالکل محفوظ رہا۔ اس وقت حکومت نے ان خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف بھی کیا۔ مگر آج اس کا جو بدلہ مل رہا ہے وہ ظاہر ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ یکم اگست ۳۵ء جلد ۲۳ نمبر ۲۷)

(۹) شکوہ و شکایت

حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال کیا جو باغیوں اور انارکسٹوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائے گا . . . . کیا کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے اس قانون کا اس کے لئے (یعنی خلیفہ صاحب قادیان کے لئے) جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے۔ جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری شورشوں کا مقابلہ کیا۔ جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں، آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لے کر کام کرتے تھے۔ اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استمداد کرتی ہے اس کی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے ہیں اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیرز دئیے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے۔ مگر آج احراریوں کی حفاظت کے لئے وہ ہمیں باغی بتا رہے ہیں۔

ابھی ابھی (عبدالرحیم) درد صاحب (قادیانی) ان سے (ولایت میں) ملے تھے اور انہیں موجودہ حالات سنائے تھے۔ انہوں نے سن کر کہا کہ آپ کی جماعت تو مذہبی جماعت ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ اس حکومت کے اوپر ایک اور حکومت ہے اس لئے جو افسر ناانصافی کر رہے ہیں وہ سزا سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے آپ ہماری دوستی کو نہیں توڑیں گے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۱) یادرفتگان

بہت سے افسر ایسے گزرے ہیں جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ بلکہ کئی لاکھ کی ایک ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان میں چھوڑی ہے جو اپنی جانیں قربان کر کے بھی برطانیہ سے تعاون کرے گی۔ مگر موجودہ افسر جا کر کیا کہہ سکتے ہیں۔ سوائے اس کے صاحب فخریہ کہیں کہ ہم اسی جماعت کے گروہ کو توڑ کر آئے ہیں کیا یہ بات ان کی اپنی یا ان کی حکومت کی شہرت کا موجب ہو گی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۲) عہدوں کی تقسیم

ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی وفاداری کے بدلے اسے عہدے نہیں دے سکتے یہ ایسی غلطی ہے جو کئی انگریزوں کو لگی ہوئی ہے وہ ایسے وقت جب کہ انہیں کسی وفادار جماعت کی ضرورت ہو جماعت احمدیہ کو مدد کیلئے بلاتے ہیں مگر جب عہدے دینے کا سوال ہو تو کانگریسیوں کو دے دیتے ہیں۔ مگر اس کا خمیازہ بھی گورنمنٹ بھگت رہی ہے۔ اور اب حالت یہ ہے کہ حکومت کے لیڈر اند

ڈپٹی کمشنر نے میرے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی اور سر موصوف کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے پہلے بدل دیا اور پھر اس کا تنزل کر دیا۔ اور آخر اسے ریٹائر ہو کر واپس جانا پڑا وہ فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے ایک ہندوستانی کے مقابل پر ایک انگریز افسر کو سزا دی ....

پھر اسی صوبہ میں سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی جیسے انسان بھی گزرے ہیں آج بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ مسٹر ٹامسن چیف کمشنر دہلی کے متعلق مجھے یاد نہیں کہ ہم نے انہیں کوئی پیغام بھیجا ہو اور انھوں نے فوراً خنداں پیشانی سے ہمارا کام نہ کر دیا ہو حالانکہ بعض اوقات ان کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ پھر اسی ضلع میں منصف افسر رہے ہیں (اخبار) مباہلہ والوں کی شورش کے ایام میں بھی انگریز ڈپٹی کمشنر تھے جو اچھی طرح انصاف کرتے رہے۔ ان سے پہلے یہاں ایک ڈپٹی کمشنر مسٹر واٹسن گزرے ہیں میں جب انگلستان گیا تو وہ لندن میں مجھ سے ملنے آئے حالاں کہ وہ کہیں باہر رہتے ہیں ....

میں سر ادل کا نام پہلے لے چکا ہوں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اول درجہ کے نیک اور شریف افسر تھے۔ میرے ساتھ ان کو جیسی عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ میرے ایک عزیز کے خلاف ان کے انگریز افسر نے بالا افسروں کے پاس شکایت کی مجھے پہلے تو علم نہ ہوا۔ مگر جب علم ہوا تو میں نے سر ادل کو کہلا بھیجا کہ درست واقعات یوں ہیں انھوں نے کہا کہ میرا تعلق تو نہیں لیکن میں کوشش کروں گا۔ اس کے متعلق انہوں نے اس صیغہ کے افسر کو جو چٹھی لکھی اس کی ایک نقل مجھے بھی مل گئی۔ انہوں نے اس میں لکھا کہ گو شکایت کرنے والا انگریز ہے مگر مجھے جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے بتایا ہے کہ واقعات یوں ہیں اور اگرچہ واقعات ان کے چشم دید نہیں لیکن مجھے ان پر اس قدر یقین ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی بات بغیر تصدیق کے پیش نہیں کر سکتے۔ اس لیئے ان کی بات ضرور سچی ہے۔ پس آپ اس معاملہ کی بذات خود تحقیقات کریں صرف رپورٹ پر انحصار نہ کریں۔

پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں احمدیہ جماعت میں سے ہوں اور احمدیہ جماعت وہ ہے جو حکومت برطانیہ کی ہمیشہ وفادار رہی ہے تو مسٹر ہارڈنگ نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کی وفاداری کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔

وہ دوست لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت کی وفاداری کے کوئی معنے ہی نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لاکھوں روپیہ حکومت کی بہبودی کے لیے خرچ کریں اور اپنی سینکڑوں قیمتی جانوں کو خطرات میں ڈالیں اور حکومت کی وفاداری ان معنوں میں کرتے چلے جائیں کہ نازک اور مشکل مواقع پر اس کی حمایت کریں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲
نمبر ۶۳ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۴۱) قادیانی مشین

بعض حکام کے افعال نے جماعت احمدیہ کو ایک مشین بنا دیا ہے جو قانون کی پابندی کرتی ہے اور کرے گی۔ لیکن مشین اپنا راستہ چھوڑ کر آقا کی خدمت نہیں کر سکتی ایک پانچ روپیہ کا نوکر اپنا رستہ چھوڑ کر بھی دیکھے گا کہ مالک کا نقصان نہ ہو مگر دس لاکھ کی مشین اس کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ وہ اپنے راستہ پر چلی جائے گی۔ تو ان حکام نے جماعت کو ایک مشین بنا دیا ہے۔ پہلے وہ اپنا راستہ چھوڑ کر بھی اس امر کا خیال رکھتی تھی کہ حکومت برطانیہ پر کوئی حرف نہ آئے۔ مگر اب وہ ایسا کہاں کرے گی۔ جب تک کہ حکومت کی طرف سے اس ہتک کا ازالہ نہ کیا جائے۔ اور ان حالات کے ذمہ دار حکام کو سزا نہ دی جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۶
مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

بھی محفوظ نہیں "

ایک دفعہ گورنمنٹ کے ایک سیکرٹری شملہ میں جا، پر میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کی ہدایات کانگریس کے پاس پہنچتی رہتی ہے آپ کو بھی کوئی ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ ان کی باتیں آپ کو پہنچتی رہیں انہوں نے کہا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے کہ ہم نے کانگریس میں اپنے آدمی نہیں رکھے ہوئے ہیں۔ ہماری باتیں انہیں پہنچتی رہتی ہیں۔ اور ان کی باتیں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں یہ حالت اس لیے ہوتی ہے کہ گورنمنٹ خیال نہیں رکھتی کہ وفادار جماعتوں کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچائے اگر اعلیٰ عہدوں پر اس کی وفادار جماعت کے ارکان ہوں تو اس کے راز مخفی رہیں اور کبھی بھی وہ حالت نہ ہو جو آج کل ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲
ع۶۳ مورخہ ۲۲ ر نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۳) ایک خط

اس دوران میں مجھے ایک خط ملا...... اس کے لحاظ سے ممکن ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ بھی ہماری جماعت میں ہوں...... جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے اس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دیر سے محسوس کر رہے ہیں کہ انگریز لوگ بغیر شورش اور فساد کے کوئی بات نہیں مانا کرتے۔ اور یہ کہ (اس دوست کے نزدیک) اب وقت آگیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق اس وفاداری کی تعلیم پر جو ہمارے سلسلہ میں موجود ہے، دوبارہ غور کریں اور سوچیں کہ کیا اس کی تشریح حد سے بڑھی ہوئی تو نہیں اور کیا وفاداری کا جو مفہوم ہم سمجھتے چلے آئے ہیں وہ خوشامد اور نکما پن تو نہیں "

اس دوست نے اپنے خط میں ایک واقعہ بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ پبلک پراسیکیوٹر کے سلسلہ میں سب انسپکٹری کے لیے بطور امیدوار پیش تھے لاہور کے سینئر سپرنٹنڈنٹ مسٹر ہارڈنگ کے سامنے جب انہوں نے اپنے آپ کو

جب یہ بات دنیا کے سامنے آئے گی۔ تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ اس حکومت کے پاس جانا خطرناک ہے یہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو سب کو مارتی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ ع۵۵ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء

میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بنا پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لیئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لیئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دیدیا ہے کہ سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے دور کر دے۔ تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی۔ اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ م۵ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء

(۱۷) قادیان تا انگلستان پرانے قدردان

جوں جوں انگلستان کے لوگ ان کارروائیوں سے اطلاع پا رہے ہیں جو احرار اور ان کے بعض دوست حکام کی طرف سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی ہیں ان کے

(۱۵) ناقدری کا راز

میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے کیوں کہ کوئی خواہ کتنا ہی دیانت دار ہو۔ اگر اس میں دین داری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانت داری کی کوئی زیادہ پروا نہیں کرتا۔ جس کے اخلاق کیسے ہوں وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا۔ انہیں خیرباد کہدے گا۔ اس لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا۔ انگریز زبردست کی طرف جھکتے جائیں گے کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔

آئرلینڈ میں دیکھو کیا ہوا۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ حکومت نے جب دیکھا کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا۔ وہ لوگ ان کے ہم مذہب ہم قوم اور وفادار تھے۔ لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں ان کی پروا نہیں کی گئی۔ تو صرف وفاداروں (مثلاً قادیانیوں) کا جو نہ ان کے ہم مذہب ہیں اور نہ ہم قوم۔ ساتھ چھوڑ دینا کون سی اچنبھے کی بات ہے۔

(ارشاد میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء جلد ۱۷ نمبر ۳۰)

(۱۶) وفاداری کا سودا

افسروں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہم نے کانگریس کو دبا لیا ہے باغی جماعتوں کو توڑ دیا ہے اور اب ہم تمھیں بتاتے ہیں کہ ہمیں وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں اور

ہیں کہ یہ تو ہمارے دوست ہیں ہم سے ملنے جلنے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کے بدخواہ نہیں بلکہ وفادار ہیں۔ پھر پنجاب کے بعض افسروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایک پرامن اور اطاعت شعار جماعت کے خلاف رپورٹیں کرنے لگ گئے ہیں چنانچہ کئی ریٹائرڈ گورنر ہیں جنہوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور بعض نے تو اس موقع پر ہمیں تحریریں دی ہیں جو ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان تحریروں میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم جانتے ہیں یہ جماعت وفادار ہے۔ باقی رہیں شورشیں سو وہ ہماری موجودگی میں بھی اس جماعت کے خلاف ہوا کرتی تھیں۔ مگر ہم تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ صرف دشمن اس جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ (اور اب دوستوں کا یہ برتاؤ ہے مقام حیرت ہے۔ مؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۶۶
جلد ۳۴ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۴۶ء)

(۱۹) سلطنت برطانیہ کا زوال

حضرت مرزا صاحب نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا۔ اب آنے والے کے لئے کوئی اور کام باقی نہیں۔ اور اس لئے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لئے خدا تعالیٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا آ کر کر جائے . . . عیسائیت میں بھی تنزل کے آثار شروع ہو چکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دے دیں گے لیکن اب وہ آہستہ آہستہ دے رہے ہیں۔ پھر ان کی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے پیشگوئی فرمائی ؎

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں آثار ضعف و اختلال

سنجیدہ طبقہ میں اس پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایک سابق گورنر نے حالات سنکر کہا کہ آخر میرے زمانہ میں بھی تو احرار موجود تھے۔ اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ میں ہمیشہ اپنے افسروں سے کہا کرتا تھا کہ یہ خطرناک لوگ ہیں ان کے فریب میں نہ آنا۔

اخبار آبزرور لکھتا ہے کہ ۱۵ر جولائی کو پیر کے دن امپائر ورکرز کونسل کے ان ممبروں کے جلسہ میں جو مغربی لندن سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ میٹنگ کے ختم ہونے پر کونسل کے سکریٹری مسٹر چارلس نلر نے . . . . . . کہا کہ . . . . . اس قوم (یعنی قادیانی جماعت) کا صرف یہ قصور ہے کہ وہ قانون شکنی کے مخالف ہیں اور حکومت کی اطاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ حملہ کرنے والے لوگ چند ہندو اور جماعت احرار کے لوگ ہیں۔ جو انتہا پسند کانگرسی ہیں۔

جلسہ کے اختتام پر بغیر کسی مخالفت کے بالاتفاق یہ رزولیوشن پاس ہوا۔ "ان مظالم کے خلاف جو احمدیہ جماعت قادیان پر بعض ہندوؤں اور جماعت احرار کی طرف سے (جو کہ ایک پیشہ ورانہ لیڈر اور سڈیشن پھیلانے والوں کی جماعت ہے) ہو رہے ہیں امپائر ورکرز کونسل کا یہ جلسہ بڑے شدومد سے احتجاج کرتا ہے"

اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ پارلیمنٹ کی ایک پارٹی کے بعض ذمہ دار افسر ایک نوٹ تیار کر رہے ہیں۔ جو غور کرنے کے لئے پارٹی کے لیڈروں کے سامنے پیش ہوگا امید کی جاتی ہے کہ حالات کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد پارلیمنٹ کی ایک بااثر پارٹی اس سوال کو خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳۰ر جولائی ۱۹۳۵ء جلد ۲۳ نمبر ۲۶)

(۱۸) ولایت کی تحریریں

پھر چونکہ ہماری جماعت انگلستان میں بھی موجود ہے اس لئے جب پنجاب کی خبریں انگلستان جاتی ہیں اور وہ ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں کے افسر حیران ہوتے

کرتے ہیں اور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنے سمجھے ہیں''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جاوے کیونکہ حضرت صاحب نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنا میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتدار اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں ملجاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۹۷ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

۲۰) نیشنل لیگ قادیان

اس زمانہ میں کامیابی کا رستہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سولی پر چڑھنے کا رستہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم میں سے جو لوگ دعوی کرتے ہیں کیا وہ سولی پر چڑھنے کو تیار بھی ہو سکتے ہیں؟ قید و بند کے مصائب جھیل سکتے ہیں؟ ماریں اور جوتیاں کھا سکتے ہیں؟ گالیاں سن سکتے ہیں۔ لٹھ کھانے کے لیئے تیار ہیں یا اور کسی رنگ کے مصائب جو ان کے لئے مقدر ہیں اٹھانے کو تیار ہیں؟ اگر تیار ہیں تو ان کے لئے کامیابی بھی یقینی ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کسی اور جماعت کو کھڑا کر دے گا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ وہ اپنے وطن اور اپنی جان مال کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ کیوں کہ یہی وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالےٰ کامیابی کا رستہ کھولتا ہے اور اگر جماعت ان چیزوں کے لئے تیار نہیں تو وہ کبھی بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ خواہ لاکھ سال ریزولیوشنز پاس کرتی رہے ریزولیوشنز سے نہ خدا خوش ہو سکتا ہے اور نہ اس کے بندے اور نہ کوئی معقول انسان انہیں مفید سمجھ سکتا ہے اسی لئے میں نے توجہ دلائی تھی کہ دھواں دھار تقریروں کے بجائے اپنے آپ کو منظم کریں میں نے

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریا فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہو گئے۔ ہندوستان میں جو رنگ آج نظر آ رہی ہے یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ ہی میں شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت ہندوستانیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل، ۷ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء
جلد ۱۷، نمبر ۶۹)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے ؎

سلطنت برطانیہ تا ہفت سال
بعد ازاں باشد خلاف و اختلال

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا۔ اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب یہ الہام ہمیں حضرت (مرزا) صاحب نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت صاحب کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شایع کیا کہ مرزا صاحب نے یہ الہام شایع کیا ہے۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے کیونکہ ملکہ کے لئے حضرت نے بہت دعائیں کی تھیں بعض اور معنی کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق

باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ ع ۵۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۲۲) قدرتی بات

یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں، لیکچروں، کتابوں، اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل و منصف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور امن قائم رکھتے ہیں اس لئے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے اس لئے وہ برے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمراں ہیں اس ذریعہ سے ہزاروں آدمی امریکہ میں۔ ہزاروں آدمی ڈچ انڈیز میں اور ہزاروں آدمی باقی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمۃ الخیر کہا کرتے تھے۔ امریکہ جیسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں وہاں احمدی ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تعریف ہوتی آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

(۲۳) ایجنٹ

ایسی حالت میں جب لوگوں پر یہ اثر تھا کہ احمدی انگریزی قوم کے ایجنٹ ہیں تو تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت ہماری باتیں سننے کے لئے تیار نہ تھی وہ سمجھتے تھے کہ گو یہ مذہب کے نام سے تبلیغ کرتے ہیں مگر دراصل انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

ایک رستہ بتایا تھا اور وہ نیشنل لیگ کا رستہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں وہ اپنے نام لکھوا دیں اس کے بعد اپنے ہاں سیاسی انجمنیں اور مرکزی جماعت سے ان کا الحاق کریں۔ اور اس کے بعد جو میں پہلے بیان کرچکا ہوں ان پر عمل کریں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
ع ۴۱ ۶ ؍اگست ۱۹۳۵ء)

(۲۱) کابلی کارنامہ

گورنمنٹ بھی اچھی طرح جانتی ہے کہ ہم بزدل نہیں ہیں۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح ہمارے آدمیوں نے کابل میں جانیں دی۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں (سچ ہے ڈرتے تو ایسے کام کیوں کرتے للمؤلف) ایک یورپین کی کتاب میں لکھا ہے جو اس زمانہ میں وہاں (افغانستان میں) اٹلی کا انجینیر تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو صرف اس لئے سنگسار کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کے مخالف ہیں اور اس طرح گویا انگریزی حکومت کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ پس جس قوم کے افراد انگریزوں کے لئے جانیں دے سکتے ہیں کیا وہ دین کے خاطر نہیں دے سکتے۔ (سخن در این است للمؤلف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳
ع ۱۱ مورخہ ۲۰؍ جولائی ۱۹۳۵ء)

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے اٹلی کے ایک انجینیر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لئے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے

(۲۵) انقلاب (ج)

موجودہ زمانہ کو انقلاب کا دور کہا جاتا ہے۔ سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ گذشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا "قادیانی استقبال" اسی قسم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۹ر مئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ الفضل میں اس کی تفصیل بعد فخر نمایاں طریق پر "فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال" کے عنوان سے شائع کی گئی۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۵۰ مورخہ ۲۳ر جون ۱۹۳۶ء)

(۲۶) فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال (ج)

آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے

(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

لاہور۔ ۲۹ر اپریل۔ آج حسب پروگرام پنڈت جواہر لال صاحب نہرو لاہور تشریف لائے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانصد والنٹیروں کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دو صد کے قریب والنٹیر ۲۸ر مئی کو لاہور پہنچ گئے قادیان کی کور دس بجے پہونچی۔ گاڑی کے آنے پر جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ اور قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز موجود تھے۔ پولیس کا بھی زبردست مظاہرہ تھا۔ کنسٹیبلوں کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ پولیس کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے۔ قادیان سے کار خاص کے

دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے تم (مرزا محمود احمد) سول نافرمانی کرنے والے ہیں اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا یہ رویہ صحیح نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ ص۵ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۲۴) پنڈت جواہر لال نہرو

پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکریٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱
جلد ۲۳ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے کانگریسی لیڈر کور کے ضبط اور ڈسپلن سے حد درجہ متاثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہو گی۔

پنڈت جی کے قیام گاہ کی طرف تشریف لے جانے پر کورز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے احمدیہ ہوسٹل میں آئیں اور وہاں جناب شیخ صاحب نے پھر ایک تقریر کی جس میں کور والوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ آپ لوگ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ دنیا میں انصاف قائم کرنے اور ظلم و ناانصافی کو مٹانے کے لئے ہر قربانی کرنا آپ کا فرض ہے۔

احمدیہ ہوسٹل میں کھانے کا بہت اچھا انتظام تھا جس کے مہتمم بابو غلام محمد صاحب تھے۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل نے بھی مہمانوں کی آسائش کے لئے بہت کوشش کی۔ قادیان کی کورز ۲۹ر کو ۹ بجے کی گاڑی سے واپس پہنچ گئیں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۷۸ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء)

(۲۷) استقبال کی وجہ (ج)

اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دینگے۔ جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گذشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا

سپاہی ساتھ آئے اور عصر تک ساتھ رہے۔ احمدیہ ہوسٹل میں جہاں قیام کا انتظام تھا۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب قادیانی، ایڈوکیٹ لاہور صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے ایک مختصر مگر برمحل اور برجستہ تقریر کی جس میں بتایا کہ آج ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں کہ آزادی وطن کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اور ہم نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا سے ظلم اور ناالضافی کو مٹانا ہے اور صحیح سیاسیات کی بنیاد رکھنی ہے۔ آپ لوگ اس موقع پر کسی صورت میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو سلسلہ کے لئے کسی طرح کی بدنامی کا موجب ہو۔

علی الصباح ۶ بجے تمام باوردی والنٹیرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام کور ہی کر رہی تھی اور کوئی آرگنائزیشن اس موقعہ پر نہ تھی۔ سوائے کانگریس کے ڈیڑھ دو درجن والنٹیروں کے اسٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کے لئے ہمارے والنٹیرز موجود رہے۔ پلیٹ فارم پر جناب چودھری اسداللہ خانصاحب قادیانی، بیرسٹر ایم ایل سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور بہ نفس نفیس موجود تھے۔ اور باہر جہاں آکر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا۔ شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بے حد اضافہ ہوگیا۔ اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی مگر ہمارے والنٹیروں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب قادیانی، ایڈوکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ کور کی طرف سے حسب ذیل ماٹو جھنڈیوں پر خوبصورتی سے آویزاں تھے۔

(1) Beloved of the nation welcome you.
(2) We join in Civil Liberties Union.
(3) Long live Jawaher Lal

فصل تیرھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان ۔ دین و ملّت

(۱) اختلاف

(۱) مسلمانوں سے اختلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے ۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء)

(۲) کون سا اسلام (ج)

تم اپنے امتیازی نشانوں کو کیوں چھوڑتے ہو ۔ تم ایک برگزیدہ نبی (مرزا صاحب) کو مانتے ہو اور تمھارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں ۔ حضرت (مرزا صاحب) کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں ۔ مگر حضرت (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ تم کونسا اسلام پیش کرو گے ۔ کیا جو تمھیں خدا نے نشان دئے جو انعام خدا نے تم پر کیا وہ چھپاؤ گے ۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء آئینہ صداقت صفحہ ۵۳ مصنفہ میاں صاحب موصوف)

جبکہ وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو۔ ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۳ نمبر ۲۸۰ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۸) قادیانی جماعت کی بے راہ روی (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور)

۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو صاحب صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو مختلف حلقوں کی طرف سے اسٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس استقبال کی نمایاں اور حیرت انگیز خصوصیت تقریباً پانچ سو قادیانی رضاکاروں کی موجودگی تھی جو قادیان سے زیر قیادت چودھری اسد اللہ خانصاحب (قادیانی) ممبر پنجاب کونسل (برادر چودھری سر ظفر اللہ خانصاحب) لائے گئے تھے۔ اخبارات کے بیانات کے مطابق یہ رضاکار خاکی وردی میں ملبوس تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پولیس والوں کی طرح لمبی لمبی لاٹھیاں تھیں اور ان کو مجمع پر کنٹرول رکھنے کے لئے کانگریسی رضاکاروں کے پہلو بہ پہلو قطاریں باندھ کر کھڑا کیا گیا تھا تو انہوں نے اس انتظام میں غیر معمولی جوش اور دلچسپی سے حصہ لیا۔

پنڈت جی کے استقبال میں قادیانی رضاکاروں کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جناب خلیفہ قادیان کانگریس کے اشد ترین مخالف تھے اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں۔ آج وہ کانگریس کے انتہا پسند اور اشتراکی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔ افسوس قادیانیوں نے اپنے اصل کام تبلیغ اسلام و خدمت دین کو پس پشت پھینک دیا اور سیاسیات میں نہایت بھونڈے طریق سے حصہ لینا شروع کر دیا جس کا نتیجہ موجودہ بے راہ روی ہے۔

(قادیانیوں کی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۲۵ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔

(منصب خلافت تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۲۰)

(۶) مردہ اسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۶ء میں اڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجنز (قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا صاحب نے) اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر اڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶، نمبر ۳۲ مورخہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ء)

(۷) اسلام کی آواز (ج)

جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا اگر تمام انبیاء سابق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا غلام احمد کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لئے۔ پس جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اسلام کا صور تھا اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۰ء۔)

(۸) مرزا ساحر

ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب

(۳) قادیانی اسلام

عبد اللہ کوئیلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر ویب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ کی اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۴) احمدیت (ج)

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا اور ...... آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔

(خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

(۵) میری تبلیغ

ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں۔ مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے

اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۰ نمبر ۳ جلد ۱۴ء)

(۱۰) غیروں سے الگ (ج)

کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروں کو یہود بے بہبود سے الگ نہیں کیا ۔ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہونچا ہے اور جن کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کر دیا ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا کہ بیشک کیا ہے ۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کونسی کی ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۶ فروری و ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۱۱) حضرت مسیح موعود کو مسلمان کہنا مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۱ ردسمبر ۱۹۱۸ء)

آپ کے (مرزا صاحب کے) مبعوث کئے جانے کی غرض یہ نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں اور بس ۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں اور آپ مسلمان را مسلمان باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانیگا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۱ ردسمبر ۱۹۱۸ء ۔)

ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندروں سے مشابہ ہو چکے تھے انسان بنا دیتے تھے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء)

(۹) ایک فرقہ

براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"ان ہی دنوں میں سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیئے ایک کرنا بجائے گا ۔ اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں ۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کیئے گئے ہیں "۔

ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں :-

"خدا نے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا"

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے :-

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا ۔ اور تیرا مخالف رہے گا ۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے "

اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب نے) بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نور الدین صاحب) کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا :-

"اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی "

(دیکھو اخبار بدر نمبر ۲ جلد ۱۲ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء)

ہی کہیں گے حال آں کہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔

معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بہ طور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دئے ہیں کہ "وہ لوگ جو اسلام کا دعوی کرتے ہیں" تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان .... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت (مرزا صاحب) نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعوی کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حسب پیش گوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسمی و رسمی ہوتی ہے۔ کیوں کہ آخر وہ نہ تو ہندو ہیں نہ عیسائی نہ بدھ۔ کلمہ پڑھتے ہیں اور قرآن شریف پر عمل کے مدعی۔ ضرور ہے کہ ہم انہیں اسی نام سے پکاریں جس کا وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے لیے اَلَّذِیْنَ هَادُوْا قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائیوں کے لیے نصاریٰ اور بعض اوقات عیسائی اور موسائی بھی کہہ لیا جاتا ہے حال آں کہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے متبعین۔ پس مسلمان کا لفظ بہ لحاظ قوم ہے اور شرعی فتویٰ جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے وہ اور بات ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۲۵ مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء)

(۱۴) سلام مسنون

لیکن ہم پوچھتے ہیں اگر سلام مسنون نہ کہنے سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ مخاطب کرنے

(ب) مسلمان

(۱۲) مسلمان مسلمان نہیں

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۳) مسلمان کا لفظ

اس جگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ نے ان کے لئے اپنی بعض آخری کتابوں میں مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ...... کیا قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا۔ مگر وہاں معترض نے اعتراض نہ کیا کہ جب وہ عیسیٰ کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں تو ان کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے پھر اب یہاں اعتراض کیسا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمی ہو گئی مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر بھی سراج دین

(۱۵) زبانی دعوی

لہذا یہ یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریم کے وقت میں پیدا کئے جاتے تو آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے جو انہوں نے اس زمانہ کے رسول (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے ساتھ کیا ۔ اور اگر وہ موسیٰ اور عیسیٰ کا زمانہ پاتے تو ان کا بھی اسی طرح انکار کرتے کیوں کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور وہ آنکھ جو اس نور کو ہی نہیں دیکھ سکی وہ اندھی ہے کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی حضرت مسیح موعود نے بھی اس اصل کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپ مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے اربعین صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں کہ "ایسا شخص اگر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا ۔ اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوتا تو ان کو بھی قبول نہ کرتا" پس مخالفین کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں ایک زبانی دعویٰ ہے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۴۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۶) خبیث عقیدہ

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا ۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے ۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہو ۔ پانچویں کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے ۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۳۵ نمبر ۳ جلد ۱۴)

والے کے نزدیک مخاطبین مسلمان نہ تھے بلکہ کافر تھے تو کیا اسی قسم کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیش کی جائے تو پیغام اور اس کا امیر (مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) تسلیم کرلیں گے کہ مسیح موعود بھی ان لوگوں کو جنہیں آپ نے بغیر سلام مسنون مخاطب کیا مسلمان نہ سمجھتے تھے بلکہ کافر قرار دیتے تھے دیکھئے حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام میں ایک مکتوب بزبان عربی لکھا...... یہ عربی خط ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف ہی نہیں لکھا گیا بلکہ اس کے مخاطب مشائخ ہند اور زہاد اور صوفیاء مصر و شام وغیرہ اسلامی ممالک بھی ہیں مگر جب ہم خط کو دیکھتے ہیں تو وہ بغیر سلام مسنون بسم اللہ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے۔

الیٰ مشائخ الهند ومتصوفۃ افغانستان ومصر وغیرہا من الممالک۔

امّا بعد۔ فاعلموا ایہا الفقراء والزہاد ومشائخ الہند وغیرہا من البلاد الذین وقعوا فی البدعات والفساد۔

اور دیکھئے ۱۹۰۲ء میں جب علماء ندوہ کا جلسہ امرتسر میں ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک اشتہار شائع ہوا جس کے جواب میں آپ نے (مرزا صاحب نے) ایک ہی دن میں دعوۃ الندوہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں بغیر سلام مسنون کے التبلیغ کے عنوان سے علمائے ندوہ کو یوں مخاطب فرمایا۔

یا اہل دار الندوۃ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نحکّم الا القرآن۔

پس اگر حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کے سلام مسنون نہ لکھنے کا مطلب ہے کہ آپ نے اس مجمع کو مسلمانوں کا مجمع نہ سمجھا تو حضرت مسیح موعود نے جو عام مسلمانوں کے مجمعوں کو نہیں بلکہ علماء اور فضلاء کے مجمعوں کو بغیر سلام مسنون مخاطب فرمایا ہے اس سے بہ درجۂ اولیٰ ثابت ہوا کہ آپ بھی اُن کو مسلمان نہ سمجھتے تھے بلکہ کافر قرار دیتے تھے اور جن کو حضرت مسیح موعود کافر قرار دیں ان کو کافر سمجھنا ہر ایک اس شخص کا فرض ہے جو آپ کو راست باز اور خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۰ء)

دجّال نہیں ہو سکتا۔ ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بےایمان نہیں رکھتا۔ (متن کتاب)

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمۂ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن سکتا۔ (حاشیہ)

(تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ متن و حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ تقویٰ طہارت کو بجا نہ لائے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حق دار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان۔ خدا اور اس کے رسول کا سچا تابع دار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیوں کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دئیے ہیں۔ اسی طرح سے آخری زمانے میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔

(حجۃ اللہ تقریر لاہور از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب منقول از النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۱۴ مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور)

میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری طاعت واجب ہے۔ اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے

(۱۷) دجالی طلسم

اس تحریر سے ہم کو اتنی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت مولوی صاحب (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اوّل) کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمان کہلانے کے لیئے ایمان بالرسل ضروری ہے دوسرے یہ کہ رسل کے مفہوم میں سارے رسول شامل ہیں خواہ کوئی رسول نبی کریم صلعم سے پہلے آئے یا بعد میں۔ ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود بھی اللہ تعالٰے کے ایک رسول تھے اور ایمان بالرسل میں آپ پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ چوتھے یہ کہ جو مسیح کو نہیں مانتا وہ اللہ کے رسولوں میں تفرقہ کرتا ہے اس لئے وہ کافر ہے اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سارے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیتی ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۲۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۱۸) فیصلہ

اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پرِ پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے، جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لیئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے اور اس کی ہر ایک بات کو سچا پایا ہے پس جب مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۳۲ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(ج) تکفیر

(۱۹) تکفیر کی توسیع

ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا ہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(الہام مرزا احمد قادیانی صاحب اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب)

آپ نے (مسیح موعود نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے ورزبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔

ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۴۔ اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ صفحہ ۱۰۸ مؤلفہ میر ترشاہ صاحب قادیانی لاہوری)

کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے ضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

(آئینۂ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے ...... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لانفرق بین حد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

(فیج المصلی مجموعہ فتاوائے احمدیہ صفحہ ۲۷۲ مؤلفہ محمد فضل خان صاحب قادیانی)

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور ئرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۰) اصول تکفیر

ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب سے اس بارہ میں

جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیوں کہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا ۔

(تحفۃ الندوہ صہ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں ۔ اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں ان کو دیکھا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا اب جو شخص خدا اور رسول کے احکام کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیوں کر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیوں کہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں ۔

(حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص۱۶۳)

کفر دو قسم پر ہے ۔ ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا ۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے ۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں ۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے ۔

ہیں سے بعض یا تمام یا دیگر ایمانیات کا منکر رہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۲۶ء نمبر ۱۲۳ جلد ۱۳)

(۲۲) کیوں کافر

اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں۔ قرآن کریم نے بیان کی ہے وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے ایک کا انکار کفر ہے کتب الٰہی کا انکار کفر ہے ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ۔ ہم چوں کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ غیر احمدی کافر ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون سنہ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(۲۳) دو بڑے کافر

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دو شخصوں کو سب سے بڑا کافر بیان فرمایا ہے۔ اول وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے مثلاً کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے۔ حال آں کہ درحقیقت اسے کوئی الہام نہیں ہوا۔ دوسرے وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبًا او کذّب بآیاتہ (اس آیت میں ظالم سے کافر مراد ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے بھی ظالم کے یہی معنی کیے ہیں۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ حاشیہ) اب مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے۔ یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور محض افترٰی علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا

میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی کیوں تکفیر کرتے ہیں اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں :۔

خاکسار۔ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

خلیفہ صاحب۔ ہاں یہ درست ہے۔

خاکسار۔ اس تکفیر کی بناء کیا ہے کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں۔

خلیفہ صاحب۔ بے شک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے مسلم کے لئے توحید پر۔ تمام انبیاء پر۔ ملائکہ پر۔ کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں لیکن صرف رسول اکرم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک امر آیا جس کو ہم نے مان دیا اور انہوں نے نہ مانا۔

(مضمون عبدالقادر صاحب متعلم جامعہ ملیہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۹ مورخہ ۲ر جون ۱۹۲۳ء)

(۲۱) جزو ایمان

ہمارے نزدیک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ کیوں کہ آپ کے انکار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مستلزم ہے چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پس جب کہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم ہے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خود مسیح موعود کا اقرار آ جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص مسیح موعود علیہ السلام کا منکر ہو کر منہ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا رہے۔ وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے مگر ساتھ ہی گذشتہ انبیاء علیہم السلام

ہاں اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں تو الحکم نمبر ۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء پڑھ لو۔ ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے۔ جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو اولٰئک هم الکافرون حقا والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے جیسے صحابہ نبی کریم پر لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہو گے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرما دیں۔ مگر حضرت صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا کہ "یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا" اور فرمایا کہ "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں"

(دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء)
(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ
ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۶۶ و صفحہ ۱۶۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۶) خدا کی قسم

کیا خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین صاحب) کو مہدی جاننے والے اپنے مہدی کی بات ماننے کو تیار ہیں وہ سنیں کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک لعنتی آدمی کا کام ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کو اولٰئک هم الکافرون حقا والی آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کرتے ہوئے اور رسل کے لفظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح مسیح اس سے ہم کلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۲۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۴) صاف ظاہر

پھر (مرزا صاحب کا) ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اس کے کہ الہام کا انکار کر دیا جائے اور وہ الہام یہ ہے قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲)۔۔۔۔۔۔۔ خدا مسیح موعود (مرزا صاحب) کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیوں کہ فقرہ انی من الصادقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو (یعنی مرزا صاحب کو) صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان صفحہ ۱۳۳ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۵) آیت کے ماتحت

پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیے **اولئک ھم الکافرون حقا** فرمایا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

انکار کردے تو کردے مگر آپ کو ظلی نبی مان کر پھر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپکے منکرین کی نسبت وہی فتویٰ ہے جو قرآن کریم نے انبیاء کے منکرین کے متعلق بیان فرمایا ہے یہ ایک موٹی سی بات ہے کہ جب مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) خدا کا ایک رسول اور نبی ہے تو پھر اس کو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو اور نبیوں کو ہیں اور اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اور نبی کا انکار ۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود (مرزا صاحب) کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق کرتا ہے یعنی باقی رسولوں کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا اس لئے اس کی طرف یہ قول منسوب نہیں کیا جا سکتا لانفرق بین احد من رسلہٖ کیوں کہ اس نے مسیح موعود کے انکار سے رسولوں میں تفریق کر دی پس اس لئے وہ حق نہیں رکھتا کہ اسے مومن کے نام سے پکارا جاوے ۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ ایسے لوگوں کو جو خدا کے بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے پکا کافر کہا ہے

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۱۹ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۹) ہتک اور استہزاء

آنحضرت کی بعثت اول میں آپکے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپکے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے ۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے آنحضرت کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر کفر میں بعث اول کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ص۱ مورخہ ۱۵ ؍ جولائی ۱۹۱۵ء)

پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرتؐ کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے

کو شامل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مجھے ایک عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے الفاظ یاد نہیں ہیں مگر مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کیا بلکہ سننے والوں نے اس دن تعجب بھی کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے خلاف عادت صریح الفاظ میں مسئلہ کفر کی تصدیق فرمائی ورنہ عام طور پر مولوی صاحب کی عادت تھی کہ اگر کوئی آپ سے اس مسئلہ کے متعلق سوال کرتا تو آپ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے کہ تمھیں دوسرے کے کفر و اسلام سے کیا۔ تم اپنی فکر کرو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۲۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۷) پھر کس طرح

پھر ہم کس طرح مان لیں کہ خدا تو ایک شخص کو کہے کہ۔ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی لیکن وہ شخص ایسا معمولی ہو کہ اس کا ماننا نہ ماننا قریباً برابر ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے انکار سے یہودی بن کر مغضوب علیہم بن جائے لیکن اس کو ماننا ایمانیات میں سے نہ ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص پکار پکار کر کہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ابن مریم کا منکر تو کافر ہو اور غلام احمد (قادیانی) کا منکر کافر نہ ہو۔ اور پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے الہام میں رسول اور نبی کہہ پکارے لیکن وہ لانفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل میں شامل نہ ہو اور اس کا منکر اولٰئک ھم الکافرون حقا سے باہر ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۱۴۷ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۸) موٹی سی بات

پس اب کوئی شخص مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی ظلی نبوت کا

نزدیک تو اسی طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور مسیحیوں کے نزدیک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کے فیصلہ سے ایک نبی غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم من جانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہو سکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۶)

(۳۲) عظیم الشان نبی اللہ رسول اللہ

جری اللہ فی حلل الانبیاء سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵ و ۶ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام مصنفہ مولوی قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۳۳) لازمی شرط

خدا تعالےٰ نے حضرت (مرزا صاحب) کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا، اگر تیرے منکر اس فرمان کو قبول نہ کریں بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمربستہ ہوں تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔

یہاں صرف حضرت احمد علیہ السّلام کے منکر اور اطاعت اور بیعت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے اور جہنم ان کے لئے بطور قید خانہ قرار دیا ہے

انکار کرتا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ ص ۲ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیوں کہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون؛

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۶ نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۳۰) برابری

پھر اپنے رسالہ (کفر و اسلام) کے ص ۶ پر مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) لکھتے ہیں "مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے۔ اگر مولوی صاحب موصوف کا واقعی یہی اعتقاد ہے تو پھر ان کے نزدیک یہ فقرہ بھی درست ہونا چاہیے کہ "نبی کریم کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ لا الٰہ الا اللہ کا انکار نہ کرے"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۸۲ نمبر ۴ جلد ۱۴)

(۳۱) ایک اولوالعزم نبی

اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کر دیا ہے تو یقیناً یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں۔ کیوں کہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے ایک اولوالعزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں اور اگر کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے

سوال کا کہ "کیا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیئے" حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب (قادیانی) یہ جواب لکھتے ہیں!۔

"خدا تعالےٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو سہی) نہیں ماننا کہتا ہے وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالےٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا آپ ہی بتلایئے مگر انصاف شرط ہے"۔

کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی الفاظ اس بات کے ثبوت میں ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ان (الفاظ کا) نویسندہ دائمی اور حقیقی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا ہے۔

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علے صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۴۳)

(۳۷) میرے نزدیک حق نہ تھا

میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہم کو کافر کہتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(رسالہ احمدی ع۵-۶-۶ بابت ۱۹۱۹ء رسوم النبوۃ فی الالہام ص۴۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

(۳۴) حیران

لکھنؤ میں ہم (یعنے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اسنے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سُن کر وہ حیران سا ہو گیا۔

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۳۵) تعجب کی بات (ج)

یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہوا۔ اب لیجئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو اُن کی جماعت سے نکل کر لاہوری جماعت میں شامل ہو جائے مرتد کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔

جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی بھی مانتی ہے قادیانی احمدیوں کا یہ سلوک ہے تو اُن کا سلوک غیر احمدیوں یا احرار کے ساتھ تو کہیں بدتر ہوگا۔ اور اگر اس کے جواب میں احرار قادیانی حضرات (وہ تو لاہوریوں کو بھی اسی لپیٹ میں لاتے ہیں) کو کافر سمجھیں اور ان سے وہی سلوک روا رکھیں جو خود احرار سے رکھا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۴۹ مورخہ ۳ر اگست ۱۹۳۶ء)

(۳۶) مفتی صاحب کا فتویٰ (ج)

اخبار بدر پرچہ ۹ر مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش صاحب آف گورالی کے اسر

(د) نماز و حج

(۴۰) نماز کی ممانعت

صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں ملے جلے رہے ہو تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء منقول از کتاب حوالہ
ص ۲۶۵ مرتبہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

میرا یہی مذہب ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبائع شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اسکی کیسی ہی تعریف کرتے ہوں نماز نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص تردد یا مذبذب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس کے غیر میں تمحیص اور تمیز کر دے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۸ نمبر ۴۱، ۴۲ مورخہ ۳۰ نومبر
و ۱۰ دسمبر ۱۹۰۴ء و اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۱۷ مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۱۷ء)

(۴۱) یاد رکھو

پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام

(۳۸) ہم اور وہ

چودھری صاحب (ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چودھری صاحب نے اسی کی تائید کی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

میں نے بتا دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ غیر احمدی نبی نہیں مانتے وہ ہمیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(۳۹) چڑنے کا فلسفہ (ج)

اگر ہم غیر احمدیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں اور کسی کو کافر کہتے ہیں تو اسے برا کیوں لگتا ہے۔ دیکھو عیسائی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے اس کہنے سے نہیں چڑتے۔ کیوں کہ ہم انہیں سچا نہیں سمجھتے پس اگر غیر احمدی ہمارے کافر کہنے سے چڑتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم کو سچا سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ جب یہی اسلام ہے جو ہمارے پاس ہے تو تم اسے قبول کر لو پھر ہم تمہیں کافر نہیں کہیں گے بلکہ اپنا بھائی سمجھیں گے۔ (قادیانی صاحبان جو کافر کہلانے سے چڑتے ہیں خود بھی مسلمانوں کی سچائی تسلیم کرتے ہیں (للمولف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۶ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۱۶ء)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(۴۵) سوال

(مرزا صاحب سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں حضرت مسیح موعود (یعنے مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمھارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۲۶ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۴۶) فرض

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۷) کسی قسم کے

ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ کسی قسم کے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(منکرین خلافت کا انجام صفحہ ۸۲ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۴۸) دکھاوے کی نماز

سنہ ۱۹۱۲ء میں میں مع سید عبدالحی صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو

جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ حاشیہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۲) حرام قطعی حرام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اسکے عمل حبط ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء)

(۴۳) نہیں نہیں نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں۔

(انوار خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۸۹)

(۴۴) ہرگز نہیں

بہت سے غیر احمدی لوگ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ احمدی (قادیانی) ہرگز غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

روایت ہے کہ کوئی موقع پیش آ گئے تو وہ مکہ مسجد (حیدر آباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ واقعی خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بہت ضروری اور کار آمد ہے۔ (مؤلف)

(آئینہ صداقت ص۹۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۹) حجّ باطل

مکرمی حضرت ابو بکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں وہ آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا اب وہ استفتاء مع فتوے کے جناب مفتی صاحب بغرض اشاعت بھیجتے ہیں امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ (عرفانی)

سوال:۔ ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بیعت کی۔ پھر دوبارہ حج کرنے کے لئے احرام باندھتا ہے یعنی بعد بیعت کے۔ یہ دوبارہ حج کی نیت نفل کی کرے یا حج فرض کی۔

الجواب:۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا اس کا فرض ادا ہو گیا اور اس شخص کے احمدی ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دعوے کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جس میں نہ تو دعوے کی پوری اشاعت ہوتی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر اتمام حجت ہوا ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیا ہے۔ تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانے میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہو گیا۔ لیکن جس نے اس زمانے میں حج فرض ادا کیا ہو کہ آپ کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا۔ اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا۔ لہٰذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج فرض ادا کرنا

گیا۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکھٹے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ میں ہٹنے لگا۔ مگر راستے رک گئے تھے نماز شروع ہو گئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ اس پر میں نے نماز شروع کر دی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آگیا وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی۔ اب آؤ خدا تعالٰے کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرا لیں۔

اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے۔ اور اللہ تعالٰے کا فضل ہے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی (کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ۔ تاہم قادیانی صاحبان اس کو بڑا افضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا۔ المؤلف)

چوں کہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے) کوئی فتنہ ہوگا انہوں نے قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا .... ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غ۔ احمدیاں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آکر دہرا لیں۔ سو الحمدللہ کہ میرا فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتوے کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفۂ وقت کی منشا کے ماتحت ہوا اور مکہ معظمہ تو کیا کئی بعض سر برآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر

ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لیئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۶ مئی سنہ ۱۹۱۵ء)

(۵۳) جو لوگ

میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیئے بغیر فوت ہو جائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام (مرزا صاحب) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی۔ اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء نمبر ۸۰ جلد ۱۳)

(۵۴) دعائے مغفرت کی ممانعت

سوال۔ ۱۔ کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلۂ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔

جواب:۔ غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لیئے دعائے مغفرت جائز نہیں

(روشن علی۔ محمد سرور۔ قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۹۲۱ء)

قانون یہ ہے کہ:۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

چاہیے کیوں کہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا ۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۳ نمبر ۱۴ مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۹۳۲ء)

(۷) جنازہ

(۵۰) اوائل کی بات

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی ۔ اگر حضرت مسیح موعود نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی ۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۶ء)

(۵۱) محض اس لیئے

حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب مرحوم) کا جنازہ محض اس لیئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا ۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۴۷)

(۵۲) ایسی جگہ

اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے ۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ

ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے پھر میں کہتا ہوں بچہ گنہ گار نہیں ہوتا اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پس ماندگان کے لئے اور اس کے پس ماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت (مرزا) صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور ایسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے۔ لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔

(انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵۷) قبرستان کا قصہ (ج)

حضرت (مرزا) صاحب نے تو کفار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا مگر قادیانی مولف صاحب (یعنے محمد افضل خانصاحب قادیانی مولف نہج المصلی مجموعہ فتاوی احمدیہ) نے عنوان میں غیر احمدی خورد سال بچے سے لیکر دوسرے مسلمانان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرما لیا اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے کیوں کہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثناء کافر ہیں تو ان کے سال چھ مہینہ کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جو شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لیئے دعا ر استغفار جائز نہیں۔ احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے کہ:۔

۱۔ وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی (بلحاظ حقیقت نبوت) مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفٰے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے۔

۲۔ اس لیئے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے لیئے دعا استغفار جائز نہیں

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷، اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۳۰)

(۵۵) تین فتوے

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے لکھوایا:۔

۱۔ تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔

۲۔ قبر پر قرآن پڑھنا بروایت وفتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بد نتیجہ پیدا کرے۔

۳۔ غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۹ مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۹۲۲ء)

(۵۶) معصوم بچہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں۔ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۲ مورخہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء)

بھائی فضل حق خاں صاحب کے چچا جو ان کے خسر بھی تھے ان کے پاس آئے اور جنازہ پڑھنے کے لئے کہا مگر انہوں نے صاف انکار کیا۔ پھر چند اور شخص آئے انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں علیحدہ ہی پڑھ لیں اس پر انہوں نے جواب دیا کہ . . . میں امام الوقت کے احکام کو بجالاؤں گا اور جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ میں نے ان کی زندگی ہی میں کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو آپ کا جنازہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا . . . میں امید کرتا ہوں کہ اس قابل رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کرکے ثواب دارین حاصل کرے گا ۔

(ایک قادیانی صاحب کی مراسلت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۶ / اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء)

(۶۰) زندہ باش

تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی مگر سلسلے میں داخل نہ تھیں اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰ / اپریل سنہ ۱۹۱۵ء)

(و) نکاح

(۶۱) اعلان (ج)

یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جایا کرے ۔

(ناظر امور عامہ قادیاں)

اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہوا کہ جب غیر احمدی (یعنی مسلمان) جواب میں احمدیوں (یعنی قادیانیوں) کو کافر سمجھتے ہیں تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کرنے دیں گے . . . . . .

قادیانی بے شک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی مثال اس وقت تک سامنے نہیں تاہم وہ بھی اپنے قبرستان میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۴۹ مورخہ ۳/ اگست ۱۹۳۶ء)

(۵۸) فکر پیدا ہوئی

برادرم نیاز محمد احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ منٹگمری لکھتے ہیں۔

میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا مسلمان بن جاؤ خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کے ہاتھ پر۔ ورنہ میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اُسے فکر پیدا ہوئی وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۲۰/ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۵۹) احکام شرعی کا پاس

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۶/ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بٹالہ میں بھائی فضل حق خان صاحب رئیس بٹالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں انکے والد جو غیر احمدی تھے اسہال کبدی سے بیمار ہو کر فوت ہو گئے۔ بھائی فضل حق خاں صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر نہ بلایا تاہم ہم چار پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے اور تنہا ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازہ کے لئے جمع ہو گئی تھی اس مجمع میں سے

نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔

(الحکم ۱۴/ اپریل ۱۹۰۸ء)

ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے ایجاد کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ مئی ویکم جون ۱۹۲۲ء نمبر ۹۳-۹۴ جلد ۹)

(۶۵) سوال جواب

ایک شخص کے سوالات کے۔۔۔۔ حضرت (میاں محمود احمد) صاحب نے مندرجہ ذیل جوابات لکھوائے۔

سوال: کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے۔ چندہ بھی دیتا ہے۔ تبلیغ بھی کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں۔ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے۔ وہ ایک ہی حکم کے توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہو سکتا ہے۔

جواب: جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔۔

سوال: جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھائے، اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب: ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتوی دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کر سکتا ہے۔

جواب۔ ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ ص۹۷ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(۶۲) زبردست حکم

حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص۷۵)

(۶۳) سخت ناراضگی

حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نورالدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔

(انوار خلافت ص۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۶۴) ممانعت

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اسی کی پابندی کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنا لیا ہے بالکل غلط ہے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"(۱) اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئیے۔ اگر ملے تو بے شک لو۔ لینے میں حرج

مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی - - - - - - - - - - -

حضور (مرزا صاحب) فرماتے ہیں :-

غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیوں کہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئیے۔ اگر ملے تو لے بے شک لو۔ لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔ (الحکم ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۸۶) نکاح جائز (ج)

حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے جواب میں لکھوایا:-

آپ پروفیسر صاحب سے یہ کہیں کہ ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے بہت کم ہیں یہاں زیادہ ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اسلئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے نکاح جائز ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۶۵ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۳۰ء)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا۔ ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیوں کہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں ۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

(۶۶) تعلیم قرآن

غیر احمدی لڑکی کا نکاح احمدی (قادیانی) لڑکے سے تعلیم قرآن کے مطابق جائز ہے جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ وہ فتویٰ غلط ہے ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔

احمدی (قادیانی) مردوں سے غیر احمدی عورتوں کا نکاح ہوا ہے۔ ہزاروں غیر احمدی عورتیں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ غیر احمدی عورتوں کا اس حال میں نکاح ہوا کہ مرد احمدی (قادیانی) تھا اور عورت غیر احمدی۔

کسی احمدی نے احمدیت (قادیانیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی (قادیانی) لڑکی کا نکاح نہیں کیا۔ اس سے مراد وہی ہے جو حدیث میں آتا ہے کہ لا یزنی ذان حین یزنی و ھو مومن بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے اور اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو صحیح تسلیم کرتا ہوا اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گوردس پور
مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶/۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱/۱۰۲)

(۶۷) اہل کتاب

غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لا سکتا ہے۔ مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں لا سکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے

(۷۱) فیصلہ کی تخصیص

اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں!۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷/۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۱/۸۲)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایک مکتوب میں لکھاتے ہیں:۔

اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ کا کام نہیں۔

اس پر جناب مدیر پیغام صلح (لاہور) رقمطراز ہیں۔

دوہاں بے شک مریدوں کا کام نہیں کہ وہ جناب خلافت مآب کے فتوے پر خود ہی عملدرآمد شروع کریں۔ انہیں کیا معلوم کہ کس شخص پر یہ فتویٰ عائد ہوتا ہے۔ اس نے پیر صاحب کی جیب کو سیم و زر سے بھر دیا ہے اور اس لئے اس کے متعلق فیصلہ کرنا قرین مصلحت نہ ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جون ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۹۵)

(۷۲) فیصلہ کی بات

جیسا کہ ۲ر مئی ۱۹۲۲ء کے (اخبار) پیغام (صلح) سے ظاہر ہے۔ اس میں "یادش بخیر" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں غیر احمدیوں کو احمدی لڑکی دینے کی ممانعت کو پیش کیا ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بہتان باندھا ہے کہ اس کی خلاف ورزی

(٦٩) سادات کی قدر

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بڑی شان دی ہے اور موجودہ سادات کو آپ کی غلامی بلکہ آپ کی خاک پا کو سرمہ بنانا بھی بہت بڑا فخر ہے۔ اور ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوں گے وہ کٹ جائیں گے اور سید نہ رہیں گے۔ مگر وہ عظمت اور وہ شان جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دل میں تھی اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے سادات سے تعلق کو بڑا افضل قرار دیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو زمین اچھی ہوگی اس میں پھل بھی اچھے ہی پیدا ہوں گے سادات اگر خراب بھی ہو جائیں تو بھی نیک اور خدا رسیدہ انسان کے ساتھ تعلق ہو جائے تو وہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کیوں خدا نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی وجہ سے فطرت اچھی دی ہوئی ہے۔

(خطبہ نکاح از مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

(٧٠) کفر کا فتوےٰ

ایک خط کے جواب میں (میاں محمود احمد صاحب نے) لکھوایا جو شخص اپنے آ کو احمدی کہتا ہے اور ایسے کام جن کی وجہ سے انسان احمدیت سے خارج ہو جا وہ نہیں کرتا تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں ہے۔ خارج از احمدیت ہونے میری مراد ایسے امورات ہیں کہ جس کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے چنانچہ غ احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی اسی قسم میں سے ہے۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ
۴ مئی ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۶)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ رمئی و یکم جون ۱۹۲۲ء نمبر ۹۳/۹۴ جلد ۹)

(۷۳) اخراج

چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کو دے دیئے ہیں اس لئے ان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے اور وہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

(۱) چودھری محمد الدین صاحب ولد مراد قوم ارائیں سکنہ سیدوالہ ضلع شیخوپورہ

(۲) چودھری جھنڈا صاحب ولد چودھری جلال الدین صاحب ساکنان چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ۔

(۳) میاں جیون صاحب علاقہ آنبہ ضلع شیخوپورہ۔

(۴) میاں غلام نبی صاحب سکنہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ

(۵) چودھری علی بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۳۴ء) ناظر امور عامہ قادیان)

(ل) میل جول

(۷۴) صلح کل کا انجام

جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔ اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء منقول از منکرین خلافت کا انجام ص۸۲ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعوی میں جھوٹے تھے

کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک شخص کو جماعت سے خارج کر دیا اور دوسرے کو ایسا ہی کرنے پر اس سے کچھ نہ کہا کہ اس نے پانسو روپے کی رقم آپ کو دیدی چنانچہ لکھا ہے۔

”اسی عقیدہ (یعنی غیر احمدی کو لڑکی نہیں دینی چاہیئے) پر زور دیتے ہوئے جناب میاں صاحب نے ایک مرتبہ اعلان کیا تھا کہ ان کے ایک غریب مرید نے ایک غیر از جماعت کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی تھی تو ہم نے اس کو جماعت سے خارج کر دیا اور اس کی توبہ تک بھی قبول نہ کی۔ انہیں دنوں میں اتفاق سے میاں صاحب کے ایک لاہوری مرید میاں شمس الدین صاحب تاجر چرم نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک غیر از جماعت مسلمان سے کیا اور ساتھ ہی قادیان جا کر پانسو روپے بھی خلافت آپ کے آگے دھر دیا!!“

اگرچہ بغیر کسی ثبوت کے اس قسم کا روپیہ دینے کا ذکر کرنا بھی کوئی شریفانہ فعل نہیں لیکن خیر اسے چھوڑ کر آگے جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اسے ملاحظہ کیجیئے اور ایڈیٹر صاحب پیغام کی تہذیب کی داد دیجیئے۔ لکھا ہے:-

”ہم نے اسی وقت میاں صاحب کو یاد دہانی کرائی اور ان کا سابقہ عمل یاد دلاتے ہوئے استدعا کی کہ ان لاہوری مرید صاحب کو بھی جماعت سے خارج کیجیئے۔ اس مضمون کے خطوط ہم نے رجسٹری کرا کر میاں صاحب کو روانہ کیئے لیکن ہمیں خبر نہ تھی کہ پانسو روپیہ کا نشہ بھی آخر کچھ چیز ہوتا ہے۔ جو آپ جیسے پیران پارسا پر بھی اس قدر اثر رکھتا ہے کہ آپ کے اپنے بنائے ہوئے اصول بھی اس سے ٹوٹ جاتے ہیں آپ بھی سچے ہیں۔ ایک غریب مرید اگر اس قدر روپیہ فراہم نہیں کر سکا تو اس کی خشک توبہ کو کوئی کیا کرے اور اگر کسی نے پیر کے علی الرغم کارروائی کر کے حضرت زر کی شکل اس کو دکھا دی تو اس پر غصہ آئے تو کیوں؟“

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا ہے کہ میاں شمس الدین نے کوئی پانسو روپیہ مجھے نہیں دیا۔

کا رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں مسیح ہوں۔ مہدی ہوں۔ خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے وہ برابر اپنے الہام سناتے رہے۔ اب یا تو ایسا شخص اپنے دعوی میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مسیح مان لیا جاوے اور یا وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ راہیں تو دو ہی ہیں معلوم نہیں کہ یہ تیسری راہ کہاں سے لوگوں نے فرض کر لی ہے۔

(اخبار بدر قادیان نمبر ۴۴ جلد ۱۰ مورخہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء)

ایک دوست نے خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے سب دعاوی کا مصدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت (مرزا) صاحب کے سب دعاوی کو مانتا بھی ہو نماز جائز نہیں اور ایسا شخص سب دعاوی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۹ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۱۵ء)

قطع تعلق (۷۵)

یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۶ نمبر ۸ صفحہ ۳۱۱)

یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ ٗ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ پر افترا کرتے ہیں۔ دوم وہ جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔

(حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول کا مضمون مندرجہ اخبار بدر قادیان نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۱ء)

ایک دوست کا خط حضرت (حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل) کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کو مسلمان مانتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے۔ مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکافرین اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے ان کو ماننا چاہئے یا جھوٹے تھے ان کا انکار کرنا چاہئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی۔

(اخبار بدر قادیان نمبر ۲۴ جلد ۱۰ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء)

ایک احمدی کا خط پیش ہوا کہ مجھے آپ کے میموریل جمعہ کے ساتھ اتفاق ہے میں اپنے خیال کے مطابق کسی مسیح کی آمد کا منتظر نہیں ہوں اور نہ کسی کی ضرورت ہے اور نہ خلیفۃ المسیح کی ضرورت ہے۔ البتہ نیکوکار خدا پرست رہبروں کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے اور مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب مرحوم اور جناب (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل) کی مثال جیتنے بزرگ دنیا میں پیدا ہوں کم ہیں۔ (حکیم نورالدین صاحب نے) فرمایا یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ

(۷۸) تین امور

حضرت امام حکم و عدل (مرزا صاحب) علیہ السّلام نے خصوصیات احمدیت میں ہر احمدی کے واسطے تین امور بطور فرمان عملی رکھے ہیں جن کی اتباع ہر احمدی پر فرض ہے اور جو حضرت مسیح موعود کے حکم اور فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی ہی نہیں خواہ کوئی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام ہمام (مرزا صاحب) علیہ السّلام نے اوّل خصوصیت حرمت صلوۃ خلف المنکرین المسیح الموعود قائم کی ہے۔ دوم خصوصیت حرمت صلوۃ الجنازۃ علی المنکرین المسیح ہے سوم خصوصیت حرمت ازدواج نساء المومنین بالمنکرین ہے یہ عملی فرق ہے مابین احمدی اور غیر احمدی گروہ کے۔

بعض لوگ دیدہ و دانستہ اپنی لڑکی غیر احمدیوں کو دیتے ہیں مگر وہ اس بات سے بے خبر ہیں جو حضرت صاحب کے حکم کی خلاف ورزی میں ان لوگوں نے بھگتا ہے یا بھگتنا پڑے گا اور حضرت نورالدین اعظم نے تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کیا ہے اور صاف فرمایا کہ وہ احمدی ہی نہیں ہیں اور حضرت خلیفہ اوّل نے ان کے خلف میں منع صلوۃ کر دی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

جری اللہ فی حلل الانبیاء احمد نبی اللہ مسیح موعود علیہ التحیات والثنا (فداہ اُمّی وابی) اپنے متبعین کو فرماتے ہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو خواہ وہ تمھارا ماں باپ بہن بھائی کتنا ہی حقیقی رشتہ دار ہو اس کو لڑکی نہ دو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۹ مورخہ ۲۵؍ اپریل ۱۹۱۶ء)

(۷۶) صاف حکم

اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ "غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں" جب کہ ان کے غم میں ہم کو شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۱۸ رجون ۱۹۱۶ء)

(۷۷) دونوں حرام

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے کبھی سلام نہیں کہا۔ اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز
صفحہ ۱۶۹ نمبر ۴ جلد ۱۴)

(۸۱) قادیانی چندہ

آپ لوگوں میں سے بہت سے احباب نے دیکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا کیا کوئی اس وقت حلفاً کہہ سکتا ہے کہ کبھی آپ نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں اور اس خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ میرے کانوں نے روایتاً کسی سے سنا اور نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا اور نہ یہ کہہ کر چندہ کی ان کو ترغیب دی کہ میرا کام تو فقط اشاعت اسلام ہے جو کہ ہمارا اور تمہارا مشترک فرض ہے۔

(خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

(۸۲) کبھی نہیں (ج)

کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اشاعت کے لئے اٹھے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور ۔ ۔ ۔ ۔ آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔

(خطبہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۹۷
مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

(۸۳) ضرورت نہیں

ایک دوست نے دریافت کیا کہ موپلہ یتیم اور بیواؤں کے لئے لوگ چندہ مانگتے ہیں اس امر میں مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے فرمایا دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کے

(۷۹) تنبیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کفر یا مکذب یا متردد کی اقتدار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد ہے کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے جو کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ اسی طرح آپ کا صاف اور صریح حکم ہے کہ کسی احمدی کے لئے جائز نہیں جو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کرے۔ حضور کے قائم کردہ ابدی مرکز (قادیان) سے روگردانی اختیار کرنے والے لاہوری فریق جہاں غیر احمدیوں کی اقتدار میں نماز پڑھنے کے لئے بے قرار ہیں اور اس کے لئے قسم قسم کے حیلے تراش کر اپنے انقلاب علی عقبیہ کا ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں وہاں اس فعل حرام یعنی غیر احمدیوں کو رشتہ بنات دینے کے واسطے بھی میں دیکھتا ہوں کہ ان کی مسخ شدہ روحیں تڑپ رہی ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ اس کے متعلق تتابع کرنا اپنے پیپ آلود زخموں اور نہ اچھے ہونے والے ناسوروں کے لئے موجب اندمال سمجھتے ہیں۔ اے کاش وہ اپنے ہادی اپنے رہنما (مرزا صاحب) کی الہدی اور لائے ہوئے دین الحق کو اتنی جلدی نہ بھول جاتے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۴ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۴ء)

(۸۰) اسلامی سلوک

آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں ہمارے تو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت (مرزا صاحب) کے منکر ہیں مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا۔ یہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۹/۷۰ مورخہ ۲۶ فروری و ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

عورتیں بھی چندہ میں شامل ہونا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ اس وقت شرط تھی کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو اس لئے اس کی اجازت نہ دی گئی تھی۔۔۔۔ لیکن اس وقت چونکہ عام تبلیغی اغراض کے لئے چندہ ہو رہا ہے اس لئے اس شرط کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہن اپنی خوشی سے اس چندہ میں حصہ لینا چاہیں تو ان کا چندہ بھی خوشی کے ساتھ قبول کر لینا چاہئے

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۸۵) مسلمانوں سے بیزار

کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا بلکہ اسی سے بنیاد بھی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ المولف)

حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڈھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا پھر سرسید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔

(کشف الاختلاف صفحہ ۲۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

ساتھ ملکر چندہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چندہ نہیں ہے۔ اپنا رسوخ بڑھانے کی کوشش ہے۔ اس قسم کی امداد اپنے طور پر دی جائے تو مفید ہوتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۵ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

(۸۴) چندہ قبول (ج)

اس وقت تک قصور میں احمدیوں کی کوئی مسجد نہ تھی۔ ۔ ۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے جو ششماہی رپورٹ کا نقشہ تجویز فرمایا ہے اس میں ایک یہ بھی سوال درج ہے کہ آیا مسجد احمدیہ ہے یا نہیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے ہماری انجمن نے غور کیا اور ایک پرانی شکستہ اور غیر آباد بوسیدہ مسجد کو پاکر اسے آباد کرنا چاہا۔ چونکہ مسجد بہت ہی خستہ حالت میں تھی۔ اس لئے اس کی مرمت کا ارادہ کیا گیا اور اس غرض کے لئے اپنی جماعت سے چندہ جمع کر کے کام شروع کرادیا۔ جب مرمت کا کام شروع ہوگیا تو ایک غیر احمدی صاحب نے آکر دریافت کیا کہ کیا آپ ہم سے بھی چندہ لے سکتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ بڑی خوشی سے آپ کا چندہ قبول کیا جاتا ہے۔ اس پر انھوں نے دس روپے دئے اور اور مجھے ساتھ لیکر تحصیل چندہ کے لئے بازار میں چلے آئے۔ ہماری تین چار گھنٹہ کی کوشش سے اڑھائی سو روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۳۲ مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۶ء -)

سر دست میں ایک اور معاملہ کی طرف تمام بہنوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ (لندن میں) اس مسجد کے بن جانے کے سبب سے انگلستان میں تبلیغ کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔ اور اب خدا تعالےٰ کے فضل سے کام دو آدمیوں کی طاقت سے زیادہ ہے۔ اس کے متعلق مجھے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے ولایت سے توجہ دلائی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس کے بعد اور چند دوستوں نے بھی اس طرف توجہ دلائی۔ اب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ کام زیادہ معلوم ہوتا ہے اور عملہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔

میں یہ بھی ظاہر کردینا چاہتا ہوں کہ مسجد برلن کی تحریک کے وقت بعض غیر احمدی

پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۵۲ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۴ء)

(۸۸) ایک ایک ہزار (ج)

ایک ایسی عظیم الشان پاک شخصیت کا ذکر کیا گیا ہے جس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے ۔ اور جو رسول اللہ صلعم کے نمونہ پر وصال باری تعالے کے وقت چار لاکھ سے زیادہ اپنا پیرو چھوڑ کر گیا ہے کہ ہر ایک ان میں سے ایک ایک ہزار دشمن اسلام و مخالف احمدیت پر بھاری ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء ۔)

(۸۹) خواجہ صاحب کا الٹی میٹم (ج)

اہل قادیان سے میری خانہ جنگی نہیں بلکہ جہانہ جنگی ہے ۔ سارے جہان کو جس قوت حربیہ و فنائیہ کا خوف لگا ہوا ہے میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ بروشیا (جرمنی) کے قوائے حربیہ کا خاتمہ ہو جائے تو دنیا کو امن نہیں ملے گا جتنا کہ قادیان کی طاقت کے زیر و زبر ہونے سے مل سکتا ہے ۔

(خواجہ حسن نظامی صاحب کا ارشاد مندرجہ رسالہ درویش بابت ۲۲ جنوری ۱۹۱۹ء منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۷۱/۷۲ مورخہ ۱۵/۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء)

(۹۰) ہتھیار بندی

حالات کی نزاکت اور بدامنی کی بڑھتی ہوئی رو کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے نے مجلس مشاورت کے موقع پر اپنی جماعت کو جو ارشاد فرمایا ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس پر پوری طرح عمل کرے ۔ حضور نے فرمایا جو اصحاب بندوق کا

(۸۶) سکھوں سے پیار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک وفد نے جو جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار رگھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی و سکریٹری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانسو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کی۔ یہ وفد ہز ہائی نس مہاراجہ دھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا جو گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیری کمیٹی کے صدر ہیں۔ ہز ہائی نس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۸۷) مسلمانوں سے مقابلہ

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہو جاتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزاروں کا مقابلہ کیا ہے ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداس پور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کر لو یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں تب بھی یہ ۷۵ - ۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جاوے تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور وسیع معلومات ہیں للمولف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں

طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔"
(کشف الغطاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹۲) قادیانی میموریل

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ۔

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب "امہات المومنین" نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آرمی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی ...... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارہ میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب چاہیے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔

مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب "امہات المومنین" کے مولف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیئے۔ کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں۔ اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے۔ تا اس طرح پر ہم فتح پا لیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے۔ کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز

لائسنس حاصل کر سکتے ہیں وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہاں تلوار رکھیں لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہیئے -

جو لوگ اس قسم کی کوئی چیز اپنے پاس رکھیں گے وہ نہ صرف ضرورت کے موقع پر گورنمنٹ کے لئے بہت مفید اور کار آمد ثابت ہو سکیں گے اور نہ صرف ملک میں بدامنی کا انسداد کرنے میں حصہ لے سکیں گے بلکہ اپنی جان و مال کی بھی حفاظت کر سکیں گے اور یہ ایسے شریفانہ مقاصد ہیں کہ کوئی عقلمند اور دور اندیش انسان نہیں ناجائز اور ناروا نہیں قرار دے سکتا اور ان کی خاطر کسی قسم کا سامان رکھنا غیر ضروری نہیں سمجھا جا سکتا پس ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ ضروریات زمانہ اور حالات پیش آمدہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ضروری سامان مہیا کرے اور اس سے کام لینا سیکھے -

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۹ جلد ۲۲ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۵ء)

(۷) حمیّت

(۹۱) قادیانی اصول

میں (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیئے اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر رنج دہ امر پیش آئے تو اسلام کا اصول عفو اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت الفاظ سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی

اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا۔

ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف (کتاب) امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں .... یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے ..... یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداس پور مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۸ء

(تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۳۶ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹۳) گورنمنٹ کی پاسداریاں

غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہا تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے تحریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی

اگر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں ....

مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم و معارف میں لوگ ترقی کریں۔ اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کیلئے ابھی سے سامان چاہئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے۔ اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات آخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچائے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے۔ وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرات کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی بازپرس کرے یا ان کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی اس لئے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرمادے۔

کیوں کہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھادیں کہ وہ کتابیں تلف کی جاویں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرومانده دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا۔ کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے

(۹۵) مسجد کانپور

میرے عدل! (مرزا صاحب) تو نے فیصلہ کیا تھا کہ تم (قادیانی صاحبان) پولیٹکل جماعت نہیں ہو۔ تم کسی شورش میں حصہ نہ لینا۔ گورنمنٹ انگریزی کے کامل وفادار اور پورے وفادار بنے رہنا مگر اے میرے قرۃ العین تیرے پیچھے ۱۸۵۷ء کے غدر کی طرح ۱۹۱۳ء میں پھر کانپور سے (مسجد کے سلسلہ میں) ایک چھوٹا سا غدر اٹھا اور بغاوت کی لہریں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ گئیں ایسے وقت میں ان لوگوں (لاہوری جماعت) نے باوجود تیرے خلیفہ (حکیم نور الدین صاحب) کی مخالفت کے گورنمنٹ پر اعتراض کئے مقتول باغیوں کو شہید کا لقب دیا۔ عوام الناس کو بھڑکانے میں حصہ لیا غداروں اور مفسدوں کی تحسین کی اور ان کی حمایت میں ان تیرے نام کے غلاموں (لاہوری جماعت) نے دامے درمے سخنے قلمے کسی قسم کی مدد سے کوتاہی نہیں کی اب تو ہی اے امن اور صلح کے شہزادے (مرزا صاحب) ہمیں بتا کہ یہ کام تیری تعلیم کے مطابق انہوں نے کیا یا ہم (قادیانی صاحبان) ہی جو ان سے اس معاملہ میں الگ رہے غلطی پر تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱ نمبر ۶ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۳ء)

(۹۶) مجرم قوم کا دشمن

وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ ان کی قوم اگر اپنے اندر دین داری اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے ایسے افعال کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں۔ خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار براءت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔

وہ جواب دیتے جو ان کی بد اصلی کے مناسب حال ہوتا مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیئے تھا ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر بارہا ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے کیوں کہ ان کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے .... بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں فدا ہے اور ہو گا۔ ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں۔

(آریہ دھرم ص ۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۹۴) مسلمانوں کو نصیحت (ج)

مسٹر لائڈ جارج نے جن الفاظ میں مسلمانوں کو ان کی وفاداری اور گورنمنٹ کی ہمدردی کا بدلہ دیا ہے اس سے زیادہ بدتر بدلہ اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار رہیں اور بہر حال رہیں گے۔ آن کو کسی خاص وزیر سے کوئی تعلق نہیں اور ہمیں یقین ہے کہ خود مسٹر لائڈ جارج (وزیر خزانہ) کے ساتھیوں نے انہیں اس تقریر پر ملامت کی ہو گی کہ آپ دشمن پر وار کرتے ہوئے خود اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے لگے۔ بلکہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ بعد میں خود مسٹر لائڈ جارج بھی شرمندہ ہوئے ہوں کہ میں کیا کر بیٹھا ....

ہم کل مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً نصیحت کرتے ہیں کہ انہیں اس حملہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گیا ہے برافروختہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے اور جو شخص اس پر حملہ کرتا ہے وہ ہمارے جواب کا محتاج نہیں اسے جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بہتر جواب دینے والا اور کون ہو سکتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۰ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۱۴ء)

واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷، نمبر ۹۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

قادیان سے ایک اخبار مباہلہ نکلتا ہے۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے سابقہ مریدین مخلصین کی جماعت نے جاری کر رکھا ہے۔ جو موجودہ خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کی زندگی اور اخلاق پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس دفعہ اس نے خلیفہ قادیان کے حق میں ایک سخت اخلاقی الزام لگایا تھا جس کے ثبوت میں اس نے ایک رعیہ کی تحریر شائع کی۔ ہم بحکم شریعت اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ہمارے نوٹ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اس الزام کے جواب میں قادیانیوں کی فریاد پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت خلیفہ قادیان کے برخلاف کچھ لکھنے سے منع کر دیا۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۱ جون ۱۹۲۹ء)

مسٹر مارسڈن کے اس حکم میں تحریر ہے۔

ہر گاہ کہ مجھے توجہ دلائی گئی ہے کہ اخبار مباہلہ اور چند پوسٹروں میں جو مباہلہ کے نام سے شائع ہوئے ہیں امام جماعت احمدیہ کا نام بھی آتا ہے۔ جس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ . . . . .

میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم اڈیٹر اخبار مباہلہ آئندہ کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارک نہ چھاپو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ نہ چسپاں کرو نہ تقسیم کرو جس میں اس قسم کے ریمارک درج ہوں۔ اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کر دو۔

(اخبار مباہلہ ص۱ بابت جولائی ۱۹۲۹ء)

وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جسکو بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راجپال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیرخواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو اب تمھیں ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے تمھیں چاہیئے خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیرخواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

(۹۷) مباہلہ کا معاملہ

جماعت احمدیہ کی امداد اور سہارے سے نہ صرف اس کے (اہل اخبار مباہلہ کے) بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر ایک آسودہ حال خاندان ہو گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عدالت میں انہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے لیکن بعض دوسرے لوگوں سے بعض الزامات انھوں نے سنے اور تحقیق کر کے انہیں سچا پایا اور اس وجہ سے الگ ہو گئے ۔

ہم (قادیانی جماعت) یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس امر سے خو

ہونہار سپوت اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ناموس کے لئے خون کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے اور انہوں نے عورت کی عزت کی خاطر موت کو ترجیح دی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کارپردازان (اخبار) مباہلہ اور زمیندار نے ہماری سب سے عزیز متاع اور ہمارے مذہبی نقطۂ نگاہ سے موجودہ وقت میں سب سے مقدس وجود حضرت امام جماعت احمدیہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر گندے اور بے باکانہ حملے جاری رکھے اور پھر حضور کے خاندان کی باعصمت خواتین پر نہایت فحش اور ناقابلِ برداشت اتہام لگائے اور جماعت احمدیہ کے زخموں پر نمک پاشی کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

انہیں یقین کرنا چاہیئے ۔ زندہ قوموں کی غیرت جب بھڑک اٹھتی ہے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہو جاتی ہے اور ان کی کمی تعداد ان کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی ۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب بھی جلد سے جلد حالات پر قابو پا لیا جائے اور اس ناپاک اور اشتعال انگیز رویہ کی روک تھام کی جائے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۹ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۰) قادیانی جوش

گورنمنٹ کی خاموشی احمدی جماعت کے صبر کی آزمائش ہے کہ احمدیہ جماعت اپنا یہ حق دے کر چھوڑتی ہے یا لے کر رہتی ہے پس یہ سوال ایک فرد کا سوال نہیں بلکہ جماعت کی عزت اور خلافت کے درجہ کے وقار کا سوال ہے پس یا تو جماعت اپنے اس حق کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس تذلیل پر خوش ہو جائے یا پھر تیار ہو جائے کہ خواہ کوئی قربانی کرنی پڑے اس حق کو لے کر رہے گی ۔

ضمانت کیا چیز ہے ۔ اگر کسی کو پھانسی کی سزا بھی دی جائے اور وہ بزدلی دکھائے تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائیں گے ۔ بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا ۔ لیکن اگر کسی سے برداشت نہ ہو سکے اور دوسرے کے جوش دلانے پر وہ ضبط نہ کر سکے تو وہ ہرگز جھوٹ نہ بولے اور صاف کہہ دے کہ میں نے مارا ہے ۔ ایسا کرنے والا بے شک ہمارا

(۹۸) مقدم چیز

سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہیئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ اور سلسلہ کی ہتک ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء)

(۹۹) قتل وخونریزی

اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک کوئی برداشت نہیں کر سکتا پھر کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام۔ ان کے خاندان کی خواتین۔ جماعت کے معزز کارکنوں اور معزز خواتین کے خلاف اس درجہ شرمناک اور حیا سوز جھوٹے اور بناوٹی الزامات لگائے جائیں اور بار بار لگائے جائیں لیکن کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا فتنہ و فساد حتی کہ قتل وخونریزی معمولی بات ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷، نمبر ۹۱ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۰ء)

صرف اور صرف عورت کی عزت کا سوال ...... جس میں قدیم اور جدید مہذب اور غیر مہذب قومیں یکساں غیرت اور حمیت کا ثبوت دیتی رہی ہیں اور جب تک انسانیت باقی ہے ثبوت دیتی رہیں گی۔

عرب کے زمانہ جاہلیت کے دور پر نگاہ کرو جب ایک عورت نے اپنی معمولی سی بے عزتی پر نعرۂ یا للذل بلند کیا تو اس کی قوم کے ہزاروں جوان مرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں نیاموں سے باہر آگئیں ....

تاریخ ہند پر نگاہ ڈالو۔ جہاں ہزاروں واقعات نظر آئیں گے کہ ہندوستان کے

سے اخلاص ہے اور ہمارے لئے یہ تمام دنیا کی متاع سے زیادہ گراں قیمت چیز ہے۔ اگر اس پر بھی کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ سے چھینا چاہتا ہے۔ اس کی تحقیر و تذلیل کی کوشش کرتا ہے تو خواہ وہ کوئی ہو اور اس کی پشت و پناہ کتنی زبردست طاقت ہو وہ اس وقت تک ایسا نہیں کر سکتا جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں توان ہے اور دنیا میں ایک احمدی بھی موجود ہے اس ارادہ اور اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا اور ہمارے خون میں سے تیرنا پڑے گا اگر کسی میں اتنی ہمت اور ایسی جرارت ہے۔ کسی کا یہ دل گردہ ہے تو وہ کھڑا رہے اور دیکھ لے کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۱) گورنمنٹ کو تنبیہ

یہ جلسہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے کہ جو قوم سید عبداللطیف اور نعمت اللہ خاں جیسے بہادر شہید اور مظلوم پیدا کر سکتی ہے وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک بھی برداشت نہیں کرے گی اور اس کے لئے جان و مال و آبرو اور اعزہ تک کو قربان کر دے گی۔ یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب سے اس امر کا پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مفسدہ پرداز (اخبار) مباہلہ والوں اور ان کے حامیوں کی خباثت سے فضا کو پاک کریں اور فوری تدابیر اختیار کریں۔ ورنہ احمدی نوجوان خود اپنے امام اور سلسلہ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۸۷ مورخہ ۸ر اپریل ۱۹۳۰ء)

جو شرارت (اخبار) مباہلہ کے ذریعہ پھیلائی جا رہی ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اگر نہیں تو ہم ہر قیمت پر اس شرارت کا سد باب کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ میں مقامی پولیس افسروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں

بھائی ہے۔ اور اس کا اعتراف قصور ہی اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا لیکن اگر کوئی پھانسی سے ڈر کر بھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے تو اس سے ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا۔ . . .

احمدی کسی گورنمنٹ سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ وہ محض احمدیت سے ڈرتے ہیں کم از کم میں تو کسی گورنمنٹ کے قانون سے شمہ بھر بھی نہیں ڈرتا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۷۹
مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء)

جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں۔ گمراہ اور بے دین قرار دیں۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے۔ اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اوّل دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلہ میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا . . . . .

جس جماعت کا سب سے پہلا عہد یہ ہو اور جو اس عہد کی پابندی کرنا دین و دنیا کی کامیابی سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کی اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہیں موڑے گا اور مردانہ وار خوف و خطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا۔ خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے۔ خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارے پہنچنے کی سعادت حاصل ہو۔

ہم نے اپنے خون کے رشتوں سے قطع تعلق کرکے۔ اپنے جگر گوشوں کو چھوڑ کر اپنے پیارے وطنوں کو خیرباد کہہ کر۔ اپنی جائدادوں اور اموال سے ہاتھ دھو کر اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات برداشت کر کے اگر کچھ حاصل کیا ہے تو وہ احمدیت ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق ہے وہ آپ کے جانشینوں اور ان کے اہل بیت

اسٹیر قادیانی خلیفۂ قادیان) پیروکار تھے ۔

۲۱۔ تاریخ کو وکلا کی بحث کے بعد عدالت نے اسیسر صاحبان کی رائے دریافت کی جنہوں نے بالاتفاق ملزم کو ہر دو جرموں کا مرتکب قرار دیا۔ بعد ازاں عدالت نے ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۲ سزائے موت اور زیر دفعہ ۳۰۷ عبور دریائے شور کی سزا کا حکم سنایا۔

نوٹ:۔ مذکورہ بالا قتل اور قاتلانہ حملہ بتاریخ ۲۳ر اپریل ۱۹۳۰ء بٹالہ (ضلع گورداس پور) کے قریب ہوا تھا جب کہ یہ لوگ گورداس پور سے مقدمہ اخبار مباہلہ کی پیشی سے فارغ ہو کر گھر واپس آ رہے تھے ۔

(اخبار مباہلہ ص۱ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۰ء)

۱۲ر جنوری ۱۹۳۱ء۔ قادیانیوں نے جو اپیل عدالت سشن گورداس پور کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ میں دائر کی تھی خارج ہو گئی۔ ہائی کورٹ نے بھی حکم سزائے پھانسی کو بحال رکھا۔

(اخبار مباہلہ مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۱ء)

ناظرین کو معلوم ہے کہ خلیفۂ قادیان کے مرید محمد علی کو عدالت سشن گورداسپور سے سزائے موت کا حکم صادر ہوا تھا جس پر قادیانیوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے اپیل خارج کرتے ہوئے سزا کو بحال رکھا۔ ازاں بعد پریوی کونسل میں اپیل کی گئی اب اطلاع موصول ہوئی کہ پریوی کونسل سے بھی اپیل خارج ہو گئی۔ تاریخ پھانسی ۱۶ر مئی ۱۹۳۱ء مقرر ہوئی ۔

(اخبار مباہلہ مورخہ ۱۵ر مئی ۱۹۳۱ء)

خلیفۂ قادیان کا مرید مسمی محمد علی جس نے ۲۳ر اپریل ۳۰ء کی شام کو مولوی عبد الکریم صاحب ایڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کیا اور ان کے رفیق حاجی محمد حسین مرحوم کو قتل کر دیا تھا گورداسپور جیل میں بتاریخ ۱۶ر مئی ۳۱ء ٹھیک ۶ بجے صبح پھانسی دیا گیا ۔

(اخبار مباہلہ مورخہ یکم جون ۱۹۳۱ء)

کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ سے غور کریں اور اگر اس نے ان مشتعل کرنے والی حرکات اور جذبات کو مجروح کرنے والے طریقوں کے انسداد کی کوشش نہ کی تو نتائج کی ذمہ داری سراسر اس پر ہوگی ۔

(صدر جلسہ منعقدہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۷
مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۲) جسمانی موت

مباہلہ کا نشان پورا ہوگیا ۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں (اخبار مباہلہ والوں کو) ایمانی موت دے دی جسمانی باقی ہے وہ بھی ان شاء اللہ آسمانی عذابوں کے ساتھ ہوگی ۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷
نمبر ۷۶ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

یکم نومبر ۱۹۳۰ء ۔ مدت سے اخبار مباہلہ کا مشہور مقدمہ قتل عدالت میں دائر تھا جس میں خلیفہ قادیان کا ایک سرحدی مرید مسمی محمد علی ماخوذ تھا ۔ ملزم کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل حاجی محمد حسین صاحب مرحوم رفیق مولوی عبد الکریم صاحب) اور دفعہ ۳۰۷ (مولوی عبد الکریم صاحب اڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ) تھا ۔ ابتدائی عدالت نے ملزم کو ہر دو دفعات کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے مقدمہ سشن سپرد کردیا ۔ بتاریخ ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ۳۰ ۔ اکتوبر ۱۹۳۰ء بمقام گورداس پور عدالت سشن میں مقدمہ کی سماعت ہوئی ۔ شہادت استغاثہ ۳۰ تاریخ کو ختم ہوگئی ۔ ملزم نے بغرض پیش کرنے صفائی کے گواہ طلب کرائے تھے ۔ مگر شہادت استغاثہ کے ختم ہونے پر اس نے صفائی پیش کرنے سے انکار کردیا ۔

استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل لالہ دینا ناتھ صاحب تھے ۔ ملزم کی طرف سے پیر اکبر علی (مرید خلیفہ قادیان) مرزا عبد الحق (قادیانی) وکیل اور مولوی فضل الدین

جیل نے ساڑھے چھ بجے لاش ان کے حوالہ کردی۔ اسی جگہ غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سوا آٹھ بجے لاری روانہ ہوئی۔ اور گیارہ بجے کے قریب قادیان احمدیہ چوک میں پہنچ گئی ۔۔۔۔۔ اس مقام پر تابوت لاری سے اتارا گیا۔ اور چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب باغ میں لے جایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نبصرہ نے خود پھر کر صفیں درست کیں اور قریباً پانچ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی۔ اس کے بعد لاش اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے باغ کے اس مکان میں لے جائی گئی جس میں وصال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا جنازہ رکھا گیا تھا اور جہاں آخری زیارت کی گئی تھی۔ اس مکان تک لاش کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب نے) بھی کندھا دیا۔ اسی مکان میں ایک ایک کر کے تمام مجمع کو قاضی صاحب مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا اور پھر فوٹو لیا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۳۱ء)

صندوق سے لاش نکال کر چارپائی پر رکھی گئی اور ڈاکٹر محمد شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن نے اس کا فوٹو لیا۔ اسکے بعد پھر لاش کو صندوق میں رکھ دیا گیا اور مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مزار کے مشرق کی طرف دفن کی گئی۔ قبر مکمل ہو جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور واپس تشریف لے آئے ۔۔۔۔۔۔

غرض مرحوم کی موت ایک شان دار موت تھی اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا اس کی وجہ سے اسے وہ اعزاز و اکرام حاصل ہوا جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ احباب درد دل کے ساتھ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ مرحوم کو اپنی آغوش شفقت میں جگہ دے بلند سے بلند درجات عطا کرے اور اس کی بہترین یاد ہماری جماعت میں قائم رکھے۔

اپنے رویاء اور کشوف سنا کر یہی کہتے رہے کہ میرے متعلق کسی قسم کا غم نہ کیا

(۱۰۴۳) ایمانی غیرت

ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب کا حق جو ہمارے ذمہ تھا۔ اور جو یہ تھا کہ قانونی پہلو سے ہم ان کے لئے کوشش کرتے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے وہ ادا کیا۔ جہاں تک قانون اجازت دیتا تھا انتہائی طور پر ادا کیا۔ باقی جو مقدر تھا وہ خدا کی مصلحت کے ماتحت پورا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ اپنی مصلحتیں خوب جانتا ہے۔

میں اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو قاضی صاحب مرحوم کی چند خوبیاں ہیں پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر ہے اور جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو کچھ ان سے سرزد ہوا خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس کی محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے جیسا جیسا ایمان ہو اسی درجہ کی غیرت پیدا ہوتی ہے قاضی صاحب مرحوم کے حالات سے جو بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو اس فعل کی محرک ہوئی ان کے فعل پر ایسے لوگوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں جن میں غیرت نہیں پیدا ہوتی یا اگر پیدا ہوئی تو اس حد تک پیدا نہیں ہوئی جس حد تک قاضی صاحب مرحوم کے دل میں پیدا ہوئی ....

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۸ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۳۱ء)

(۱۰۴۴) محترم بھائی

ہمارے محترم بھائی قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی پھانسی کے لئے ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی...... ۱۶ کی صبح کو ٹھیک ۶ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ چار اصحاب قادیان سے لاش لینے کے لئے گئے ہوئے تھے افسران

کیا ضرورت ہے اور ہم کیوں کریں ۔

اس کے متعلق میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ایسے لوگ آنکھیں، کان اور دل رکھتے تو کبھی اپنے لئے یہ فیصلہ نہ کرتے لیکن افسوس کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ میں یہاں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی وہ خصوصیات بتاؤں گا جن کا حامل سر سید کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس زمانہ تک کا کوئی انسان بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن کو دیکھ کر ایک حق پسند اور صداقت شعار انسان نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکے گا کہ حضرت مسیح موعود کی کیا شان ہے۔

سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سر سید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سر سید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اسی کو پیش کر دیا۔ لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ سر سید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰؍ مئی ۱۹۱۶ء)

اگر فرض کے طور پر ہی یہ مان لیں کہ سر سید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی۔ اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا لیکن حضرت مسیح موعود کو دیکھو آپ کی جماعت دن بہ دن زور شور سے اس کام کو چلا رہی ہے جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا۔ اور دنیا میں پھر پھر کر غافل لوگوں کو جگا رہی ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ خدائے تعالے کے نزدیک بھی وہی طریق اسلام کی اشاعت کا پسند ہے جو اس کے مسیح نے استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ اسی کو دن بہ دن فروغ ہو رہا ہے

جائے مجھے اپنے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں مل چکی ہیں کہ مجھے اپنی کامیابی اور فلاح میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہا اور میں خدا تعالیٰ کی راہ میں نہایت اطمینان کے ساتھ جان دینے کے لئے تیار ہوں اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۳۱ء)

(۱۰۵) تصویر کی تقسیم

اکثر ناظرین الفضل "قاضی محمد علی صاحب" کی تصویر دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرما رہے تھے۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں بصرف زر کثیر و جد و جہد کبیر تصویر چھپوائی جا رہی ہے۔ جو تمام خریداران الفضل کو اخبار میں بھجوا دی جائے گی۔ اور ان اصحاب کو مفت نذر ہو گی جو الفضل کا وی۔ پی انکار کر کے واپس نہ کریں گے۔ بلکہ وصول فرمائیں گے یا یکم جولائی سے نئے خریدار بنیں گے۔

کچھ تصویریں اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر چھپوائی گئی ہیں۔ تصویر کی قیمت ایک آنہ ہو گی احباب کو جس قدر تصاویر کی ضرورت ہو ٹکٹ بھجوا کر یا بذریعہ وی پی منگوا لیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۱۱۶ مورخہ ۲۶ رجون ۱۹۳۰ء و جلد ۱۷ نمبر ۹۵ مورخہ ۱۱ رمئی ۱۹۳۰ء باختلاف الفاظ)

(ط) مرزا صاحب اور مسلمان

(۱۰۶) غلام احمد اور سیّد احمد

ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آکر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اُن کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سر سیّد وہی کچھ کر گئے ہیں۔ اس لئے مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں

افغانی کی ہی ایجاد ہیں ۔ مفتی عبدہ اس کا شاگرد تھا ۔ اس کے بعد اس نے ان کو قائم کیا اور اس لحاظ سے کہ ساری تحریکیں جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سبھی ہندوستان ہی سے گئی ہیں ۔ اور مصر سے نہیں اٹھیں ۔ غرض ان تحریکوں کے موجد جمال الدین افغانی کا مولد یہی ملک ہے اور اگر اس قسم کی تحریکوں کی وجہ سے ہی کسی ملک کو گہوارۂ علوم وفنون کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تحریکوں کی بنا پر مصر کو گہوارۂ علوم وفنون کہا جائے ۔ کیونکہ یہ سب تحریکیں مصر کے کسی آدمی کی طرف سے پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ایک دوسرے ملک کے باشندہ نے ان کو پیدا کیا ۔ پس اگر انہیں تحریکوں ہی سے اسے گہوارۂ علوم وفنون کہنا ہے تو کیوں نہ افغانستان کو گہوارۂ علوم وفنون کہا جائے کہ جہاں کا جمال الدین افغانی رہنے والا تھا ۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۰ ۔ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۰ء)

(۱۰۹) مجدد کا دعویٰ (ج)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا مجدد کا دعوےٰ کوئی علیحدہ دعویٰ نہیں بلکہ اس کے لئے بعض لکھتے ہیں دعوے کی بھی ضرورت نہیں اور اسکے کام سے دوسرے اس کو مجدد قرار دے دیتے ہیں ہاں جو مجدد مامور ہوتا ہے وہ ضرور دعوےٰ کرتا ہے ۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۸ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۴ ر فروری سنہ ۱۹۲۱ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پیشگوئیاں امت کے بڑے بڑے آدمیوں کی نسبت فرمائیں بعض نے ان کے مستحق ہونے کا دعوےٰ بھی نہ کیا ۔ ہاں لوگوں نے سمجھ کر ان پر چسپاں کیں مثلاً محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ کی نسبت پیشگوئی موجود ہے ۔ اس کا دعوےٰ ثابت نہیں اور بھی ہیں (بالخصوص حضرت سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ جن کے عظیم الشان اسلامی کارنامے ان کے مجدد اسلام ہونے پر شاہد ہیں ۔ المولف)

اور سر سید کی کوششیں اگر ہوئی تھیں تو اس کے ساتھ ہی چل بسی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۶ء)

(۱۰۷) سید علیہ الرحمۃ کا فتوے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر اُن کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے بہتر۔ ہم کو اس سے کیا فائدہ۔ نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے کام کا۔ ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔ اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے نقصان نہیں ہے۔ وہ جو ہوں سو ہوں۔ اپنے لئے ہیں...... ان کی تصانیف میں نے دیکھیں۔ وہ اسی قسم کی ہیں جیسا ان کا الہام۔ یعنے نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔

(سر سید علیہ الرحمۃ کا خط بنام شمس العلما مولوی سید میر حسن صاحب مرحوم مندرجہ خطوط سر سید مرتبہ سید راس مسعود صاحب ص ۲۵۶)

ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سر سید احمد خاں صاحب سے جب ایک دفعہ میری کتابوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ان میں ذرہ خیر نہیں۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص ۳۶۹

مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

(۱۰۸) جمال الدین افغانی

جمال الدین افغانی نے مصر میں ایک روح پیدا کی اور جس کے ساتھ مذہبی رنگ بھی تھا۔ لیکن وہ اس ملک کا باشندہ نہیں تھا۔ بلکہ اس ملک میں جا ٹھہرا تھا۔ قدرت سے افغانی کا لفظ اس کے ساتھ رہ گیا۔ وہ دراصل وہاں کا باشندہ نہیں تھا بلکہ افغانستان سے وہاں جا بسا تھا اگر افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ قائم نہ رہ گیا ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اسے مصری سمجھتے مگر مصریوں کی قسمت سے افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ باقی رہ گیا۔ ساری تحریکیں جو کبھی کبھی اس ملک میں اٹھتی رہی ہیں وہ جمال الدین

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء)

اللہ اکبر وہ حسن نظامی جو مجھ کا جنازہ بھی نکال سکے تو اس شان و شوکت سے کہ اچھے اچھے انشا پردازوں سے منہ مانگی داد لے اب خدا کے اولوالعزم خلیفہ کے مقابل آکر ایسا عاجز ہوا ہے کہ دو صفحے لکھنے سے رہ گیا اور خود اپنی کوتاہ قلمی کا معترف ہے حیلے سے بہانے سے اپنی جان بچانا چاہتا ہے مگر اعلان د اطلبی ہ جہاد کرنے سے پہلے اپنی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۵۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۸ء)

آخر بیچارے حسن نظامی کو قادیان کی طاقت کے زیر و زبر کرنے کے بجائے خود ہی بری طرح نیچا دیکھنا پڑا اور وہ ندامت کا داغ اپنی پیشانی پر آپ ہی لگا کر کانوں پر ہاتھ دھر کر رفو چکر ہو گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۷۲ مورخہ ۱۵/۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء)

بے حمیتی اور بے غیرتی ان صفات ردیہ اور خصائل رذیلہ میں سے ہے کہ جن لوگوں میں پائی جائیں وہ بدترین مخلوق کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس وقت تک ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار وہ لوگ جنہوں نے سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر لاہور میں اپنا اڈا جمایا ہوا ہے اپنے قول اور فعل سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا چکے ہیں کہ ان میں مذہبی غیرت اور دینی حمیت کا نام و نشان تک باقی نہیں ہے اور سچ پوچھو تو اُن کے سلسلہ احمدیہ سے الگ ہونے کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کیونکہ وہ نہایت بے غیرتی سے کام لے کر ان لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرنے ضروری سمجھتے تھے جو سلسلہ احمدیہ کے مخالف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ اور راستباز انسان نہیں سمجھتے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں رہ کر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے اس لئے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے علیحدہ ہو گئے اور اب جو جی میں آتا ہے کر رہے ہیں اس لحاظ سے ان لوگوں کی بے غیرتی اور بے حمیتی کوئی نئی بات نہیں ....

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۵ مورخہ ۲؍ فروری ۱۹۱۶ء)

(۱۱۰) مولانا ابو الکلام آزاد

چند روز ہوئے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھا تھا کہ ابو الکلام آزاد صاحب کلکتہ میں درس قرآن دیتے ہیں کیا میں اس میں شریک ہوا کروں۔ اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا تھا کہ اگر غیر احمدی قرآن جانتے تو پھر مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ کو غیر احمدی پبلک نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہو۔ کیونکہ ان کے نزدیک ابو الکلام صاحب ایک ماہر قرآن کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت تھی جسے بیان کیا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۶ مورخہ ۵؍ فروری ۱۹۱۶ء)

(۱۱۱) خواجہ حسن نظامی

اس زمانہ میں بھی اس کی مثال موجود ہے کہ بار بار چیلنج دیا گیا۔ مباہلہ کر لو مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہو سکا۔ ابھی صوفیت کا دعوے کرنے والے ایک صاحب حسن نظامی نامی اٹھے اور انہوں نے لکھا کہ آؤ میں ایک گھنٹہ میں جان نکال لوں گا۔ آخر اتنے ذلیل ہوئے کہ بالکل خاموش ہو گئے۔

(ملائکۃ اللہ تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان صفحہ ۳۲)

حسن نظامی کو یا تو یہ دعویٰ تھا کہ میں سات کروڑ مسلمانوں کا قائم مقام ہوں اور کئی نواب اور راجے میرے مرید ہیں اور میں بڑا انشا پرداز ہوں یا خدا اسکے مقرر کردہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کے مقابل میں آکر یہاں تک بے بس ہوا کہ پانسو آدمی بھی اپنے ساتھ لاہور نہ لا سکا اور نہ خود مع اہل و عیال قادیان میں کرایہم سے لے کر آنے کا حوصلہ ہوا۔ اور نہ ہی جواب میں کوئی پر زور مضمون لکھ سکا ایسا دم بخود ہوا کہ ایک سطر بھی لکھنی دشوار ہو گئی۔

موعود کے متعلق غیرت اور حمیت کا ایک ذرہ بھی نہیں پایا جاتا ورنہ حسن نظامی کو وہ اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ نہ لکھتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۲۶ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۱۲) میاں سر فضل حسین (ج)

غرض اللہ تعالیٰ نے ان پر وقات نہ آنے دی جب تک کہ انہیں ایسے مقام پر نہ پہنچا دیا کہ لوگوں نے سمجھا وہی اس وقت ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب تھا ان لوگوں کو جو کہتے تھے کہ میاں سر فضل حسین نے چونکہ گورنمنٹ ہند میں ایک احمدی (یعنی چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب قادیانی) کو وزارت پر مقرر کرایا ہے اور وہ مرزائیت نواز ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ذلیل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ جو شخص احمدیت کی خاطر اپنے نفس پر کوئی تکلیف برداشت کرے گا وہ گو احمدی نہ ہو ہم اسے بھی ذلیل نہیں ہونے دیں گے۔

پس گو سر فضل حسین صاحب احمدی نہ تھے مگر چونکہ احمدیت کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے ان پر اعتراض کیا گیا اور انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی طور پر عزت کے ایک مقام پر پہنچا کر بتا دیا کہ جو شخص احمدیت کے لئے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی اپنی غیرت کا اظہار کیا کرتا ہے۔ (اللہ رے شیخی اور احسان فراموشی۔ الٹا احسان دھرا جا رہا ہے کہ گویا قادیانیت کے طفیل میں میاں صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ عزت عطا کی حالانکہ خود قادیانی اکابر میاں صاحب مرحوم کے طفیل میں عزت پاتے رہے للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

عام مسلمانوں اور اسلامی اخبارات کی رائے ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیوں کہ ان کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اس دعویٰ کا تازہ ثبوت خود قادیانیوں نے بھی بہم پہنچا دیا۔

کیا اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور بے حمیتی کی کوئی اور مثال مل سکتی ہے کہ وہی پیغام جو آج سے ایک آدھ سال قبل خواجہ حسن نظامی کے متعلق یہ شکایت کرتا تھا کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے خلاف ناپاک الفاظ میں دیدہ دہنی سے کام لیا ہے اور اس تنگدلی تعصب اور عناد کا ثبوت دیا ہے جو ایک صادق اور راستباز انسان سے دنیاداروں کو ہوا کرتا ہے اب اسی پیغام صلح کے ایڈیٹوریل کالموں میں بڑے فخر سے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ کہا جاتا ہے کیا پیغام کا ہمہ داں ایڈیٹر بتلائے گا کہ خواجہ حسن نظامی کی دوستی کا اعزاز اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو کب سے اور کس طرح حاصل ہوا اور خواجہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کا اسے کیوں کر پتہ لگا ہے کیا اس کا ذریعہ وہی مضامین ہیں جو آج تک خواجہ حسن نظامی کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جس سے پیغام کا ایڈیٹر بھی ناواقف نہیں کیا خواجہ حسن نظامی نے اپنے ان مضامین کے متعلق ندامت اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور اب حضرت مسیح موعود کو صادق اور راستباز انسان سمجھنے لگ گیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایڈیٹر پیغام کا اس کو اس کو معزز دوست کہنا حد درجہ کی بے غیرتی اور بے حمیتی نہیں تو اور کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

پیغام کے ایڈیٹر نے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ قرار دے کر جس بے غیرتی اور بے حمیتی کا ثبوت دیا ہے اس کے خلاف اگر غیر مبائعین (لاہوری جماعت) کے حلقہ میں سے نفرت اور حقارت کا اظہار کیا گیا تو ہم سمجھیں گے کہ وہ سب کے سب ایڈیٹر پیغام کی قماش اور فطرت کے انسان نہیں ہیں لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم سب کے متعلق وہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ جو ایڈیٹر پیغام کے متعلق ظاہر کی گئی ہے کہ اس میں حضرت مسیح

(۱۱۴) مکہ میں مشن

یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہو۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لئے دیں گے بس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۵ مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

(۱۱۵) حج کے راز

مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدر آباد دکن نے (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے۔ اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں۔ . . . . سفر حج کے ذکر پر مولوی (میر محمد سعید) صاحب نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے۔ شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی۔

مولانا (میر محمد سعید صاحب نے) نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہاں کس طور پر پڑھیں۔ فرمایا میں (میاں محمود احمد صاحب) جب گیا تھا اپنے طور پر جماعت کرا کر مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا۔

مولانا نے عرض کیا کہ عرب میں تبلیغ کا کیا طریق ہونا چاہیئے (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا ان سے بحث کا طریق تو مضر ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں جلد اشتعال میں آجاتے ہیں اور جو بھی چاہے کر گزرتے ہیں۔

مولانا نے عرض کیا میرا خود بھی خیال ہے کہ ان کا استاد بن کر نہیں شاگرد بن کر

سرفضل حسین مرحوم کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسن اعظم تھے جن کی بدولت ظفراللہ خان قادیانی وائسرائے کی اکزیکٹیو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائد عظیمہ حاصل ہوئے لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سرفضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو سکھ عیسائی شریک تھے نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ مسلمانوں سے علیحدہ جاکر کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں ہے بلکہ غیر مسلموں میں ہے۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند کو بھی یہ واقعہ معلوم ہوگیا ہوگا اس لئے ان کو چاہئے کہ مسلمانوں کے جو مطالبات قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق ہیں ان کو عملی جامہ پہنائیں۔

(اخبار نقیب پھلواری شریف جلد ۴ نمبر ۹ مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۳۶ء)

(ی) تبلیغ

(۱۱۳) مکۂ مکرمہ

بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لیئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکۂ مکرمہ ہے اور دوسرے درجے پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا صاحب) کا نام پہنچ جائے۔ جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے مگر مکۂ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴ مورخہ ۱۴ رجولائی ۱۹۲۱ء)

(۱۱۶) مثیل مدینہ

ہمیں ابھی ایک مرکز اشاعت کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس زمانے میں احمدیت کے لیئے ایک مدینہ کے مثیل کی تلاش کریں۔ ایسا ملک ہمیں میسر آئے جو احمدیت کے لیئے اپنے ہاتھ کھول دے اور خدا تعالیٰ کے دین کے لئے اس کے دل کی کھڑکیاں کھلی ہوں۔ اور وہ اس نور کے حاصل کرنے کے لیئے بے تاب ہوں جو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ظلمت کے دور کرنے کے لیئے نازل فرمایا ہے اور یہ نوجوانوں کا کام ہے کہ وہ نکلیں اور تلاش کریں کہ کون سا ملک ہمارے لیئے مدینہ کا مثیل ثابت ہوتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۹ر مارچ ۱۹۳۶ء)

(۱۱۷) بڑا فائدہ

ایمان کے لحاظ سے تو تمام انسان برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں۔ مگر سیاسی لحاظ سے جو شخص کسی قسم کا اثر رکھتا ہے اس کے احمدی ہونے سے بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ کیوں کہ اس کا دوسروں پر اثر ہوتا ہے اور اس کے ذریعے اس کے حلقہ اثر میں احمدیت پھیل سکتی ہے پس ہر شخص اپنے طبقہ کو لے اور اس میں سے احمدی بنائے تاکہ جماعت کی ترقی ہر طبقہ میں یکساں طور پر ہو زمینداروں کو احمدی بنائیں۔ افسر افسروں کو احمدی بنائیں۔ مزدور مزدوروں کو احمدی بنائیں۔ عالم عالموں کو احمدی بنائیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۲۹ء)

(۱۱۸) طوفان نوح

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں دو گنا ہونے کی کوشش کرے گا۔ اسی لیے میں نے تجویز کی تھی کہ ایسے لوگ کھڑے ہوں جو یہ اقرار کریں اور اپنے نام لکھا دیں۔ جس طرح چندہ دینے کے لئے نام لکھاتے ہیں کہ ہم اتنا چندہ دیں گے

ان کو تبلیغ کی جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا۔ میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانیوں سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی۔ اس وقت تو وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر سکتے تھے۔ مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا۔ اور مالک مکان کو پکڑا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۷ / جولائی سنہ ۱۹۲۱ء)

حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ بنصرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ / اپریل سنہ ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہو گئے۔

آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے۔ ان شاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) سلمہ اللہ تعالیٰ یورپ وامریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہو گیا تھا۔ دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ

مسلماں را مسلماں باز کردند

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۷ / مئی سنہ ۱۹۲۱ء)

فصل چودہویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست و مملکت

(ا) قادیانی فرقہ

(۱) نیا فرقہ

چوں کہ مسلمانوں کا ایک فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی اے اور ام اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدید اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں (ص ۱)

میں زور سے کہتا ہوں اور دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے جن کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں (ص ۱۳)

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدید جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں

اس طرح تبلیغ کے متعلق اقرار کریں کہ کم از کم ایک آدمی کو سال میں احمدی بنائیں گے۔ اور جو زیادہ بنا سکیں وہ زیادہ کے لئے اقرار کریں مگر شرط یہ ہے کہ اپنے پایہ اور اپنے طبقہ کے لوگوں کو احمدی بنائیں۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں۔ وکیل وکیلوں کو۔ ڈاکٹر ڈاکٹروں کو۔ انجینیر انجینیروں کو۔ لیڈر لیڈروں کو۔ اسی طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے کہ طوفان نوح بھی اس کے سامنے مات ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء)

(۱۱۹) کلمۃ الفصل

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۸/۲۰ مئی ۱۹۱۵ء)

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام پر ایک مبسوط مضمون لکھ کر مبلغین کی اعلیٰ کلاس اور دارالامان والوں کے سامنے سنایا تھا اب ریویو آف ریلیجنز میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس مسئلہ پر ایک فیصلہ کن تحریر ہے۔ جس میں حضرت اقدس کے مرتبہ کو بھی خوب واضح کیا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ رسالہ عام طور پر تقسیم ہو تا احمدی جماعت میں اس اہم مسئلہ پر کوئی اختلاف نہ رہے اور حق ظاہر ہو۔

(یہ رسالہ اب کمیاب ہے۔ بہت تلاش کے بعد اس کا ایک نسخہ بمشکل مستعار مل سکا۔ چنانچہ اس کے متعدد اقتباسات جا بجا بالخصوص اس فصل (۱۳) میں درج کئے گئے۔ قادیانی صاحبان نے جب اس مضمون کو ایک فیصلہ کن تحریر قرار دیا۔ تو تعجب تھا کہ اس کو ایک جداگانہ رسالہ کی شکل میں شائع کر دیتے کیونکہ ہمارے نزدیک قادیانی صاحبان سے کہیں زیادہ مسلمانوں کو اس مضمون کے دیکھنے کی ضرورت ہے لیکن شاید قادیانی صاحبان کی موجودہ مصالح ان کو اجازت نہ دیں کہ اس مضمون کو شائع کریں اور کریں تو اس کو اصلی شکل میں شائع کریں۔ بہر حال فی الحال یہ مضمون اور رسالہ کمیاب ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۱/۱۴۲ مورخہ ۱۸/۲۰ مئی ۱۹۱۵ء)

مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔ اور نہ اب فرق ہے۔ لہذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔

اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔ وغیرہ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں للمولف)

(درخواست بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ پنجاب منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳) یاد رہے

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر۔ جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔

اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے (ص۱۷ ص۱۸)

چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں۔ یا اب ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے۔ جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں (ص۱۸)

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مولفہ میر قاسم
علی صاحب قادیانی)

(۲) خود کاشتہ پودہ

میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں ...... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت

کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیوں کہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو۔ اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو . . . سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں۔ اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔ اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزارہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔"

(اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت۔ اشتہار منجانب مرزا غلام احمد قادیانی
صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۳
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۵) زمانہ کی نزاکت

اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے اس ارشاد پر بھی خاص طور پر دھیان دیا جائے۔ جو حضور نے زمانہ کی نزاکت اور حالات کی رو کو دیکھتے ہوئے

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۸۲ مولفہ
میر قاسم علی صاحب قادیانی)

اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں۔ جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔

(درخواست بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم حاشیہ
صفحہ ۱۰ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔ جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا وہ ظاہر کر دیا۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۶۵
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۴) یہ تو سوچو

میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں ایمان اور انصاف کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گزاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں۔ اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں . . . . یہ تو سوچو

...... ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تحریک بعنوان قابل توجہ گورنمنٹ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص۱۱ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۷) شکایت وعنایت

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد وغم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کرکے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے سلطنت انگریزی کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے۔ اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے۔

("حضور گورنمنٹ عالیہ میں (مرزا صاحب کی) ایک عاجزانہ درخواست"

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۵۳ ...)

(۸) مسلمان اور قادیانی صاحبان

آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا۔ گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا۔ مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت و فرماں برداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے۔ بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرماں برداری کو ضروری جانتی ہے۔ اور دوسروں کو بھی

وہ احمدیان مالابار کی مصیبت میں اس کا مددگار ہے۔ ہم مختلف موقعوں پر احمدیان مالا بار کی تکالیف سے جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں۔ اور اس بات کی بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقامی حکام نے فوراً احمدیوں کی تکلیف دور کرنے کی طرف توجہ کی اور ان کو ایک زمین مقبرہ اور مسجد کے لئے دے دی ہے اس کے بعد جو تازہ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ایک خاص جلسہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سپرد وہ جگہ کر دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ "گو یہ جگہ شہر سے کسی قدر دور ہے لیکن اس وقت اسی کا انتظام ہو سکتا ہے اور آئندہ پھر توجہ کی جائے گی" اور چیئرمین کمیٹی نے احمدیوں سے کہا کہ جب تم لوگوں کی زیادہ تعداد ہو جائے گی۔ تو پھر اس کے ساتھ کی زمین بھی احمدیوں کو دے دی جائے گی۔ تا وہ اپنی مسجد کو وسیع کر لیں۔

یہ جو کچھ سلوک احمدیان مالابار سے گورنمنٹ برطانیہ نے کیا اس کا شکریہ ہمارے الفاظ ادا نہیں کر سکتے ہمارے دل اس کا شکریہ دعاؤں کے ذریعہ سے کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس کے محتاج امیر و غریب سب ہیں اس محسن گورنمنٹ کو ان احسانات کا بدلہ اپنے وسیع خزانہ سے دے اور اس کی شان و شوکت کو بڑھائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(ج) اسلامی ممالک

(۱) سترہ برس

پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت

یہی تعلیم دیتی ہے۔

(تحفہ شہزادہ ویلز مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جو ۲۷ر فروری
۱۹۲۲ء کو شہزادہ پرنس آف ویلز کی خدمت میں خلیفہ صاحب قادیان نے بمقام
لاہور پیش کیا)

(۹) جذبات محبت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے اور یہ حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا تھا ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا۔

افسر۔ کیا تم بھی احمدی ہو۔

امیدوار۔ نہیں صاحب۔

افسر۔ افسوس تم اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ۔ پہلے احمدی ہو پھر فلاں تاریخ کو آنا۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۲/۹۳ مورخہ ۳ جون ۱۹۱۹ء)

(۱۰) تازہ ترمثال

تازہ ترمثال جس نے احمدی جماعت کو برٹش گورنمنٹ کے اور بھی قریب کر دیا ہے

(۱۳) حکمت و مصلحت

خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچا دے اور ترقی کرے۔ کیا تم کیا خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں۔ ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتہ ہی میں تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے۔ جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے۔ وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے۔ امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلطنتوں کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی۔ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۲ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۲۳ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۴) قادیانی قاصد

چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم و مصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل و رحم سے فائدہ اٹھایا وہ اس سے بے خبر ہیں (ورنہ غالباً وہ بھی اس کے خواہش مند ہوتے للمولف) اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔

اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہو گا۔

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے (اس کے ذیل میں مرزا صاحب نے اپنی (۲۴) کتابوں اور رسالوں کی فہرست درج کی ہے۔ مؤلف)

(اشتہار واجب الاظہار جو خاص اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصرہ ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرمائے۔ منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۰ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۲) مخفی سبب

گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزارہا مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے۔ ہر ایک طور کی بد گوئی اور بد اندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گزاری کے لئے ہزارہا اشتہارات شایع کئے گئے۔ اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرمائے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔

(درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۱۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شایع کیا اور لوگوں کو اٹھایا تا اس کی فرماں برداری کریں اور جس کو شک ہو وہ میری کتاب براہین احمدیہ کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ اس شک کے دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب تبلیغ کا مطالعہ کرے اور اگر اس سے بھی مطمئن نہ ہو تو پھر میری کتاب حمامۃ البشریٰ کو پڑھے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے تو پھر میری کتاب شہادۃ القرآن میں غور کرے اور اس پر حرام نہیں کہ اس رسالہ کو کبھی دیکھے۔ تاکہ اس پر کھل جائے کہ میں نے کیوں کر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس گورنمنٹ سے جہاد حرام ہے اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں وہ خطا پر ہیں ....

پس اے آنکھوں والو! تم سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کئے اور کیوں یہ کتابیں جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں کیا میں ان تحریروں سے ان لوگوں کے انعام کی امید رکھتا تھا .... سو اس کے بعد کس غرض نے مجھ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ کیا میرے لئے ان کتابوں کی ایسے ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ملک تھے اور ان کے خیال بھی اور تھے کچھ اور فائدہ تھا .... اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان ارادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے یہاں تک گیارہ برس ان ہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔

(انوار الحق حصہ اول ص ۱۳ تا ۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۶) یکتا و یگانہ (ج)

پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں

اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا۔ اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں۔ اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے جتانے کی کیا ضرورت ہے ملعون) شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیر خواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جائے لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایمان دار آدمی اس سے نفع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق و محبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔

(۱) اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند
اور لفٹنٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا ہے
منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت
جلد سوم ص ۱۹۶ مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۱۵) یہ کام کیوں کئے

سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام ملکوں اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولایتوں میں " بھیجا ہے جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں تاکہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے براہ راست آجائیں اور تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرماں برداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے اور محبت سے اس کی اطاعت کریں . . . . . میں نے اس گورنمنٹ کا شکر کیا اور جہاں تک بن پڑا اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں

اشتہارات ۔ بزبان عربی ۔ انگریزی ۔ فارسی ۔ اردو تالیف کر کے مصر ۔ روم ایران افغانستان ۔ یورپ وغیرہ ممالک میں بھیجے اور آپ نے اس مبارک گورنمنٹ کو تمام جہان کی دیگر سلطنتوں پر ترجیح دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ عرب اور روم اور مصر اور افغانستان میں مذہبی اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز ایسی آزادی حاصل نہیں جیسی کہ اس انصاف مجسم گورنمنٹ میں ہم کو میسر ہے اور جیسی امن اور آسائش کہ سلطنت انگلشیہ کی بدولت نصیب ہو رہی ہے اس کی نظیر کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی ۔

آپ نے اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے بڑی دلیل اور پرزور تحریروں سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال رکھنا اور اس سے جہاد کرنا سخت بے ایمانی ہے ۔ چنانچہ آپ کی پاک تعلیم کے اثر سے آپ کے تمام مرید جو ہزاروں بندگان خدا ہندوستان میں ہیں اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت بھی خیر خواہی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس گورنمنٹ عالیہ کی نمک حلالی اور اطاعت کا مادہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اور وہ دن جلد آنے والے ہیں کہ گورنمنٹ لاکھوں اور کروڑوں ایسے انسانوں کو اپنی رعایا میں پا دے گی جو محض حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مرید ہو جانے کے سبب سے گورنمنٹ کے باوفا اور دلی جاں نثار ہو گئے ہیں (مہربان گورنمنٹ قدردان گورنمنٹ کو خدا ہمیشہ کے لئے سلامت رکھے انوار احمدی سرورق ص۲ مولفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب قادیانی)

(۱۹) تمام سچے احمدی

ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بے کس مریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا ۔ اور جو ستم اس فرقہ پر توڑے گئے وہ ان دانشمند لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں ۔ اور پھر سلطنت ٹرکی نے جو ایک یورپ کی سلطنت کہلاتی ہے جو برتاؤ بہاء اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیروؤں سے ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک پہلے

کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچا وے۔ اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

(نور الحق صفحہ ۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۷) غیر معمولی اعانت

جناب عالی دنیا کی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں جو ہمارے سلسلہ کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کی ہے گر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس خدمت کو معلوم کر کے خوش ہوں گے جو انہوں نے دنیا کے امن کے قیام کے لئے کی ہے۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا ہے اس وقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپہ کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز ایکسیلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۱ مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۲۱ء)

(۱۸) قادیانی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) نے سلطنت برطانیہ کی بے انتہا خوبیوں اور بے شمار مہربانیوں کے شکریہ میں بڑی کثرت کے ساتھ کتابیں۔ رسالہ جات۔

اطاعت قبول کرلیں تو پھر جو قوم حکمران ہوگی۔ اس کی اطاعت ضروری سمجھیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۶ نمبر ۶۱ مؤرخہ یکم فروری سنہ ۱۹۲۹ء)

(د) سرحد

(۲۱) سرحدی قبائل کی اصلاح (ج)

سرحدی قبائل کی شورشیں اور ان کا سبب اور علاج

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء)

لہذا ہماری رائے میں ہمعصر پاینیر ہو یا دیگر امن دوست ملکی و قومی اخبارات یا خود عمال سلطنت ہوں جس کسی کی بھی آج یہ خواہش ہو کہ ابنائے ملک و ملت میں صلح کاری و نیک کرداری پھیلے اور وہ مفسدہ پردازی کے خطرناک خیالات سے پاک رہیں اس کا فرض اولین یہ ہے کہ مہدی موعود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے اس کی اصلاح میں سلسلہ احمدیہ کا ہاتھ بٹائے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ اسلام ایسے مہدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا مشن امن شکن ہو نیز یہ کہ فرماں روائے وقت کی اطاعت رعایا کا فرض ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۹ مورخہ ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء)

یہ صورت حالات دیکھ کر حکومت صوبہ سرحد نے نہایت ہوشمندی سے کام لیا اور ایسے لوگ جو صوبہ کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور جو قلیل التعداد احمدیوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے کے لئے عوام کو اشتعال دلا رہے تھے ان کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے حفظ امن کے انتظامات کرنے کی طرف توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قسم کے مظالم سے جو پنجاب میں احرار کی طرف سے احمدیوں پر کئے جا رہے ہیں صوبہ سرحد بڑی حد تک پاک رہا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۸۶ مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۳۶ء)

قسطنطنیہ پھر ایڈریانوپل اور بعد ازاں عکہ کے جیل خانہ میں گیا وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔

دنیا میں تین ہی بڑی اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگدلی اور تعصب کا نمونہ اس شائستگی کے زمانہ میں دکھایا وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا صاحب) کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی فراخ دلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدوں کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۳۰) سیاسی فلسفہ

ہم نے مصطفےٰ کمال پاشا کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ رضا خاں کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ اور اب بچہ سقہ کی بغاوت کو بھی بغاوت ہی کہتے ہیں۔ ہم ان تینوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اپنے زمانہ میں غلطی کی۔ اپنے اپنے زمانہ سے میری یہ مراد ہے کہ بعض اوقات بغاوت کرنے والا ہی بادشاہ ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے جب بغاوت کرنے والا ملک پر پوری طرح قابض اور مسلط ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اس وقت اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہو جاتی ہے جیسے پہلے بادشاہ کی۔ مثلاً اگر بچہ سقہ افغانستان پر اسی طرح قابض ہو جائے جیسے مصطفےٰ کمال پاشا ٹرکی پر قابض ہو گئے تھے۔ یا رضا شاہ ایران پر۔ تو پھر اس کے خلاف اٹھنے کو بھی ہم اور اسے بھی قرار دیں گے یہی حال ہندوستان کا ہے اگر کوئی قوم انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کرے گی تو اس جنگ کو ہم بغاوت قرار دیں گے۔ لیکن اگر انگریز ہتھیار ڈال دیں۔ اور

(۳۳) سازشی خطوط

افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلیہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے :-

"کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی و ملا نور علی دکان دار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعوے دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔ (اخبار امان افغان)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۶ مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۲۵ء)

(۳۴) مداخلت اور بازپرسی

جماعت احمدیہ کے امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود صاحب خلیفۃ المسیح نے لیگ اقوام سے پرزور اپیل کی ہے کہ حال ہی میں پندرہ پولیس کانسٹبلوں اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے روبرو جو دو احمدی مسلمانوں کو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے حکومت کابل نے سنگسار کر دیا ہے اس کے لئے دربار افغانستان سے بازپرس کرنے کے لئے مداخلت کی جائے کم از کم ایسی وحشیانہ حکومت اس قابل نہیں کہ مہذب سلطنتوں کے ساتھ ہمدردانہ تعلقات رکھنے کے قابل سمجھی جائے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۵ مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۲۵ء)

معزز ہمعصر (اخبار) تیج ۲۶ر فروری ۱۹۲۵ء کے اشو میں رقمطراز ہے جس سے اطلاع مظہر ہے کہ احمدیہ فرقہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود احمد نے لیگ آف نیشنز سے درخواست

(ھ) افغانستان

(۲۲) شہادت کی وجہ

ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبدانطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی۔ جو چھپ کر نایاب بھی ہو گئی تھی اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینیر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا۔ اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا . . . . . اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا درباری تھا اور اس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء)

اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ مگر وہ اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہو گئے جو انہیں حکومت برطانیہ کے متعلق تھا اور وہ اس ہمدردی کی وجہ سے مستحق سزا ہو گئے جو قادیان سے لے کر گئے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء)

ایک نئی حیثیت رکھتی ہے کیوں کہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۹ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۲۱ء)

(۴۷) جنگ کابل

جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہز ایکسلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند
مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۱ء جلد ۹ نمبر ۱)

(۴۸) دنیا کا چارج

وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید ہوئے تھے وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لئے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑ جاتا۔ مگر اب دیکھو کتنا تغیر آگیا وہاں کے بادشاہ نے کہہ دیا کہ قیدی

کی ہے کہ وہ کابل میں دو احمدیوں کی سنگساری کے بارے میں افغانستان کی گورنمنٹ سے بازپرس کرے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۹ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۶ء)

(۲۵) دیکھ لو

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رستہ میں جو سلطنتیں آئیں اور انہوں نے احمدیت کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدا کی وہ کس طرح تباہ کر دی گئیں ۔

پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رستہ میں روک تھی اور وہاں پر نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی بلکہ احمدیت کا اظہار بھی ممنوع تھا اور مسیح موعود کو وہاں جانے کا ڈر دیا جاتا تھا ۔ خدا نے اس کے تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کر دیئے ۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۲ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۹ء)

(۲۶) کابل

اب دیکھو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہو گیا ۔ پھر حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے کابل میں چلو تو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب ان شاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے اور ان کو دکھا دیں گے کہ جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اس کے (مرزا صاحب کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے . . . .

اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خاں) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں کیوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے

ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیوں کہ ...... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے۔ جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہوجائے گا۔ اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۱) فتح بغداد

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کرکے اس طرف بھیجا دراصل اس کے محرک خدا تعالےٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کرکے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۳۲) عراق کی فتح

عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سیکڑوں آدمی بھرتی ہوکر چلے گئے لیکن جب وہاں حکومت قائم ہوگئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط تو کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہوگی مگر احمدیوں کے لئے نہ صرف

احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۲۷ر فروری و ۲ر مارچ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۸/۶۹)

(۲۹) اس لئے

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینیر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبد اللطیف کو اسی لئے مروا دیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سب باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ ؍ ۷۴ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(و) عراق

(۳۰) عمدہ نتائج

لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں ....

یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔

(ح) بیت المقدس

(۳۴) قادیانی مضمون کا شکریہ

بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کردیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہیئے کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا .... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں۔ اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں۔ بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کرچکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سکریٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔

(قادیانی مبلغ کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۷۵ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(ط) ترکی

(۳۵) ترک

ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہبًا ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں ہم اپنے مذہبی

اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۷ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۲۳ء)

(ز) عرب

(۲۳) کیا فائدہ

آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب روساء کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم روساء کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے کہ پہلی خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض عرب روساء کو مدد نہیں دیتی۔ مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے۔ اور کچھ کم شریف حسین کو ملتی تھی جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے شریف حسین کو اس قدر مدد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کر سکتے ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے ہاں ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۲۳ ع ۵۵ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۳۷) سلطان ٹرکی

اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۲۱ر جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈریس بخدمت جناب وائسرائے شایع کیا گیا ہے فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ مولوی محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھا گیا ہے ورنہ قادیان یا قادیان سے کوئی تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے جو سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگردہ غیر مبائعین ہیں لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لئے کہ وہ مرکز قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے تو اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لئے قادیان کی آڑ کیوں لیتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷

نمبر ۶۱ مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۲۰ء)

(۳۸) قادیانی خلافت

ہمارے نزدیک اگر ترکوں کے بادشاہ خلیفہ تھے بھی تو جس وقت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا اسی وقت سے ان کی خلافت باطل ہو گئی۔ جب کوئی انسان مامور ہو کر آئے تو پھر وہی خلیفہ ہوتا ہے کہ کوئی اور۔ اس کی خلافت کے مقابلہ میں اور کسی انسان کی خلافت نہیں چل سکتی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو آپ کے پیروان میں سے ہو اور دوسرے مسیح موعود کی آمد کے ساتھ ہی خلافت کے طریق میں بھی فرق آ گیا کیوں کہ مسیح موعود صرف روحانی خلیفہ تھا بادشاہ نہ تھا۔ پس اس کے خلفاء کا بھی وہی رنگ ہو گا

نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیادی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہوں پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم۔

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لفٹنٹ گورنر پنجاب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۳۶) سلطان اور خلیفہ

حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ نے اپنے مضمون معاہدہ ترکی میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ :۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک ہمارے سلطان ملک معظم جارج خامس فرماں روائے حکومت برطانیہ ہیں اور خلیفہ وقت حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا صحیح جانشین یعنی بجاجز (میاں محمود احمد صاحب) مگر باوجود اس کے جماعت احمدیہ اس وقت جبکہ برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کے خلاف کوئی امر نہ ہو ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے۔

اس پر کوڈ منٹر ایڈیٹر پیغام (صلح) نے جو دُرافشانی کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

"کوئی سمجھے خلافت ان کے (میاں محمود احمد صاحب کے) نام عرش معلی پر رجسٹرڈ ہوچکی ہے کہ اب ان کے مقابل کوئی کسی قسم کا بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں۔"

"آپ (میاں محمود احمد صاحب) کی مقولہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان المعظم جارج پنجم کی خلافت کے قائل ہیں اور اسی لئے آپ کے سلطنت برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کو ترکوں کے مفاد اور ان کی عزت پر مقدم رکھا ہے۔ . . . .

ہے ایسی مسلمانی پر" (اخبار پیغام صلح لاہور)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۵ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۱ء)

(۴۱) قادیانی رضامندی

تازہ آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی برابر ترکی علاقہ میں گھستے جاتے ہیں اور ترک برابر شکست کھا رہے ہیں۔ چاروں طرف سے مسلمان ان کے خلاف نفرت کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور ترکوں کی بداعمالی اور دین سے بے توجہی آج ان کے لئے وبال جان ہو رہی ہے۔

انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر اسکوئتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ اور تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا اور جب انہوں نے جلسہ عام میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ ظالم نہیں اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں افسوس ترکوں نے اسلام کو چھوڑ کر کامیاب ہونا چاہا تھا آخر یہ دن دیکھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۷؍ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء)

(۴۲) قادیان میں چراغاں

۲۷؍ ماہ نومبر کو انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے زیر انتظام حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چراغ جلائے گئے۔ اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نہایت

جو اس کا رنگ تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۱۴ء)

(۳۹) مٹنے دو

ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آل عثمان کی سلطنت زندہ یا زندہ رہنے کے قابل ہے۔ پس یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہم ترکوں کے دشمن ہیں۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں واقعات کی بنا پر اور مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے لکھتے ہیں۔ کیوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئی ہے اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔ اسلام وہ طاقت ہے جس نے فاتح ترک کو مغلوب کیا تھا اور اب بھی تاریخ اپنا اعادہ کر سکتی ہے مگر اس کے لئے اندرونی حالت میں تغیر ضروری ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۷ مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۱۵ء) ..

(۴۰) قادیانی خواہش

بہرحال واقعات اب بتلاتے ہیں کہ (ترکان) آل عثمان کا ستارہ اقبال اب غروب ہونے کے قریب ہے۔ اسلامبول پر اب کوئی نیا تغیر آنے والا ہے......

ہماری خواہش ہے کہ اگر برادر عثمانی (ترک) ایا صوفیہ کی متبرک عبادت گاہ، ایوب انصاری کی قابل احترام زمین خوابگاہ، یا اسلامی آثار قدیمہ کی حفاظت سے دست بردار ہونے پر مجبور ہو تو پھر یہ منصب برطانیہ کے حریت پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے اور خدا کرے وہ دین میں بھی ترک سے ایک قدم بڑھ کر اسلام کے خادم ہو جاویں اور قسطنطنیہ پھر بھی اسلامبول ہی رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۲ مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۱۵ء

گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا نادانوں کے ان سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ یہ مذہبی آزادی ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پاکر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کہ جس طرح اچھے دکان دار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ مخواہ پیاری اور ہر دلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔

(البلاغ یعنی فریاد درد ص ۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴۴) قادیانی مجاہد

چوں کہ برادرم محمد امین خاں صاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے وہ روس میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قفقاز پر انگریزی جاسوس قرار دیئے جاکر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کشکی سرحد افغانستان پر لیجایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چوں کہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو دو تک آپ بالکل آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ

دلفریب تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ تمام احمدی اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنمائی پیدا ہو گئی۔ دار العلوم میں بورڈنگ ہاؤس اور ہائی اسکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا اور ساری عمارت کے طول اور عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی۔ یہ پرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت موثر اور خوشنما تھا۔ اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی بخوشی حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگ دستی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۱ مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

ایک دوست نے دریافت کیا کہ ترکوں کی (یونانیوں کے مقابلہ میں) فتح کی خوشی میں روشنی وغیرہ کے لئے چندہ دینے کے متعلق کیا حکم ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا روشنی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۲ء)

(ی) دیگر ممالک

(۴۳) بے شک

بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل

اور مذہبی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرنا پڑتا تھا۔

(محمد امین صاحب قادیانی مبلغ کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۳ء)

(ل) خلاصہ

(۴۷) سیاست زہر

چونکہ ایک طرف تو سیاست ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے حتیٰ کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہے اور دوسری طرف آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مہیا ہو سکیں اتنے ہی کم ہیں اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اخبار الفضل جلد ۵ نمبر ۷ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۴۸) سیاسیات سے پرہیز

احمدی مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اس مرض سے اپنے تئیں بچائے جو سیاست کے نام سے موسوم ہے اور جس کا مریض بمشکل اپنی اصل صحت کی طرف عود کرتا ہے۔

اس خوفناک مرض کا نتیجہ ابتداءً قانون حکومت سے اور بعد میں قانون شریعت سے سرکشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے .... پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہ پرہیز کرے اس سے اگر ہو سکے تو محض رضائے مولیٰ کے لئے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دینے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت

میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا۔ اور بخارا سے مسلح روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقوی میں برکت دے چوں کہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی مسلح پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پا پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔ وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۳
مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۲۳ء)

(۴۵) تبلیغ اسلام

ہمارے برادر محترم خان محمد امین خاں صاحب جنہیں روس کے علاقہ پر حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۸ر جون ۱۹۲۶ء)

(۴۶) تبلیغ احمدیت

روسیہ میں اگرچہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا۔ لیکن چوں کہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری کرنی پڑتی تھی۔ کیوں ہمارے سلسلہ کا مرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات

کی وہ ان کی قانونی قابلیت کا کافی ثبوت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۹ راکتوبر ۱۹۲۳ء)

(۵۱) مفاد ملحق

اس بات کا بھی خیال ہے کہ حضور سکریٹری آف سٹیٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے پر اس بات کو پیش کیا جاوے کہ احمدیہ جماعت اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفاد ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ہوم رول کے متعلق تحریک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب احمدیہ جماعت کے جہاد اور سلطان ترکی کی خلافت کے انکار کے باعث دشمن ہو گئے ہیں لہذا جماعت احمدیہ کی وفاداری کا خیال رکھتے ہوئے قبل اس کے کہ سلف گورنمنٹ کے متعلق کوئی کارروائی کی جاوے جماعت احمدیہ کی حفاظت کے متعلق مناسب انتظام فرمایا جاوے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۵۲) ظل حمایت

ہمارا مذہب ہے اور ہمارے سید و مولی حضرت مسیح موعود کی کتب میں اس کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر ہے نیز اس مسلک سے تمام دنیا خوب واقف ہے کہ ہم گورنمنٹ کے سچے دل سے وفادار اور خیر خواہ ہیں کیوں کہ یہ گورنمنٹ ہماری خاص محسن ہے اور اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ جن کا شمار کرنا آسان نہیں نیز ہمارے خیال میں یہ حکومت تمام دنیا کی حکومتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اور ہمارے نزدیک اس کی افضلیت اور برتری کی سب سے بڑی اور زبردست دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالے نے امن کے شہزادے اور اپنے بزرگ نبی حضرت مسیح موعود کو اسی سلطنت کے زیر سایہ مبعوث فرمایا تا وہ اپنے صلح و آشتی کے مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اور صلح و آشتی سے دنیا کے دلوں میں حقیقی معرفت اور سچے خدا کی محبت پیدا کر کے سچے اور خدائی مذہب کی طرف دنیا کو دعوت دے۔ اگر یہ سلطنت واقعی طور پر عمدہ اور ساری دنیا کی سلطنتوں سے افضل و برتر نہ ہوتی تو یقیناً یقیناً خداوند تعالے اپنے اس

کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ بیانات لیے بعینہ اسی طرح سمجھے جس طرح خدا کے مسیح نے فرمایا ہے۔ چوں کہ ہم غیر مبائعین لوگوں (لاہوری جماعت) کے افعال و خیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس طرح ہم غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۱۵ء)

(۴۹) مسلم لیگ

ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا صاحب) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں۔ نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۸۷ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء)

(۵۰) خوشی اور مسرت

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے نہایت قابل اور متقی نوجوان جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) کے ارشاد کی تعمیل میں ضلع لاہور امرتسر گورداسپور اور فیروزپور کی طرف سے اسمبلی کے امیدوار کے طور پر کھڑے ہوں گے .... اس وقت تک جناب موصوف نے جس ایثار اور اخلاص سے جماعت احمدیہ کے بعض نہایت اہم مقدمات کی پیروی کی اور ان میں کامیابی حاصل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جبکہ جنگ وجدل جاری ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۶ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۵۵) نیک ثمرات

ہمارے امام مسیح موعود نے جس نے اس جنگ کی پہلے سے خبر دی تھی ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم سرکار برطانیہ کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھیں۔ لہذا ہمارے وہ احمدی سپاہی جو آج سرزمین فرانس میں برطانیہ کے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں وہ اپنے دلوں میں اپنے پیارے امام کے ارشاد کو محفوظ رکھ کر اس یقین سے تلوار اٹھا رہے ہیں کہ مسیح موعود کے حکم کی اطاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت ہے اور اطاعت میں اٹھائی ہوئی تلوار کے سایہ میں بہشت ہے پس یہ جنگ اہل اسلام کے لئے انشاء اللہ مبارک اور نتیجہ خیز ہوگی اور ہماری وفاداری ضرور نیک ثمرات پیدا کرے گی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۵ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

(۵۶) تہنیت فتح کا جشن قادیان میں (ج)

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

۲۷ ماہ نومبر ۱۹۱۸ء کو "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ تعالیٰ گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یاد جشن منایا گیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۳ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

نبی کو اس سلطنت کے حدود میں پیدا نہ کرنا بلکہ کسی اور ایسی حکومت کے نیچے پیدا کرنا جو دنیا میں سب سے اعلیٰ حکومت ہوتی مگر خدا تعالیٰ کا تمام سلطنتوں کو چھوڑ کر انگریزی سلطنت کے ظل حمایت کو اپنے نبی کے لئے منتخب کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حقیقی نور جو مدتوں سے غائب تھا اس کے لانے والے نبی کی بعثت کے لئے یہی سلطنت موزوں و مناسب تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۹ ر نومبر ۱۹۲۱ء)

(۵۳) قادیانی ڈھال

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقعہ گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے

پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۵۴) نرالا تعلق

ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہوئے ہیں گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے شریعت اسلام

کی خوشیوں کا موجب ہے سب سے بڑی خوشی تو ہمارے لئے یہ ہے کہ حضور اقدس نے جنگ کی پیشگوئی فرما کر اپنی جماعت کو سلطنت برطانیہ کی فتح کے لئے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور خود بھی برطانیہ کی فتح کے لئے خاص دعا کی تھی اب اللہ تعالےٰ نے اس موقع پر حضور کی قبولیت دعا کو تمام عالم پر روز روشن کی طرح چمکا دیا اور اس قدر اور ایسے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ جن کو احمدی ہر ملک و ملت کے سامنے بہت آسانی سے بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ پھر خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار و اثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے جہاں بالخصوص احمدیت کی تبلیغ کی بڑی ضرورت تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۹ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۹) روحانی عافیت

اگر ایک طرف وہ لوگ جن کو اس جنگ عظیم کے نتیجہ میں سلطنت برطانیہ کا ظل حمایت نصیب ہوا ہے روحانی عافیت حاصل کریں گے اور خدا کے نبی (مرزا صاحب) کا پیغام سنیں گے اور حقیقی اسلام جیسی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہوں گے تو دوسری طرف وہ دنیوی انعامات اور آرام دامن سے بھی حصہ وافی پائیں گے۔ اور آگاہ ہوں گے کہ دنیا میں آرام اور آسائش کی زندگی بھی کوئی چیز ہے۔

.........غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتحیاب ہونا دنیا کے ایک بڑے حصہ کے لئے بہت امن و آرام کا باعث ہوگا اور ہمارے لئے تبلیغ اسلام کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

۶۰ قادیانی تلوار

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے

(۵۷) نہایت فائدہ بخش

۱۳ر تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط صلح منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان میں پہنچی تو خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا نہایت شاداں و فرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں۔ انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح و نصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارکباد کے تار بھیجے گئے۔ اور

اور حضور نے پانسو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا آپ جہاں پسند فرمائیں خرچ کریں بیشتر ازیں چند روز ہوئے کہ ترکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور میاں محمود احمد صاحب نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔

فتح کی خوشی میں مولوی عبدالمغنی صاحب نے بحیثیت سکریٹری "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر الحکم ہز آنر لیفٹننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارکباد کا تار بھیجا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۸) فتح کی خوشی

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۹ء)

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ جنگ میں کا اثر دنیا کے ہر حصہ میں عذاب عظیم بن کر چھا رہا تھا اب گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کے ساتھ ختم ہوئی ہے جو کہ ہماری جماعت کے لئے کئی قسم

(۶۳) قادیانی حکومت

حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرت ناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲۷۹ مورخہ ۲ر جون ۱۹۳۶ء)

کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۶۱) چوہڑے چمار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا کہ۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی۔ اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی"

اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا۔ کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حقیقت سی نظر آتی ہے اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہاں جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی۔ تمدنی یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر مؤثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔ (گویا قادیانی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا صاحب کی پیشینگوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔ المولف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۳۳ء)

والدہ حضرت ام المومنین: فرماتی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول) یہ معاملہ حضرت اقدس کے پیش کیا گیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آتا ہے عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بائیں طرف۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۵)

(۳): بطور نمونہ (ج)

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ (حکیم نور الدین صاحب قادیانی) کے چند اور حوالے محض بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جن سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کا مسئلہ نبوت کے متعلق وہی عقیدہ تھا جس پر جماعت احمدیہ (قادیانی) بفضلہ تعالیٰ قائم ہے

ایک دفعہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ آپ نے فرمایا ہمیں ان فتووں کی کیا پروا ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا وہ دیکھے کہ اس کے بعد اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔

(اخبار بدر جلد ۱۰ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے جو لاہور احمدیہ بلڈنگ میں تقریر فرمائی تھی اس میں آپ نے بیان کیا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہیں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق

فصل پندرھویں

قادیانی اکابر

(۱) حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان

(۱) بہت متاثر (ج)

حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول بھی اوائل میں سر سید کے خیالات اور طریقہ سے بہت متاثر تھے۔ مگر حضرت (مرزا) صاحب کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ دھلتا گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۴۲ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲) دو آدمی

مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں. ایک حضرت مولوی نور الدین صاحب اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب، اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کہتی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں۔ اور

احمد والی پیش گوئی مسیح موعود کے متعلق ہے

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان " مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات
کے متعلق جوابات پر نظر" صـــ۱۳۲)

(۵) میرزائے قادیان

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند
آں غلام احمد است و میرزائے قادیان
گر کسے آرد شکے در شان او آں کافر است
جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

(از حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول مندرجہ اخبار الحکم ۱۸ اگست ۱۹۰۸ء)

(۶) نجات

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نور الدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

(تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ صـــ۲۲ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء و اخبار بدر جلد ۱۲ نمبر ۲
مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء

(۷) میرا تو ایمان ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں۔ اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم صلعم کے بعد

سمجھتا ہوں۔ پھر اسی تقریر میں آپ نے کہا کہ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

اخبار الحکم جلد ۱۵ نمبر ۷ و نمبر ۸ بابت ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔

(الفضل نمبر ۵۰ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۴ء)

پھر ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔

ان حوالجات سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر کو کافر اور غیر ناجی یقین کرتے تھے اور آپ کو واقعی معنوں میں نبی مانتے تھے۔

(احمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" صفحہ ۱۳۱)

(۴) احمد رسول (ج)

حضرت ممدوح رض (حکیم نور الدین صاحب قادیانی) فرماتے ہیں کہ "میں مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔

(اخبار الحکم جلد ۱۵ نمبر ۲۲ بابت ستمبر ۱۹۱۱ء)

ان حوالات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسم

اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں۔ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

(ارشاد حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص۲۳۴ نمبر ۹ جلد ۱۲)

(۱۰) نادر شاہی

مجھے (مولوی نور الدین صاحب کو) خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد ۹ نمبر ۱۱ ص۱۲ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۱۱) سخت حماقت

تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے ذریعہ محمد رسول صلعم کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا ہے کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے . . . .

میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی و روحانی فائدہ پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری (قادیانی صاحبان کی) گردنیں اس کے آگے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا۔ کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا . . . . . . مگر انھوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی

بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۰ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸) رعایتی نماز (ج)

حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب قادیانی) نے ایک دفعہ پنجاب میں ایک شخص کے دریافت کرنے پر اسے اجازت دی کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے۔ جب کسی نے تعجب سے دریافت کیا کہ یہ فتویٰ تو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے فرمانے کے خلاف ہے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ شخص اور کون سے حکم مسیح موعود پر عمل کر رہا ہے یہ بھی سہی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۵۰ مورخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۱۵ء)

(۹) خدا کی قسم

میں (حکیم نورالدین) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رِدا کو مجھ سے چھین لے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا

مولوی (نورالدین) صاحب نہانے وغیرہ [illegible] میں بہت بے پروائی فرماتے تھے۔ اور کپڑوں کے صاف رکھنے اور جلد جلد بدلنے کا بھی خیال چنداں نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو متنبہ کرنے کے لئے حضرت صاحب نے یہ الفاظ فرمائے ہوں گے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۴) عبرت انگیز

کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا . . . استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاں میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحی کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں

(نامہ نگار اخبار پیغام صلح کے اشتہار گنجینہ صداقت کا اقتباس منقول از اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۹)

(۱۵) وہ مہینہ (ح)

فروری ۱۹۱۴ء کا مہینہ [illegible] جب حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ بستر علالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی جس کے تھوڑے سے ہی بعد ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔

(پیغام صلح جلد ۴ نمبر ۱۱۴ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۶ء)

مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ ابی و استکبار کو اپنا شعار بناکر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لادم کی طرف لے آئے گی۔ اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔

(تقریر حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۲۶ء)

(۱۲) مخالف کا خط

۰ر اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الحکیم نورالدین صاحب بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا اس کا سرنامہ لکھو جناب من۔ دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو اور سلام نہ لکھو کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں اور ہم سے ایک طرف ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۲۲ و ۱۲۳ مورخہ ۴ و ۶ر اپریل ۱۹۱۵ء)

(۱۳) نہانے کا ذکر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے بیان فرمایا کہ جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے حدیث پڑھتا تھا تو ایک دفعہ گھر میں مجھ سے حضرت (مرزا) صاحب نے دریافت فرمایا کہ میاں تم آج کل مولوی صاحب سے کیا پڑھا کرتے ہو میں نے کہا بخاری پڑھتا ہوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب سے یہ پوچھنا کہ بخاری میں نہانے کا ذکر بھی کہیں آیا ہے۔ یا نہیں خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت

ذکر فرمایا ہے ؎

مدتے آتش نیز فرد استادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم
(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۴۱ مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۹) بہت عشق

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) سے بہت عشق تھا۔ اگر مسیح موعود پر کوئی اعتراض کرتا تو آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے ایک دفعہ ان کو ایک عیسائی کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ برا تو نہیں منائیں گے۔ انھوں نے کہا کہ کیا میں پاگل ہوں کہ تم مجھ سے اچھی بات پوچھو تو میں برا مناؤں۔ اگر بری بات کہو تب تو برا مناؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب دس پندرہ روپیہ کے ملازم رہ چکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مسیح گلیوں میں کہتا پھرتا تھا کہ کسی نے چارپائی ٹھکوانی ہو تو ٹھکوا لے یہ بات سن کر عیسائی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو ناراض ہو گئے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا۔ تم ناراض ہو گئے۔

(میاں محمود احمد صاحب کا درس قرآن مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳
مورخہ ۱۲؍ اگست ۱۹۱۴ء)

(۲۰) عاشقانہ رنگ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ جب دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے قاعدہ سے اٹھے تو حضرت (مرزا) صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور (مرزا صاحب) کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز

(ب) مولوی عبدالکریم صاحب قادیانی

(۱۶) ابتدائی(ج)

سالنامہ جامعہ احمدیہ (قادیان) ۱۹۳۰ء میں مذکور ہے کہ مولوی عبدالکریم (قادیانی) سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک تھی۔ اور اس میں بھی کمی حساب کی وجہ سے فیل ہو گئے۔ پھر عربی فارسی کی پرائیویٹ تیاری کر کے وہیں مشن اسکول میں مدرس فارسی مقرر ہو گئے۔ ایک روز پادری سے الجھ کر مستعفی ہو گئے۔ اس وقت آپ نیچری خیال رکھتے تھے مگر مولوی نور الدین صاحب کی وساطت سے قادیانی ہو گئے اور خطیب اور امام مسجد قادیان بنے رہے اور سب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں داخل ہوئے۔

(الکاویہ علی الغاویہ حصہ دوم ص۳۰۶ مصنفہ مولوی محمد عالم آسی صاحب امرتسری)

(۱۷) دو فرشتے

ان دنوں میں یہ بحثیں خوب ہوا کرتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں کون سا ہے۔ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرم خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۱۸) سر سید کے دلدادہ (ج)

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور بھی ابتداء میں سر سید کے بہت دلدادہ تھے۔ چنانچہ حضرت (مرزا) صاحب نے بھی اپنے ایک شعر میں ان کے متعلق اس کا

الفاظ استعمال کئے نہ خطبہ چھپ شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ و تاب کھائے جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں۔ میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصہ میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم (صاحب قادیانی) واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء)

(۲۳) مار پکار (۲۰)

گرمی کا موسم تھا مسجد مبارک ابھی چھوٹی ہی تھی۔ شہ نشین پر حضرت خلیفۃ المسیح اول حضرت مولوی عبدالکریمؓ حضرت حکیم فضل الدینؓ وغیرہ احباب بیٹھے تھے۔ مغرب کا وقت تھا۔ اس دن میاں اللہ دین فلاسفر سے کچھ گستاخی ہوئی تھی اور مولوی عبدالکریم صاحب نے انہیں مارا تھا اور فلاسفر صاحب کے رونے چلانے کی آواز اندرون خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب و لہجہ سے اظہار ناراضگی ہو رہا تھا فرمایا "خدا کا رسول تمہارے درمیان میں ہے اور تم ایسی حرکتیں کرتے ہو" ان الفاظ سے ہم سب سہم گئے اور خوف زدہ ہو گئے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ڈرے

(صاحب قادیانی)

سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی۔ اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا بس وہی درست ہے۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷
مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

(۲۱) دو خطبے

خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً یا ایھا النبی وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک انبیاء مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت (مرزا) صاحب ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔ جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے میں نے ان سے کہا تو انھوں نے کہا کہ یوں کہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا۔ تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔ آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا) صاحب نبی ہیں۔ یہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے

حضرت (مرزا) صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر جارہا ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی ذرا ذرا رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت (مرزا) صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے۔ جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں۔ مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں۔ اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا۔ مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں۔ مکرمہ مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں انھوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں مگر تم دیکھ لینا کہ اتنی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اس محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر میں ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ آخر مولوی صاحب اسی مرض میں فوت ہو گئے۔ مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جا سکے۔ بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا۔ کیوں کہ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہ چوں کہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ جو آپ کو بے تاب کر دیتی تھی۔ اور مولوی صاحب مرحوم چوں کہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے۔ اسی لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیر پھاڑ سے چھلنی ہو گیا تھا۔ اور وہ اس کے درد میں بیتاب ہو کر کراہتے تھے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۷۱ مولفہ صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

معافی چاہی اور دعا کی درخواست کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔ اکثر احباب چشم پرآب تھے۔ دعا سے سب کی تشفی اور تسکین ہوئی۔ انجام بخیر ہوا الحمد للہ۔

(مفتی محمد صادق صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۳۶ء)

(۲۳) دو چیزیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مولوی عبدالکریم صاحب کو خاص عشق تھا اور ایسا عشق تھا کہ اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اس زمانہ کو دیکھا۔ دوسرے لوگ اس کا قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ایسے وقت میں فوت ہوئے جب میری عمر ۱۶، ۱۷ سال تھی۔ اور جس زمانہ سے میں نے ان کی محبت کو شناخت کیا ہے اس وقت میری عمر ۱۲، ۱۳ سال کی ہوگی یعنی بچپن کی عمر تھی۔ لیکن باوجود اس کے مجھ پر ایک ایسا گہرا نقش ہے کہ مولوی صاحب کی دو چیزیں مجھے کبھی نہیں بھولتیں ایک قرآن کا پانی پینا۔ اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی محبت۔ آپ ٹھنڈا پانی بہت پسند کرتے تھے اور پیتے وقت غٹ غٹ کی ایسی آواز آیا کرتی تھی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کی نعمتوں کو جمع کر کے بھیج دیا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۳ مورخہ یکم جون ۱۹۳۳ء)

(۲۴) مولوی عبدالکریم صاحب کا انجام

بیان کیا مجھ سے بیوہ مرحومہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مرحوم نے کہ جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔ اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو۔ میں

ہوئے (گویا وضعداری برقرار رہی للمولف)

(مفتی محمد صادق صاحب قادیانی کا خطبہ جو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے تازہ ترین نکاح کی تقریب میں بمقام قادیان پڑھا گیا۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ عـ۹۰ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(۲۷) بچپن کے دو استاد

بچپن میں جب ہائی اسکول میں پڑھتا تھا تو دو استاد تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اتنی گھن اور نفرت آتی جو بیان سے باہر ہے۔ وہ جب بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتے کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہو جاتا پھر ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے اور مجھے ان کی باتیں سن سن کر اتنی گھن اور نفرت آتی کہ میں چاہتا۔ وہاں سے بھاگ جاؤں ایسی باتوں کے وقت ہٹ جاتے میں کیا مضائقہ تھا۔ للمولف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۷۷ جلد ۲۳ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

(۲۸) تعلیمی حالت

میری تعلیمی حالت نہایت معمولی تھی۔ سستی کہو یا صحت کی کمزوری کا خیال کر لو میں اسکول میں کبھی اچھے نمبروں پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ دینی تعلیم ایسی تھی کہ میرے گلے اور آنکھوں کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب خود پڑھا کرتے تھے آپ خود کمزور اور بوڑھے تھے۔ مگر میری صحت کو اس قدر کمزور خیال فرمایا کرتے تھے کہ بخاری اور مثنوی رومی خود پڑھتے اور میں سنتا رہتا عربی ادب کی کتابیں بھی خود ہی پڑھتے۔ اور جب میں پڑھنا چاہتا تو فرمایا کرتے میاں تمہارے گلے کو تکلیف ہوگی مجھے یاد ہے بخاری کے ابتدائی چار پانچ پارے تو ترجمہ سے پڑھائے مگر بعد میں آدھ آدھ پارہ روزانہ بغیر ترجمہ کئے پڑھ جاتے۔ صرف کہیں کہیں ترجمہ کرد

(۲۵) بہت تکلیف

غرض مولوی عبدالکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں ان کے پر زور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبت مسیح موعود علیہ السلام کا معتقد تھا مگر جوں ہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی۔ مولوی صاحب کی محبت مسیح اور خدمت مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں یہ بہت ساہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۴ء)

(ج) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی قادیان

(۲۶) تعلیم کی خوبی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام (مرزا صاحب) بھی کسی کے شاگرد نہ تھے اسی طرح آپ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) بھی کسی کے شاگرد نہیں ہیں بے شک آپ اسکول میں پڑھتے رہے ہیں مجھ سے بھی پڑھتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں میں ہیڈ ماسٹر تھا یا مولوی شیر علی صاحب تھے۔ آپ (میاں محمود احمد صاحب اسکول میں پڑھتے تھے مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں چڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فرزند ہیں۔ آپ نے مڈل کا امتحان دیا۔ اور میں ساتھ گیا۔ اس میں بھی آپ فیل ہو گئے (شاید یہ آپ ہی کا فیض صحبت ہو للمولف) پھر انٹرنس کا دیا۔ اس میں بھی آپ فیل

ایک دفعہ لاہور گئے تو میرے شوق کو دیکھ کر شعبدوں کی چار یا پانچ کتابیں میرے لئے لے آئے۔ اس طرح میں سیکڑوں شعبدے جانتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی شعبدہ دکھایا جائے تو بڑے بڑے سمجھدار آدمی پاگلوں کی طرح حیران ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مگر بچے بات کی تہ کو بآسانی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گھر میں کوئی ایسا ہی شعبدہ دکھایا تو سب حیران ہو گئے مگر میرا چھوٹا بھتیجا جو ابھی آداب سے ناواقف تھا اور جو میرے پاس ہی بیٹھا تھا کہنے لگا "چچا ابا جان بھی وہیو ہیں جاندا اہان تھاڈی چلاکیاں نوں" تو بعض دفعہ سادہ لوح بچ جاتا ہے مگر چالاک پھنس جاتا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۹ جلد ۲۲

مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۲۵ء

(۱۳) طالب علم

جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا۔ اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں اس میں بھی اللہ تعالےٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں، وہ ہوں لیکن اب تو اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے یہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔

کچھ عرصہ ہوا لاہور میں دو مولوی صاحبان مجھ سے ملنے آئے اور بطور تمسخر ایک نے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگے۔ آخر کچھ تو ہو گی میں نے کہا صرف قرآن جانتا ہوں۔ کہنے لگے بس قرآن۔ مجھے ان پر تعجب کہ ان کے نزدیک قرآن جاننا کوئی چیز ہی نہیں۔ اور انہیں اس پر خوشی کہ ان کی تعلیم کچھ نہیں۔ پھر ایک نے پوچھا۔ انگریزی پڑھی ہو گی۔ میں نے کہا پڑھتا تو تھا۔ مگر ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ کہنے لگے کہ تو پھر انگریزی بھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد پوچھنے لگے۔ پرائیوٹ طور پر تو کچھ تعلیم حاصل کی ہو گی۔ میں نے کہا وہ بھی

اور اگر میں پوچھتا تو فرماتے جانے دو۔ خدا تم کو خود ہی سمجھا دے گا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۰ نمبر ۱۳۲ مورخہ ۹ر مئی ۱۹۳۳ء)

(۲۹) آپس کی بات

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الحکیم نور الدین صاحب سے جس طرح پڑھا ہے۔ اور کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ آدھ آدھ پارہ بخاری کا آپ پڑھتے تھے اور کہیں کہیں خود بخود ہی کچھ بتا دیتے تھے اور بعض وقت سبق کے انتظار میں سارا سارا دن گزارنا پڑتا تھا اور کھانا بھی بے وقت کھایا جاتا تھا اسی وقت سے میرا معدہ خراب ہوا ہے۔ ایک دفعہ میرے سر میں درد تھا اور میں پڑھ کر آیا تھا۔ والدہ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے کہا میں تو پڑھتا نہیں۔ مولوی صاحب ہی پڑھتے ہیں۔ آپ نے جا کر مولوی (نور الدین) صاحب سے کہا۔ آپ کیا پڑھاتے ہیں محمود یوں کہتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے فرمایا۔ میاں تم ہمیں کہتے۔ بیوی صاحب کو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۳۰) ہتھکنڈے

مجھے بچپن میں شوق تھا کہ تماشا گر جو ہتھکنڈے وغیرہ کرتے ہیں انہیں سیکھوں ایک دفعہ ہمارے ایک احمدی دوست یہاں آئے اور انہوں نے بہت سے تماشے دکھائے میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑ گیا کہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ پہلے تو انکار کرتے رہے۔ مگر پھر میرے اصرار پر آپ نے اس احمدی دوست کو رقعہ لکھا کہ اگر آپ کے اوقات میں حرج نہ ہو تو میرے بچے کو یہ کھیلیں سکھا دیں۔ انہوں نے مجھے کئی باتیں سکھا دیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

بدبختی سے اعتراض کرے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ اپنی حالت پر قیاس کر کے کرے گا اور اس طرح اپنی گندی فطرت کو ظاہر کرے گا۔

(خطبہ نکاح میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان از مولوی سید سرور شاہ صاحب قادیانی
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

(۳۴) میری صحت

باقی رہا میری صحت کا معاملہ۔ تم (لاہوری فریق) کہتے ہو میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں (پانچواں) نکاح (جو عزیزہ خاتون بنت سیٹھ ابوبکر یوسف جمال کے ساتھ ہوا تھا) کروں۔ میری صحت تو بچپن سے ہی خراب ہے اس لحاظ سے تو میری پہلی شادی بھی نہیں ہونی چاہئے تھی بچپن میں میری صحت خراب تھی اسی وجہ سے حضرت (مرزا) صاحب نے حساب کی تعلیم مجھ سے چھڑا دی تھی پھر محض شادی سے صحت نہیں بگڑ جایا کرتی۔ اگر انسان صحت کے اصول کا خیال رکھے اور احتیاط کرے تو دس شادیوں کے ساتھ بھی صحت نہیں بگڑتی لیکن سوال تو یہ ہے کہ میری صحت کے متعلق آپ لوگوں کو کب سے فکر پیدا ہوا ہے۔ اس رنگ میں اعتراض کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ محض ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد اعتراض کرنا ہے۔

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۷۹
مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۶ء)

(۳۵) دودھ

اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر انسان کے لئے بہت فوائد رکھے ہیں قرآن کریم میں اس کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ سب سے زیادہ ہضم ہونے والی اور نہایت عمدگی سے جذب ہونے والی غذا ہے لیکن یہی دودھ کسی بیماری اور جسمانی نقص کی وجہ سے مضر ہو جاتا ہے۔ میرا یہی ذاتی تجربہ ہے مجھے دودھ کسی صورت میں نہیں پچ سکتا چند دن اگر طبیعت کو مجبور کر کے استعمال کروں۔ تو بخار ہو جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام

قرآن ہی پڑھا ہے۔

اور دوسری یہ امر واقعہ ہے۔ میں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا کہ اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی۔

میاں محمود احمد صاحب کی تقریر لائل پور مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۳۸
(مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۳۳ء)

(۳۲) کتابوں کا کیڑا

میں کتابوں کے پڑھنے کا بہت شائق ہوں اور اتنا کہ کتابوں کا کیڑا کہنا چاہئے میں ہر فن ہر مذاق اور ہر رنگ کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۱ء
نمبر ۴۱ جلد ۹)

(۳۳) گندی فطرت

آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ جب صحت اچھی نہ ہو تو ایک شادی کرنا بھی مشکل کام ہوتا ہے۔ چہ جائے کہ ایک ایسا شخص (میاں محمود احمد صاحب) جسے دو شادیوں کے بوجھ کا تجربہ ہو وہ ایک اور کرے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کئی بار فرمایا کہ میری صحت اچھی نہیں مجھ پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ اس لئے میں اس رشتہ کو کرتے ہوئے بہت ڈرتا ہوں۔ مگر خدا کی طرف سے جو بات مقدر ہو۔ وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔ اس لئے آپ ہی کو یہ رشتہ (ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی صاحبزادی مریم سے نکاح) کرنا پڑا۔

ان سب باتوں کے مد نظر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسی دنیوی غرض اور خواہش سے نہیں بلکہ محض حضرت مسیح موعود کی اس بات کو پورا کرنے کے لئے جو آپ نے فرمائی اور جس کا پورا کرنا بحیثیت جانشین ہونے کے آپ کا فرض تھا۔ اب مگر کئی بدقسمتی اور

قومیں اس سے برکت پا رہی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۷ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

(۸۳) حضرت محمود کی شان

حضرت محمود کی شان اگر معلوم کرنا چاہو تو آؤ اس الہی وحی کا مطالعہ کرو جو مسیح پاک پر نازل ہوئی۔ اس میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "اس کو مقدس روح دی گئی اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیوں کہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۹، ۶۰ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ وہ خدا کا کلام ہے جو اس کے پیارے مسیح پر نازل ہوا۔ اس میں خدا نے قدوس حضرت خلیفۃ المسیح کو رجس سے پاک ٹھہراتا ہے۔ نور اللہ اور کلمۃ اللہ قرار دیتا ہے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح قرار دے کر اپنی روح آپ میں ڈالتا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا کام آپ کے سپرد فرماتا ہے۔ کیا ممکن ہے جسے خدا ایسا کہہ رہا ہو حضور

کی وفات سے ایک سال پہلے سے میری یہی حالت چلی آتی ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۰۵
مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۵ء)

(۳۶) دو باتیں

حضرت خلیفۃ المسیح میاں محمود احمد صاحب نے فرمایا۔ دو باتیں تو مجھ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پالک کا نام سن کر میرے پٹھوں میں تشنج شروع ہو جاتا ہے اور جسم پر کپکپی سی ہونے لگتی ہے۔ آج ہی کھانے میں ساگ تھا جب میں نے اس کے متعلق پوچھا اور بتایا گیا کہ پالک کا ساگ ہے تو یہی حالت ہوئی۔ میں نے اس کے اٹھا لینے کے لئے کہا اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد میری حالت برقرار ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب میں کسی بیمار کے پاس جاؤں۔ خود بیمار ہو جاتا ہوں اور بخار ہو جاتا ہے۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء
جلد ۹ نمبر ۳۳)

(۳۷) سیدنا محمود مصلح موعود (ج)

عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۹ء)

آج (۱۲ مارچ ۱۹۱۹ء) وہ مبارک دن ہے جب خدا تعالیٰ اپنی عزت و جلال کے ساتھ نئی تجلی کے ساتھ ہم پر ظاہر ہوا اور وہ کلمۃ اللہ مجسم ہو کر قدرت ثانی کی صورت میں ہمارے سامنے آیا اور جیسا کہ اس نے پیشتر سے ہمیں اپنے برگزیدہ رسول (مرزا صاحب) کے ذریعہ بشارت دی تھی وہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا کا نور آیا جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے خدا نے اس میں اپنی روح ڈالی وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا زمین کے کناروں تک اس نے شہرت پائی اور

(۴۰) وہ بیٹا

میں وہ بیٹا ہوں جس کی خبر انبیاء بنی اسرائیل نے دی میں وہ بیٹا ہوں جس کی رسول اللہ نے خبر دی میں وہ بیٹا ہوں جس کے محمود ہونے کی مسیح موعود نے خبر دی اور جس کو موعود بیٹا ٹھہرایا۔ ہاں میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ مصلح موعود ہوں کیوں کہ مجھے خدا نے اس کی خبر نہیں دی۔ اگر مجھے خبر دی گئی تو کسی سوال کی ضرورت نہ ہوگی میں خود اعلان کر دوں گا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۴۱) میرا انکار

جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے جنھوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنھوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۲۳۔ مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۴۲) ہمہ صفت موصوف انسان

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۲۵ء)

"تاریخ عالم سے پتہ لگتا ہے کہ آدم کے فرزندوں میں سے جو ممتاز سمجھے گئے ہیں ان کو صرف ایک یا چند ایک خوبیوں اور نعمتوں سے خاص حصہ ملا ہے جس کی وجہ سے

وہ نعوذ باللہ دیتا ہو۔ جیسے چند آوارہ گرد اور بدکردار انسان دنیا میں مشہور کر رہے ہیں۔ اگر آج دنیا کے تمام شیاطین بھی اکٹھے ہو جائیں اور وہ ہر گلی اور کوچہ میں یہ شور مچائیں اور کہیں نعوذ باللہ آپ ایسے ہیں ویسے ہیں تو ہر وہ انسان جس نے مسیح پاک کا دامن پکڑا ہے۔ اپنے صمیم قلب سے اس شیطنت کا ارتکاب کرنے والے اشخاص کو جھوٹا اور مفتری قرار دے گا اور کہے گا۔ ایسا ہرگز نہیں سچ وہی ہے جو خدا نے کہا۔ اور کون ہے جو خدا سے بھی بڑھ کر سچا ہو۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء نمبر ۱۳۲ جلد ۱۷)

فخر رسل (۳۹)

محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(تریاق القلوب ص۴۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آخر میں ہم پھر ایک دفعہ خوش آمدید اور اہلاً و سہلاً و مرحبا عرض کرتے ہیں اور اس شعر کو جو حضور (میاں محمود احمد صاحب) کے لئے ہی ہے اور موجودہ موقعہ کے بہت موزوں ہے دہراتے ہیں۔

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(سفر انگلستان سے واپسی پر میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں قادیانی جماعت کا ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء

(۲۰ نومبر ۱۹۰۵ء) یعنی اے اللہ کے رسول (غلام احمد قادیانی) کے بیٹے (محمود احمد قادیانی) میں تیرے ساتھ ہوں۔ تم سب دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں جمع کرو اور ایک دین کا پابند بناؤ۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

(۴۴) اسلام کی ترقی (ج)

آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی ترقی خدا تعالےٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا وہ جیتے گا اور جو میری نہیں سنے گا وہ ہارے گا۔ جو میرے پیچھے چلے گا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے اور جو میرے راستے سے الگ ہو جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کردئیے جائیں گے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۳ نمبر ۲۹۹ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

(۴۵) سلسلہ خلافت

ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا حضور کے بعد بھی خلیفہ آسکتا ہے یا آئے گا۔ حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا۔ ہم تو خلافت کے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق قائل ہیں۔ اگر جماعت مستحق ہوگی تو خلیفہ ہوگا۔ اگر اس قابل نہ ہوئی تو خلیفہ نہیں ہوگا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۲ء نمبر ۸۷ جلد ۹)

ان کے نام صفحۂ دہر پر خاص طور پر مشہور ہیں۔ مثلاً کوئی حسب و نسب کی وجہ سے فائق سمجھا گیا اور کوئی مال و دولت کی وجہ سے مشہور ہوا کسی کو حکومت ملی اور کوئی علوم کا حامل ہوا۔ کسی کو خلافت عطا ہوئی کوئی حکمت و دانائی کی وجہ سے لقمان بنا اور کوئی معاملہ فہمی کی وجہ سے مدبر کہلایا کوئی ظاہری حسن کی وجہ سے یوسف کہلایا اور کوئی باطنی خوبیوں کی وجہ سے مراتب پا گیا۔ الغرض جس قدر بھی کمالات ظاہری و باطنی ہیں وہ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں میں انفرادی صورت میں منقسم پائے جاتے ہیں لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ آج دنیا میں آدم کا ایک ایسا فرزند موجود ہے جس کی (۳۵) سالہ زندگی میں وہ تمام کمالات مجموعی طور پر پائے جاتے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف افراد میں فرداً فرداً پائے گئے وہ بے مثل انسان امام جماعت احمدیہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ہے

حضرات انبیاء کرام کی ذات ستودہ صفات اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس مقابلہ میں شامل ہو (حاشیہ)

پس اے مورخو اور وقائع نویسو اور اے تاریخ عالم کے رازدارو بتلاؤ کہ کیا یہی وہ چند مشہور کمالات انسانی نہیں جن میں سے کسی کو ایک اور کسی کو دوسرے کی وجہ سے ناز ہوتا رہا اور تم لوگوں نے اس کی تعریف و توصیف کے راگ الاپے۔ کیا ہی لطف کی بات ہے کہ اب تمہارے ذوق کے لئے خدا نے آج ایک ایسا انسان پیدا کیا ہے جس کے اکیلے وجود کے اندر سب کمالات مجتمع کر دئیے گئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۵ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء)

(۳۴) خلیفۂ قادیان

اس کے بعد میں ایک ایسی پیش گوئی کر لیتا ہوں جو آپ سے مجھ سے بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے۔ انی معک یا ابن رسول اللہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علی دین واحد۔

حضرت امام حسن صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی ناشکری کے طفیل خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی یہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔

(المہدی ۲-۳ ص۳۴ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیوں کہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے (ص۲۱)

ایک دفعہ انھوں نے (حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) خدا کی نعمت کو چھوڑا۔ خدا تعالےٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید کبھی بادشاہ نہیں ہوا سوائے چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے سیدوں کو حقیقی بادشاہت اور خلافت کبھی نہیں ملی۔ امام حسن رضؓ نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا تو خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے (ص۲۲)

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۹) نڈر

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے خلافت کسی شخص کی .. .. سے حاصل نہیں کی اس لئے میں کسی شخص سے کبھی ڈرا نہیں۔ نہ ڈرتا ہوں اور نہ کبھی ڈروں گا۔ ابھی ایک صاحب کہتے تھے کہ اس قدر شورش ہو رہی ہے کہ ڈر ہے بغاوت نہ ہو جائے کیا امان اللہ خاں کی حالت آپ کو بھول گئی ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ اگر امان اللہ خاں سے بدتر حالت ہو جائے۔ جب بھی میں نہیں ڈرتا کیوں کہ میں جانتا ہوں۔ چوں کہ میرے کام اللہ تعالےٰ

(۴۶) دنیا بامید قائم

ہماری جماعت میں اس وقت تک کوئی حضرت ہارون سے بڑا درجہ نہیں رکھتا اور بڑا کیا مساوی درجہ بھی نہیں رکھتا کیوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور تم میں سے کوئی اس وقت تک نبی نہیں ہے۔ آئندہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو نبی بنا دے تو اس کا علم اسی کو ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۱/ اکتوبر سنہ۱۹۲۰ء)

(۴۷) یوسف اور عثمان

خدا تعالیٰ ہر رنگ میں اور ہر طرح میری تائید فرما رہا ہے۔ اور ان کی کچھ تائید نہیں کرتا یہی ان کے بے راہ ہونے کی خدائی شہادت ہے۔ وہ یاد رکھیں یہ زمانہ بدلہ لینے کا ہے۔ پہلے یوسف کو یوسف کے بھائیوں نے کنعان سے نکالا تھا لیکن خدا نے اس یوسف (میاں محمود احمد صاحب) کو اس لئے بھیجا کہ یہ اپنے دشمن بھائیوں (لاہوری جماعت) کے قادیان سے نکلنے کا موجب ہو جائے۔ مجھ کو کہتے ہیں کہ عثمان ہے میں کہتا ہوں ہاں عثمان ہوں۔ مگر وہ عثمان تو دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوا اور میں وہ عثمان ہوں کہ میرے مخالف ناکام رہیں گے اور ناکام رہے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۷۵ مورخہ یکم اپریل سنہ۱۹۱۹ء)

(۴۸) حضرت امام حسنؓ کی ناشکری

سالانہ جلسہ (قادیان) کے موقع پر مرزا (محمود احمد) صاحب (خلیفہ قادیان) نے فرمایا کہ میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست کش ہو جاتا مگر میرے سامنے

آپ کے ذریعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے۔ وہ اپنی جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو۔ اولاد۔ جائداد۔ غرض کہ ہر چیز خدا، رسول اور ان کے نمایندوں کے لئے قربان کرچکا ہے۔ اب کوئی چیز اس کی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرا بھی شبہ ہے وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا تو وہ اب بھی بیعت کو چھوڑ دے جس بیعت میں نفاق ہو وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ماتحت کی ہوئی ہے۔ اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے۔ اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت میں نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

جگت خلیفہ (۵۲)

میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں۔ میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ اور اس لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کے لئے۔ عرب۔ ایران چین۔ جاپان۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ سماٹرا۔ جاوا اور خود انگلستان کے لئے غرض کہ کل جہان کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں۔ اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جس پر میری مذہبی حکومت نہیں۔ سب کے لئے یہی حکم ہے کہ میری بیعت کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہوں۔

آج یہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اس نئی حکومت کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بالمقابل خلافت نہیں بدل سکتی۔ اس وقت میں خلیفہ ہوں اور میری موت سے پہلے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے میری ہی اطاعت فرض ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس میں جو تفرقہ کرتا ہے وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۵۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

کے ارادہ کے ماتحت ہیں اس لئے فرشتے میرے مددگار ہیں پس کوئی بھی میری ایسی مخالفت نہیں کر سکتا جس سے میں تباہ ہو جاؤں باقی شورش وغیرہ سے تو وہی ڈر سکتا ہے جس کے نزدیک کامیابی کا معیار آدمیوں کی تعداد ہو۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں جن کی وفات پر صرف ایک شخص ان پر ایمان لانے والا تھا۔ پس اگر میرے ساتھ دو آدمی بھی رہ جائیں گے جب بھی میں ان انبیاء سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے والا ہوں گا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ١٧ نمبر ٥٩
مورخہ ١٧ جنوری ١٩٣٠ء)

(٥٠) میرا ہی کام

الغرض نبی کا کام بیان فرمایا تبلیغ کرنا۔ کافروں کو مومن کرنا۔ مومنوں کو شریعت پر قائم کرنا۔ پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا پھر تزکیہ نفس کرنا یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے سپرد کئے ہیں صہ

پس آپ (قادیانی) وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چن لیا۔ اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے۔ جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھا دے گا اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی۔ اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گذرے گا۔ جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا۔ صـ١٧

(منصب خلافت صہ و صـ١٧ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(٥١) بیعت کا مفہوم

ہر شخص کا جو سلسلہ میں داخل ہے جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلا

پہلے برائے نام مقدم بتایا۔ پھر ساتھ ہی چٹکی میں مسل کر رکھ دیا کہ خدا اور رسولؐ کے احکام میں اجتہاد وہی مقبول ہوگا جو میں کروں گا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو خلیفہ حکم دے وہی کرو۔ قرآن اس کے خلاف ہو تو ہوا کرے کیوں کہ خلیفہ نے خواہ کتنا ہی غلط سمجھا ہو وہ سب ٹھیک ہے شخصیت پرستی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں مل سکتی۔ قرآن و حدیث پر غور کرنے اور اسے سمجھ کر کسی استنباط اور اجتہاد کرنے کا دروازہ جب تمام قوم پر بند کر دیا گیا تو قرآن و حدیث کو مقدم کرنے کا نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ خلیفہ بجائے خود خدا اور رسولؐ کا قائم مقام بن گیا۔ یہ شرک ہے اور خدا و رسول کی سخت بے ادبی ہے جس کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہوا ہے۔ کیا بیٹے کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں محض بیٹا ہونا اس ساری اسکیم کو چلائے جا رہا ہے۔ بیٹا ہے۔ اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں بخشا ہوا ہے۔ اس لئے سچا ہے۔

اور اب کی دفعہ تو بنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے جنتی ہیں۔ انہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ ان کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں۔ اور قوم سن سن کر سر دھنتی رہی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے بیٹے ہیں"

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ عث مورخہ ۳۔ فروری ۱۹۳۵ء از ڈاکٹر

بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۵) قادیان کی گدّی

قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دو حصوں میں منقسم نہیں ہو گئی۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا۔ اور ترقی کرتا رہا۔ اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں

(۵۳) ایک ہی

اس وقت روئے زمین پر ایک ہی سچا روحانی خلیفہ ہے جس کا نام ہے مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ۔ وہ اپنے ساتھ ایک جماعت مخلصین رکھتا ہے جو خدا کے مرسل خدا کے نبی (مرزا صاحب) کے ہاتھ پر تیار کئے گئے ہیں وہ مشرق و مغرب میں دین اسلام کا ڈنکا بجا رہا ہے وہ اپنے اندر وہ برکات رکھتا ہے جو انبیاء سے ورثہ میں ملتے ہیں اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہے وہ دنیا میں آیا تا اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیوں کہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہے۔ اور دل کا حلیم۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا گیا ہے وہ مظہر الحق والعلاء ہے۔ اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہیٰ کے ظہور کا موجب ہے وہ نور ہے نور جس کو خدا تعالےٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا اس میں خدا کی روح ڈالی گئی اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اور مبارک وہ جو اس کے آستانہ اقدس پر سر تسلیم رکھتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۸۰ مورخہ ۴ / اپریل ۱۹۲۴ء)

(۵۴) شخصیت پرستی

میاں محمود احمد صاحب صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا۔ وہ ماننا پڑے گا۔ خواہ سمجھ میں نہ آوے اور عقل اسے قبول نہ کرے کیوں کہ بیعت کا منشار ہی یہی ہے کہ نا معقول باتیں بھی مانی جائیں۔ ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لئے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میاں صاحب نے خدا اور رسول صلعم کے احکام کو

شریعت اسلام کے حصہ ایمانیات کو ناقص قرار دے دیا اور وحدت اسلامی کو فنا کر دیا پھر ایسی نبوت کے اجراء کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دے کر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملاً منسوخ کر دیا۔ گویا ایک دین کے بعد دوسرا دین شروع کر دیا جن میں کفر اور اسلام کا فرق ہے پھر پوپوں کی تقلید کا ایسا زبردست جامہ اسے پہنایا کہ خلیفہ پر سچے اعتراضات کرنے والا بھی مستوجب عذاب ٹھہر گیا۔ گویا دوبارہ انسان پرستی کے بت کو کھڑا کیا گیا۔ آخر واقعات واقعات ہیں اور ان سے آنکھیں کس طرح بند کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہی وہ اصلاحات ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب سے ظہور پذیر ہوئی ہیں تو فرمایئے کہ عقل انسانی یا حق فہم ایسے شخص کو مصلح موعود مان سکتی ہے۔

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۴ نمبر ۵۰ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

(۵۷) دنیا حیران

میں نے قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور اب اس قابل ہوا کہ میں تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں۔ میں انشاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ مصباح قادیان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۰ء و اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۰ء نمبر ۹۹ جلد ۱۷)

(۵۸) بڑے بڑے علوم

قرآن کریم جبرئیل نے نازل کیا ہے اور حضرت (مرزا صاحب) کی کتب بھی جبرئیلی تائید سے لکھی گئی ہیں جو شخص خاص ترکیب سے ان کو پڑھے گا وہ ان سے بڑے بڑے علوم پائے گا۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

جو چکا زنی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائدادیں۔ اسکول۔ بورڈنگ۔ روپیہ۔ خزانہ بھی کچھ مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔

قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے۔ اور کہیں باہر جا کر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر و نبوت کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی۔ اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آباواجداد کی میراث تھا اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ مبہم اور متشابہ پیش گوئیاں۔ اس طرح لوگوں پر رعب جما کر اور پسر موعود کا مبہم سا چولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ پوپ روما گرد ہو کر رہ گیا۔ اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں اس کا نام ہے دنیا۔ اور اس کے اسباب سیاست۔ اس کی چالیں۔ پیری اور اس کے کرشمے۔ ورنہ اس طرح تو پھر دنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔

(اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۴ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۵۹) میاں صاحب کی اصلاحات (۲)

میں کہتا ہوں میاں محمود احمد صاحب اگر مصلح موعود ہیں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کا بڑے زور سے دعویٰ کرتے اور ان اصلاحات کو پیش کرتے جو ان کے ذریعہ ظہور میں آئی ہیں۔ لیکن بات اصل یہ ہے کہ اپنے غالی مریدوں کا دل رکھنے کے لئے اگرچہ انہوں نے کہہ تو دیا کہ ہاں ہاں تسلی رکھو میں ہی مصلح موعود ہوں مگر وہ اس دعوے پر زور نہیں دے سکتے۔ کیوں کہ واقعات اس کے مخالف ہیں۔ وہ کیا اصلاحات پیش کریں گے۔ یہی کہ محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کو تباہ کر دیا۔ آپ کے بعد ایسے نبیوں کی بعثت کو جاری مان کر جن پر ایمان لانا شرائط ایمان میں سے ہے

(۹۱) خدائے قادیان (ج)

خدا تعالیٰ ابھی اس وقت ہمارے سامنے جلوہ گر ہے اور وہ بھی عریاں ہو کر اپنی تمام صفات کے ساتھ دنیا کے سامنے رونما ہو گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ وہ اپنے سارے حسن کے ساتھ جلوہ نما ہے ایسی حالت میں اگر ہمارے واعظ اور مبلغ خشک دلائل دینے میں لگے رہتے ہیں تو ان جیسا احمق اور بے وقوف کون ہو سکتا ہے ایسی صورت میں تو ایک ہی علاج ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کے کلے پکڑ کر ان کی آنکھیں اوپر کو اٹھا دی جائیں اور کہا جائے کہ دیکھ لو وہ خدا ہے جس نے اپنے تازہ نشانات سے دنیا پر اپنے وجود کو ثابت کیا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۴ نمبر ۱۷؍ مورخہ ۱۹؍ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۹۲) اللہ تعالیٰ کے حضور (ج)

تیسری دفعہ آج مجھے خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہی ہے کہ میں مسجد لندن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دو زانو بیٹھا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کو چاہیئے کہ جد سے کام لیں اور ہزل سے کام نہ لیں جد کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ ہزل اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا اس کے معنی یہ ہیں کہ جماعت کو چاہیئے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے ہنسی اور محض واہ واہ کے لئے کوشش نہ کرے

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۲؍ جنوری ۱۹۲۰ء
منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(۵۹) حقائق

اسی سلسلہ میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کا جو علم دیا وہ اور کسی کو حاصل نہ تھا۔ حالاں کہ اور لوگ ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے۔ نیز حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے یہ بھی فرمایا مجھے بھی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایسے معارف سمجھائے ہیں کہ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھا ہوا ہو۔ اگر قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرے گا تو ناکام رہے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵۸ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء)

(۶۰) سیدنا محمود کا ذکر قرآن مجید میں

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

ابتداء میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) کی تقریر کا جو حصہ بیان کیا گیا ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ یہ تو اس وقت کا ذکر ہے لیکن اس حالت میں بھی اس رکوع کا مجھ سے خاص تعلق ہے۔ . . . اس رکوع میں ایک لقمان کا ذکر ہے وہ لقمان کون ہے۔ اگر کوئی ذرا غور و فکر سے کام لے اور سیاق و سباق کو دیکھے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لقمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) ہیں . . . . .

یہ تو اس تقریر کا خلاصہ در خلاصہ۔ بلکہ مفہوم بھی مناسب الفاظ میں نہیں۔ جو حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے درس القرآن میں فرمائی اور بتایا کہ ان آیات میں مسیح موعود (مرزا صاحب) اور اس کے موعود بیٹے (میاں محمود احمد صاحب) کا ذکر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۷۰ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۲۳ء)

(۶۵) من مانے معنے (ج)

حضرت عمر اللہ تعالیٰ کے کتنے مقرب تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یہاں میرے بعد سے مراد معاً بعد ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۲۹
مورخہ ۲ر اگست ۱۹۳۲ء)

بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم ذات احمد ہونے پر یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح نے کہا تھا کہ وہ رسول یاتی من بعدی میرے بعد آئے گا۔ پس اس پیش گوئی سے کوئی ایسا ہی شخص ہونا چاہیے جو آپ کے بعد سب سے پہلے آئے اور حضرت مسیح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے تھے نہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) آپ تو آنحضرت کے بعد آئے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور شخص احمد کیوں کر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے معترضین بوجہ عربی زبان کی ناواقفی کے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں کیوں کہ وہ نہیں جانتے کہ بعد کے معنی پیچھے کے ہیں نہ کہ فوراً پیچھے کے۔ ایک چیز جو کسی کے پیچھے ہو خواہ دس چیزیں چھوڑ کر ہو یا فوراً پیچھے ہو وہ بعد ہی کہلائے گی۔

(انوار خلافت ص ۳۱-۳۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۶۶) حقیقی نبی اور رسول (ج)

اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آیا فی الواقع میاں صاحب (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں کیوں کہ .... الفضل مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۱۵ء میں ان کا ایک

(۶۳) بدیہی مسئلہ (ج)

ختم نبوت ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیوں کہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مومنین وصالحین کا اتفاق ہو چکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس فرقہ کو محمودیہ کہا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

(ختم نبوت اور اسلام مضمون۔ مندرجہ پیغام صلح اخبار قادیانی جماعت لاہور جلد ۲۲ نمبر ۲
مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۳۴ء)

(۶۴) اقرار و انکار

انہوں نے (لاہوری جماعت نے) مخالفت شروع کر دی کہ گویا ہم احمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں حالاں کہ دنیا جانتی ہے کہ ہم منکر نہیں اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور جب تک ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں کسی کا حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ ہم خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ کوئی انسان یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں خاتم النبیین کے جو معنی کرتا ہوں وہ صحیح ہیں اور جو تم معنی کرتے ہو۔ غلط ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جو معنی تم کرتے ہو ان کی رو سے خاتم النبیین کا انکار ہو جاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم خاتم النبیین کے منکر ہو جب ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کے قائل ہیں تو پھر اس کا منکر کیوں کر کہا جا سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۲۳
مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۶۸) میاں صاحب کا عقیدہ (۷۰)

میاں (محمود احمد) صاحب کا عقیدہ جس کی رو سے تمام اہل قبلہ سوائے احمدیوں کے کافر قرار دئے گئے ہیں ایک مشہور اور مسلم امر ہے۔ تاہم بطور نمونہ چند ایک حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ یہ مذہب اپریل ۱۹۱۱ء سے مروج ہوا جب میاں صاحب نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون بعنوان "مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" لکھا۔ اور اس میں تمام ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کے دعوے کو نہ مانیں خواہ وہ آپ کو برا کہیں اور کافر جانیں یا اچھا کہیں اور راست باز انسان تسلیم کریں خواہ ان کو دعوے سے واقفیت ہو یا نہ ہو اور تبلیغ پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو کافر قرار دیا۔ چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ (۱۲۹) پر اس گروہ کو جن کو تبلیغ بھی نہیں پہنچی کافر قرار دے کر جملہ مسلمانان عالم پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔

"تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں۔ کیوں کہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چوں کہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے"

اور صفحہ ۱۴۱ پر ہے :-

"نہیں نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعوی کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبان سے بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے"

کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں :-

"وہ یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت ۱۶) کے مصداق ہیں سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں

لکھا چھپا ہے جس میں انہوں نے صاف طور پر آیت فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ پر بحث کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے ہیں (اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے اور وہی مراد ہیں حضرت مسیح موعود چوں کہ اس گروہ میں شامل تھے اس لئے ان کا انکار بھی اس آیت کے ماتحت آتا تھا) اس عبارت کا مفہوم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع رسل اور انبیاء میں شامل ہیں .... مجددوں کو الگ کر دینے اور حضرت مسیح موعود کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا رسالہ نبوت کاملہ اور جزئی نبوت میں فرق ص۱۹ منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب ص۲ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۹۷) عظیم الشان نبی

اب جو جناب میاں (محمود احمد) صاحب ان سب بینات کے خلاف مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی مان رہے ہیں اور آپ کو کامل نبی اور عظیم الشان نبی لکھ رہے ہیں۔ ان کا اختیار ہے۔ حضرت (مرزا) صاحب کو وہ جو چاہیں مانا کریں خدا کا نبی مانیں عظیم الشان نبی مانیں۔ کامل نبی مانیں۔ محمد رسول اللہ سے افضل نبی مانیں۔ کچھ مانیں کون روک سکتا ہے۔ آخر دنیا میں مسیح اسرائیلی کو خدا ماننے والے بھی تو موجود ہیں وہاں مسیح اسرائیلی کو نبوت کے درجے سے بڑھا کر خدا بنایا گیا۔ یہاں مسیح محمدی کو بھی امامت کے درجہ سے بڑھا کر نبی بنایا گیا۔

(المہدی نمبر ۲ و ۳ ص۲ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

* * *

(۷۱) ضلالت اور فساد کے موجد (ج)

وہ قادیانی لوگ جو میاں محمود احمد صاحب کو نبوت اور تکفیر مسلمین کے عقیدوں میں غلطی پر سمجھتے ہیں اور پھر انہیں مصلح موعود بھی مانتے ہیں۔ ان کی دماغی حالت واقعی قابل رحم ہے ان کی کھوپڑی کا کسی ڈاکٹر سے امتحان کروانا چاہیئے جیسا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے ایک عیسائی کے سر کو پکڑ کر ادھر ادھر سے دیکھنا شروع کیا عیسائی گھبرا کر بولا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں فرمانے لگے میں تمہاری کھوپڑی کی بناوٹ کو دیکھ رہا ہوں جس کے اندر ایسا عجیب وغریب مسئلہ سما گیا کہ تین برابر ایک کے اور ایک برابر تین کے۔ اسی جو قادیانی یہ مانتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب مسئلہ نبوت اور عقیدہ تکفیر جمیع المسلمین میں غلطی پر ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب نے اجرائے نبوت جیسا ضلالت کا عقیدہ ایجاد کر کے اسلام کے مسئلہ عقیدہ ختم نبوت کو فنا کر کے رکھ دیا ہے اور تمام جہان کے کلمہ گو مسلمانوں کو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ناحق کافر ٹھہرایا ہے اور یہ دونوں عقیدے پرلے درجے کی ضلالت کے مترادف ہیں تو فرمائیے اس قدر ضلالت اور فساد کے موجد کو پھر مصلح موعود بھی ماننا دماغ کی خرابی نہیں ہے تو اور کیا ہے

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۷۵ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۷۲) عقائد خصوصیہ محمودیہ (ج)

آخر دنیا میں کوئی اصول ہونا چاہیئے اور دیکھنا تو یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کو ماننا اور اس پر ایمان لانے کو شرائط ایمان میں سے مان کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام قرار دے دینا یہ اصلاح ہے یا فساد ہے اگر اسے اصلاح سمجھتے ہو تو پھر میاں محمود احمد کو مصلح موعود ضرور مان لو کیوں کہ یہ ان غلطیوں کی جو بانی اسلام سے شروع ہو کر حضرت مسیح موعود تک برابر

شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔"

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا رسالہ رد تکفیر اہل قبلہ ص۔)

(۶۹) واقعی میں

لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعی میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا

(انوار خلافت ص۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

(۷۰) گورکھ دھندہ

جناب میاں (محمود احمد) صاحب لاکھ کوشش کریں اور لاکھوں صفحوں کی کتابیں نبوت مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے لکھا کریں۔ مسیح موعود (مرزا صاحب) کا واقعی نبی ہونا یا کامل نبی ہونا . . . . . . تو کہاں سے ثابت ہوگا آخر نتیجہ ضرور ان تحریرات کا یہ ہوگا کہ فرقہ محمودیہ اس گورکھ دھندے میں پڑ کر قرآن اور حدیث کو خیر باد کہہ دے گا۔ اور مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ بھی تثلیث کی طرح ایک لاینحل عقدہ ہو جائے گا۔

(المہدی نمبر ۳ و ۴ ص۔ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۷۵) تحقیقات

ہماری تحقیقات تو یہ ہے کہ سب کے سب برش سور کے بالوں کے نہیں ہوتے۔ باقی رہا سور کے بالوں کا استعمال یہ شرعی لحاظ سے جائز ہے کیوں کہ سور کا گوشت حرام کیا گیا جو کھانے کی چیز ہے اور بال کوئی کھاتا نہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۵
مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۰ء)

(۷۶) ہندو اور سکھ (ج)

حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے جواب میں لکھوایا۔
آپ پروفیسر صاحب سے کہیں کہ ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح جائز ہے۔ بہت کم ہیں ہمارے ملک میں ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے سلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے ؤں اور جینیوں کے۔ عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔

اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ ۹۵ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۳۰ء)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا۔ ہندو اہل کتاب ہیں اور بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

(۷۷) اس کے معنی ہاتھی (ج)

دیکھو اس شخص کی اولاد کو جس کی ساٹھ یا اسی تصنیفات غیر مذاہب کے مقابلہ

بھلی آئیں ایسی عظیم الشان اصلاح ہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں تو ملتی نہیں البتہ بابیوں اور بہائیوں میں ملتی ہے۔ پس اتنی بڑی ضلالت اور فساد کی جس شخص نے اصلاح کی اسے نہ مصلح موعود کہو گے تو اور کیسے کہو گے اگر یہ عقائد خصوصیہ محمودیہ بجائے خود ضلالت و فساد نہیں اور اسلام کیلئے بڑا بھاری نقصان نہیں تو پھر اتنی بڑی ضلالت و فساد کے موجد کو مصلح موعود کہنا اپنی عقل پر ماتم کرنا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۷۵ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۷۳) تقریباً

وقت آئے گا بلکہ تقریباً آگیا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب اپنے عقائد خصوصی کی تبلیغ بابیوں اور بہائیوں کی طرح سینہ بسینہ کیا کریں گے اور حسن بن صباح کے فدائیوں کی طرح جو فدائی جتنا زیادہ اپنے اخلاص اور فدائیت کا ثبوت دیتا جائے گا اتنا ہی صحیح عقائد کا انکشاف اس پر بیش از بیش ہوتا جائے گا۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۲ء)

(۷۴) ابلیس

ابلیس اور شیطان نہ تو فاعل بالارادہ ہستیاں ہیں اور نہ انسانی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکلف ہیں بلکہ وہ بدی کے محرکات ہیں جیسے ملائکہ نیکی کے محرکات۔ پس ان کے متعلق رحمت اور غضب کے الفاظ بولنے ہی غلط ہیں غضب ہمیشہ فاعل بالارادہ چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت انسان کی ترقی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں۔

(مکتوب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۷ نمبر ۷۱ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء)

کہ اگر کوئی خریدار اس حد سے تجاوز کرے گا یعنی وہ تفسیر کسی اور کو دکھائے گا تو فوراً خلیفہ صاحب کے زیر عتاب آکر آئندہ کے لئے بائیکاٹ اور راندۂ دربار خلافت ہو جائے گا۔

بہت سے دوستوں نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ مدنظر فقط تجارت ہے۔ جب خریدار کے سوا کسی دوسرے کو اس تفسیر کا پڑھنا حرام اور موجب خذلان ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک ایک محمودی بلکہ ہر ایک محمودی خاندان کا ایک ایک فرد اس آسمانی آب حیات سے مستفیض ہونے کے لئے اسے خریدے گا اور کتاب کثرت سے بکے گی۔

لیکن فقط اتنی سی بات سے معمہ حل نہیں ہوتا۔ کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی جماعت سے باہر تاحال اس تفسیر کی اشاعت کی جرارت نہ کرسکے۔ اس کے حل کرنے کیلئے ذرا بابیوں اور بہائیوں کے حالات۔ پر جن سے اس فرقہ محمودیہ کو ایک رنگ میں شدید مماثلت ہے۔ نظر ڈالو۔ تم دیکھو گے کہ بابی اپنی آسمانی کتاب "البیان" اور بہائی اپنی کتاب "کتاب اقدس" کی اشاعت ہمیشہ مخفی طریق پر کرتے ہیں اور جب تک کسی کے ایمان و اخلاص پر پورا پورا یقین نہ ہو وہ ان کتابوں کو قطعاً کسی کو نہیں دکھاتے۔ ہر ایک عقلمند اسے ان کی کمزوری کا ایک بدیہی نشان سمجھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کتابیں اپنے اندر کوئی علم و حکمت، توحید و معرفت کا خزانہ رکھتی ہوتیں تو قرآن کریم کی طرح دھڑلے سے میدان میں آئیں۔

لیکن جب اندر خالی محض ڈھول کا پول ہو اور منہ سے لاف و گذاف بہت ہو تو خیریت اور عزت اسی میں نظر آتی ہے کہ اصل چیز کو دکھانے سے احتراز کیا جائے "تا رونق تحسینش بجائے ماند"۔

اسی طرح ہمارے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے بھی تفسیر نویسی کے متعلق لاف و گذاف میں کچھ کمی نہیں کی ہے۔ جب دیکھو مریدوں کے مجمع میں تحدی ہو رہی ہے کہ دنیا کا کوئی عالم میرے مقابلہ میں تفسیر نہیں لکھ سکتا اور میں بڑے سے

میں ہوں جو سلطان القلم ہو .... آج ولایت جاکر اخبارات میں چھپا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب نے کہا کہ عیسائی کافر نہیں۔ یہ ولایت کے اخباروں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے کہ عیسائیوں کے متعلق انہوں نے کہا They are not infidels وہ (عیسائی) کافر نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس کی تردید نہیں کی۔ اگر حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے تو تم نے گویا عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ ان کا مقابلہ کیا کرنا ہے۔

(تقریر مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور جلسہ سالانہ لاہور اخبار پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

آپ کا یہ اعتراض پڑھ کر مجھے پہلے سے بھی زیادہ تعجب ہوا اول اس لئے کہ کیا infidels قرآن و حدیث کا لفظ ہے۔ یا کوئی شرعی اصطلاح ہے جو کہ اسلام کے منکرین کے حق میں بطور تمیز کے استعمال ہوئی ہے اور حضرت اقدس (میاں محمود احمد صاحب) نے اس امتیاز کو اب اٹھا دیا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر غصہ کیا۔ یہ ایک انگریزی کا لفظ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی ہاتھی کے ہوں۔ پس اگر حضرت (میاں محمود احمد صاحب) عیسائیوں کو ہاتھی کہنے سے انکار کریں تو اس سے کونسا شریعت پر حرف آگیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۸۰ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۵ء)

(۷۸) قادیانی تفسیر

آخر اس افواہ کی تصدیق ہو گئی جو ہم سال بھر سے سن رہے تھے کہ خلیفہ صاحب قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے کوئی اردو تفسیر لکھی ہے جس کی اشاعت اندر ہی اندر مخفی طور پر ان کے مریدان خاص میں ہو رہی ہے۔ اور اس غضب کی پردہ داری ہے اور رازداری کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ صاحب کا حکم ہے کہ صرف خریدنے والا پڑھے۔ ایک ہی گھر کے رہنے والے ایک ہی خاندان کے مختلف ممبر خواہ وہ محمودی ہی کیوں نہ ہوں اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے۔ یہاں تک تاکید ہے

چاہئیں کہ میں درمیانی عرصہ میں انہیں پڑھ سکوں اور یاد رکھ سکوں۔

تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء
نمبر ۱۰۸ جلد ۱۷)

(۸۰) نماز کا وقت (ج)

مجھے بعض موذنوں سے شکایت ہوتی ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اور وہ مجھے اطلاع دینے آتے ہیں تو زور زور سے کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ السلام علیکم نماز کا وقت ہو گیا۔ جی نماز کا وقت ہو گیا۔ جی نماز کا وقت ہو گیا۔ ایک بج گیا۔ اب ڈیڑھ بج گیا۔ میں اطلاع دینے آیا ہوں۔ اور ان کلمات کا وہ اس قدر تکرار کرتے ہیں اور ان پر اتنا زور دیتے ہیں کہ میری بات سنتے ہی نہیں۔ آخر وہ چپ کریں تو میری آواز سنیں جب وہ چپ ہی نہیں کرتے تو میری آواز کس طرح سن سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات میں اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا آواز دیتا ہوں اور وہ نہیں سنتے پھر میں اٹھ کر جواب دیتا ہوں تو پھر بھی نہیں سنتے پھر قریب کے کمرہ میں آکر جواب دیتا ہوں تو بھی نہیں سنتے۔ پھر برآمدہ میں آکر جواب دیتا ہوں پھر بھی میری آواز نہیں سنتے اور مسجد میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ میں اطلاع دینے گیا تھا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پتہ نہیں لگا۔ یہ حالت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود شور مچا رہے ہوتے ہیں اور میری آواز سننے کی کوشش نہیں کرتے میں ہمیشہ انہیں نصیحت کیا کرتا ہوں کہ جب وہ مجھے آواز دیں تو پھر میرے جواب کو بھی متنبہ ہو کر سنا کریں (پابندی سے وقت پر نماز پڑھی جائے تو موذنوں کے شور و شغب کی نوبت ہی نہ آئے۔ للمولف)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۳ نمبر ۲۹۹ مورخہ ۲۵ / ۱ جون ۱۹۳۶ء)

بڑے عالم کو اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اور کوئی نہیں آتا۔ نہ معلوم ان کی تحدی کو ان کے منافق مرید کیا سمجھتے ہیں جن کا حال بقول خلیفہ صاحب قادیان خدا جانے کیوں تمام قادیان میں بری طرح پھیلا ہوا ہے۔ چاہیے تھا کہ خلیفہ صاحب کے قرب سے قادیان میں ایمان اور اخلاص پھیلتا۔ یہ منافقت کا روز بروز ترقی پذیر ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۳ مئی ۱۹۳۴ء)

کیا آپ کو علم نہیں کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے تمام دنیا کو از راہ لاف زنی اپنے مقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمام معارف خود بتائے گا اور سب کے سب معارف ایسے ہوں گے جو پہلی تفاسیر میں موجود نہ ہوں گے۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ بالمقابل ڈٹ گیا اور یہاں تک میاں صاحب کو اجازت دی کہ آپ مقابلہ کے وقت جو کتاب چاہیں ساتھ رکھ لیں میں سادہ کاغذ اور قلم لے کر مقابل ہوں گا تو بھی جناب میاں صاحب خاموش ہی رہے اور اب تک مولوی ثناء اللہ شرمندہ کر رہا ہے۔

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۲۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۴ء)

(۷۹) دعا کے رقعے

میں نے پہلے بھی توجہ دلائی ہے کہ دعا کے لئے رقعے قبل از وقت مجھے دے دینے چاہئیں۔ اکثر رقعے تو مجھے جمعہ تک مل گئے تھے اور ان کو میں نے جمعہ سے عصر تک پڑھ بھی لیا ہے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرتا گیا ہوں ان میں سے بعض کے نام بھی مجھے یاد ہیں۔ ایک دفعہ ان کے لئے دعا ہو چکی ہے اور پھر بھی مجموعی دعا میں ان کو شامل کروں گا لیکن بعض رقعے مجھے عصر کے بعد ملے ہیں۔ انہیں میں اس وقت پڑھ نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی اجمالی طور پر ان کے لئے دعا کروں گا۔ اس لئے آئندہ کے لئے خیال رکھنا چاہیے۔ دعا کے لئے رقعے مجھے ایسے وقت میں مل جانے

واقعہ لکھا ہے۔

(خطبۂ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجۂ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۳۰ء
نمبر ۶۶ جلد ۱۷)

(۸۲) سچائی کی تلوار

خدا تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میرا نام مظہر الحق رکھا ہے اور یہی سچائی کی تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی۔ تم اگر دشمن سے لڑنا چاہتے ہو تو اسی تلوار سے تمہیں لڑنا پڑے گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی نہ اس تلوار سے جو خدا تعالےٰ نے مجھے نہیں دی۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لوہے کی تلوار نہیں دی بلکہ لوہے کی تلوار والا جسم بھی نہیں دیا۔ ہمیشہ بیمار رہتا ہوں۔ مجھے جو تلوار دی گئی ہے وہ سچائی اور صداقت کی تلوار ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۹۱
مورخہ ۲۴ر جون ۱۹۳۵ء)

اصل واقعہ صرف یہ ہے کہ لڑائی ہوئی اور معلوم نہیں کس کے ہاتھ سے ایک آدمی مارا گیا۔ اور ہمیں افسوس ہے کہ مارا گیا۔ کیوں کہ بظاہر اس کا کوئی اتنا قصور نہیں معلوم ہوتا سوائے اس کے کہ اس نے (یعنی محمد حسین صاحب نے) مستریوں (یعنی مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ) کی ضمانت دی ہوئی تھی۔ پس ہمیں اس کے (یعنی محمد حسین صاحب کے) مارے جانے پر افسوس ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۹
مورخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۳۱ء)

سوال: محمد حسین جو قتل ہوا۔ کیا وہ عبدالکریم مباہلہ والے کا ضامن تھا۔

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

(عدالت اسپیشل مجسٹریٹ ضلع گورداس پور میں ۲۳ر مارچ ۱۹۳۵ء کو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا
حلفی بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۶ر مارچ ۱۹۳۵ء)

(۸۱) خط و کتابت

کئی لوگ ہیں جو اس قسم کے خطوط بھیجتے ہیں کہ لوگ یوں کہتے ہیں یا یوں ہو رہا ہے اور پھر کہتے ہیں۔ ان کے خط پر توجہ نہیں کی گئی حالاں کہ جب وہ کسی کا نام ہی نہیں لکھتے تو توجہ کس طرح کی جائے۔ اگر انھوں نے واقعہ میں کسی سے وہ بات سنی تھی تو سنانے والے کا نام کیوں نہ یاد رکھا۔ یا اگر کسی کو وہ بات کرتے دیکھا تھا تو اس کا نام کیوں نہ لکھا۔ پس اس قسم کی رپورٹ کرتے وقت ضروری ہے کہ لکھا جائے فلاں کو یہ بات میں نے کرتے دیکھا یا فلاں نے مجھے یہ بات سنائی اگر یہ ڈر ہو کہ اس کا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے تو میں ایسے لوگوں کو تسلی دیتا ہوں کہ کوئی خط میرے پڑھے بغیر اور میرے خود بھیجے بغیر دفتر میں نہیں جاتا کوئی خط خواہ اس میں کوئی راز کی بات ہو یا نہ ہو۔ دعا کے متعلق ہو یا کسی اور امر کے متعلق بغیر میری نظر سے گذرے اور بغیر میری مرضی کے دفتر میں نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض دفعہ بعض خطوط میں ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ اگر وہ دفتر میں چلی جائیں تو موجب ابتلاء ہو سکتی ہیں۔ پس اوّل تو میں یہ تسلی دلاتا ہوں کہ کوئی خط کسی اور کے ہاتھ میں نہیں جاتا جب تک کہ میں اس کا جانا مناسب نہ سمجھوں لیکن اس کے علاوہ اس بارے میں ایک اور گر بھی بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ لکھنے والا یوں لکھ سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو میں نے یہ بات کرتے یا یہ بات کہتے سنا ہے لیکن چوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے اس لئے اگر آپ نام پوچھیں گے تو بتا دیئے جائیں گے ایسی صورت میں اگر بھولے سے کوئی خط دفتر میں چلا بھی جائے گو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ممکن سے ممکن احتیاط کی جاتی ہے تاہم اگر فرض کر لیا جائے ہزاروں میں سے کوئی ایک مثال ایسی بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اطلاع دینے والا اس سے ڈرتا ہے تو وہ یوں لکھے کہ مجھ سے اس بارے میں جو کچھ پوچھا جائے گا۔ میں بتا دوں گا اس طرح لکھنے سے اطمینان ہو جائے گا کہ اس نے یونہی گپ نہیں لکھی بلکہ

(۸۳) انجام خراب

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کا انجام خراب ہوگا اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بابت سنہ ۱۹۱۴ء ص ۵۶)

(۸۴) چپراسی کا عہدہ

(مسلمان) اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس کے فضل سے انگریزوں کی معرفت ان کا بہت کچھ کھویا ہوا واپس ملا۔ ان کا دین بھی جا چکا تھا اور دنیا بھی۔ دونوں قسم کی آزادیاں اور دونوں قسم کے حقوق ضائع ہو چکے تھے۔ انگریزوں نے دین میں تو ان کو کامل طور سے آزاد کر دیا۔ اور دنیا میں بھی بہت کچھ آزادی دی۔ پس ان کو تو چاہیے تھا کہ ان کے ممنون ہوتے نہ کہ نکتہ چین بنتے جو لوگ دین کی قدر جانتے ہیں ان کے نزدیک تو انگریز مذہبی آزادی دے کر اگر دنیاوی عہدوں میں سے ایک چپراسی کا عہدہ بھی ہندوستانیوں کو نہ دیتے تو پھر بھی انہیں وجہ شکایت نہ ہوتی۔ کیوں کہ محسن ہر حال میں شکریہ کا مستحق ہوتا ہے اور انگریز ہمارے محسن ہیں۔

(برکات خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان، بابت سنہ ۱۹۱۴ء ص ۶۶)

(۸۵) دینی مقاصد

غرض سیاسیات میں مداخلت کوئی غیر دینی عمل نہیں بلکہ یہ بھی ان دینی مقاصد میں شامل ہے جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضرورت اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے۔ . . . . پس قوم کے پیش آمدہ حالات کو مدنظر

جب عدالت میں مرزا (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کا اس معاملہ کے متعلق بیان لیا گیا تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن دستاویز ڈی۔ زیڈ نمبر ۱۴ اس کی تردید کرتی ہے اور مرزا (محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کی نیت اور اس کے رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہے جو اس نے (دستاویز) ڈی زیڈ میں کیا ہے۔

(مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مقدمہ میں سیشن جج گورداسپور کا فیصلہ واقع ۶ جون ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۱۹۱ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۵ء)

ہر ایک مخلص احمدی اور سچے مسلم کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا غلط باتوں سے کام لیا ہے اور کس طرح دلیری کے ساتھ اس بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا ہے کہ براہین (احمدیہ کی تصنیف) کے وقت میں وہ (یعنی مرزا صاحب) نبی اور مسیح موعود تو تھے پر براہین کے دس بارہ برس کے بعد ان کا مسیح موعود ہونا معلوم ہوا۔ اور مسیح موعود ہونے کے پندرہ سال بعد ان کو اپنا نبی ہونا معلوم ہوا اور اتنے لمبے عرصہ تک باوجود سے کہ بار بار وحی الہی ان کو نبی بتاتی تھی مگر ان کو غلطی لگی پورا فہم حاصل نہیں ہوا ٹھوکر کھائی۔

(المہدی نمبر ۳ و ۵ صفحہ ۴۲ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

مجھے یہ ہرگز امید نہ تھی کہ الفضل کی نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ وہ ان جھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے گا کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر صریح آیات قرآنی کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الفضل کا احمدی ہو کر پھر ایوان خلافت کا سرکاری اخبار ہو کر واقعات کو غلط رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ایسا امر ہے جس سے احمدیت کی پیشانی عرق ندامت سے تر ہو جاتی ہے اور حق پرستی کی آنکھ سے لہو ٹپکتا ہے۔

(مضمون ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری منقول از المہدی نمبر ۲ و ۳ صفحہ ۲۹ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۸۷) سرکاری اعزاز

ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کی آمد لاہور پر گورنمنٹ ہوس لاہور میں شہزادہ موصوف کا استقبال کرنے کے لئے جو چند معزز رؤسا ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب نے خاص طور پر منتخب فرمائے ہیں اور بذریعہ اپنے مراسلہ خاص کے ان کو لاہور میں دعوت دی ہے۔ ان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) کا بھی اسم گرامی ہے۔ چونکہ اس لئے گو حضور عام پبلک مواقع پر تو شامل نہیں ہوا کرتے مگر تاج برطانیہ کے سا جماعت حقہ احمدیہ کے دلی خلوص اور وفاداری اور موجودہ فتنہ ترک موالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور گورنمنٹ عالیہ کے منشار کے مطابق انشاء اللہ العزیز ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور تشریف لے جائیں گے اور غالباً تین چار یوم تک وہاں قیام فرمائیں گے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۶۵)

(۸۸) اعزاز کی مستحق

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) کو لکھا کہ:۔

ایک اطلاع شایع ہوئی ہے کہ پرنس آف ویلز ولایت پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو جنہوں نے خدمات کی ہیں خطابات عطا فرمائیں گے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ گورنمنٹ اگر مجھ کو کوئی خطاب دے گی تو وہ میری ہتک کرے گی۔ اس موقعہ پر اگر گورنمنٹ آپ کو ان خدمات کے صلہ میں جو آپ نے فرمائی ہیں کوئی خطاب عطا فرمائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے۔

حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے اس کا حسب ذیل جواب لکھایا۔

کسی کا مقولہ ہے آب ندیدم موزہ از پا کشیدم۔ مومن کو اس قسم کی دور کی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں ہم نے گورنمنٹ کی کون سی ایسی خدمت کی ہے کہ جس کے بدلہ میں گورنمنٹ ہمیں خطاب دینے کا ارادہ کرے خدمات کرنے والے تو وہ شیروں کی کچھار میں پڑے ہوئے

رکھنا اور اس کی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنا اور ملکی سیاسیات میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس زمانہ میں گزشتہ پندرہ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان کی صداقت پر مہر لگا رہے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو سمجھیں اور فلاح پائیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۶، مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۸۶) مسجد کی بات

اس لئے جب کانپور کی مسجد کا واقعہ ہوا تو میں نے حکومت کی تائید کی اور اس پر مخالفوں کی طرف سے بہت گالیاں کھائیں۔ لاہوری فریق نے بھی مجھے اس زمانہ میں بہت سی گالیاں دیں۔ اس وجہ سے کہ میں نے کہا تھا کہ غسل خانہ مسجد کا حصہ نہیں اور آج بھی میرا یہی عقیدہ ہے۔ آج بھی اگر کانپور کی مسجد جیسا کوئی واقعہ ہوتا تو میں حکومت کا ساتھ دیتا۔ لیکن یہاں (مسجد شہید گنج لاہور کے سلسلہ میں) بالکل مختلف معاملہ ہے۔ یہاں مسجد گرائی گئی ہے۔ ایسی جگہ گرائی گئی ہے جہاں خواہ مخواہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو۔ اور ایسی صورت میں گرائی گئی ہے کہ اس کا علاج ممکن تھا۔ پس میری یہی رائے ہے کہ اس معاملہ میں حکومت نے سخت غلطی کی ہے۔ اور یہ بھی میں نے اس وجہ سے کہا کہ حکومت نے بلا وجہ حملہ کر کے اور جھوٹے اتہام لگا کر مجھے مجبور کر دیا ہے۔ حکومت سے میری مراد وہی چند ایک افسر ہیں جو بلا وجہ ہمیں دق کر رہے ہیں۔ ورنہ حکومت میں اب بھی ایسے افراد ہیں جو ان باتوں کو برا جانتے ہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۹۹
مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

بعض اوقات پامال کر دیتی ہے۔ پس ہمیں کوئی زائد فائدہ نہیں مل رہا ہے جس کے لئے ہم خوشامد کریں۔ ہمیں گورنمنٹ کے حکام سے بھی بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیوں کہ وہ لوگ آخر ہندو یا مسلمان ہی ہوتے ہیں اور چوں کہ ہمارے خیالات ان کو نئے معلوم ہوتے ہیں لہٰذا وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۷۶/۷۷
مورخہ ۱۱/۱۴ اپریل ۱۹۲۱ء)

(۹۱) جب یا آج

جب یورپ میں جنگ جاری تھی اور توپیں چلتی تھیں اور سرنگیں اڑتی تھیں اس وقت میاں (محمود احمد) صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے کندھوں پر اگر خلافت کا بار گراں نہ ہوتا تو میں خود جا کر جنگ میں شامل ہوتا مگر کیا کروں خلافت کا بوجھ ہلنے نہیں دیتا۔ یا آج جب ویمبلے کی نمائش اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے اور پیرس و فرانس کی آرائش و حسن سوئٹزرلینڈ کے قدرتی مناظر۔ اٹلی کی تاریخی سیرگاہیں وینس و نیپلز کی مشہور بندرگاہیں نگاہوں میں بسی ہوئی ہیں اور اہرام مصری نظر آ رہے ہیں تو وہی خلافت کا بوجھ اس قدر ہلکا ہو گیا کہ میاں صاحب مع اسٹاف خلافت کے یورپ کو اڑے چلے جا رہے ہیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۲) دمشق و یورپ

آج فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) بھی دمشق و یورپ جا رہے ہیں ورجن بھر تو اسٹاف ہے۔ ضرورت یا عدم ضرورت کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ان اخراجات سفر و قیام یورپ کا خیال ہی نہیں خیال ہے تو یہ ہے کہ نمود و نمائش مکمل ہو کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ آرام و آسائش کے کل سامان مہیا ہوں۔ قوم کا

احمدی ہیں جو وفاداری کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ پس خدمات جماعت کی ہیں نہ کہ میری، اور اعزاز کی مستحق تمام جماعت ہے نہ کہ میں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۸۹) فرق مراتب

میں چھوٹا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا۔ ایک مصلیٰ ہے جس پر میں نماز پڑھ کے بیٹھا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی (یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ للمولف) کی ہے اور اس کا نام منہاج الطالبین ہے یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ۔ میں نے اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا پھر یک دم خیال آیا کہ یہ کتاب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی کو۔ للمولف) دینی ہے اس لئے میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ مگر وہ ملی نہیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ ص ۵ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۹۰) حیرت ہے

ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم اس گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ اس گورنمنٹ سے ہمیں کون سا زائد فائدہ ملتا ہے۔ جتنا کہ باوجود مخالفت کے مسٹر گاندھی اور مسٹر محمد علی و شوکت علی اٹھا رہے ہیں وہی میں بھی لے رہا ہوں اس لئے میں کیوں خوشامد کرتا بلکہ اگر دیکھا جائے تو میں بعض اوقات نقصان اٹھاتا ہوں اور مسٹر محمد علی و شوکت علی نہیں اٹھاتے اس لئے کہ گورنمنٹ میرے متعلق خیال کرتی ہے کہ اس کے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں اور محمد علی و شوکت علی کے ساتھ زیادہ ہیں وہ ان سے ڈر جاتی ہے۔ لیکن ہمارے حقوق کو

(۹۴) اگر پدر نتواند پسر تمام کند (۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ۱۹۲۴ء میں دمشق تشریف لائے اور منارۃ البیضاء کے پاس دمشق کے دروازہ میں آپ نے نزول فرمایا تا وہ حدیث پوری ہو جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح دمشق کے دروازہ میں منارہ کے پاس نزول کرے گا چنانچہ سنٹرال ہوٹل جس میں آپ نے قیام فرمایا وہ دمشق کا دروازہ ہی ہے اور مسجد منجقدار کے منارہ کے شرقی جانب ہے اور آپ تین دن تک جو نزیل کی احادیث میں مدت بیان ہوئی ہے وہاں ٹھہرے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۳ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۹۵) پیر پرستی

ہمیں یقین نہ آتا تھا کہ ایک طرف تو میاں (محمود احمد) صاحب، کو یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس پر اتنا قابو نہ رہے گا کہ قوم کے ہزار ہا روپے کو اس طرح برباد کردیا جائے گا اور ان غریب عورتوں پر رحم نہ آئے گا جنھوں نے اپنے زیور تک اتار کر میاں (محمود احمد) صاحب کے نذر کردئے تھے کہ برلن میں مسجد بنائی جائے آخر وہ ناتمام حالت میں ہی تھی کہ اس کے فروخت کردینے کا حکم صادر ہوا اور اس کا نام مسجد سے اب مکان رکھا گیا وہ مکان یعنی مسجد کے فروخت کا روپیہ آئے گا تو ان قرض خواہوں کا روپیہ ادا ہوگا جن سے قرض لے کر میاں صاحب مع اسٹاف انگلستان جا رہے ہے۔ دوسری طرف یہ بھی یقین نہ آتا تھا کہ وہ قوم جس نے مسیح موعود (مرزا صاحب) اور مولنا نورالدین جیسی بے نفس اور پاک ہستیوں کی آنکھیں دیکھی ہوئی نہیں اس قدر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جائے گی کہ اس میں قطعاً اس بات کی سکت نہ رہے گی کہ وہ اس اسراف پر آواز اٹھائے اور خلیفہ کو اس اسراف اور

روپیہ تباہ ہوتا ہے تو ہو۔ (میاں محمود احمد صاحب) ولیم فاتح انگلستان ہونے کے مدعی ہیں۔ انگلستان فتح ہوگا یا نہیں یہ اللہ کو علم ہے۔ بیج بونے جا رہے ہیں ہزارہا روپے تصدق ہو رہے ہیں۔ یورپ اس خلافت کی شان و شوکت کو دیکھ کر متحیر و متاثر ہوگا۔ کیا جناب فضل عمر کی اس نمائش و کبریائی کا حضرت عمر کی فروتنی و بے نفسی سے کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۳) قادیان کے پیر جی

ہمارے قادیان کے پیر جی ہر ادا میں یہی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ سیر و سیاحت کو دل چاہا تو مذہب کو آڑ بنا لیا اور بے چارے مریدوں کو طرح طرح کی طفل تسلیاں دیں یا کہیں کہا کہ دیکھو شاہ جہاں کی بیوی کا جب مقبرہ بننے لگا تو محض یہ دیکھنے کے لئے کہ بادشاہ اس صرف زر کثیر کے لئے تیار بھی ہے انجنیر نے انھیں ایک لاکھ روپیہ کے ساتھ کشتی میں بٹھایا اور چلتے چلتے سارا روپیہ دریا میں بکھیر دیا۔ پیر جی کو بھول گیا کہ نہ وہ شاہ جہاں ہیں نہ وہ بے چاری عورتیں جنھوں نے زیورات بیچ بیچ کر برلن مسجد کے لئے چندہ دیا تھا جسے آپ اب بیچ کر روپیہ اس شاہ جہانی طریق سے سمندر کی نذر کر رہے ہیں۔ پھر اس رقم چالیس ہزار کی قدر و قیمت مریدوں کو نظر میں گھٹانے کے لئے یوں گوہر افشانی فرمائی کہ انگلستان کا ایک امیر جہاں آپ جا رہے ہیں بیس بیس ہزار میں کتا خریدتا ہے اور تیس تیس ہزار میں گھوڑا۔ گویا چالیس ہزار جو آپ لے چلے ہیں کوئی بات ہی نہیں اور یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بے چارے ہندوستانیوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے۔ جسے یوں ضائع کرنا ایک ایسا اخلاقی جرم ہے جسے خود مریدوں کو آنکھ سے بھی پیر جی کو چھپانا مشکل ہی ہوا۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح
مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۸) کیا

کیا یہ بتایا جا سکتا ہے کہ جس قدر زرعی جائداد حضرت مسیح موعود اپنی وفات پر چھوڑ گئے تھے کیا وہ اس قدر کافی تھی کہ میاں (محمود احمد) صاحب کا موجودہ شاہانہ خرچ کا کوئی حصہ بھی اس سے چل سکتا ہے۔ اگر کہو کہ بعد میں میاں (محمود احمد) صاحب نے زمین خریدی تو سوال یہ ہے کہ خریدنے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ کیا قوم کے روپؤں کے سوا کوئی اور ذریعہ بھی آمد کا تھا۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۶ ؍ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء)

(۹۹) چوکی پہرہ

پہرے کے متعلق بھی دوستوں نے عجیب عجیب قسم کی تحریکیں کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ رات کو جب آپ سوئیں تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئیے کہ آپ کس کمرہ میں ہیں حتیٰ کہ بیویوں کو بھی یہ علم نہیں ہونا چاہیئے بعضوں نے لکھا ہے کہ خیر بیویوں کو علم ہو تو کوئی حرج نہیں۔ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہئیے یہ تمام باتیں جماعت کے اخلاص اور محبت کا نہایت اچھی طرح اظہار کرتی ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اگر ایسا کیا جائے تو زندگی دوبھر ہو جا..ئے

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ ۹۲ مورخہ ۵ ؍ فروری ۱۹۳۵ء)

(۱۰۰) کتوں کی ضرورت

"الفضل" ۲۰ ؍ اکتوبر میں پہرہ کے لئے کتوں کی ضرورت " کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شایع ہوا ہے۔

"اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

اتباع ہوا وہوس سے روکے

(اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۶) سچے اعتراض (ج)

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے میں اسے کہتا ہوں اگر تم سچے اعتراض "تلاش کر کے بھی میری ذات پر کروگے تو تباہ ہوجاؤ گے کیوں کہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے۔ دراصل اس مقام کی عزت کے لئے خدا تعالیٰ اس کے مخالفین کو تباہ کر دیتا ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۳۹ء)

(۹۷) قتل کا فتویٰ (ج)

اور فرمایا (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ خلیفہ ہو تو جو پہلا ہو اسکی بیعت کرو جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پر کھڑا ہو جائے جیسے لاہور میں ہے تو اسے قتل کردو۔ مگر یہ قتل کا حکم تب ہے جب سلطنت اپنی ہو۔ اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کرسکتے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان
بابت ماہ جون ۱۹۱۹ء)

"جیسے لاہور میں ہے" کا فقرہ اس طالب علم کا سمجھا جائے جس نے اس درس کے نوٹ ۱۹۱۲ء میں لئے تھے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان
بابت ماہ جولائی ۱۹۱۹ء)

(منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ر جولائی ۱۹۱۹ء)

(۱۰۲) کشف حقیقت

غالباً گیارہ بجے کا وقت ہوگا کہ مجھ پر ایک خفیف سی غنودگی طاری ہوئی میں نے دیکھا میرے خیمہ کے مغربی دروازہ سے دو شخص داخل ہوئے ایک جوان دوسرا عمر رسیدہ اوّل الذکر تو جناب مرزا بشیر الدین محمود تھے جن کو میں نے فوراً پہچان لیا لیکن ان کے رفیق کو کبھی میں نے ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا اسی لئے میں ان کو نہ پہچان سکا ان کا لباس لٹھا کھادی کا تھا اور وہ بھی کسی قدر کثیف۔ سر پر بغیر کلاہ کے ململ کی پگڑی گلے میں پرانی وضع کا کرتہ۔ اور نیچے ایک تہ بند لیکن جب یہ دونوں میری چارپائی کے نزدیک کرسیوں پر بیٹھ گئے تو میں نے پہچان لیا کہ یہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) ہیں آپ کا چہرہ غمگین تھا۔ آپ کی اس حالت نے مجھے غمناک کر دیا اور میں نے روتے ہوئے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے آپ نے خشمناک حالت میں میاں محمود کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ سب اس کا کیا ہوا ہے یہ نوجوان کسی کی نہیں مانتا۔ جو اس کے دل میں آتا ہے کرتا ہے۔

(خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی لاہوری کا کشف مندرجہ کتاب مجدد کامل مصنفہ خواجہ صاحب)

(۱۰۳) میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار

(عنوان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ر جون ۱۹۳۴ء)

قادیان میں جناب خلیفہ صاحب کے مرید ان کو ایسے امور کے متعلق مباہلہ کے چیلنج دیتے رہتے ہیں جن کی تفصیل ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ممدوح نے ہمیشہ سکوت ہی فرمایا جب زیادہ عاجز آ گئے تو چیلنج دینے والوں کو منافق قرار دے کر جماعت سے خارج کر دیا اگر ان باتوں کے باوجود جناب خلیفہ صاحب کی وقعت اپنے مریدوں میں کم نہ ہوئی تو بمبئی کے چند مسلمانوں کے چیلنج کو جماعت لاہور

کی کوٹھی دار الحمد کے لئے پہرہ کا انتظام کیا جائے گا۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر "الفضل" کو اطلاع دیں۔ تاکہ ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے۔"

اس اعلان پر خدا جانے کیوں عوام میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں مثلاً کیا وجہ کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے قصر خلافت پر آدمیوں کے بجائے کتوں کا پہرہ لگانا پسند کیا ہے۔ کیا کوئی پہرہ دار کو چوکیدار نہ ملتا تھا؟ یا یہ کہ قادیان میں ان کو کوئی کتا نہ ملا کہ اس اعلان کی ضرورت پیش آئی؟ یا یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ قصر خلافت کے پہرہ کی سعادت ان کی بجائے کتوں کے حصہ میں پہنچ جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ عدد ۷۳ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰۱) تازہ خواب

میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تھی تو میں نے دیکھا کہ چودھری ظفر اللہ خان صاحب آئے ہیں (وہ اس وقت تک انگلستان سے واپس نہیں آئے تھے) اور میں قادیان سے باہر پرانی سڑک پر ان سے ملا ہوں۔ وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغلگیر ہو گئے ہیں اور اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصہ پر بوسے دینے شروع کئے ہیں اور نہایت رقت کی حالت ان پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۲۲ نمبر ۶۱ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

میں پہلے مباہلہ اور حلف، کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب۔ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر ان کے جوابات سے یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبہ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار الفضل اعلان کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی شبہ نہیں میں تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کئے سراسر افترا اور بہتان یقین کرتا ہوں۔

(بیان احمد دین خان قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳؍ جون ۱۹۳۰ء
نمبر ۱۰۵ جلد ۱۷)

(۱۰۵) میاں صاحب کا ارشاد (ج)

اسی طرح حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا صاحب) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔

(خطبہ نکاح از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۷؍ نومبر ۱۹۲۲ء)

کی بے وقعتی کس طرح قرار دیا جا رہا ہے

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ ص ۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

پھر جب جناب میاں (محمود احمد) صاحب کو (اخبار) مباہلہ (امرت سر) والوں نے للکارا کہ اگر آپ کا چال چلن واقعی درست ہے تو آؤ مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم سے مباہلہ کر لو۔ تو بھی میاں صاحب نے اس چیلنج کو محض جھوٹے بہانہ سے رد کر دیا اور جب میں نے منصوری پر جا کر کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دو مسلمانوں میں جب کہ وہ ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگاتے ہوں مباہلہ کیوں جائز نہیں ہے جب کہ مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہے تو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مباہلہ تو جائز ہے۔ مگر میں نے پہلے مسیح موعود کا فتویٰ دیکھا نہ تھا۔ مگر کیا اس کے بعد بھی جرأت ہوئی کہ اپنے چال چلن کے پاکیزہ ہونے پر مباہلہ کریں مباہلہ تو ایک طرف رہا پبلک میں اپنی پہلی غلطی اور مباہلہ کے جواز کا اعتراف بھی آج تک نہیں کر سکے۔

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ ص ۳ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۳۴ء)

(۱۰۴) سخت افسوس

مجھے اس بات سے سخت افسوس ہوا کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری بہو نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) پر ناپاک الزام لگایا تھا مگر اس وقت اس کے الزام کو غلط سمجھ کر اس کو طلاق دے کر آزاد کر دیا گیا تھا۔ گذشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت (میاں محمود احمد) صاحب سے حلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزگی کی شہادت دی۔

بعد میں سودا لینے بازار نہیں گئی۔

(مساۃ سلمیٰ کی حلفی شہادت جو اس نے بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر کی عدالت میں ادا کی۔ بمقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ ۵۰۰ احسان علی بنام محمد اسمٰعیل نمبری ۹۴/۲ مرجوعہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۵ء منفصلہ ۲ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۱۰۷) ہتک (ج)

کہاں (ملک عبد الرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) کے میاں (محمود احمد) صاحب (خلیفۂ قادیان) جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی طرح بلند آہنگی سے دنیا کو مختلف اوقات میں مقابلہ کے لئے چیلنج تو کرتے ہیں۔ لیکن جب کبھی کوئی مباہلہ کے لئے مقابلہ پر نکلا یا تفسیر نویسی کے لئے مقابلہ پر آیا تو میاں صاحب کا یہ حال ہوا کہ گویا وہ اس دنیا میں ہی نہیں ہیں۔ مرید اور بعض مخلصین کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ حضرت آپ کی اس خاموشی سے تو احمدیت پر بھی دھبہ لگتا ہے۔ براہ کرم مقابلہ کے لئے ضرور نکلیں۔ مگر کیا ہوا۔ یہی کہ ع

پھر ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

اسلئے ہم تو (لاہوری جماعت کے قادیانی) میاں صاحب (خلیفۂ قادیان) کو ان حالات میں مسیح موعود (مرزا صاحب) کا نظیر کہنا بھی حضرت مسیح موعود کی ہتک سمجھتے ہیں۔ اور جوں جوں میاں صاحب کی حقیقت لوگوں پر کھلے گی یقیناً ایسی جماعت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جو قادیان میں رہتی ہوئی میاں صاحب کی مخالفت کرے گی۔ اور ان پر جائز اور صحیح اعتراضات کرنے سے کبھی باز نہیں رہے گی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ عدد ۴۹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء)

* * *

(۱۰۶) دس جوتے

(۱) مرزا صاحب قادیان۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان
(۲) ابوبکر صدیق۔ عزیزہ بیگم اور مسماۃ سلمیٰ کے والد
(۳) عزیزہ بیگم۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیوی
(۴) مسماۃ سلمیٰ۔ ابوبکر صدیق کی لڑکی جس کا عدالتی بیان ذیل میں درج ہے۔
(۵) احسان علی۔ ایک قادیانی دوا فروش قادیان ہیں۔

میرے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ وہ مرزا صاحب قادیان کا خسر ہے میں بھی مرزا صاحب قادیان کے گھر میں تقریباً دس سال رہی ہوں۔ میں مستغیث احسان علی کو جانتی ہوں۔ چار سال ہوئے ہیں مرزا صاحب کے لڑکے کی دوائی لینے احسان علی کی دوکان پر گئی تھی۔ میں نسخہ لے کر اس کی دکان پر گئی تھی۔ اول احسان علی نے میرے ساتھ مخول کرنا شروع کیا۔ اور پھر مجھ سے کہا کہ میں مشروبوں کے کمرہ میں جاؤں۔ اس دوسرے کمرہ میں اس نے مجھے لٹا دیا اور میرے ساتھ بدفعلی کرنے کی کوشش کی لوگ میرے رولا کرنے پر اکٹھے ہو گئے اور دروازہ کھلایا اور احسان علی کو لعنت اور ملامت کی تھی۔ احسان علی نے میرے ساتھ بدفعلی کرنی شروع کی تھی۔ میں نے گھر میں جا کر عزیزہ بیگم کے پاس شکایت کی تھی اور اس وقت مرزا صاحب وہاں موجود تھے ان ایام میں میں عزیزہ بیگم کے پاس رہتی تھی مرزا صاحب نے احسان علی کو بلایا و لعنت ملامت کی اور احسان علی کو کہا کہ قادیان سے نکل جاؤ احسان علی نے معافی مانگی اور مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اگر احسان علی دس جوتے کھا لیوے تب اس کو معاف کیا جاتا ہے اور ٹھہر سکتا ہے چنانچہ احسان علی نے اس کو قبول کیا اور میں نے اس کو دس جوتے لگائے تھے۔ یہ جوتیاں مرزا صاحب کے سامنے ماری تھیں۔ .... جب کہ میں نے احسان علی کو جوتیاں ماری تھیں تو تین چار آدمی اکٹھے ہو گئے تھے ان ایام میں میں چق پردہ کے باہر پھرا کرتی تھی ... . اس کے

امید کہ آپ کو یاد ہوگی کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو۔ تو وہ گیا پر اس کے نکالنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔ پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعبیر خود حضرت (مرزا) صاحب نے جماعت کی ہے۔ پھر جس خواجہ کی نسبت میں نے یہ کچھ لکھا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے۔ اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے۔ مگر بالآخر خود بھی اس اعتراض میں شریک ہوگئے۔

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۱۱۰) خواجہ کمال الدین صاحب کے قدیم عقائد

وہ (مسیح موعود) ایک نبی اللہ ہے۔ اور مخبر صادق احمد مرسل صلوٰۃ اللہ علیہ کا خاتم النبیین ہونا چاہتا ہے کہ اس خلیل خدا احمد کے غلام انبیاء اور نبی اللہ ہوں۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

ہمیں اس کے غلام نبی ہند (مرزا صاحب) کو بھی نبی انہی کمالات کے باعث ماننا پڑے گا۔ اگر غلام کو نبی اس لئے تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں بعض باتیں پائی جاتی ہیں جنہیں ہمارا محاکمہ نقص ٹھہراتا ہے۔ تو وہی باتیں بعینہ احمد مختار میں بھی موجود ہیں تو ہم غلام احمد کو چھوڑ دینے کے ساتھ ہی اس کے سردار کو بھی جواب دیں گے۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۱۱۱) حق الیقین

غرض حضرت (مرزا) صاحب کی صداقت جس چیز نے مجھے منوائی اور جس نے مجھے حق الیقین کے درجہ پر پہنچایا کہ وہ خدا کا رسول اور خدا کا مسیح تھا وہ یہی آپ کا ایثار تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایک قصہ کہانی کے رنگ میں ہوتا اگر آج میں مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا ۔۔۔

(د) خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی

(۱۰۸) پتہ کی بات

پیر سراج الحق صاحب نے "تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرونجات سے آئے ہوئے حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور منجملہ ان کے حضرت خلیفۂ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہم بھی تھے۔ مجلس میں اس بات کا ذکر شروع ہوا کہ اولیاء کو مکاشفات سے بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس تقریر فرماتے رہے۔ اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں سے بعض ہم سے پیٹھ دیئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں۔ یہ بات سن کر سب لوگ ڈر گئے اور استغفار پڑھنے لگے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۲۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۰۹) ضعف ایمان

آپ نے (یعنی مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے) بارہا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے (اخبار) وطن والے معاملہ میں تقریر فرمائی تھی۔ اس تقریر کے بعد ہی آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب کو لکھ دو کہ وہ بہت استغفار کریں۔ اور قربانی دیں کہ میں نے ان کی نسبت بہت سی خطرناک خوابیں دیکھی ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی۔ اور

(۱۱۳) خدا لگتی

اب ناظرین انصاف سے خدا لگتی کہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی یہ ہے خواجہ (کمال الدین) صاحب کی ابلہ فریبی اور علمی قابلیت جس پر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے اور یہاں تک کہنے کی جراءت ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کرتے تھے وہی کام میں بھی کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب اوروں کو ہوش کی کہتے ہو اپنے ہوش سنبھالو اور دیکھو تم کیا سے کیا ہوگئے۔ اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو۔ کیا احمدیت اسی کا نام ہے کہ جس کے نام کے ساتھ وابستہ ہونا ایمان سمجھتے ہو جس کی تعریف و توصیف میں تمہارے اپنے لکھے ہوئے حروف بھی ابھی نہ سوکھے ہوں۔ اسی کے خلاف آج زہر اگلتے ہو۔ خواجہ، میرے مرزا نے تو تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی۔ بلکہ اسی کی کفش برداری سے آج تم تمام دنیا میں شہرت پاگئے ایسے محسن سے یہ سلوک اور پھر دعویٰ احمدیت۔ کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تو تمہارے تمہارے قلب کی اب کیا حالت ہے۔ پھر کہتے ہو کہ (آپ جیسے) احمدیوں کے متعلق ایسا لٹریچر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدارا خواجہ صاحب۔ انصاف سے کہیں کہ چور کو چور زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے؟ یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیسا سعادت ہے سے

مثال علم تو آمد بہ نسبت قرآن   کتابے چند برپشت حمارے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۱۴) محسن آقا

ولایت کے ایک رسالہ کے یہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) ایڈیٹر ہیں۔ اور احمد کا غلام ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ مغربی قوموں کے سامنے اسلام کے وہ زندہ اور تازہ نشانات پیش کرتے جو اللہ تعالےٰ نے اپنی ہستی اور تمام

آپ (حکیم نور الدین صاحب) ریاست جموں سے آئے ہیں۔ آپ کے دل میں کیا کیا عزم ہوں گے کہ تب بھیرہ کو آ کر دار الشفا بنا دوں گا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا تو نہ صرف جسمانی امراض کے لئے بلکہ روحانی امراض کے لئے بھی . . - حکیم مقرر ہوگا جو خدا کے حکم سے کہ میں قرار پا چکا ہے۔

(تقریر خواجہ کمال الدین صاحب مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

(۱۱۲) اے کمال دین

اے کمال الدین، دین کے زوال میں ساعی نہ ہو۔ کیا تو وہی نہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت کے راگ گا گا کر سامعین سے خراج تحسین وصول کیا کرتا تھا۔ افسوس تیرے دماغ میں کیا فتور آیا کہ جس چیز کو تو قند سمجھتا تھا آج اسے زہر ہلاہل قرار دیتا ہے۔ کیا تجھے یاد نہیں رہا کہ تو نے اس عظیم الشان نبی کی نبوت منوانے کے لئے ایک رسالہ بنام بنگال کی دل جوئی لکھ کر کثرت سے شائع کیا تھا۔ دیکھ اس بیس صفحہ کے رسالے میں تو نے مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کو کس زور سے پیش کیا ہے۔ اگر تجھے بھول گیا ہے تو میں اس کے جستہ جستہ مقامات۔ تجھے یاد دلاتا ہوں۔

اے خواجہ کیا یہ تیرے اپنے الفاظ نہیں ہیں؟ تو کس زور سے حضور علیہ السلام کی نبوت منواتا تھا۔ آج خود ہی اس نبوت سے انکاری ہے۔ ہاں یہ ضرور ہونا تھا کیونکہ تو نے میرے روبرو اس عظیم الشان نبی کی خدمت میں ایک دفعہ اپنا خواب سنایا تھا کہ میرے منہ سے بہت سے پتھر نکلے ہیں۔ آج تو اپنی تحریروں اور تقریروں سے اس خواب کو پورا کر رہا ہے جب کہ تو مکان احمدیت کو جو تیرا ملجا و ماوی تھا متواتر سوراخ نکال کر اور رخنے ڈال کر ضعیف البنیان بنانے میں ساعی و سرگرم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء)

یہ بھی معلوم نہیں کہ جو آنے والا مسیح ہے اور جس کے مسلمان منتظر ہیں وہ نبی اللہ ہے۔
(اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ر اگست ۱۹۱۶ء)

(۱۱۶) خواجہ کی تدبیر

مولانا (محمد علی صاحب) جب ان مندرات کے وقوع کا زمانہ آیا۔ تو آپ کے مکرم دوست (خواجہ کمال الدین صاحب) نے سوچا کہ اگر میں کھلا کھلا غیروں میں جا ملا تو احمدی دوست اور احمدی لوگ تو ہاتھ سے گئے جن سے میں نے بہت سا کام لینا ہے اور غیروں میں تلون مزاج قرار پاکر ناقابل اعتماد ہو جاؤں گا۔ لہذا مجھے ایسا کرنا چاہیئے کہ احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جا ملوں تاکہ میری کامیابی کے لئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں۔ تب آپ نے ایک اسکیم تیار کی۔ لیکن اس کے اجراء میں کچھ موانع تھے جن کے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ اور کچھ با اثر احمدیوں کی ضرورت تھی۔ جن کو اس اسکیم کے اجراء کا آلہ بنایا جاسکے۔ اس اسکیم کا نہایت مختصر خاکہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو اعتبار حاصل ہی ہے۔ اب غیروں میں تحریر و تقریر کے ذریعہ لائق مبلغ اسلام ہونے کا اعتبار پیدا کیا جائے۔ اور یہ اعتبار حاصل کرنے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی جائے۔ پھر تو دونوں کی دولت پر ہمارے ہاتھ ہوں گے۔

لیکن اس کے لئے پہلا مانع خلیفہ تھا۔ اور دوسرا مانع فتویٰ کفر اور نمازوں کی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ تھا مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور با اثر ہستی کی ضرورت تھی۔ اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور آپ (یعنی مولوی محمد علی صاحب) اس وقت اس کی بہت سی باتوں اور اصولوں کے خلاف تھے۔ پس پہلا کام اس نے (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب نے) یہ کیا کہ آپ کو اپنا موافق بنائے۔ اور پھر آپ کو ان مقاصد کے حصول کے لئے آلہ بنائے مجھے اکثر وہ مجالس یاد ہیں جن میں ان

حضرت کی اس اقتدا اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے سے مسیح احمد علیہ السلام (مرزا صاحب) کے نزدیک اس زمانہ میں دکھانے والا دکھا دیا ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے حضرت غیر احمدیوں کے روپے کی خاطر سے آپ پر حرام کر دیا کہ احمد (مرزا صاحب) کے احسانات کو پیش نظر رکھ کر تو کجا احمد علیہ السلام کا نام بھی زبان پر لائیں۔

غرض خواجہ صاحب نے اپنے پرانے محسن اور آقا (مرزا صاحب) کے نام کو بہت تھوڑے سے ان کے مخالفوں کے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا ہے جس طرح حضرت مسیح کے ایک بدبخت شاگرد نے جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت احسان کئے تھے اپنے آقا کے دشمنوں یعنی یہود کے روپیہ کی خاطر اپنے محسن آقا کو بیچ دیا پس کیا ایسے شخص سے جو چند روپیوں کے بدلے اپنے محسن آقا کے نام کو فروخت کرنے والا ہے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ احمدی جماعت کو کچھ نفع پہنچائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اگست ۱۹۱۵ء)

(۱۱۵) ہرگز نہیں

خواجہ کمال الدین صاحب یا یہ تو ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کہہ دیں کہ مرزا صاحب آنے والے وہی مسیح موعود نہیں ہیں جن کا بقول آپ کے بخاری شریف میں ذکر ہے مگر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی مانیں۔ اور ان کے نبی ہونے سے انکار بھی کریں۔ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر ان کی نبوت سے انکار کریں گے تو آپ بھی وہی الفاظ دوہرانے کے عادی ہوں گے جو آپ نے ۱۹۱۲ء میں ایک شمس العلماء کے سامنے دوہرائے تھے۔ کیونکہ آخر ان کا استفسار بھی یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا کہ نبی۔ اور آپ کی جانب سے جو جواب شائع ہوا تھا (اخبار پیغام ۱۵ فروری ۱۹۱۲ء) اس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی دونوں حیثیتوں کو قائم رکھ کر جواب دیا تھا اور کسی حیثیت سے اور کسی نہج سے بھی انکار نہ کیا تھا بلکہ آپ نے اس شمس العلماء کے خیالات کی پوری تردید کی تھی کہ اسے

کی رپورٹ میں اپنے نو مسلموں کے درمیان اس کا نام لکھکر اپنی کارروائی کو فروغ دے دیا شکر ہے کہ اخبار پیغام صلح صرف اردو میں ہے اور اس ملک کے (انگلستان کے) لوگوں کے پاس نہ وہ آتا ہے اور نہ وہ اسے پڑھ سکتے ہیں ورنہ اسلامی مشنریوں کی جو بدنامی اس ملک میں ہوتی وہ ظاہر ہے۔ لیکن جب سے یہ راز پیسہ اخبار میں انتشار کیا گیا ہے تب سے خواجہ صاحب نے کمال ہوشیاری کے ساتھ ایک نیا طرز اختیار کیا ہے کہ عموماً اپنی رپورٹ میں نو مسلم کا نام نہیں لکھتے۔ انگریزی رسالہ میں تو بالکل ہی نہیں لکھتے کیوں کہ وہ اس ملک انگلستان میں شائع ہوتا ہے اور نام لکھنے سے رپورٹ کا غلط ہونا جلد ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر اخبار پیغام میں بھی عموماً نام نہیں دیئے جاتے چنانچہ اخبار پیغام صلح ۹ رجون ۱۹۱۸ء میں کامیاب اسلامی تحریک کے زیر عنوان رپورٹ کی گئی ہے کہ خدا کے فضل سے گزشتہ ماہ بھی قبولیت اسلام سے خالی نہیں گیا ایک بزرگ داخل اسلام ہوئے ان کے ہمراہ ان کی دختر نیک اختر بھی دائرہ اسلام میں آئی ہے اور ایک نوجوان فوجی افسر بھی زمرہ مسلمین میں آ گئے ہیں۔ نہ بزرگ کا نام و نشان نہ ان کی دختر کا اور نہ کپتان صاحب۔ کیا اس سے بڑھ کر مہمل رپورٹ دنیا میں ہو سکتی ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۱۹) لاکھوں روپے

خواجہ کمال الدین صاحب یورپ میں اشاعت اسلام کے نام سے جو لاکھوں روپیہ مسلمانوں سے لے چکے ہیں ایک عرصہ سے اس کے حساب کا مطالبہ کیا جا رہا تھا آخر بڑی دیر اور بار بار کے اصرار کے بعد خواجہ صاحب بولے۔ انہوں نے بعض رقوم کو تو ذاتی بتا کر ان کا حساب دینے سے قطعاً انکار کر دیا اور بعض کے متعلق کہا کہ ان کا حساب کتاب انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ انجمن اس کی ذمہ دار ہے۔

حصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کیا بلکہ اکثر آپ اس کو (یعنی خواجہ صاحب کو) دوستانہ لہجہ میں اس جماعت کا پوپ کہا کرتے تھے ۔

(کشف الاختلاف ص۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۱۱۷) علمیت کے دعوے

سنا ہے کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب نے اپنی علمیت کے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اپنی تصنیفوں میں علمی غلطیاں کی ہیں چونکہ خواجہ صاحب سے میں واقف ہوں اس لئے خوب جانتا ہوں کہ انہیں کتنا علم ہے اور کتنا فلسفہ اور منطق جانتے ہیں بجز منطق اور فلسفہ نہیں جانتے نہ سہی لیکن کسی کی عربی دانی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں ۔ حالاں کہ خواجہ صاحب علم عربی سے ایسے ہی دور ہیں جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ ۔ علم عربی کا جاننا تو الگ رہا ۔ خواجہ صاحب تو قرآن بھی نہیں جانتے ۔ اگر جانتے ہیں تو ہم قرآن کا ایک رکوع رکھ دیتے ہیں اس کا صحیح ترجمہ کر دیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ عربی عبارت لکھیں ۔ یا کوئی منطقی مسئلہ حل کریں ۔ بلکہ یہ کہ وہ قرآن کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ کر دیں ۔ اس سے ان کا علم ظاہر ہو جائے گا ۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسے عالم ہیں ۔ لیکن وہ اس طرف نہیں آئیں گے ۔

(احمدیہ بلڈنگس ایسوسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈ بل نمبر ۲۱ – ۲۲ مشمولہ التبلیغ حصہ اول)

(۱۱۸) ووکنگ مشن کا راز

جب سے پیسہ اخبار میں ووکنگ مشن کا یہ راز ظاہر ہوا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے منجملہ اور کارناموں کے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں کہیں کوئی پرانا نومسلم انگریز جو سالہا سال سے مسلمان چلا آتا ہے اتفاقاً کہیں ووکنگ چلا گیا ۔ خواجہ صاحب نے جھٹ اس راہ

اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہوئے۔ تو آخر وقت تک اس رنج کو نہ چھوڑا۔ اسی طرح اہل بیت مسیح کا حال۔ دوسرا یہ نقص تھا کہ آپ دوست (یعنی خواجہ کمال الدین صاحب) کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے۔ خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہے۔

(کشف الاختلاف صفحہ ۱۲ مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۱۲۱) تصدیق

پھر اس کے بعد مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں ہر قسم کا اعتراض کرنے کا ذکر جو آپ (یعنی مولوی محمد علی صاحب) فرماتے ہیں تو کیا اپنا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور میاں محمد لدھیانوی ہی کا واقعہ یاد نہیں دلاتے کہ وہ لوگ اس قدر مصیبت سے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں اور یہاں بیوی صاحبہ (مرزا صاحب کی اہلیہ) کے زیور بن جاتے ہیں یا قسم قسم کے لباس آتے ہیں اور پھر لنگر خانہ کا خرچ اس قدر لاپرواہی اور اسراف سے ہوتا ہے کہ خون کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔" یہ اعتراض آپ کے مشہور ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ واقعی آپ لوگوں نے یہ اعتراض کر دیئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۴ء)

(۱۲۲) رسالہ ریویو آف ریلیجنز (ج)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز ایک ماہوار رسالہ ہے جو حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی زندگی میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضرت اقدس نے اپنی طرف سے جاری کرایا اور اس کے اجراء کی اصل غرض حضور کی تعلیم کو دنیا میں شائع کرنا تھی۔ اس کے ایڈیٹر شروع سے مولوی محمد علی صاحب تھے جو ۱۹۱۴ء تک اس کام پر متعین رہے۔

(محمود احمد [illegible] رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" صفحہ ۹۳)

اگرچہ خواجہ صاحب کا یہ بیان بھی کوئی تسلی بخش نہ تھا لیکن انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کی تردید میں جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ اس نے معاملہ کو اور بھی الجھن میں ڈال دیا ہے اس اعلان میں نائب سکریٹری انجمن اشاعت اسلام نے لکھا ہے۔

"اس وقت اخبارات میں ووکنگ مشن پر اعتراضات کے سلسلہ میں یہ بحث بھی ہو رہی ہے کہ ووکنگ مشن کا آمد و خرچ کس حد تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر نگرانی ہے سو اس کے متعلق واقعات یہ ہیں کہ آخری مرتبہ دسمبر ۱۹۲۲ء کے آخری ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ حساب کتاب انجمن کی نگرانی میں دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس کے مطابق ایک تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس پر کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد ووکنگ کے بل دفتر انجمن میں آنے شروع ہوئے مگر ابھی تک کل امور کا تصفیہ نہیں ہوا۔ اور نہ ہی انجمن کی پوری نگرانی کے ماتحت سارا حساب کتاب آیا ہے (اخبار مدینہ ۹ راگست ۱۹۲۸ء)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۲۸ء)

(ھ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور

(۱۲۰) امر واقعہ

مولانا (محمد علی صاحب لاہوری) میں خوشامد سے نہیں کہتا۔ بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے لیکن ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے۔ اول یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے۔ آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر اس قدر جوش میں آ گئے کہ قادیان اور اپنے دار ہجرت کے چھوڑنے پر اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین صاحب) کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہو گئے

وہ یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز تھے اگرچہ ان کے قرآن شریف کے ترجمہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے مضامین میں ہی لکھا کرتا تھا۔ مگر چوں کہ ایڈیٹر ہر طرح مضامین کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے ان کی طرف سے ہدایت تھی کہ چھپنے سے پہلے رسالہ کے پروف ان کو دکھا لئے جایا کریں اس ہدایت کی تعمیل میں میں نے فروری ۱۹۱۴ء کے پروف بھی ان کے پاس بھیجے۔

(شیر علی صاحب قادیانی ۔ رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر تبصرہ ص ۲۴)

(۱۲۳) ہندوستان کا مقدس نبی (ج)

ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جاوے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز
جلد ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۰۹-۴۱۱ منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب
ص ۲۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۲۴) ہمارا احمد (ج)

اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک احمد ہی ہے، جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے

نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ ص۲۶۵ میں مدیر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون منقول از رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص۱ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۲۸) انبیاء علیہم السلام (ج)

انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۴ ص۱۳۱-۱۳۲ میں مدیر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون منقول از "رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱ مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۲۹) یہ سلسلہ (ج)

یہ سلسلہ سچے معنوں میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خداوند تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کردئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ ہی سے نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ ۔ ۔

پھر اسی قانون اور پیش گوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کو قادیان میں نازل فرمایا جس کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔

(از مولوی محمد علی صاحب بحوالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۵ ص ۱۹۱ منقول از منکرین خلافت کا انجام ص ۴ مولفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب ص ۲۹ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۲۶) ایک نبی (ج)

جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر ڈالے گا۔ وہ دیکھے گا کہ ہمیشہ سے یوں ہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں انسانوں کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا۔ یہ فخر اسی قوم کو حاصل ہے

اس آخر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالےٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو آخر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔ اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۲ منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۲۷) ہر ایک نبی (ج)

ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے اوّل کہ خدا پر ایمان لائیں۔ اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کریں . . . . . . بعینہ اسی قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالےٰ

رہیں گے اور جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنے کی ہوتی ہے وہ اس رسول کے بعد بھی اسی رسول کی مہر کے نیچے پوری ہوتی رہے گی یعنی انبیاء ہوا کریں گے۔ پھر ان معترضین کا اولاد نرینہ کا اعتراض کرنا فضول ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ان کو برا لگتا تھا اور اس امر سے ان کو خوشی تھی کہ اب ان کے بعد اولاد نرینہ نہیں تو اس سلسلہ کا خاتمہ ہو جائے گا مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بھی یہ جواب دے کر شرمندہ اور لاجواب کیا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ اس کے بعد تو برابر قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے اور اس غرض کو علی رغم دشمن پورا کرتے رہیں گے کیوں کہ وہ اس رسول کی مہر کے ساتھ آئیں گے۔

اس کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) اپنے ریویو میں یوں کرتے ہیں "اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیرا جس قدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اٹھائی ہے۔ کتاب کے مطالعہ ہی سے پتہ لگ سکتا ہے . . . . . گویا حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا صاحب) کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے۔ اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مخالف پر فتح یقینی ہے . . . . . آج کل حضرت اقدس (مرزا صاحب) نماز مغرب کے بعد اس کے مضامین کو سنتے اور اکثر پسند فرماتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۲ء نمبر ۷۴ جلد ۹)

(۱۳۲) جولائی سنہ ۱۹۱۰ء (ج)

اس بات کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ اس عرصہ میں بھی رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ذمہ دار وہی (مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) تھے۔ اور اس رسالہ میں بڑی شدومد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک فرد بتایا جاتا تھا۔ ان ایام میں وہ ایسے مضامین میں کبھی معترض نہ ہوئے اور اسی طرح سے ان کے ساتھ اپنا پورا پورا اتفاق ثابت کرتے رہے۔ مثال کے طور پر میں اس جگہ مضمون انبیاء عالم کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جو ان ہی ایام میں جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نہیں آسکتی ۔

(مضمون مولوی محمد علی صاحب لاہوری مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم نمبرہ بابت مئی ۱۹۰۶ء ص۱۸۶ منقول از رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کے اپنے سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص۱۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۳۰) دو بعثتیں (۳۰)

قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان ہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۸ ص۱۷۴ میں مدیر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون منقول از رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کے اپنے سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص۱۳ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۱۳۱) رسول اور نبی

میرزا خدا بخش صاحب اپنی کتاب عسل مصفی کی پہلی جلد کے ص۲۹۵ پر لکھتے ہیں "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی آدمی کا باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور نبیوں کی مہر ہے ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ نہیں ہے جواب دیا کہ بیشک ان کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے لیکن چونکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں اس واسطے ان کی روحانی اولاد جن سے مراد رسول اور انبیاء ہیں وہ ضرور اس کی امت میں ہونے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول بتایا جاتا رہا۔ اور ٹھیک ان ہی معنوں میں بتایا جاتا رہا جن میں اس مضمون میں بتایا گیا ہے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کو یا کسی اور فرد یا جماعت کو اعتراض نہیں ہوا۔

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان "تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۹)

(۱۳۳) فروری ۱۹۱۴ء (ج)

اس سے پہلے میں کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور حقیقی معنوں میں نبی لکھ چکا تھا۔ مگر انھوں نے (یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری نے) اس پر اعتراض کیا تھا اور اعتراض کیوں کرتے جب کہ ان کا اپنا یہی عقیدہ تھا جیسا کہ ان کے اپنے مضامین سے ظاہر ہے مگر فروری ۱۹۱۴ء میں ان کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلم ثابت کریں لیکن وہ مسلم ثابت نہیں ہو سکتے تھے جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے انکار نہ کیا جائے اس لئے وہ مسیح موعود کے منکرین کو مسلم ثابت کرنے کی خاطر خود حضرت اقدس کی نبوت ہی کو اڑانے کے درپے ہو گئے جنھیں خود خدا نے نبی اور رسول کہا اور جن کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا خطاب دیا۔ اور جنھوں نے خود یہ دعویٰ کیا کہ میں اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوں۔

اس اثنا میں جب ریویو فروری ۱۹۱۴ء کے پرچے ان کے پاس پہنچے تو ان میں ایک مضمون کا یہ عنوان دیکھا۔

II [illegible] . . . . . حضرت اقدس کے نام کے ساتھ ایڈیٹر نے اپنے قلم سے ایک فٹ نوٹ دے دیا کہ یہاں نبی سے مراد حقیقی [illegible] معنوں [illegible] آنحضرت [illegible] ہوا ہے مجھے یہ نوٹ سخت ناگوار گزرا۔ گو بحیثیت ایڈیٹر ان کو اس نوٹ کے لکھنے کا حق حاصل تھا بلکہ وہ میرے اصل مضمون میں بھی جیسی چاہتے تبدیلی کر سکتے تھے۔ کیونکہ

کے پرچہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا تھا اور وہ فقرہ یہ ہے

> "اسی زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اُٹھے ہیں ان میں سے ایک احمد ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ممتاز فرد ہے اگر زرتشت علیہ السلام ایک نبی تھا اگر بدھ اور کرشن نبی تھے۔ اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدائے تعالے کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے کیونکہ جن علامتوں کے ذریعے زرتشت" اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد فداہ امی وابی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
>
> الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا۔ اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اسی زمرہ میں سے ہیں جن کو انبیا اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے - - - - اب آئندہ کوئی نئی شریعت نازل نہ ہوگا اور کوئی ایسا نبی دنیا میں نہیں آئے گا جو قرآن شریف کی شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے آئے۔ ۔ ۔ ۔ اب اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔

اس تحریر کی نہ کوئی تاویل ہو سکتی ہے اور نہ اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی عذر کیا جا سکتا ہے اس مضمون کو دیکھکر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کے بعد بھی ہمیشہ اس رسالہ میں

زبان مبارک سے اپنے کانوں سے سنیں تو آؤ میں آپ کے سامنے آپ کا ایک تحریری اقرار پیش کرتا ہوں اس کے دیکھنے سے تو آپ کو یاد آجائے گا کہ واقعی حضرت مسیح موعود کی یہی تعلیم تھی کہ نبوت کا دروازہ امت محمدیہ کے لئے بند نہیں ہوا بلکہ کھلا ہے اگر آپ کو اس میں شک ہو تو آپ اپنے اس مضمون کا مطالعہ فرمائیں جو آپ نے "سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات وعقائد" کے عنوان کے تحت ریویو جلد ۵ نمبر ۳ میں لکھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ صفحہ ۱۸۶ پر سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"سلسلہ سچے معنوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں اس کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔"

مولوی صاحب آپ نے یہاں کیا لکھا اور اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

(شیر علی صاحب قادیانی کا رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر تبصرہ" ص ۱۱)

(۱۳۵) ایک ماہ بعد

جناب مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے ۲۱ جون ۱۹۰۸ء گویا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے قریباً ایک ماہ بعد بمقام لاہور بتقریب جلسہ پیغام صلح ایک تقریر فرمائی تھی جو الحکم نمبر ۴۲ جلد ۱۲ مورخہ جولائی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی ہے جس میں سے ذیل کا اقتباس دیا جاتا ہے

"ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے اھدنا الصراط المستقیم اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیوں کہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے

وہی ان مضامین کے ہر طرح ذمہ دار تھے اس لئے مجھے مجبوراً خاموش رہنا پڑا

(شیر علی صاحب قادیانی مددگار، ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا مضمون مندرجہ
اخبار الفضل قادیان جلد ۴ نمبر ۹۹ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۱۷ء)

(۱۳۴) نبوت کا دروازہ (ج)

ایک تو وہ زمانہ تھا جب کہ مولوی (محمد علی) صاحب (قادیانی لاہوری) کی بات بات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ نبوت کے تمام دروازے بند نہیں ہوئے بلکہ امت محمدیہ کے کامل افراد کو یہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے اور اب مولوی صاحب، پر ایک وقت ایسا آگیا ہے جب کہ وہ کہتے ہیں: -

"اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو

(اخبار پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۱۱۹)

مگر مولوی صاحب اگر یہ خطرناک راہ تھی تو آپ کیوں بار بار حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول لکھتے رہے اور کیوں آپ نے حضرت مسیح موعود کو انبیاء اور رسل کے گروہ میں شامل کیا جناب مولوی صاحب سچ فرمایئے۔ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود کی زبان سے اپنے کانوں سے بارہا یہ نہیں سنا کہ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند ہیں مگر ایک کھڑکی اب بھی کھلی ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑکی ہے یعنی اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے نبوت مل سکتی ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں میں امید نہیں کرتا کہ آپ کا حافظہ ایسا کمزور ہو گیا ہو کہ ایک بات جو آپ نے بارہا حضرت مسیح موعود کی زبان سے سنی آپ ایسے ایسی جلدی بھول گئے کہ اب آپ تمام دروازے نبوت کے بند قرار دیتے ہیں

لیکن اگر آپ کا حافظہ فی الواقع ایسا ہی کمزور ہو گیا ہے کہ ایسی باتیں بھی آپ کے ذہن قطعی طور پر نسیًا منسیًا ہو گئیں۔ جو آپ نے کئی بار حضرت مسیح موعود کی

یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو غرض نبوت کے برکات بند نہیں ہوئے بلکہ اب بھی ایسے ہی حاصل ہو سکتے ہیں جیسے کہ پہلے حاصل ہوتے تھے مگر اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا کیوں کہ شریعت قرآن کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے۔ اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ جو خاتم النبیین کی اتباع کا سرٹیفکٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔

بعد از اختلاف مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں (بیان القرآن ص۱۵۱۵)

مذکورہ بالا تحریروں سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ کے بعد آپ کا امتی نبوت کو حاصل کر سکتا ہے اور خود مولوی صاحب قبل از اختلاف یہی معنی کرتے تھے لیکن اختلاف کے بعد کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر کرنا بالکل غلط ہیں۔ وہ ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ کیا یہ معنی صریح طور پر اس خصوصیت اور امتیاز کو باطل نہیں کرتے جو سلسلہ احمدیہ کو حاصل تھی اور جسے خود مولوی صاحب بھی اختلاف سے پہلے مانتے تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ ع۹۲ مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۳۹) تیئیسواں جواب (ج)

مولوی محمد علی صاحب (قادیانی امیر جماعت لاہور) نے یہ دیا ہے کہ جو حوالہ جات مسئلہ نبوت کے متعلق رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے میری طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب میرے نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض دوسرے لوگوں کے بھی ہیں جیسا کہ ذیل کے الفاظ میں انھوں نے ظاہر کیا ہے۔

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک رسالہ بنام "میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود" ریویو آف ریلیجنز کے میری اور کچھ دوسروں کی تحریروں سے

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا صرف اسلام کی بیخ کنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔

(پیغام صلح ۔ ۹؍ اپریل ۱۹۱۵ء)

کون کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں تحریروں میں بعد المشرقین نہیں۔ اور ان کا محرر دوسری تحریر لکھتے وقت اپنے ان عقائد پر قائم تھا جو پہلی تحریر لکھتے وقت اس کے تھے لیکن باوجود اس کے مولوی محمد علی صاحب تبدیلی عقائد کا الزام ہم پر لگاتے ہیں اور اپنے متعلق ان کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰؍ اپریل ۱۹۲۲ء نمبر ۸۲ جلد ۹)

(۱۳۸) اختلاف

قبل از اختلاف مولوی محمد علی صاحب ریویو جلد ۹ ص ۱۹۰ میں سلسلہ احمدیہ کے امتیازی عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یہ سلسلہ سچے معنوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔"

اور ریویو ماہ جولائی ۱۹۱۰ء ص ۲۲۱ میں لکھا ہے۔ اگر آج نبوت کے برکات کسی پاک انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہی ہو سکتے ہیں کیوں کہ آپ خاتم النبیین

ہے کہ ان میں سے بعض حوالے دوسرے لوگوں کے بھی ہیں اور اصل حقیقت یہی ہے کہ جہاں انھوں نے اپنے بیسویں جواب میں مغالطہ دہی کے طریق پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔ اس کے مقابل پر اس جواب میں بعض اپنی تحریرات کو دوسروں کی طرف منسوب کر دیا ہے اور کم از کم یہ کہ اپنی ذمہ داری کو مغالطہ دہی کے ذریعہ دوسروں پر ڈالنا چاہا ہے لیکن ان کی یہ تمام کوششیں بے سود ہیں اور وہ آج جو چاہیں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں ان کے ہاتھ (ریویو آف ریلیجنز میں) کٹ چکے ہیں۔

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۱۱)

(۱۴۰) چوبیسواں جواب (ج)

مولوی محمد علی صاحب (قادیانی لاہوری) نے اپنی سابقہ تحریرات کا یہ دیا ہے کہ کہ اگر میری اس کارروائی کو (کہ میں سالہا سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں مرزا صاحب کو زمرہ انبیاء و رسل میں سے ایک عظیم الشان نبی اور رسول بتاتا اور ثابت کرتا رہا ہوں اور اب اس کے خلاف یہ اعلان کر رہا ہوں کہ مرزا صاحب ہرگز ہرگز نبی نہیں ہیں) میری ایک غلطی قرار دیا جائے تو بھی اس کی وجہ سے میرے تقدس میں فرق نہیں آ سکتا کیونکہ میں تو مرزا صاحب کا صرف ایک انگریزی خواں مرید ہوں اور میری اس غلطی کے مقابل پر مرزا صاحب کو جنھیں ایک ماموری نہیں بلکہ مسیح موعود اور حکم اور عدل بھی مانا جاتا ہے جماعت احمدیہ کے مسلمات کی رو سے بارہ سال تک اس لفظ کے سمجھنے میں غلطی لگی رہی پس اگر ان کی اس غلطی سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آتا تو میری اس غلطی سے میرے تقدس کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں:

قادیانی جماعت یہاں تک کہتی ہے کہ بارہ سال تک مامور کو اور مامور بھی جو حکم اور عدل ہو لفظ نبی کے معنی سمجھ نہ آ سکے۔ نہ لفظ محدث کے معنی سمجھ آ سکے اور وہ غلط معنی کر

مرتب کیا ہے۔

(پیغام صلح جلد ۱۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۳؍ اپریل ۱۹۳۱ء)

مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ اگر ان کے اس بیان میں کچھ بھی سچائی کی آمیزش تھی تو ایسے حوالہ جات کی نشاندہی کرتے اور بتاتے کہ وہ کن لوگوں کے ہیں اور کیا ایسے مضامین انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے ریویو میں شائع نہیں کئے اور ان کی کاپیاں اور پروف خود ان ہی نے نہیں دیکھے تھے اور اگر وہ ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق نہیں تھے تو انہیں کیا مجبوری درپیش تھی کہ ایسے مضامین کو اس رسالہ میں درج ہی نہیں کیا بلکہ خود اپنی طرف منسوب کیا کیوں کہ انھوں نے عصمت انبیاء کے مضمون میں ایک موقع پر بتایا ہے کہ اس رسالہ میں جو مضامین کسی نامہ نگار کے نام پر نہیں بلکہ مضمون نگار کے نام کی تصریح کے بغیر شائع ہوتے ہیں وہ سب ایڈیٹر کے ہوتے ہیں۔ پس یا تو آپ ان مضامین کے ساتھ نامہ نگاروں کے نام رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دکھائیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ انہیں کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ دوسروں کے لکھے ہوئے ہیں اور آپ نے ان میں کوئی تصرف نہیں کیا تاہم ان کے متعلق آپ کی ذمہ داری آپ کے اپنے مسلمات کے مطابق کم نہیں ہوتی کیوں کہ آپ اپنے رسالہ (تبدیلی عقیدہ کا الزام) کے صفحہ ۱۹ پر اخبار بدر کے حوالہ سے کسی شخص کے خط کا ایک فقرہ نقل کر کے اس کے نیچے لکھتے ہیں "شاید ہمارے مکرم مفتی صاحب یہ عذر کر دیں کہ یہ اوروں کے خطوط ہیں اور ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کے ذمہ دار نہیں ہوا کرتے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب تمہارے مذہب کے خلاف ایک بات کہی جاتی ہے تو کیا تمہارا فرض نہ تھا کہ اگر اس کو درج بھی کر دیا ہے تو اس کی تردید ساتھ چھاپ دیتے یا بعد میں ہی چھاپ دیتے کہ نامہ نگار جو یہ مذہب مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے غلط ہے۔"

بس ان کا (یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا) یہ عذر سراسر بے حقیقت

اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار برمیدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو [illegible] نہیں چھوڑ سکتے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اول نمبر ۲۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اوّل نمبر ۴۴ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو ختم نبوت کے معنی کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آج معلوم ہوئے ہیں یا کیا حدیث نبوی لانبی بعدی کے معنی اس وقت معلوم نہیں تھے یا معلوم تھے لیکن اس وقت مولوی محمد علی صاحب ان معنوں کو غلط قرار دیتے تھے اور ختم نبوت کے صحیح معنی اس طرح بیان فرماتے تھے۔

سلسلہ احمدیہ مانتا ہے کہ آں حضرت صلعم نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا سوائے اس ایک کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے اور انعام نبوت آپ کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ یہ صرف ایک سچا

مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا تو اس کا ایک انگریزی خواں مرید (یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی) اگر لفظ نبی کو غلط استعمال کرے تو کیا اندھیرا آگیا۔ (اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ر مارچ ۱۹۳۵ء از خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۳۵ء)

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر" ص ۱۲۲)

(۱۴۱) دورنگی چال

ہر شخص حق رکھتا ہے کہ اگر اسے اپنے سابقہ عقیدہ میں کوئی غلطی معلوم ہو تو وہ اپنے عقیدہ میں تبدیلی کرے لیکن جو شخص تبدیلی عقیدہ کے باوجود کہتا جائے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی وہ اہل علم کی نظر میں اپنی بددیانتی کی وجہ سے بالکل گر جاتا ہے ایسا شخص اپنی دورنگی چال کی وجہ سے چوں کہ نہ ادھر ہوتا ہے نہ ادھر اس لئے وہ اہل عقل کے نزدیک قطعاً عزت کے قابل نہیں ہوتا اور مومن ایسے لوگوں سے بیزار ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی ہیں مولوی صاحب بارہ سال کے قریب (رسالہ) ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ بڑے زور وشور سے دنیا کو بتاتے رہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نبی ہیں پیغمبر ہیں۔ رسول ہیں اور وہی عظیم الشان نبی آخر زماں ہیں جن کے آنے کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور اس لمبے عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی مولوی (محمد علی) صاحب نے یہ نہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہیں صرف محدث ہیں لیکن آج وہی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو ہمیشہ سے محدث ہی مانتا رہا ہوں میں نے مرزا صاحب کو کبھی نبی نہیں مانا۔ کیوں کہ نبوت ختم ہو چکی۔ حالاں کہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ ان کے تمام ساتھی متفقہ طور سے بڑے زور سے اعلان کر چکے ہیں کہ:۔

> ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے

یہاں تک بیان کیا کہ قرآن شریف آخر زمانہ میں امت محمدیہ میں ایک نبی کے آنے کی خبر دیتا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی موعود نبی ہیں۔ انھوں نے لکھا کہ گزشتہ انبیاء نے آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظہور کی خبر دی اور وہ نبی آخر الزماں یہی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ انھوں نے لکھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور قرآن سے ان کا نبی اور رسول ہونا ثابت ہے۔

ریویو کے مضامین کو پڑھو جو مولوی محمد علی صاحب نے اپنے قلم سے لکھ کر شائع کئے ہیں۔ ان میں وہ نہایت ہی یقینی طور پر حضرت مرزا صاحب کو انبیاء کے گروہ میں شامل کرتے ہیں اور نبی ہونے میں ان کو تمام دوسرے انبیاء کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نبوت آپ کو براہ راست نہیں ملی بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہوئی لیکن جو نبوت حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی اس کو وہ وہی نبوت ٹھہراتے ہیں جو حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو ملی۔ وہ حضرت مرزا صاحب کو فی الواقع نبی قرار دیتے ہیں اور حقیقی معنوں میں ان کو نبوت کا پانے والا ظاہر کرتے ہیں۔ ریویو کے صفحات میں انھوں نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے ظاہر ہو کہ جو نبوت حضرت مرزا صاحب کو ملی وہ ناقص نبوت ہے یا وہ حقیقی معنوں میں نبوت نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ان کو نبی کہا گیا ہے ورنہ فی الواقع وہ نبی نہیں۔

ریویو کے صفحات کو اول سے آخر تک پڑھ جاؤ تو تم یہ لکھا ہوا پاؤ گے کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ نبی ہیں۔ رسول ہیں پیغمبر ہیں اور ایسا انھوں نے اپنے دوستوں کو نہیں بلکہ مخالفوں کو بتایا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور ان کی نبوت و رسالت قرآن شریف سے ثابت ہے اور یہ کہ وہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی نبی اور رسول اور پیغمبر ہیں جیسا کہ پہلے انبیاء نبی اور رسول اور پیغمبر تھے انھوں نے ایک لفظ پر اکتفا نہیں کی بلکہ وہ تمام الفاظ جو انبیاء کے متعلق استعمال ہوتے ہیں لکھے ہیں اور ان کے کلام کے

مسلم ہی ہے جو نبی مقدس کی پیروی کرکے نبی بن سکتا ہے۔

(انگریزی رسالہ ’’احمد مسیح موعود‘‘ مؤلفہ محمد علی صاحب ایم۔ اے)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۵ مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۱۴۲) گزشتہ تاریخ (ج)

گزشتہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہمیشہ بہت سے آدمی ایسے گزرے ہیں جو ایک وقت میں ایک نیک عقیدہ رکھتے تھے اور بڑی مضبوطی کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم تھے بلکہ اس عقیدہ کو دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کرتے اور حتی الوامع اس کی تبلیغ کرتے مگر بعد میں ایک ایسا وقت ان پر آگیا کہ وہ خود اس عقیدہ سے منحرف ہوگئے اور پھر جیسا کہ وہ اس عقیدہ کی تبلیغ میں کوشش کرتے تھے دوسرے وقت میں اسی عقیدہ کی تردید میں زور لگانا شروع کر دیا ایسی مثالوں کی تلاش کے لئے تاریخ کے صفحات کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی زمانہ میں ایسی مثالیں کافی تعداد میں مل سکتی ہیں بلکہ میں سخت افسوس اور رنج کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ایسے واقعات کی ایک افسوسناک مثال مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اپنی ذات میں دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔

یہ وہ صاحب ہیں جو کئی سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر رہے اور اس رسالہ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بطور نبی کے پیش کیا ان کو نبی رسول پیغمبر کے ناموں سے برابر پکارتے رہے۔ قرآن شریف کی آیات کی رو سے ان کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا۔ کھلے الفاظ میں کہا کہ اس امت کے کسی اور فرد سے ان کو مشابہت دینا سخت نادانی اور جہالت ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ حضرت ابو بکر و عمر سے مشابہت دینا بھی سخت غلطی ہے کیونکہ یہ بزرگ نبی نہیں تھے اور حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کو اس امت کے دیگر بزرگوں سے الگ کرکے ان کو انبیاء و رسل کے گروہ میں شامل کرتے رہے بلکہ

(۱۴۴) اظہر من الشمس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی نبوت اظہر من الشمس ہے اور آپ لوگوں پر کافی حجت ہو چکی ہے لیکن اگر کوئی ڈھٹائی سے انکار کرتا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذاتی واقعہ عرض ہے۔ اگست ۱۹۲۰ء شملہ کا ذکر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بندہ نے حضرت اقدس (مرزا صاحب) کی چند عبارتیں دعویٰ نبوت کے متعلق پیش کیں۔ اور ایک مجمع کی موجودگی میں پیش کیں اور ان کا حل چاہا۔ کچھ دیر تو مولوی (محمد علی) صاحب محکمات اور متشابہات کے طور پر ان عبارتوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن دیکھا کہ یہ اس طرح حل نہیں ہوتیں تو جلال میں آکر فرمانے لگے اگر حضرت (مرزا) صاحب کی تحریروں سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نبی اللہ ہیں تو میں ان کو چھوڑ دوں گا۔ اور مسیح موعود یا مجدد بھی نہیں مانوں گا۔

سبحان اللہ کیا عمدہ ایمان ہے بجائے اس کے کہ فرماتے۔ اگر ثابت ہو جائے تو میں مان لوں گا فرماتے ہیں۔ نبوت ثابت ہونے پر مسیح موعود اور مجدد ماننے سے بھی انکار کر دوں گا۔ پس آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو کسی بات کے ثابت ہونے پر بھی ایمان کی نسبت کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۳ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۱۴۵) محسن کشی

اسی قسم کے لوگ ہمارے اندر سے پیدا ہو گئے ہیں اور محسن کشوں کی جماعت ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے کہ اس نے خود ہی محسن کشی نہیں کی اور اپنے محسن کے نام کو خود ہی ترک نہیں کیا بلکہ یہ بھی کوشش کی ہے کہ اس کی تعلیم کو دنیا کے پردہ سے مٹا دیں۔ چنانچہ آج ہی ایک خط ماریشس سے آیا ہے جو ایک احمدی نے بھیجا

پڑھنے سے پڑھنے والے کو ذرا بھی شک باقی نہیں رہتا کہ ان مضامین کا لکھنے والا حضرت مسیح موعود کو ایسا ہی نبی قرار دیتا ہے جیسا کہ دوسرے انبیاء نبی ہیں۔ کھلے الفاظ اور صریح عبارات میں انہوں نے ناظرین کے سامنے حضرت مسیح موعود کو بطور نبی کے پیش کیا ہے کسی قسم کی شرط یا توجیہ ساتھ نہیں لگائی اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا جس سے یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت ایسی نبوت نہ تھی جیسے دوسرے انبیاء کی بلکہ ان کا لفظ لفظ یہ بتاتا اور ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت بعینہ وہی نبوت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ملی بلکہ انہوں نے تو یہاں تک ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ایسی ہی ہے جیسی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت۔

(شیر علی صاحب قادیانی کا مذاکرہ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ مباحثہ پر تبصرہ)

۱۴۳۔ بری بات

محض عقیدہ کی تبدیلی کوئی بری بات نہیں۔ بری یہ بات ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی کرنے کے باوجود کہا جائے اور اصرار کیا جائے کہ تبدیلی نہیں کی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب اسی پوزیشن میں ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں رکھتے تھے وہی اب تک رکھتے ہیں ان میں انہوں نے سرمو فرق نہیں کیا لیکن ہم کہتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اندر ہی اندر اور خلافت ثانیہ کے دور میں کھلم کھلا انہوں نے اپنے عقائد بدل دیئے اور ان میں زمین و آسمان کا فرق آ گیا۔ اور اس کے ثبوت میں متعدد مثالیں دی جا چکی ہیں لیکن مولوی (محمد علی) صاحب کو چونکہ [illegible] بری بات سے [illegible] ہے وہی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر [illegible] مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۹ء)

مریدی کاموں کا حرج ہوتا تھا۔ مگر اب جماعت کو مشکور ہونا چاہیئے کہ حضرت نواب محمد علی صاحب دام اقبالہٗ نے اپنا نائب دائرہ صدر انجمن کو مرحمت فرمایا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۲ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۵ء)

(۱۴۸) خائن اور بددیانت

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نور الدین صاحب) نے تادم وفات جناب مولوی محمد علی کو ترجمۃ القرآن لکھوایا اور مولوی صاحب بحیثیت ملازم صدر انجمن مبلغ دو صد روپے ماہوار خزانہ انجمن سے بطور تنخواہ وصول کر کے اس کا انگریزی ترجمہ کرتے رہے مگر جوں ہی حضرت نور الدین اعظم نے وفات پائی جناب مولوی صاحب نے ایبٹ آباد میں تکمیل ترجمہ کے بہانے پر صدر انجمن احمدیہ قادیان) کے خزانہ سے ایک ہزار روپیہ پیشگی وصول کیا۔ ہزاروں روپے کی قیمتی کتب قومی لائبریری سے لیں اور صدر انجمن کا ٹائپ رائٹر ساتھ لے کر لاہور پہنچ وہاں اعلان کر دیا کہ یہ سب کچھ میرا ہے اور پھر حضرت نور الدین کے ترجمۃ القرآن میں تصرف کر کے احمدیت کے مخصوص مسائل نکال دیئے اور بد دیانتی و خیانت پر مہر کر دی اور لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون کی پرواہ نہ کی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یحب الخائنین یعنی خائن اور بددیانت خدا کا محبوب نہیں بن سکتا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۴۹ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۱ء)

(۱۴۹) ذلیل سے ذلیل (ج)

ایسی کارروائی یوں علانیہ طور پر علیٰ رؤس الاشہاد تو ایک ذلیل سے ذلیل اور رذیل سے رذیل طبقہ اور اخلاق کا انسان بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کا پریذیڈنٹ (مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) جو امیر قوم بھی کہلاتا ہے اس کا مرتکب ہو اور اس میں قطعاً شرم محسوس نہ کرے۔

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ تحریرات کے متعلق جواب ص ۲۴ پر لکھا)

ہے۔ مسٹر نوردیا ان کا نام ہے۔ ان کو مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا ہے کہ "مجھے مولوی غلام محمد کے ماریشس جانے کی خوشی ہے لیکن آپ ان کو سمجھا دیں کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں کہ مسیح موعود مجدد نہیں بلکہ نبی تھے اور اسی لئے ان کے منکر تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ان دو عقیدوں سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ پس وہاں ان کو شروع ہی سے طمانیت کرنا چاہئے"

(احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈ بل نمبر ۱۱ و ۲۲ مشمولہ التبلیغ حصہ اول)

(۱۴۶) عجب رنگ کے انسان

مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) بھی عجیب رنگ کے انسان ہیں نہ تو انہیں اپنے کسی قول کی پرواہ ہے اور نہ اپنے کسی فعل کی جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور جدھر ضرورت سمجھتے ہیں ادھر ہی ڈھل جاتے ہیں ان کے سابقہ اور موجودہ مذہبی عقائد میں جس قدر اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے اس کی حقیقت تو کئی بار ظاہر کی جا چکی ہے اور ایسی صفائی کے ساتھ ظاہر کی جا چکی ہے کہ خود مولوی صاحب موصوف کو بھی کہنا پڑا کہ

میری یا زید بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۳۲ صفحہ ۵ ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء)

(۱۴۷) ناحق ناروا

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب یہاں سے (قادیان سے) جاتے وقت کئی ہزار کی لاگت کا ترجمۂ قرآن اور صدہا روپے کا کتب خانہ بالکل ناحق ناروا لے گئے اور باوجود ادھر کے واجبی مطالبات کے بالکل چپ لگا بیٹھے۔ ان کے ساتھ ہی ساڑھے تین پونے چار سو روپے کا نیا ٹائپ رائٹر بھی انہوں نے تاحال ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔ جس کی عدم موجودگی سے سلسلہ عالیہ کے بعض

یا تو وہ رائے عامہ کے مخالف ہو جانے سے ڈر گئے یا پھر دنیا میں اپنی فضیلت علمیت کا سکہ بٹھانے اور خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔ بہرکیف جو بھی وجہ ہو اس سے مولوی صاحب کی پرلے درجہ کی علمی بددیانتی اور ایمانی کمزوری ظاہر ہے جنہوں نے ذاتی نمود یا چند سکوں کی خاطر کہ مبادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور لٹریچر کا ذکر کرنے سے تفسیر بکنے سے رہ جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں پیش نہ کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۴۷ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۱ء)

(۱۵۲) ایک طرف دوسری طرف

ایک طرف تو خطبوں میں، تقریروں میں، تحریروں میں آئے دن یہ رونا رویا جاتا ہے کہ آمد کم ہو گئی۔ کام چلانا مشکل ہو گیا ترقی کے بجائے تنزل ہو رہا ہے جو کچھ دے سکتے ہو دو اور ایک سوالی کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ پھیرو لیکن دوسری طرف اسی مرصیق لموزی جیسے خوش نما مقام پر عالی شان کوٹھی تیار کی جاتی ہے جس پر ہزارہا روپیہ پانی کی طرح بہادیا جاتا ہے اور جب روپیہ کے متعلق سوال ہوتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ میری تصنیفات کی آمدنی ہے اور اپنی دیدہ ریزی سے میں نے جو کچھ کمایا وہ اس پر صرف کیا۔ ..

معلوم ہوتا ہے مولوی (محمد علی) صاحب ایک طرف تو روز بروز ترقی کی بجائے تنزل کی طرف قدم اٹھنے کی وجہ سے اور دوسری طرف اپنے دوستوں کی طرف سے اس تنزل کا سارا الزام اپنے اوپر عائد ہونے کے باعث گھبرا گئے ہیں اور ان کی گھبراہٹ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ امارت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہیں چنانچہ اسی خطبہ جمعہ میں انھوں نے اعلان کر دیا ہے کہ

"اگر جماعت اس پر خوش نہیں تو وہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کر سکتی ہے اور میں خوشی سے اس منصب سے علیحدہ ہونے کے لئے تیار ہوں"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۶۹ مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۱۵۰) عبرتناک حالت (۲)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ طریق خطاب وجواب۔ یہ طرز کلام۔ گالیاں تمسخر اور استہزاء۔ ان کی موجودہ دینی یا اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کرتا ہے میں اس کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر مولوی صاحب کے پاس اصل سوال کا ایک ذرہ بھر بھی جواب موجود ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس نہایت گندے۔ نہایت کمینے اور پرلے درجہ کے ذلیل اور ذلیل طریقہ سے کام لیتے۔ پس ان کا اس گندگی کی طرف جھکنا انہیں درحقیقت مضطر اور مجبور ثابت کر رہا ہے اور ان کی یہ اضطراری حالت اور بے چارگی ایک طرح سے انہیں معذور ثابت کرتی ہے اور ان کی موجودہ [illegible] کی خطرناک حالت کا نقشہ پیش کر کے عبرت دلاتی ہے پس بجائے اس کے کہ ہم انہیں ان کی گالیوں کا جواب دیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس گندی ناپاک اور عبرتناک حالت سے اور ان ظلمات سے نکالے اور از سر نو انہیں آنکھیں بخشے۔

(محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص)

(۱۵۱) روحانی حلاوت

اب ہم دوسرے حصہ تفسیر کو لیتے ہیں اس میں جہاں جہاں روحانی حلاوت پا
جاتی ہے۔ وہ صرف وہی حصہ ہے جہاں مولوی (محمد علی) صاحب نے حضرت مسیح موعو
علیہ السلام (مرزا صاحب) کے بیان فرمودہ معانی اور تفسیر کو نقل کر دیا ہے اور اگر و
ایسا نہ کرتے تو بلاریب تفسیر زیر بحث دیگر عام تفاسیر کی مانند محض روکھی پھیکی اور کئی با
کا مجموعہ بن کر رہ جاتی۔ لیکن ان تمام مقامات میں کہیں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعو
علیہ السلام کی کتب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ان کا ایسا کرنا دو حال سے خالی نہیں

نام سے دنیا ناواقف تھی. . . . . وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ اس کا پاک وجود ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۲۴ء)

یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لئے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کو اسی مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷۱ مورخہ ۳۔ جنوری ۱۹۲۵ء)

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷ مورخہ ۱۱۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

قادیان میں ہمارے مقدس مقامات ہیں اور ہمارے لئے قادیان کے بعض مقامات ویسے ہی مقدس ہیں جیسا کہ ہمارے نزدیک اور دوسرے انبیاء کے ماننے والوں کے نزدیک ان انبیاء کے مقامات مقدس ہیں۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۷۶-۷۷ مورخہ ۱۱/۱۴ اپریل ۱۹۲۱ء)

یہ تو وہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود کو کشفی طور پر قرآن کریم میں دائیں طرف لکھا ہوا دکھایا گیا۔ پھر یہ وہ مقام ہے جس کی شان خدا کا مسیح اس طرح بیان فرماتا ہے "قادیان یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے" (دافع البلاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۲۹۔ جولائی ۱۹۲۰ء)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر تو ارض قادیان فخر عجم ہے

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷ مورخہ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

فصل ۱۶ سولھویں

قادیانیوں کی جماعت قادیان

(۱) قادیان

قادیان کیا ہے۔ وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کے مطابق "خدا کے رسول کا تخت گاہ" ہے۔ . . . . قادیان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ۔ دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا۔ اس میں اس نے نشوونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۳۔ دسمبر ۱۹۲۹ء)

قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی۔ اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی۔ اسکی مساجد پر نور۔ موذن کی اذان پر نور۔ اسلام کے غلبہ کی تصویر بشکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی۔ جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا۔ اس منارہ سے وہی لا الہ الا اللہ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۲-۵۳ مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء)

وہ بستی قادیان ہے جس کا نام اب زبان زد خلائق ہو رہا ہے اور مکہ کی طرح اس کے شرف کو بھی قائم کرنے کے لئے اس کے ایک ایسے مکین کو منتخب کیا کہ جس کے

کرتے نئے آنے والے لوگوں کو چونکہ اس قسم کی باتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ پھر اتنے ہجوم میں یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ شائد حاضر ہونے کا موقع نہ مل سکے اس لئے میں نے یہ بات یاد دلا دی ہے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۱ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۳) حرم میں شعائر اللہ

ہمارے جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی سے بتا دیا تھا کہ دینی اغراض کے لئے قادیان میں اس موقعہ پر اس کثرت سے لوگ آیا کریں گے کہ ان کے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہوگا۔ قادیان کی زمین حرم کا نام پائے گی۔........

پس ہمارا جلسہ شعائر اللہ ہے بلکہ ہر آنے والا شعائر اللہ ہے اور من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی عظمت کرتا ہے وہ اپنے تقویٰ کا ثبوت دیتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۷۲ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(۴) وہاں

ہاں ہاں مجھے وہاں جانا ہے جہاں وہ مسجد مبارک مسجد ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے مبارک و مبارک۔ کل امر یجعل فیہا مبارک فرمایا۔ پھر وہ مسجد ہے جو منارۃ المسیح کی حامل اور اپنی عظمت و برکت کے لحاظ سے بیت المقدس و بیت العتیق کی مساجد میں شامل ہے۔ جہاں وہ مقبرہ بہشتی ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ انزل فیہا کل رحمۃ۔ مر کے تو خدا جانے کہاں دفن ہوگا۔ مجھے جیتے جی اس بہشت بریں سے ہو آنے دو جو خدا کے مسیح کا شہر۔ خدا کے مسیح کا گھر۔ خدا کے مسیح کا آرام گاہ ہے۔ میں جاؤں گا اور

اے قادیاں اے قادیاں — تیری فضا سے نور کو
دیتی ہے ہر دم روشنی — جو دیدہ ہائے حور کو
ہیں قبلہ و کعبہ کہوں — یا سجدہ گاہ قدسیاں
اے تخت گاہ مرسلاں
اے قادیاں اے قادیاں

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء)

سنو میرے یارو چلو قادیاں کو — قبائل کو چھوڑو چلو قادیاں کو
بہت سو رہے اٹھو چلو قادیاں کو — نبی آگیا تو چلو قادیاں کو
چلو قادیاں کو چلو قادیاں کو

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۴ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء)

(۲) شعائر اللہ

پھر شعائر اللہ کی زیارت بھی ضروری ہے یہاں (قادیان میں) کئی ایک شعائر اللہ ہیں مثلاً یہی علاقہ جہاں جلسہ ہو رہا ہے۔ ……

اسی طرح شعائر اللہ میں مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائر اللہ سمجھ کر جانا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ ان کے برکات سے مستفیض کرے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۰ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

اسی طرح ایک زندہ نشان حضرت ام المومنین (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اہلیہ) ہیں صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب آتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی امہات المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے اور ان کی دعاؤں کے مستحق بنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں اور پھر بعد میں بھی کئی لوگ حضرت ام المومنین (مرزا صاحب کی اہلیہ) کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعا کی درخواست

وہ مبارک ایام اور وہ یمن و سعادت سے لبریز گھڑیاں جو خدا تعالےٰ کے فرستادہ نے منشائے ایزدی کے ماتحت اپنی جماعت کی روحانی تربیت اور روحانی ترقی کے لئے مقرر فرمائی تھیں۔ بالکل سر پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کی سلامتی اور خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے بار بار قادیان آنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کے لئے بتاکید ارشاد فرمایا ہے لیکن وہ لوگ جو بشری کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث دوران سال میں اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ انھیں جلسہ سالانہ کے موقع کو ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کرنا چاہیئے اور اگر ان کے نزدیک ایمان و روحانیت کی کوئی بھی قدر و قیمت ہے تو انھیں ہر قیمت ادا کرکے جلسہ میں شامل ہونا چاہیئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۶) قادیان کا قیام

خدا تعالےٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو برکات اور فیوض یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔ پھر جس کثرت سے حضرت مسیح موعود کے صحابہ یہاں موجود ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں اس لئے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے انسان کا دل جس طرح صیقل ہوتا ہے اور جس طرح اُسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اس طرح کسی جگہ کے لوگوں کے ملنے سے نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے اُن کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔

(انوار خلافت مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۱۱۷)

اللہ تعالےٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پہ دار الامان کا خطاب بخشا ہے چنانچہ فرمایا ہے ومن دخلہ کان اٰمنا . . . .

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے قادیان دار الامان اس نئی دنیا کا تقدیر الٰہی میں مرکز

ضرور جاؤں گا۔ کیونکہ خدا۔ ابراہیم کے خدا۔ یعقوب کے خدا۔ موسیٰ کے خدا۔ عیسیٰ کے خدا۔ محمدؐ کے خدا۔ میرے مرزا کے خدا نے اس مقام کو برکت دی۔ برکت ہی نہیں دی بلکہ ہمیشہ کے لئے اسے دارالامان ٹھہرایا۔ اسے بیت المقدس کا قائم مقام بنایا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۲۸ مورخہ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۵) دعوت قادیان (ج)

اس زمانہ کے مرسل و مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا صاحب) نے اپنی جماعت کے لوگوں کو قادیان بار بار آنے کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں آکر انسان ہر آن خدا تعالےٰ کے زندہ نشانات کا مشاہدہ کرکے اپنے ایمان کو تازہ کر سکتا ہے بعض مقامات خدا تعالےٰ کے جلال وجمال کی تجلی گاہ ہونے کی وجہ سے اپنے اندر ایسی ایمان پرور اور بصیرت افروز تاثیرات رکھتے ہیں جن کی وجہ سے انھیں دنیا کی دیگر بستیوں پر ایک نمایاں فضیلت اور شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کوہ طور مادی طور پر دنیا کے دوسرے پہاڑوں سے کسی طرح بھی افضل نہیں۔ بیت المقدس دنیا کے دیگر مقامات کی طرح ایک مقام ہے۔ کہ ایک غیر آباد خطہ میں پتھر کی چند ایک عمارتوں کا مجموعہ ہے۔ مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان مقامات کو خدا تعالےٰ کے محبوب اور برگزیدہ انسانوں سے انتساب کی وجہ سے ایک خاص شرف اور بزرگی حاصل ہے۔

اسی طرح قادیان بھی خدا تعالےٰ کی تازہ تجلیات کی مورد اور اس کے مقدس رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادیان وہ مقام ہے جسے اس دہریت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں حفاظت واشاعت اسلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے دنیا کا مرکز قرار دیا۔

اس اعلان کے ذریعہ سے عہدہ داران جماعت کو تاکید کی جاتی ہے کہ حضور کی اس ہدایت کی پورے طور پر اشاعت کریں کہ کوئی دوست مقامی عہدہ داروں کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر قادیان میں ہجرت کر کے نہ آئے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۳۶ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فیصلہ ہے کہ باہر کی جماعتوں میں سے کوئی احمدی دوست بلا اجازتِ مرکز۔ ہجرت کی غرض سے قادیان نہ آئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقامی جماعتوں نے حضور کی اس ہدایت کی اشاعت پورے طور پر احباب کے اندر نہیں کی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ بہت سے دوست بغیر اجازت مختلف جگہوں سے مرکز میں ہجرت کی غرض سے آتے۔

اب اس اعلان کے ذریعہ پھر عہدہ داران جماعت کو تاکید کی جاتی ہے کہ حضور کی اس ہدایت کی پورے طور پر اشاعت کریں کہ کوئی دوست مقامی عہدہ داروں کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر قادیان میں ہجرت کر کے نہ آئے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۳۶ء)

ہر احمدی کو نوٹ کر لینا چاہئے کہ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ فیصلہ ہے کہ کوئی دوست مرکز کی اجازت کے بغیر قادیان میں ہجرت نہ کریں۔ اس لئے جو صاحب ہجرت کی نیت رکھتے ہوں وہ اپنے مقامی عہدہ داروں کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کر لیں۔

اگر کوئی دوست اس کی خلاف ورزی کریں گے تو اغلب ہے کہ ان کو ان کی منشاء کے خلاف مرکز سے واپس جانے کے لئے کہا جائے جس سے مالی نقصان کے علاوہ ان کے احساسات کو بھی ٹھیس لگے گی اسی لئے میں ہر دوست سے

قرار پا چکا ہے۔ اس لئے مخلص احمدیوں کو چاہئے کہ اس کی برکات روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لئے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لئے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان کا مضمون تحریک ہجرت مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۔ نمبر ۱۲ مورخہ ۔ مئی ۱۹۳۱ء)

ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جلسہ کے بغیر بھی دوستوں کو قادیان آتے رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جو بار بار قادیان نہیں آتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ ادھر یہاں کی بود وباش کو آپ نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس احباب کو چاہئے کہ قادیان کو زندگی میں وطن بنانے اور مرکر مدفن بنانے کی کوشش کریں۔ اسی کے ماتحت میں نے ایک تحریک کی ہے کہ مکانات بنوانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شامل ہونے والوں کے لئے پچیس روپیہ کا ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ دوست اس کمیٹی میں شریک ہوں حصہ ڈالیں اور یہاں مکان بنوائیں۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸۱ مورخہ ۔ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۷) بلا اجازت (ج)

خدا کے مسیح (مرزا صاحب) نے قادیان کو مرکز قرار دیا اور بابرکت مقام اور مرجع الخلائق قرار دیا اور فرمایا ؂

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

پھر یہاں تک فرمایا کہ جو ہجرت کر کے قادیان آنے کی نیت نہیں رکھتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۸ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب) کا فیصلہ ہے کہ باہر کی جماعتوں میں سے کوئی احمدی دوست بلا اجازت مرکز ہجرت کی غرض سے قادیان نہ آئے۔

(۱۰) ابوہریرہ اور حسان

لوگوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ حافظ معین الدین مرحوم۔ حافظ حامد علی مرحوم۔ بابا روڑا مرحوم وغیرہ دنیا میں کیا کام کر گئے اور ہمارے سلسلہ کی کس قدر انھوں نے خدمت کی ہے دنیا کو اُن کی کچھ خبر نہیں وجہ یہ کہ اخباروں میں ان کا کچھ ذکر نہیں آیا اسی طرح اگر ابوہریرہ اور حسان بھی اس زمانہ میں ہوتے تو ان کا بھی یہی حال ہوتا۔

(بابا روڑا) حضرت (مرزا) صاحب سے اکثر درخواست کیا کرتے تھے کہ حضور کبھی کپور تھلہ تشریف لائیں۔ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب یوں ہی بغیر اطلاع کپور تھلہ کو چل پڑے۔ حضور (مرزا صاحب) کے ساتھ یکہ میں ایک سخت مخالف بیٹھا ہوا تھا اُس نے بابا روڑا سے جاکر کہا جا تیرا مرزا آرہا ہے۔ اب بابا مرحوم کو اس کا اعتبار نہ آئے کہ اس قدر عظیم الشان شخص کس طرح کپور تھلہ آسکتا ہے۔ دوسری طرف محبت ان کو کھینچے لئے جائے کہ شاید حضور تشریف لے آئے ہوں۔ چنانچہ انھوں نے اس مخالف کو سخت گالیاں نکالنی شروع کردیں کہ تو جھوٹ بکتا ہے اور ننگے سر اور ننگے پیر بھاگ پڑے کہ شاید تشریف لائے ہوں۔ مگر تھوڑی دور جاکر پھر کھڑے ہوگئے۔ اور اس کو گالیاں نکالنی شروع کردیں۔ مگر پھر محبت نے کھینچا اور یکہ خانہ کی طرف بھاگے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۵ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۲۰ء)

(۱۱) جناب الٰہی سے پکوڑے کی ممانعت (ج)

جب ہم بٹالہ (ضلع گورداسپور) پہنچے تو مولوی (شیر علی) صاحب نے فرمایا کہ بازار سے پکوڑے روٹی کے ساتھ کھانے کے لئے لے لیں۔ میں نے عرض کی کہ مجھے تو ضرورت نہیں (میں چنے یعنی نخود کی چیز نہیں کھایا کرتا تھا۔ اب تک بھی نہیں کھاتا)۔ مولوی صاحب کے لئے ایک پیسہ کے پکوڑے لے لئے۔ میں اور مولوی صاحب یکہ پر ہی سوار تھے۔ اس وقت ایک شخص نے مجھے تین روپے دئے کہ فلاں شخص کو لاہور میں دے دینا۔

توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس امر کی پوری پابندی کر کے مرکز کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔
(ناظر امور عامہ)۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۷۲ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۸) مرزا صاحب کے صحابہ

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے ملنا چاہئے کئی ایسے ہونگے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود خدا تعالےٰ نے کی ہے۔ ان سے خاص طور پر ملنا چاہیئے۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸ مورخہ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۹) انبیاء کے خاص اصحاب (ج)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب (سنوری) مرحوم سابقون اولون میں سے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کو ایک غیر معمولی عشق تھا۔۔۔۔ جب وہ پہلے پہل حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی عمر قریباً اٹھارہ سال کی تھی۔ اور اس کے بعد آخری لمحہ تک ایسے روز افزوں اخلاص اور وفاداری کے ساتھ مرحوم نے اس تعلق کو نبھایا کہ جو صرف انبیاء کے خاص اصحاب ہی کی شان ہے۔ ایسے لوگ جماعت کے لئے موجب برکت اور رحمت ہوتے ہیں۔ اور ان کی وفات ایسا قومی نقصان ہوتی ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی۔ ۔۔۔۔۔۔۔ وفات مرض فالج سے ہوئی۔ جس میں مرحوم نے تیرہ دن بہت تکلیف سے کاٹے۔ فالج کا اثر زبان پر بھی تھا۔ اور طاقت گویائی نہیں رہی تھی۔ مگر ہوش قائم تھے۔

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۰ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

* * *

(۱۳) اینٹوں میں فرق

پس قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام، بیت المقدس یا مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی جتنی ایک کروڑ پتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور قادیان کے وقار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۰ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۴) احمدی محلے

میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کا جو مطالبہ کر رہا ہوں اس کے لئے پہلے قادیان والوں کو لیتا ہوں۔ یہاں کے احمدی محلوں میں جو اونچے نیچے گڑھے پائے جاتے ہیں گلیاں صاف نہیں، نالیاں گندی رہتی ہیں۔ بلکہ بعض جگہ نالیاں موجود ہی نہیں ان کا انتظام کریں۔ وہ جو اور سیر ہیں وہ سر دے کریں اور جہاں جہاں گندہ پانی جمع رہتا ہے اور جو ارد گرد بسنے والے دس بیس کو بیمار کرنے کا موجب بنتا ہے اسے نکالنے کی کوشش کریں اور ایک ایک دن مقرر کر کے سب مل کر محلوں کو درست کر لیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۵) قادیان کی زندگی

بعض لوگ پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور پانچوں وقت ہی قطار باندھ کر

میں اس وقت یکہ پر ہی سوار روٹی کھاتا رہا۔ مولوی صاحب نے بھی وہیں روٹی کھائی۔ مگر ایک روٹی اور دیا۔ پکوڑا میری طرف کیا کہ یہ آپ کھالیں۔ میں نے مولوی صاحب کو فرشتہ سمجھ کر آپ کا دیا ہوا پکوڑا اور روٹی لے لی اور کھانا شروع کیا۔ میں نے سوچا کہ روٹی کھالوں اور پکوڑا پھینک دوں کیونکہ مجھے اس کی جناب الٰہی سے ممانعت تھی مگر میں نے سمجھا کہ مولوی صاحب نے پکوڑے کھائے ہیں ان کی تقلید میں اور تبرک بناکر کھالیتا ہوں۔ پکوڑے کا کھانا تھا کہ میرے حواس خطا ہوگئے اور وہ تین روپے جو کسی شخص نے بٹالہ میں لاہور کے لئے دئے تھے وہ اس یکہ پر ہی گر گئے ۔ ....

جب میں سونے لگا تو یہ شعر میری زبان سے جاری ہوا ۔

مہمان کو وہ اپنے ساتھ لایا پر جیتے جی کچھ نہ اس کو بھایا

اس سے بھی میں نے طرز کلام سے سمجھا کہ اللہ تعالےٰ بوجہ اس پکوڑے کھانے کے مجھ سے ناراض ہوگیا ہے۔

(میر مہدی حسین صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳۹ نمبر ۵ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

(۱۲) مسیح قدنی اور قادیان

مرے پیارے مسیح قدنی جہاں میں تو اک نشان رہے گا۔
مٹیں گے تجھ کو مٹانے والے تو نقش حق جاوداں رہیگا
یہ قادیاں ہے نبی کی بستی یہ تخت گاہِ رسول حق ہے
خدائے قادر کا ہے یہ وعدہ یہ بلدہ دارالاماں رہیگا
ہزاروں آئیں عذاب دنیا میں لاکھوں برباد شہر بھی ہوں
مگر یقینا یہ شہر احمد نبی بہ حفظ و اماں رہے گا

(غلام رسول صاحب راجیکی قادیانی کی نظم مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۹
مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۳۵ء)

بعض اوقات میں نے دیکھا ہے۔ بیعت ہونے لگتی ہے........

قرآن کریم میں صراحت ہے کہ بیعت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں........ پھر بیعت کے وقت بعض دوست پیٹھ کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکال لیتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ بیعت کا نظارہ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک ماہی گیر جال کے اندر ہاتھ ڈالکر مچھلی نکال رہا ہے۔

پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ وہ خیال کر سکے جب میں رقعہ بھیجوں گا تو ممکن ہے کوئی ضروری کام کر رہے ہوں اور اس میں حرج ہو۔ جو بھی رقعہ لے کر آئے گا مجھے کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ رقعہ لینا پڑے گا اور اس طرح کام کا حرج ہوگا اور وقت ضائع ہوگا مگر یہ کیفیت کبھی کبھی پیش آئے تو خیر۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ سارا سارا دن بچوں کے ہاتھ رقعوں پر رقعے چلے آتے ہیں........ رقعے لینے کے لئے مجھے ۲۰۔۳۰ بار اٹھنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کچھ لکھنے بیٹھتا ہوں۔ دو سطریں لکھی ہیں۔ کھٹ کھٹ ہوئی۔ اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک بچے نے رقعہ دے دیا کہ فلاں صاحب نے دیا ہے پھر دروازہ بند کر کے بیٹھا اور دو سطریں لکھا کہ پھر کسی نے آکر کھٹ کھٹانا شروع کر دیا اور لاکر رقعہ دے دیا۔ ایسے رقعوں کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ ان میں سے (۹۹) فی صدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے فوری طور پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی....... (۹۹) فی صدی بھی نہیں۔ ہزار میں سے (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں اور ان میں سے شاید ایک ایسا ہو جس کے متعلق کہا جا سکے کہ جائز طور پر بھیجا گیا ہے۔ ان میں فی ہزار (۹۹۹) ایسے ہوتے ہیں جن میں دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ان کو بھلا بکس میں کیوں نہیں ڈالا جا سکتا۔

مشایعت یا استقبال صحابہ سے ثابت ہے یہ چیزیں محبت اور بعض حالات میں قومی وقار کو بڑھانے والی ہیں۔ لیکن جب کوئی مبلغ آتا جاتا۔ یا باہر جاتا آتا ہون

مصافحہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مصافحہ کے معنی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے آئے یا باہر جائے۔ یا دیر سے ملے تو مصافحہ کر لیا جائے لیکن روزانہ ہی پانچ بار بے تحاشہ مصافحہ کرتے چلے جانا بے معنی بات ہے۔ یہ طریقہ نہ سنت سے ثابت ہے اور نہ عقل سے یہ محض وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

منہ سے السلام علیکم کہنا ہی مسنون ہے۔ مگر یہ مصافحہ سوائے ضیاع وقت کے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر اس میں بعض دفعہ روشناس کرنے والی بات بھی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں۔ اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ہم نے تو بزرگوں سے یہ سنا ہے کہ بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عجیب بات ہے۔

اسی طرح میں نے کئی دوستوں کو دیکھا ہے اور توجہ بھی دلائی ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیگر فنون کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا...... جتنے لوگ دماغی کام کرنے والے ہوتے ہیں اُن کی اعصابی حس بہت تیز ہوتی ہے.....

..... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے......... وہ تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں۔ مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے۔ چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔

کے مارے لوگ (قادیانی صاحبان) آجاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی دوسرا درس دے تو اُستاد طلبا کو روکتے ہیں کہ چلو کھیلو جس سے معلوم ہوا کہ میرے درس میں بھی وہ خدا کیلئے نہیں بلکہ میرے منہ کے لئے آتے ہیں۔ لیکن ایسے عمل سے فائدہ کیا ہو سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۵۷ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

● (۱۸) ولیمہ کا لطیفہ

جناب خلیفہ قادیان کے بڑے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خبر سے قارئین کرام واقف ہوں گے۔ ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ برات نہایت دھوم دھام سے مالیر کوٹلہ گئی۔ واپسی پر دولہا دلہن کا قادیان میں شاہانہ استقبال ہوا اور بہت بڑا جشن منایا گیا۔ اس کے دو تین روز بعد جناب خلیفہ صاحب نے دعوت ولیمہ دی جس میں صرف منتخب اصحاب مدعو تھے۔ موصوف کے دوسرے "مریدان باصفا" کو یہ بات پسند نہ آئی انھوں نے سوچا کہ پیر صاحب تو کیا بلائیں گے ہم خود ہی چلیں۔ چنانچہ عین اُس وقت جب کہ خلیفہ صاحب کے نئے "قصر خلافت" یعنی کوٹھی "دار الحمد" میں دستر خوان بچھنے والا تھا سیکڑوں بن بلائے مہمان آدھمکے۔ اس طرح خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کو نہایت پریشانی اور بے لطفی ہوئی۔ ان بن بلائے مہمانوں کی بدتمیزی کا ذکر جناب خلیفہ صاحب نے ۱۰ اگست کے خطبہ جمعہ میں نہایت تفصیل سے کیا ہے جس سے قادیانیوں کے اخلاق۔ خودداری اور تنظیم پر کافی روشنی پڑتی ہے اگر کبھی فرصت ملی تو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۵۳ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۴ء)

لیکن خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ایک نہایت قابل قدر بات ارشاد فرمائی جس کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں ارشاد ہوا کہ بعض لوگ طبعی طور پر محبت کے جذبات کے ماتحت یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں میں ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں لیکن ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے جب عقل کا قبضہ

تو ہمیشہ ایسے موقع پر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح کی طرف منتظم توجہ نہیں کرتے۔ رستہ ایسا تنگ بناتے ہیں کہ دھکے پر دھکے پڑتے ہیں۔ مثلاً کل ہی جب میں آیا تو ہزار کے قریب لوگ ہوں گے اور یہاں کونسا ایسا خطرہ ہے کہ کوئی شخص بم یا گولی نہ چلا دے مگر پھر بھی انتظامی لحاظ سے ایسی گھبراہٹ ٹپکتی تھی جو مضحکہ خیز تھی۔ میں نے دیکھا کہ انتظام کرنے والے لوگوں کے ساتھ درشتی سے پیش آتے تھے جس طرح مجسٹریٹ مجرم سے پیش آتا ہے وہ سینہ سے سینہ ملا کر کھڑے تھے۔ رستہ کسی کو دیتے نہ تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دھکے پڑتے تھے اور مجھے بھی ساتھ ہی تکلیف ہوتی تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنی گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے مثلاً کل میں نے دیکھا کہ بعض تنگ گلی میں سے گزرتے ہوئے مجھ سے بھی آگے بڑھ جاتے اور پھر بھی منتظم ان پر بنستے حالانکہ اس کی وجہ جگہ کی تنگی ہے........ پھر مجبور کیا جاتا ہے کہ ایک ایک کر کے گزرو........ اگر تین تین چار چار آتے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ان میں کون سے ایسے لوگ آجائیں گے کہ جو نہ پہچانے جا سکیں۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۱ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۲۴ء ملخصاً)

(۱۶) نفسا نفسی (ج)

بس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک شخص کی لڑکی فوت ہوگئی وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا۔ اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا اس لئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء)

(۱۷) افسوس کی بات (ج)

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جب میں درس دیتا ہوں تو اس وقت کو شرم

کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ جہاں تک میرا علم ہے اسٹور کے کارکن دیانت دار ہیں۔ اس کو نقل کر کے (خط میں) لکھا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا۔ جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کر دیا اور کھاتے کھاتے یہاں تک پہنچایا کہ ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے نقصان کم ہے اور سرمایہ زیادہ ہے جو زمین اسٹور کی باقی ہے وہ ایسی ہے کہ اس میں سیلاب آتا ہے یہ اس لئے کہ حصہ دار اس میں ڈوب مریں۔ پھر اس قسم کے اور لطائف لکھے ہیں اور لکھا ہے کہ کیوں نہ گھاٹا ہوتا۔ یہ لوگ اس میں سے روپیہ کھاتے رہے اور اپنے مال اور دکانیں تیار کرتے رہے۔ پھر لکھا ہے کہ گھاٹا آنے کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ جس نرخ پر اشیا خریدتے تھے اس سے زیادہ نرخ پر بیچتے تھے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ ۴۱/۴۲ مورخہ ۲۱/۲۴ نومبر ۱۹۲۲ء)

(۲۰) سوروں والا حملہ

مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلباء تعلیم پاتے ہیں انھیں کنوؤں کی مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر کے دماغ میں داخل ہونا چاہا مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انھیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو انھیں اور کوئی بات نہیں سکھائی جاتی......

میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہو گا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتلاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔

اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کرلیتی ہے۔"

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ ان بن بلائے مہمانوں کا نزول محبت کی وجہ سے تھا یا بلاؤ زردے اور روغن جوش کی اشتہا انگیز خوشبوئیں انھیں "دار الحمد" کی طرف لے آئیں۔ البتہ خلیفہ صاحب کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہیئے۔ جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کرلیتی ہے۔ کاش پیر پرست قادیانی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔

لیکن گزارش ہے کہ پیر پرستی اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں۔ مریدوں کی اندھی عقیدت و تقلید تو ایک طرف رہی۔ جناب خلیفہ صاحب کے وضع کردہ اکثر عقائد اور احکام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ مسئلہ نبوت ہی کو لے لیجیئے یا خلافت مآب کے اس جلالی فرمان پر غور کریں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہوجائے گا۔ اگر قادیانی جماعت عقل سے کام لینے لگ جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ مگر اس کی امید بہت کم ہے بہرحال کچھ ہو تو ہو۔ جناب خلیفہ صاحب نے بات عقل کی کہی جس کی ہم تعریف و تائید کرتے ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۴ء)

(۱۹) قادیانی اسٹور (ج)

جیسا کہ سب کو معلوم ہے یہاں (قادیان میں) ایک اسٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا........

میرے نام ایک خط آیا ہے.......... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے........

وہ یہ ہے کہ یہ قادیانیوں کی دیانت کا حال ہے جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے میری (یعنی میاں محمود احمد صاحب کی) رپورٹ

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ .... بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں اور بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اسکو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹ دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے اور پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔

جس طرح ہوگا تو سؤر کہا کرتا ہے۔ اگر سؤر کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کروں گا۔ پس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو وہ نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سؤر دل والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۹ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۱) مریدوں کی روک تھام

چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ (یعنی حکیم نورالدین صاحب قادیانی) نے کوئی ایسی بات کی۔ تو بعض ایسے احباب نے اس کو اپنی شان کے خلاف خیال کر کے منہ پر کہدیا کہ ہم ایسا درس نہیں سن سکتے پھر سالہا سال وہ درس قرآن میں نہ آئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسی باتوں سے وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی صحبت اور خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) کی صحبت اور دار ہجرت قادیان کو چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ اور پھر ذی وجاہت احباب و حضرات کی کوشش سے رکے۔

(کشف الاختلافات ص۱ مصنفہ سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۲۲) اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی

پس جو میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود کی جماعت و اخرین منہم کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے مریدوں کو منع کیا ہوا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی کتابیں نہ پڑھا کریں اور آپ چاہتے ہیں کہ میں اعلان کروں بلکہ حکم دوں کہ وہ ضرور آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں گر میرے نزدیک یہ شکایت بے جا ہے۔ میں نے بارہا اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہر ایک عقیدہ کو سوچ سمجھ کر قبول کریں۔ بلکہ بارہا یہ کہا ہے کہ اگر وہ کسی بات کو زید اور بکر کے کہنے سے مانتے ہیں تو گو وہ حق پر بھی ہوں تب بھی اُن سے سوال ہوگا کہ بلا سوچے اُنھوں نے ان باتوں پر کیونکر یقین کر لیا اور میرے خطبات اس پر شاہد ہیں۔ ہاں ہر شخص اس بات کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنی کتب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے گا تو خطرہ ہے کہ ابتلا میں پڑے۔

(حقیقۃ الامر ص ۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۵) قادیانی اخبار بینی (ج)

مکرمی منیجر اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم۔ آپ کا اخبار پیغام صلح......
عرصہ ایک ماہ کا ہوا پہنچا تھا۔ دوسری دفعہ دو پرچہ مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۱۸ء پے در پے پہنچے۔ خاکسار کو یہ سبز باغ کیوں دکھلایا جا رہا ہے......

....

میں آپ کے اخباروں کو بڑی عزت سے حسب نسخہ مجوزہ قبلہ میر صاحب ایڈیٹر (اخبار) فاروق (قادیان)، دیگر ان کی نذر کر کے پانی وضو کے لئے گرم کر لیا کرتا ہوں۔
آئندہ میرے نام کوئی اخبار بد شعائر جس سے نفاق کی بو آتی ہے روانہ نہ فرمایا کریں

(محمد احسن صاحب قادیانی کا خط مندرجہ اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۸ء)

(۲۶) میاں صاحب کے مریدین

میاں (محمود احمد) صاحب کے مریدین میں ایک عجیب و غریب بات جو میں نے دیکھی ہے وہ یہ کہ ان کو کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ متناقض باتیں کہہ رہے ہیں

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص۱۹۸)

(۲۳) نابالغ جماعت

میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جب کہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہ حالت ہے اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں تک اور کس حد تک ہے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو مٹا دینا چاہئے اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے تو بجائے کہ غور کریں کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے کہنے لگ جائیں گے کہ اس سے زیادہ مفید اور اچھی چیز کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے جو میلوں پر لگایا جاتا ہے۔ جب اس کا ایک سرا نیچے جاتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے۔ اگر کوئی نقص بیان کیا جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ یوں ہی مال برباد ہو رہا ہے۔ اور اگر کوئی خوبی بیان کر دی تو کہیں گے بھلا کوئی عیب ہو سکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں۔ اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں ٹھوکر کا موجب نہ ہو جاؤں۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو ایسی ہی احتیاط برتے گا۔ جب تک جماعت میں بلوغت نہ آجائے اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھے گا۔ اس جذبہ کے ماتحت میں بہت دفعہ اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۹ نمبر ۱۴۲ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۲ء)

(۲۴) مطالعہ کی روک ٹوک

مولوی (محمد علی لاہوری) صاحب! آپ شکایت فرماتے ہیں کہ میں نے د سے بعضے

ہم بالکل پُر امن ہیں کیونکہ ہم سچے مومن ہیں۔ اور مومن خصّی ہو جاتا ہے۔ ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا مگر وہ دل ہی دل میں رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء)

ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصّی کر دیا ہے۔ مگر ساری دُنیا تو خصّی نہیں۔ (خدا نخواستہ۔ المؤلف) ایسے لوگ بھی ہیں جو حکومت سے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت حکومت کو ہماری مدد کی ضرورت ہوگی ہم خواہ اس وقت اس کی مدد کریں لیکن حکومت کو اخلاقی طور پر اس وقت کس قدر شرمندگی اُٹھانی پڑے گی کہ جن کی عزتوں پر حملہ ہوتا دیکھ کر ہم خاموش رہے آج ان ہی کی مدد کا طالب ہونا پڑا۔ (لیکن بقول خود خصّی جماعت خود معذور ہے۔ المؤلف)

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۷ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۲۹) بہادری کی تمنا

جو لوگ بہادر ہوں ان سے لوگ ہمیشہ ڈرا کرتے ہیں۔ ہمارے صوبہ میں کبھی کوئی پٹھان آجائے اور اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو زمیندار اسے دیکھ کر جھٹ سے کہنے لگ جاتا ہے کہ پٹھان ہے جانے بھی دو کہیں خون نہ کر دے۔ حالانکہ ہمارے بعض پنجابی ایسے ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی پٹھان کو پکڑ لے تو اُسے ہلنے نہ دے۔ مگر اس کا رعب ہی ایسا ہوتا ہے کہ پنجابی کہنے لگ جاتے ہیں، خاں صاحب آگئے۔ اور ان کی ساری شیخیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ پس جو قوم مرنے کے لئے تیار رہو اس سے ہر قوم ڈرا کرتی ہے اسی طرح ہم بھی اگر اپنی جانیں دینے پر آمادہ ہو جائیں تو لوگ ہم سے بھی ڈرنے لگ جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۸۹ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

* * *

یا ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں بلکہ انھیں صرف اس قدر پتہ ہونا چاہیئے کہ یہ بات میاں صاحب نے لکھ دی ہے۔ پھر اس کے حسن و قبح سے اس کے موافق یا خلاف قرآن حدیث ہونے سے اس کے مطابق یا خلاف واقعات و عقل ہونے سے کوئی بحث نہیں ہوتی اسے اسی طرح مانتے چلے جاتے ہیں جس طرح میاں صاحب فرمائیں۔

(النبوۃ فی الاسلام ص۲۲۹ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری امیر جماعت لاہور)

(۲۷) نئے خوجے

اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انھیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے (جبر کی کیا ضرورت ہے۔ عاقل را اشارہ کافی است للمؤلف)

("حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" مؤلفہ خاکسار غلام احمد از قادیان المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۹ء
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص۲۸ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۲۸) خصی جماعت

میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی اشتعال انگیزی بھی ہم پر اثر نہیں کر سکتی کیونکہ ہمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے جس نے ہمیں کلیۃً جکڑ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے "سچا مومن خصی ہو جاتا ہے"۔ پس حکومت کے افسروں کو اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں

کردی جاتی ہے۔ میں سمجھ رہا ہوتا ہوں کہ شکایت کرنے والا سچ کہہ رہا ہے مگر جب میں اُسے کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت مہیا کرو تو وہ شکوہ کرنے لگ جاتا ہے کہ میری بات پر توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے میں سزا دینے کا مجاز نہیں۔ چاہے مجھے یقین ہو کہ فلاں آدمی میرے اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ باقی اگر ذرا بھی کوشش کی جائے تو اس قسم کے ثبوت مہیا کرنے مشکل نہیں ہوتے .... مگر لوگ کوشش نہیں کرتے۔

تھوڑے ہی دن ہوئے احراریوں کے ایک لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بیان کیا کہ اس کے ذریعہ قادیان کی خبریں انھیں ملتی رہتی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اپنی جماعت کی طرف سے اگر کوئی اطلاع مجھے پہنچتی ہے تو وہ خبر احاد ہوتی ہے جس پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔ سالہا سال میں نے اس شخص کے متعلق عفو سے کام لیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کیا جائے ....

پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں یقینی طور پر چند منافق موجود ہیں۔ اور مجھے ان کا پتہ ہے۔ مگر تم اُنھیں ظاہر کرو یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔ میرا یہ طریق نہیں ہے کہ میں ان کی طرف اشارہ کردوں ...... ان منافقوں کو صرف میں ہی نہیں جانتا اور بھی بیسیوں لوگ جانتے ہیں۔ کسی کو ایک منافق کا علم ہوگا۔ کسی کو دو کا۔ کسی کو زیادہ کا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی بہت تعریف کی ہے .... مگر اس مجلس کے بعد نہ تو اسی دوست نے اور نہ کسی اور نے اس بارہ میں میری مدد کی کہ اس کے خلاف ثبوت بہم پہنچاتے .... کیونکہ ایک دوست سے علٰحدگی طبعاً ناگوار گزرتی ہے۔ اس لئے انسان یہ نہیں چاہتا کہ اپنے واقف کے خلاف کوئی ثبوت مہیا کرکے اس سے بگاڑ پیدا کرے جب تک تم منافقین کے اخراج کے لئے عملی رنگ میں جدوجہد نہیں کروگے اس وقت تک اندرونی فتنہ سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور جب تک اندرونی فتنہ سے محفوظ نہیں ہوگے اس وقت تک مرض کی جڑ موجود رہے گی اور جب تک جڑ رہے گی۔

(۳۰) گناہ اور منافقت

اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں جو ناظر ہے وہ بیوقوف ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ چونکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے۔ ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آکر کہتا ہے۔ دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے۔ کوئی سننے والا ہی نہیں ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے تو شکایت کرتا ہے۔ پبلک بالکل جاہل اور احمق ہے وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے تو پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۹ مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء)

(۳۱) قادیانی منافق

میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو۔ اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔ مگر جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ ایک درجن سے زاید آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ (خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ للمؤلف) مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے انھیں سزا دوں۔ اس لئے میں خاموش رہتا ہوں۔ مگر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر ان کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کریں تاکہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں۔

بعض دفعہ بغیر کسی عدالتی ثبوت کے یوں ہی میرے پاس ایک بات بیان

انھیں غصہ نہیں آتا۔ لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔ میں متکبر نہیں اور نہ مجھے ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے مگر جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اس کے ماتحت میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں اپنی نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کر رہے ہیں اور اگر یہ توبہ نہیں کریں گے تو کسی دن کوئی ایسی ٹھوکر انھیں لگے گی جس کے نتیجہ میں ان کا سارا اخلاص جاتا رہے گا۔ آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا جہان کے تمام اعتراض ان ہی پر کھولے جاتے ہیں اور جو بات ان کے ذہن میں آتی ہے وہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آتی لیکن کسی شعبہ میں کسی پائیدار خدمت کا موقعہ انھیں نہیں ملتا۔ انھیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سلسلہ کے تمام کام تو خدا تعالیٰ مجھ سے لے لیکن میری غلطیوں سے ہمیشہ انھیں آگاہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کی تقسیمیں نہیں کیا کرتا۔ پس میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ توبہ کریں ورنہ میرے ہاتھوں یا خدا تعالیٰ کے ہاتھوں کسی دن ان پر ایسی گرفت ہوگی کہ رہا سہا ایمان ان کے ہاتھوں سے بالکل جائے گا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۴۹ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۵ء)

(۲۳) قادیانی پروپیگنڈا

لاہوری احمدیوں کے خلاف دھڑے بازی اور انھیں بدنام کرنے کے لئے ناپاک پروپیگنڈا خلیفہ صاحب (یعنی محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) سے لے کر ادنیٰ مخلص محمودی تک اس معاملہ میں ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں کہ جس طرح بھی ہو مولوی محمد علی صاحب اور اور لاہوری احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔ ان کی طرف سے نفرت و بیزاری کے جذبات اپنی جماعت کے زن و مرد بلکہ بچوں تک کے دلوں میں پیدا کرنا یہ لوگ اپنا فرض اور ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ موجودہ بدعتی خلافت کی سلامتی انھیں اسی میں نظر آتی ہے حضرت مسیح موعود کی نبوت اور مولوی محمد علی صاحب پر تبرا اپنے بچوں کو معتقدات کے رنگ میں زبانی یاد کراتے ہیں۔ تا ان معصوم بچوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بیج مارا جائے اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سے

حقیقی شفا حاصل نہیں ہو سکے گی۔ بلکہ اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ باہر کا تپ اگر ٹوٹ جائے اور اندر رہنے لگے تو وہ سل کا رنگ اختیار کر لیتا ہے پس بیرونی مخالفت کو چھوڑ دو۔ وہ خود بخود مٹ جائے گی۔ تم اندرونی مخالفت مٹانے کی طرف توجہ کرو۔ .... اگر اب بھی آپ لوگ توجہ نہیں کریں گے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہوں گا۔ اور اس صورت میں اگر آپ پر کوئی عذاب یا تکلیف آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ آپ لوگوں پر ہی ہوگی۔ کیونکہ میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ عہد کو آپ لوگوں نے توڑا ہوگا۔ اور اسی نقض عہد کی وجہ سے آپ دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان [illegible] مورخہ [illegible] اگست ۱۹۳۶ء)

(۳۲) دماغی کلیں

میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں اشخاص جنہوں نے اعتراض کئے مخلص ہیں منافق ہرگز نہیں مگر ان تینوں کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ میں انھیں منافق قرار نہیں دیتا بلکہ مخلص سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ان تینوں کی دماغی کلیں بگڑی ہوئی ہیں ان ہی میں سے ایک کی مجلس میں ہمیشہ نظام سلسلہ کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہیں اور ہمیشہ میرے پاس رپورٹیں پہنچتی رہتی ہیں۔ مگر اس خیال سے میں ٹال دیا کرتا ہوں کہ یہ مخلص شخص ہے صرف دماغی بناوٹ کی وجہ سے معذور ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۴ مورخہ ۸- فروری ۱۹۳۵ء)

مجھے ان لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہو گیا ہے اور اب بھی میں انھیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے، ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا۔ فلاں کیوں دیا گیا۔ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر برا بھلا کہا جائے تو

وہ وہ باتیں کہی جاتی ہیں جن پر قادیانیوں کی آئندہ نسلیں ندامت محسوس کریں گی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ نمبر ۹ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۳۵ء)

(۳۵) گالیاں

شاید بعض زبردستوں کے مقابلہ میں قادیانی جماعت گالیاں کھا کر چپ رہتی ہو۔ لیکن ہم نیازمندوں کو تو اس نے ہمیشہ بلا قصور بڑی سے بری گالیاں دیں۔ اگر خلیفہ صاحب کو گوبھی شلجم کے چھلکوں والا خطبہ یاد نہ رہا ہو تو اپنے ایک خاص الخاص مرید فخر الدین ملتانی تاجر کتب قادیان کی ان گالیوں کو ملاحظہ فرمالیں جو انھوں نے غالباً آپ (خلیفہ قادیان) کے ایما سے ۲۰۔ فروری ۱۹۳۵ء کے (اخبار) فاروق (قادیان) میں چھپوائی ہیں

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱۶ مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۳۶) کیا کیا

جناب خلیفہ قادیان ایک شخص کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے الفضل ۵۔ جون ۱۹۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

چونکہ ظاہری طور پر ارکان اسلام کے یہ لوگ (جماعت لاہور) معتقد ہیں۔ اس لئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح سڑا ہوا اور باسی سالن کوئی شوق سے نہیں کھاتا۔ ہاں بھوک سے پریشان ہو اور اچھا کھانا نہ ملے تو وہ کھالیتا ہے حالانکہ وہ حرام نہیں۔ اسی طرح جب تک دو مبایع احمدی (یعنی قادیانی جماعت والے) ہوں۔ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

اس سے قبل جناب میاں (محمود احمد) صاحب ہمیں منافق۔ دنیا کی بدترین قوم چلتی پھرتی جہنم۔ کوڑے پر پڑے ہوئے گوبھی شلجم کے چھلکے اور خدا جانے کیا کیا کہہ چکے ہیں۔ اب سڑا ہوا اور باسی سالن قرار دیا ہے۔ ہمیں آئین اخلاق و شرافت کا پاس ہے اس لئے ہم موصوف کی اس تازہ نوازش پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ جو لوگ قادیانیوں کی

نفرت اور بیزاری کا بیج اچھی طرح نشوونما پا گئے۔

جو محمودی اس ناپاک پروپیگنڈا میں شامل نہیں ہوتا وہ مخلص مومن گروہ محمودیاں میں منافق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا ان کے ہاں ایمان و اخلاص کا ثبوت یہی یہ ہے کہ دن رات رافضیوں کی طرح مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی جماعت کی خواہ مخواہ عیب شماری کی جائے اور انھیں طرح طرح سے ناحق بدنام کیا جائے۔ ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب بے شک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نادانی اور جہل مرکب کا چولا بارہ برس تک پہنائے رکھیں تو وہ عین راہ ثواب اور رضامندی الٰہی کا موجب ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب بالفرض محال اگر ذرا کسی فروعی مسئلہ یا طریق استدلال میں اختلاف کریں تو اس کے لئے سارا محمودی ٹولا طوفان بے تمیزی مچانے کو تیار ہو جاتا ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا [illegible] پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۹ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۲ء)

(۳۴) سخت کلامی

جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کا جماعت لاہور اور اس کے اکابر کے متعلق جو رویہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قادیانی عوام کو چھوڑیئے خود جناب خلیفہ صاحب اور ان کے سرکردہ مریدوں کا طرز عمل ہمیشہ اس قسم کا رہا ہے جو آئین اخلاق و شرافت کے مطابق نہیں اور جس پر کوئی شریف و با اصول آدمی یا جماعت فخر نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ دنیا کے سامنے ہمیشہ تقدس و اخلاق اور رواداری و خوش گفتاری کے پیکروں کی شکل میں نمودار ہو کر لمبے چوڑے وعظ کہنے کے عادی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اختلاف رائے کو بغیر کسی قسم کی تلخی کے برداشت کرتے ہیں۔ ہم اپنے مخالفوں کی گالیاں سن کر بھی درگزر کرتے ہیں اور ہر ایک کو ایسا ہی کرنا چاہیے لیکن جماعت لاہور کا ذکر آتے ہی ان کے یہ وعظ اور درس سخت کلامی اور گالیوں کے جواز کا فتویٰ بن جاتے ہیں۔ جمعہ کے خطبوں، جلسہ سالانہ عرف ظلی حج کی تقریروں اور اخبارات کے صفحات میں ہمارے متعلق

سے سہ روزہ ہوا۔ سہ روزہ سے دو روزہ اور اب روزانہ شائع ہوتا ہے۔

(اعلان میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۱۰۰ مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء)

(اخبار) الفضل ہفتہ میں دو بار میرے سامنے آتا رہا ہے۔ اور میں اس لحاظ سے کہ سلسلہ کا آرگن سمجھا جاتا ہے۔ اور اس لحاظ سے کہ چونکہ اس کے مضامین ہماری طرف سے سمجھے جاتے ہیں اور ہماری طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس لئے یہ دیکھنے کے لئے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔ یوں تو انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی غلطی ہو جس سے سلسلہ پر حرف آتا ہو تو اس کی اصلاح کرا دی جائے۔ (اخبار) الفضل سارا پڑھتا ہوں اور ہمیشہ پڑھتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۱۱ نمبر ۲ مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء)

(۳۹) غلط بیان کا اعلان

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے ولایت سے تشریف لانے پر جن معززین نے ان کا لاہور کے اسٹیشن پر استقبال کیا ان کا ذکر ہمارے نامہ نگار لاہور نے اپنی مراسلت میں کیا تھا۔ جو ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر معلوم ہوا کثرت ہجوم میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس نے بعض ایسے نام بھی لکھ دیئے جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ (اول تو کثرت ہجوم میں قدرتاً ایسے مشہور و معروف لوگ نظر آ ہی جاتے ہیں جو موجود نہ ہوں دوسرے نظر بھی نامہ نگار کی جو ناواقفیت کے عذر پر ہر طرح مبالغہ کا مجاز ہو للمؤلف)

اور جو نام یہ ہیں:۔

جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب۔ جسٹس رنگی لال صاحب۔ جسٹس آغا حیدر صاحب، جسٹس دین محمد صاحب۔ جسٹس کری صاحب۔ مسٹر کاربٹ چیف سکریٹری۔ سر محمد اقبال صاحب۔ مسٹر جگن ناتھ صاحب اگروال۔

ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار کی بے احتیاطی اور اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے یہ نام شائع ہو گئے دیہ تو قادیانی خبروں کی عام خصوصیت ہے۔ اصل سے

گالیوں اور غیر شریفانہ روش پر اظہار حیرت و افسوس کیا کرتے ہیں انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب پیر کی یہ حالت ہو تو مرید جو کچھ کہیں اور کریں تھوڑا ہے۔ اللہ تعالےٰ انھیں ہدایت دے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۷ جون ۱۹۳۲ء)

(۳۷) بالکل جھوٹی رپورٹ

"قادیانی جماعت کا ہمارے (یعنی لاہوری جماعت کے) ساتھ جو طرز عمل ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پشاور کے قادیانی اس غیر شریفانہ روش میں تمام ملت محمودیہ سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ پر ان لوگوں نے جو اخلاق سوز اور سوقیانہ حرکتیں کیں احباب کو ان کا کسی قدر علم جلسہ کی روئیداد سے ہو گیا ہوگا.................. اس پر ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ (اخبار) الفضل اور فاروق میں بالکل جھوٹی رپورٹ شائع کرائی ان کی مراسلتوں کی طرز تحریر اس قدر گھناؤنی اور غیر شریفانہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کی بیہودہ حرکات تمام قادیانی حلقوں میں پسند کی جاتی ہیں اور ان کی داد دی جاتی ہے اور یقین ہے کہ جناب خلیفہ صاحب بھی ان پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوں گے لیکن اسلامی اخلاق و شرافت ان پر ہمیشہ ماتم ہی کرتے رہیں گے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۴ء)

(۳۸) اخبار الفضل قادیان

الفضل جسے میں نے اپنی بیوی کے زیورات فروخت کر کے حضرت ام المومنین (مرزا صاحب کی اہلیہ) نے اپنی زمین فروخت کر کے اور برادر مکرم نواب محمد علی خاں صاحب حفظہ اللہ نے بھی کچھ نقد دے کر اور کچھ زمین فروخت کر کے ہفتہ وار جاری کیا تھا ہفتہ وار

(۴۲) شغل سیاست

قادیانی محمودی لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دینوی عزّ و جاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور سیاست کی بنیاد بھی پڑ جائیگی اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و بازو بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام سے لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کرتے۔ اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بدیں وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۲ مورخہ ۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۴۳) گول میز کانفرنس

مکرمی چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ مجھے (ناظر امور خارجہ قادیان کو) جناب گورنر جنرل وائسرائے ہند کو یہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی کہ جناب چودھری صاحب کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ضرور بھیجا جائے کیونکہ جب تک وہ خود انکار نہ کریں ان کا جانا لازمی ہے اور یہ کہ اس کے لئے مجھے چاہئے تھا کہ میں افواہ کی پہلے تحقیقات کر لیتا اور پھر اس قسم کا خط لکھتا۔

کہیں بڑھ چڑھ کر شائع ہوتی ہیں۔ البتہ افسوس ہے تو یہ کہ اسی عادت کی رد میں معززین کے نام شائع کر کے تردید کرنے کی نوبت آئی (المؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۵۷ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۴۰) قادیانی مناظرہ کی رپورٹ (ج)

سنگرور میں جو مناظرہ قادیانی اور احمدی جماعت میں ۱۵۔ نومبر کو ہوا۔ اس میں قادیانی مبلغ ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجراتی کو بمقابلہ احمدی مبلغ دعمر الدین صاحب قادیانی (لاہوری) جو شکست ہوئی اس کو قادیانی کبھی نہ بھولیں گے۔ مگر ندامت کو چھپانے کے لئے خادم صاحب نے جو رپورٹ ۲۰۔۲۱۔۲۲ نومبر کے الفضل کی اشاعتوں میں درج کرائی ہے وہ بالکل خلاف واقعہ امور پر مبنی ہے۔ اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے کہ کبھی کوئی دیندار انسان اس کو گوارا نہیں کرسکتا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۷۵ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۴۱) قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل (ج)

ادھر قادیان میں اتنی بڑی جماعت نے کیا خدمت اسلام کی۔ ظاہر ہے کہ اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے برابر۔ البتہ اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمانان کا مسئلہ نکال کر اسلام کا تختہ پلٹ دیا۔ اور مطاع الکل خلیفہ بنا کر احمدیت کا بیڑا غرق کر دیا۔ ہاں جماعت کو سیاست کے خوب سبق پڑھائے گئے۔ کبھی سرکار انگریزی کا ہاتھ بٹایا گیا۔ کبھی اُسے دھمکایا گیا۔ قادیان کو ایک دارالسلطنت کے رنگ میں دیکھنے کے خواب آنے لگے۔ مگر خدمت دین کیا ہوئی؟ کچھ بھی نہیں۔ اور ہوتی کس طرح جب شب و روز یہ کوشش ہو کہ دنیا ہماری خادم بنے اور ہم مخدوم اور مطاع الکل بنیں۔ پھر خدمت دین کی توفیق کا چھن جانا لازمی امر تھا۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۷۷ مورخہ ۳۔ دسمبر ۱۹۳۶ء)

ہیں اس بات سے خوشی اور مسرت بھی ہوئی کہ انھوں نے اپنے اس رویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور جماعت احمدیہ وہی ہے جو سلسلہ کے مرکز قادیان سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی سچے دل کے ساتھ اطاعت اور وفاداری کرنا نہایت ضروری اور اہم فرض رکھا ہے اور ضرورت اور حالات کے وقت حتی الامکان مدد کرنا ضروری قرار دیا ہے۔

([illegible])

(۴۵) انگلستان میں قادیانی مشن

میری ناقص رائے میں مغرب میں مشن کامیاب ہونے کے لئے لٹریچر پر زیادہ زور دینا اشد ضروری ہے۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ برطانوی پریس دنیا میں سب سے زیادہ با اثر بلکہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ پریس ہے۔ اس کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اور برطانوی لوگوں کو ایسی سہولتیں میسر ہیں جن کا ہم خیال تک نہیں کر سکتے .... یہاں ہر مضمون کے ماہرین موجود ہیں۔ جنھوں نے کسی خاص مسئلہ کی چھان بین میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں اور یہاں پبلک میں جو مسائل زیر بحث ہوں ان کے متعلق تمام ماہرین کے علم اور تجربہ کی رو سے ان پر خوب روشنی پڑ سکتی ہے۔

اس کے برعکس ہمارے لئے یہ قریبا ناممکن ہے کہ تحریرا یا تقریرا یہاں کے لوگوں کے لئے کوئی قابل غور چیز پیش کر سکیں ہماری یہاں کوئی لائبریری نہیں ہے اور کسی لائبریری میں کسی بات کی تحقیق کے لئے جانے پر دو تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا ہے پھر ہمارے پاس کوئی چیز شائع کرنے کے لئے مطلقا کوئی فنڈ نہیں۔ مناسب اور موزوں لٹریچر پیدا کئے بغیر اور عصر حاضرہ کے اہم مسائل کا گہرا مطالعہ کئے بغیر میری ناقص رائے میں اس جگہ ہمارا کام کم و بیش سطحی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دوسری مصروفیتیں جو وقتی ضروریات کے لحاظ سے کم اہمیت نہیں رکھتیں کسی لٹریری کام کے کرنے یا

اس کے متعلق میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس علم کی بناء پر میں نے (وائسرائے ہند کو) خط لکھا ہے اس میں اس امر کے متعلق کافی شبہ کی گنجائش ہے کہ چودھری صاحب گول میز کانفرنس میں شریک نہ کئے جائیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ میری یہ رائے جن حالات پر قائم ہوئی ہے ان کا علم چودھری صاحب کو نہ ہو یا ان کا علم ہوتے ہوئے وہ ان سے وہ نتیجہ نہ نکالتے ہوں جو میں نے نکالا ہے۔ میرا شبہ اس جواب سے اور بھی قوی ہو گیا ہے جو ہز ایکسی لینسی دی گورنر جنرل کے پرائیویٹ سکریٹری کی طرف سے وصول ہوا ہے............

اس جواب سے ظاہر ہے کہ اگر مندوبین کا جانا بہر حال لازمی ہوتا تو ضرور مجھے یہ جواب دیا جاتا کہ چودھری صاحب کے جانے یا نہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا خصوصاً جب کہ میں نے اس امر پر اپنے خط میں خاص زور بھی دیا تھا کہ چودھری صاحب کو ضرور بھیجا جائے لیکن یہ جواب نہیں دیا گیا۔ بس مجھے اس امر پر اصرار ہے کہ اپنے علم کی بناء پر میرے لئے یہ ضروری تھا کہ میں وہ خط بھیجتا جو میں نے ہز ایکسی لینسی (وائسرائے ہند) کو بھیجا اور وائسرائے صاحب بہادر کے خط سے یہ ثابت ہے کہ میری تحریک عین وقت پر تھی۔

عبدالرحیم درد ناظر امور خارجہ قادیان ۷ جون ۱۹۳۳ء

(رہنما الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۴ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۳ء)

(۲۳۳) افسوس اور خوشی

حال کی شورش میں جو مفسدہ اور شریر لوگوں نے گورنمنٹ کے خلاف برپا کی تھی غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے شامل ہو کر حصہ لینے سے جہاں اس بات کا سخت افسوس اور رنج ہوا کہ ان لوگوں نے باوجود حضرت مسیح موعود کو امام اور پیشوا سمجھنے کا دعویٰ کرنے کے آپ کی اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیا جو آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور فرماں برداری کے متعلق دی ہے اور جس سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں وہاں

رپورٹ لکھ دی کہ ہم نے تین سو آدمیوں کو اسلام یا احمدیت کا پیام پہنچا دیا۔ اور لطف یہ کہ آپ جنگری کی زبان سے بھی بالکل ناواقف ہیں۔

(لاہوری جماعت کے مبلغ محمد عبداللہ صاحب فاروقی کا مکتوب منقولہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۵۷ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۳۴ء)

(۴۷) قادیانی مبلغ کے مضامین

جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی پیشگوئی اور (ہندوستان کی وفاداری اور (حکومت برطانیہ کی سچے دل سے امداد اور (اس کے متعلق مسیح موعود کے تائیدی حکم اطاعت اور شکرگزاری گورنمنٹ کے متعلق میرے جو مضامین انگلینڈ کے اخبارات میں چھپے تھے ان کے کٹنگس ہندوستان میں بھی بھیجے گئے تھے اس پر ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر بہادر لاہور کی طرف سے عاجز کو شکریہ کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔

(قادیانی مبلغ انگلستان کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۹۹ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۱۸ء)

(۴۸) قادیانی پتھر

انگریزوں کو بالخصوص جن سے کل تک یہ درخواستیں کی جاتی تھیں کہ ہیز ہائینس میاں محمود احمد صاحب خلیفہ (قادیان کو) خلیفۃ المسلمین بنا دیا جائے۔ اور (جن کے بغداد فتح کرنے پر قادیان میں چراغاں کیا گیا۔ اور (غیر احمدیوں (مسلمانوں) ہندوؤں اور سکھوں غیرہم کو بالعموم یہ دھمکی ضرور دی گئی تھی کہ:۔

"ہم (قادیانی) کونے کا پتھر ہیں جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور (جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا"

(قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۱ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

مطالعہ کرنے کے لئے فرصت نہیں ہونے دیتیں۔ چاہئے کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو مغربی دنیا کو اپیل کر سکے۔ یورپ کئی مصائب میں مبتلا ہے۔ اس کو سوشل، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے اور اسلام ان کا واحد علاج ہے مگر یوروپین لوگ اسے محسوس نہیں کر سکتے تاوقتیکہ اسلامی تعلیم کی فضیلت اور عمدگی موزوں طریق پر ان مسائل کے حوالہ سے جو اس وقت دنیا کیں ناقابل حل صورت اختیار کر چکے ہیں ان کے سامنے پیش نہ کی جائے ایسا کرنے کے لئے بہت مطالعہ اور سکون کی ضرورت ہے اس لئے ہمیں لٹریری کام کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ قلم کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سلطان القلم ہیں اس لئے اگر اس طرف فوری اور کافی توجہ نہ دی گئی تو ہماری ترقی بہت حد تک رک جائے گی۔

(احمدیہ مشن لندن کی سالانہ رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۹۰ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۴۶) قادیانی مبلغ (ج)

بغداد سے روانہ ہو کر میں بڈاپیسٹ پہنچا .... وہاں ایک صاحب مسٹر محمد فیاض صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سے بھی ملاقات ہوئی۔ آپ کا سبز عمامہ دیکھ کر دریافت کرنے پر معلوم ہوا آپ قادیانی ہیں اور تبلیغ کی غرض سے تشریف لائے ہیں اور قادیانی عقائد و دعاوی پیش کرتے ہیں۔ پروفیسر جرمانوس نے ان سے دریافت کیا کہ آپ غیر احمدی جو مکفر نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے انہوں نے کہا کہ ہم پاک اور مقدس مسلمان ہیں لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان لوگوں کو اپنی پاکیزگی اور تقدس کا اس قدر گھمنڈ ہے کہ اپنے سوا تمام کلمہ گوؤں کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ....

اب ذرا قادیانی مبلغ کا طریق تبلیغ بھی ملاحظہ ہو۔ کسی دوست سے ملے کہیں چائے پر چلے گئے۔ کسی اور اجتماع میں چند آدمیوں سے ملاقات ہو گئی بس قادیان

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۶۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۵۱) مکہ مدینہ

جماعت سے قربانی کا جو مطالبہ ہے سب کہ قوم کو مصیبت کے وقت پھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ مکہ میں اگر تمہارے خلاف جوش ہے تو کیوں باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں نہیں پھیل جاتے۔ اگر باہر نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی کے راستے کھول دے گا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت میں بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں مٹانا چاہتا ہے اور رعایا میں بھی۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری مدنی زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بیشک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت وطاقت کا مرکز کہاں ہے یہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی ہو سکتا ہے اور چین جاپان فلپائن سماٹرا جاوا۔ روس امریکہ غرضیکہ دنیا کے کسی ملک میں ہو سکتا ہے اس لئے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ لوگ بلاوجہ جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں کچلنا چاہتے ہیں تو ہمارا ضروری فرض ہو جاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری مدنی زندگی کہاں سے شروع ہوتی ہے ہمیں کیا معلوم کہ کونسی جگہ کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فوراً احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ اور ہمیں کیا معلوم ہے کہ جماعت کو ایسی طاقت کہاں سے حاصل ہو جائے گی کہ اس کے بعد دشمن شرارت نہ کر سکے گا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۵۲) ہمارے لئے

دنیا میں جس قدر تغیرات ہو رہے ہیں یہ سب اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے لئے ہیں۔ ہوائیں چلتی ہیں تو ہمارے لیے بارش ہوتی ہے تو ہمارے لئے جنگیں ہوتی ہیں تو ہمارے فائدے کے لیے۔

(تقریر چودھری فتح محمد صاحب قادیانی ناظر دعوت و تبلیغ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳۰ نمبر ۲۶۹ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء)

(۴۹) قادیانی چکر

قادیانی جماعت اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے اس گفتگو سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہیئے کہ وہاں کثرت تعداد ہے اور ہماری قلت ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ آج کثرت تعداد کے باوجود قادیان میں کام اور علم کی قلت ہے۔ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مشکل میں پھنسے ہوئے محسوس کر رہے ہیں۔ دو تین ماہ سے میاں صاحب جو خطبات دے رہے ہیں اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ کیا۔ اس کی یہ یہ خدمات انجام دیں۔ اس نے ہم سے یہ یہ سلوک روا رکھا۔ ترقی کہاں ملے گی۔ اس کو تلاش کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ غرض کہ ایک چکر ہے جو چل رہا ہے۔ اگر کوئی اپنے اصل کام سے غرض رکھے تو پھر گورنمنٹ اس کے کام میں دخل نہیں دیتی۔ اگر دخل دے بھی تو اس کی پروا نہ کرنی چاہیئے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۲ء)

(۵۰) قادیانی علاقہ

احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں لیکن کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو اور جب تک ایک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے اور نہ اخلاق کی تعلیم ہو سکتی ہے نہ پورے طور پر تربیت کی جا سکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مکہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں۔ جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام بہت مشکل ہے اگر یہ نہ ہوا تو کام اور مشکل ہو جائے گا۔

ہمارے دوست ہیں حالانکہ جب تک کہ انسان احمدیت کا جامہ زیب تن نہیں کر لیتا خواہ وہ ہم سے کتنا ہی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والا کیوں نہ ہو۔ وہ آج نہیں تو کل ضرور ہم سے دشمنی کرے گا۔ پس ان ابتلاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ اگر اس کے لئے اسلام کے لئے اور احمدیت کی محبت کے لئے ہم احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہی سمجھ کر اسے پھیلانے میں لگ جاؤ کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا امن و امان اور آسائش احمدیت کی اشاعت سے وابستہ ہے۔

ہندوستان میں انقلاب پیدا ہونے والا ہے اور ہندوستانیوں میں اس وقت جو جذبہ حریت پیدا ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بیشک وہ مقابلہ تو کرے گی لیکن آہستہ آہستہ وہ خود مجبور ہو کر ہندوستانیوں کو حقوق دینے پر آمادہ ہو جائے گی۔ اور وہ نادان احمدی جو ایک حد تک تحریک حریت کو ہندوستان کے لئے مفید سمجھتے ہیں اس وقت دیکھیں گے کہ وہ لوگ جن کی ظاہرداری کو دیکھ کر وہ انہیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں ان کی مثال بعینہ اس بلی کی طرح ہے جس کا جسم نہایت ملائم اور ریشم بہت نرم لیکن ناخن خونخوار کے ہوتے ہیں اور وہ دیکھیں گے کہ کس طرح ان کی آنکھوں کو نکالنے اور چہرہ کو نوچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ....

اگر تم بھی اللہ کے پیارے ہو تو اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت نہ قائم ہو جائے تمہارے راستہ سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے اور تمہیں کبھی بھی امن و امان حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر آج کسی ذریعے سے سکھ ہو تو کل یقیناً پھر دکھ کی حالت ہو جائے گی۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اپریل [illegible])

(۵۶) بے ایمانی اور بیوقوفی

تعجب ہے کہ (قادیانی) جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو مایوس ہیں۔ کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی

(۵۳) یہ سمجھ کر

ان کی سستی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے لئے چند ایک ابتلا پیدا کئے ہیں تاکہ اگر جماعت کے دوست دوسروں کی ہدایت کے لئے احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہ سمجھ کر کہ ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کرلیں ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں، وہ کبھی چین سے زندگی بسر نہیں کرسکتے۔ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵۴) بھلائی کی صورت

ہمیں جن کا یہ اعتقاد ہے کہ کسی وقت بدلہ لینا بھی ضروری ہوتا ہے اس خیال سے مطمئن نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ اس لئے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو ترقی بھی نہیں ہوسکتی۔ تمام انبیاء کی جماعتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ پہلوں میں ہم سے زیادہ ایمان نہ تھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۲۰ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۳ء)

(۵۵) اللہ کے پیارے

دوسرے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ ہم سے انھیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو وہ شاباش اور آفریں کہنے لگ جاتے ہیں اور ہمارے بعض سیدھے سادے بھائی (قادیانی صاحبان) اس وہم میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ اب تو ساری دنیا ہم سے خوش ہے ....

جب کسی مشکل کے وقت انھیں منظم جماعت کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ تھپکی دیتے ہیں اور شاباش کہتے ہیں اور اس سے بعض احمدی خیال کرلیتے ہیں کہ وہ

ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ کہو آگ سے نہ ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ پس یہ مصیبتیں تو ہماری ترقی کے لیے ہیں۔ ہمیں کس طرح کچل سکتی ہیں۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۰ء)

(۵۸) دور کی بات (ج)

سو میرا یہ اصول ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہمارے لیے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں نیک نیتی سے اور سچی خیرخواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔

(تحفہ قیصریہ ص ۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

حکومت والوں کو حکومتیں مبارک ہوں۔ ہم ان کو آسمانی پیغام پہنچا کر دین احمد پر جمع کریں گے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کے دین واحد پر جمع ہونے کے یہی معنی ہیں کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو جائے اور سلسلہ احمدیہ کے افراد اس حکومت کے چلانے والے ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۲۹ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۴ء)

پس ضرور ہے کہ یہ سب وعدے پورے ہوں۔ نہ صرف ہندوستان کی سلطنت کے حکمران احمدی جماعت کے ممبر ہوں گے بلکہ جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے زار روس کا عصا بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہوگا۔ وہ دنیا میں عالمگیر حکومت قائم کریں گے۔ بادشاہوں کو مسلمان بنائیں گے۔ اور بغیر اس کے کہ وہ اپنی طرف سے کسی فتنہ یا فساد کا موجب ہوں صلح و آشتی سے آسمانی بادشاہت کو زمین کے چپہ چپہ پر قائم کر دکھائیں گے۔ مبارک وہ جو آخر تک صبر کریں لیکن ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کہتا ہے تم دنیا کو فتح کرو گے لیکن تم کہتے ہو نہیں ہم نہیں کر سکتے۔ غور تو کرو کب خدا نے کسی قوم کو اس لئے چنا کہ وہ دنیا کو فتح کرے گی اور اس نے نئی زمین اور نیا آسمان نہ پیدا کر دیا۔ کیا اب خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بوڑھا ہو گیا ہے کہ اس کی قوت انتخاب کمزور ہو گئی ہے۔ اس نے حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت کرشن۔ حضرت رام چندر۔ حضرت بدھ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قوموں کو چنا اور وہ کامیاب ہوئیں پھر کیا اب خدا کی عقل کمزور ہو گئی ہے کہ اس نے ہم کو چنا اور ہم ناکام رہ جائیں گے۔ یہ انتہا درجہ کی بے ایمانی اور بے وثوقی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] دسمبر [illegible])

(۵۷) موت اور زندگی

غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پُر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ وہ لوگ جو واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں دیکھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آرہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائیگی لوگ ڈر رہے ہیں کہ تباہ ہو جائیں گے۔ مگر ہم خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ کوئی تمہیں تباہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا گیا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ آگ سے مراد وہ مصیبتیں اور تباہیاں ہیں جو کچل دینے والی ہوتی ہیں۔ پس وہ بلائیں اور مصیبتیں دنیا پر نازل ہو رہی ہیں جو بھسم کر دینے والی

اور نیا کام جاری کرے گی اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ء)

(۶۰) دنیا کو کھا جانا

ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں ہے مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام جاری کرے گی سوائے ہماری جماعت کے . . .

اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے۔ مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ پھر وہ منہ سے دعویٰ ہی نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا ہے کیونکہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کر دے گا۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۸۰ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۱ء)

(۶۱) جہنم کی آگ

میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن بن کر جمع ہوتے چلے جائیں لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔ وہ ویسی ہی تند آگ ہو جیسی دوزخ کی آگ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ بند ہو گی۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے اندر اک آگ ہو جو جہنم کی آگ کی طرح بند ہو کہ جب اسے باہر نکلنے کا اذن ہو تو دنیا کی کوئی

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۰ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۴ء)

(۵۹) دنیا میں تہلکہ

میں ایک دفعہ بمبئی گیا تو خوجوں کا شادی خانہ دیکھا۔ وہاں چونکہ رہائشی مکان اتنے بڑے نہیں ہوتے کہ بیاہ شادیوں میں جو مہمان آئیں وہ ٹھہر سکیں اس لئے ایسے موقعوں کے لئے علیحدہ طور پر انہوں نے مکان بنایا ہوا ہے تاکہ جن کے ہاں شادی ہو وہ اپنے مہمانوں کو وہاں ٹھہرا سکے۔ وہ مکان اس قدر سامان سے آراستہ تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ایک بجلی کی روشنی کا ہی ایسا انتظام تھا کہ انسان رات کو دن سمجھتا تھا۔ اس میں ہر قسم کی آرائش اور زیب و زینت کا سامان موجود تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان قوموں کے حوصلے۔ ان کی امنگیں اور ان کے ارادے کوئی ایسے بلند نہیں ہیں۔ خوجہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے مگر یہ امنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بے شک میمن اور بوہرے بہت مالدار ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو اس زمانہ میں بھی جبکہ مال و دولت کی کثرت ہے اس قدر مالدار ہیں کہ انفرادی طور پر مدینہ کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی نہ یہ خیال آیا کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دنیا کے نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک وہ قوم ہے جو اپنے مال اپنی دولت اپنی عزت اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شاید تمام منظم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ امنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچا دے گی اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ دستور کو تہ و بالا کر کے نیا نظام

(الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۶۴) ذریعۂ تبلیغ

جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق اور خدمت اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر احمدی لوگوں کو جلسہ کے مبارک ایام میں قادیان میں لانا زبردست ذریعہ تبلیغ ہے۔ اور قادیان کی یہ شان و شوکت اور اس میں اس قدر اہم اور ضروری کاموں کا ہونا یہ سب وجوہ بذات خود ایک حق ہیں اور معقول پسند انسان کے لئے اپنے اندر زبردست نشانات رکھتی ہے کیونکہ ابھی تک ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جو یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل قادیان کا نام و نشان تک بھی نہ جانتے تھے۔ پس اس ادنیٰ حالت سے اس مقام کا اس قدر عروج اور کمال پر پہنچ جانا یقیناً ایک خشیت اللہ رکھنے والے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ احمدی دوست جو اپنے اعزہ واقربا اور دوست و احباب کے سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہونے پر دل ہی دل میں ملول اور پریشان خاطر رہتے ہیں انہیں اپنے ساتھ قادیان لائیں اور اگر اسکے لئے انہیں کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو بھی دریغ نہ کریں کیونکہ انجام کار وہ یقیناً فائدہ میں رہیں گے۔ یاد رہے کہ قادیان ہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرما چکے ہیں۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۶۵) سیرت کے جلسے

اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیر احمدیوں

طاقت تمہارے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈالدی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمہارے اندر پیدا کروں۔ جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لیے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں ہزار ہا دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۳۰ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۵ء)

(۶۲) اچھا کیا (ج)

گورنمنٹ کالج کے طالب علم میاں بدرالدین صاحب حضرت اقدس (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ ہمارے کالج میں بعض طلبا نے یہ ارادہ کیا کہ بارہ وفات پر کچھ چندہ کر کے خیرات کی جائے اور جشن میلاد بھی کیا جائے۔ مجھ سے بھی چندہ مانگا۔ مگر میں نے اس حیثیت سے انکار کیا کہ میں تمہارے ساتھ کسی دینی کام میں شامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت (میاں محمود احمد صاحب) نے لکھوایا کہ بارہ وفات یا میلاد کا جلسہ ایک بدعت ہے اس میں تم شامل نہیں ہوئے تو اچھا کیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۱۶ء)

(۶۳) دعوتی خطوط

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال غیر احمدی احباب کو دفتر ہٰذا کی طرف سے دعوتی خطوط بھیجے جاتے ہیں جن کا نتیجہ از حد مفید نکلتا ہے۔ اس لیے میں بذریعہ اعلان ہٰذا احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے زیر تبلیغ غیر احمدی معززین کے پتے مجھے بہت جلد ارسال فرمائیں تاکہ ان کے نام دعوتی خطوط بھجوائے جائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"چند قادیانی اصحاب ملنے آئے۔ میں نے پوچھا آپ لوگ غیر قادیانی لوگوں سے رشتہ داری کیوں نہیں کرتے اور ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے انھوں نے کہا اس لئے کہ غیر قادیانی لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ میں نے کہا میں قادیانیوں کو کافر نہیں کہتا بلکہ ان کے تبلیغی کاموں کی بہت تعریف کرتا ہوں تو کیا آپ میرے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں نے کہا یہی دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میرے دل پر اثر ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ مسلمانوں کی اخوت میں تفرق پیدا کرنے والا ہے۔ اور جو شخص بھی مسلمانوں کی تفریق کا باعث ہو۔ میں اس کو سیاسی اور مذہبی مجرم سمجھتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے فرقہ کو سب سے نمایاں اور الگ رکھنے کیلئے یہ کام کرتے ہیں ورنہ آپ کے دل میں مذہبی جذبہ کوئی نہیں ہے۔ قادیانی لوگ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ واحدی صاحب نے کہا آج پہلا موقع ہے کہ میں نے دو قادیانیوں کو گفتگو میں کمزور دیکھا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۰ مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۳ء)

(۴۷) خاتم النبیین نمبر

بحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اخبار "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر نہایت شاندار تیار ہو گیا جس کا کسی قدر پتہ تو اس فہرست مضامین سے لگ سکتا ہے۔ جو اسی پرچہ کے دوسرے اور آخری صفحہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ مگر پوری آگاہی پرچہ کو دیکھنے سے ہو گی جو انشاء اللہ بہت جلد احباب کرام کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۹۱ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۳ء)

(اخبار) پیغام صلح (لاہور) کی قسمت پر چونکہ ازلی شقاوت لکھی جا چکی ہے اس نے اس موقع پر بھی خاموش نہ رہنے دیا۔ جب کہ الفضل نے دنیا میں سرور دو عالم

سے کام لینا پڑا اس سے بعض لوگوں میں مداہنت پیدا ہو گئی ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا مگر ایسے لوگ خود اپنے نفس میں غور کر لیں۔ اگر اصل چیز (یعنی قادیانیت کی تبلیغ) ہی مٹ جائے تو پھر ایسے جلسوں اور ان تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ اور انھیں کہو۔ آؤ یہ ہمارا متحدہ کام ہے تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر وہ شامل ہوں تو بہتر۔ ورنہ ان کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو۔ اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہوں گے تو برکات حاصل کریں گے اور اس کا فائدہ خود انھیں پہنچے گا۔ ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن یاد رکھو ان کی بے جا رضامندی کے لئے اپنا دین (یعنی قادیانیت) تباہ نہ کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمھاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے تو گمراہ ہونے والے کی پروا نہ کرو۔ تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو تو وہ جنگل کے درختوں کے سامنے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت نہیں اختیار کرنی چاہئے بلکہ احمدیت کی تبلیغ کھلے بندوں کرنی چاہئے

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۵۳ مورخہ ۶ جنوری ۱۹۳۰ء)

پھر ان جلسوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ حیدر آباد دکن کے صدر الصدور مولانا شروانی۔ علماء فرنگی محل۔ مولانا ابو الکلام آزاد کا کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ انھیں ایسے جلسوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنے کا کوئی احتمال نہ تھا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۷۶) قادیانی فرقہ

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب اپنے روزنامچہ مندرجہ "منادی" مورخہ ۴ اپریل

کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدے کو مستحکم کر دیں۔ اب جدھر دیکھو ملت محمودیہ دن رات خاتم النبیین کا مفہوم اجرائے نبوت لے رہی ہے اور خاتم النبیین کے لفظ خاتم اور "لا نبی بعدی" کے لفظ بعد کی جس جس قسم کی رکیک اور مضحکہ انگیز اور بودی تاویلیں آئے دن کی جاتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ایک عدالت میں جب میاں صاحب کے ایک عالم مرید سے سوال ہوتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے قائل ہیں تو وہ کہتا ہے ختم نبوت کیا بلا ہوتی ہے یہ مسلمانوں کا غلط مفہوم ہے جو خاتم النبیین سے لیا گیا ہے۔ بے شک خاتم النبیین کے الفاظ قرآن میں ہیں اور ہم محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ضرور مانتے ہیں مگر اس کا مفہوم نبوت کا ختم کرنے والا نہیں بلکہ نبوت کا اپنی مہر سے جاری کرنے والا ہے۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا مضمون مندرجہ [illegible] پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۴۴ صفحہ ۳ جون ۱۹۳۴ء)

ہم تو جیسے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قائل تھے ویسے ہی اب بھی ہیں۔ اور ختم نبوت کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کی نبوت بھی قائم ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو حضرت مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ گویا ختم نبوت اور مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ ہمارے جلسوں، تحریروں اور تقریروں میاں تک کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بیعت کے اقراری الفاظ میں بھی خاتم النبیین کا اقرار مقدم رکھا گیا ہے۔

(قادیانی اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۴۴ صفحہ ۲ نومبر ۱۹۳۳ء)

(۶۹) قادیانیوں کی فریب کاری

(عنوان مندرجہ [illegible] پیغام صلح لاہور ۲۰ جون ۱۹۳۴ء)

گویا خاتم النبیین جب ایک محمودی (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اس کا مفہوم اجرائے نبوت کا ہوتا

صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس ظاہر کرنے کے لئے بلند پایہ مسلم وغیر مسلم اہل قلم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین کا مجموعہ خاتم النبیین نمبر کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے چنانچہ اس نے [illegible] کے پردہ میں مخالفت کا طوق گلے میں ڈال کر لکھا ہے۔

"خاتم النبیین کا نام صرف عوام الناس کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ قادیانی [illegible] کو ختم نبوت کا قائل سمجھ لیں۔

(اخبار الفضل قادیان مجریہ [illegible])

* * *

(۴۸) خاتم النبیین کا قادیانی مفہوم

ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے۔ لانفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیین فرمایا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنی کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔

(ارشاد حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اول مندرجہ [illegible] قادیانی)

آخر بیس برس کی لگاتار محنت اور تگ و دو کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین علماء اس امر میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ اپنی محمودی جماعت

(۷۱) سنو

سنو ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۷۲) اپنے اوپر چسپاں کیا (ج)

عجیب بات ہے کہ ان تمام حوالہ جات کو جو (ملک عبد الرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) نے پیش کئے تھے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نے اسلامی اصطلاح۔ خدا کی اصطلاح۔ شریعت کی اصطلاح۔ انبیاء کی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح کی رو سے نبوت کی تعریف کرتے ہوئے اس کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔ غیر مبایع مناظر (عمر الدین صاحب قادیانی لاہوری) نے مس تک نہ کیا۔ اور اس کا جواب دینے کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۳۳ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۷۳) نبوت کا غیر مشروط دعویٰ (ج)

(ملک عبد الرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) کی کتب سے چالیس حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا اس نے جب یہ قوم آنحضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر نکالتی اور آنحضرت صلعم کو ان میں خاتم النبیین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے کیونکہ پبلک تو .... خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے ... اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب میاں محمود احمد صاحب سنا ہے بیعت کے وقت مرید سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔ تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق میں تجھ سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں۔ اگر یہ کھول کر نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین کے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا تو پھر اس کے پیش ہوتے کہ اجراء نبوت کا عقیدہ ملت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مریدوں سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کے آرگن اخبار [illegible] صاحب [illegible] قادیانی کا مضمون [illegible] اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۴۳
مورخہ [illegible] جون ۱۹۳۴ء)

(۷۰) قادیانی چیلنج

ہم نے خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے جمیع فرق اسلامیہ کے علماء اور مشائخ کو بالعموم اور جناب محمد علی صاحب اور ان کے مخصوص رفقاء جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب کو بالخصوص چیلنج دیا تھا کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن کریم ان کے اس عقیدہ باطلہ کا مؤید اور مصدق ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت ابداً مسدود ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۲ء)

یہ اعلان تو بالکل اس طرح کا ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں آنحضرت صلعم نے مخالفین کی دلجوئی کی خاطر ان کے اصرار پر رسول اللہ کا لفظ خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا تھا۔ اس کاٹنے سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ اس کے بعد آپ یا آپ کے صحابہ آپ کو رسول اللہ نہ سمجھیں گے۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۵ء)

حضرت صاحب کے جس منسوخ شدہ معاہدہ کا غلط سہارا لینا چاہتے ہیں وہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے اور اس میں بھی مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر یہی الفاظ لکھے گئے تھے کہ وہ کاٹا ہوا خیال کرلیں۔ مگر اس کے بعد جب حضرت اقدس کو بار بار بارش کی طرح وحی میں نبی اور رسول کہا گیا تو پھر آپ نے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی پروا اتنی بھی نہیں کی کہ اپنے سابقہ اعلان کا عملی طور پر اعادہ فرمادیں بلکہ کثرت سے نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال فرمایا۔

(قادیانی اخبار فاروق قادیان جلد ۱۰ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۵ء)

(۷۷) حقیقی نبی (ج)

پس گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق نبی نہ کہلائے لیکن خدا تعالیٰ کی اصطلاح۔ تمام انبیاء کی اصطلاح۔ قرآن کریم کی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح کے مطابق آپ یقیناً حقیقی نبی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۳۰۰ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۷۸) عظیم الشان نبی

خلافت ثانیہ (میاں محمود احمد صاحب کی خلافت) کے بے شمار فیوض و برکات میں سے ایک بہت بڑا فیض یہ بھی دنیا کو حاصل ہو رہا ہے کہ خلق اللہ کو دین حق کی دعوت دینے والے کئی مبلغین دور دراز ممالک میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نبی حضرت

(۷۴) نبی ہے نبی (ج)

غیر مبائع (وابستہ لاہوری فریق) اگر افراط جائز نہیں تو آپ نے تفریط کا جواز کہاں سے نکال لیا۔ یاد رکھو نہ افراط جائز ہے اور نہ ہی تفریط۔ ایک برگزیدہ انسان (مرزا صاحب) خدا تعالیٰ کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے۔ تمام انبیاء کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے۔ اور پھر وہ اپنی اصطلاح کے مطابق بھی اپنے کو دوسرے محدثین سے علیحدہ کرکے نبی قرار دیتا ہے اسے غیر نبی قرار دینا خدا تعالیٰ، قرآن کریم، تمام انبیاء اور خود اس کے منشار کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے اور اگر اس کا نام تفریط نہیں کو بتاؤ کہ تفریط اور کس بلا کا نام ہے۔

(دیکھو الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۳ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۱۵ء)

(۷۵) کلام الٰہی

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور توریت اور انجیل کا۔ اور بہر حال حدیث پر مقدم ہے۔

(منکرین خلافت کا انجام صفحہ ۹۱ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۷۶) صلح حدیبیہ

تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔

(اقرار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۹۵)

اگرچہ اس سے پیشتر اسلام میں مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر انھوں نے یا ان کے پیروؤں نے کبھی عقیدے کے رنگ میں اس مسئلہ کو فروغ نہیں دیا۔ ان کے دعاوی سیاسی اغراض یا ذاتی تفوق کی بناء پر ہوتے تھے جو ان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے تھے۔ مگر سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب عقیدے کی صورت میں یہ مسئلہ اختیار کیا گیا۔ اور اسکی ترویج و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مالی قالی اور حالی رنگ میں ایک منظم کوشش شروع کی گئی۔

احمدی جماعت حضرت مرزا صاحب کی وفات سے چھ سال بعد تک آپس میں متحد اور متفق رہی ہے اور صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے سریر آرائے خلافت ہونے پر یہ جماعت دو فریقوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ ایک فریق نے مرزا صاحب کی طرف دعوی نبوت منسوب کیا اور دوسرے گروہ نے انھیں مجدد اور محدث ماننا۔ ظاہر ہے اگر یہ اختلاف اس سے قبل ہوتا تو فرقہ بندی بھی پیشتر ہی ہوتی۔ خود صاحبزادے صاحب نے آج تک حضرت مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی صحیح تاریخ معین نہیں فرمائی بلکہ ان کی تحریروں میں اس کے متعلق تضاد ہے۔ چنانچہ القول الفصل ص ۲۴ میں دعوی نبوت کی تقسیم کا زمانہ سنہ ۱۹۰۲ء تحریر فرمایا اور اس کے بعد اپنی کتاب حقیقۃ النبوت کے ص ۱۲۱ پر تقسیم نبوت کا زمانہ سنہ ۱۹۰۱ء قرار دیا۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ نمبر ۲ مورخہ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۵ء)

(۲۴) قادیانی جماعت کے عقائد (ج)

ختم نبوت کا انکار کر دیا۔ تکمیل دین کو جواب دیا۔ مسلمانوں کی تکفیر کا دروازہ ایسا کھول دیا کہ کروڑہا بے خبر مسلمان جو نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے۔ قرآن کریم کو اپنا ہادی اور رہنما اور خدا کا آخری پیغام مانتے ہیں وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہو گیا کیونکہ آج اسکو پڑھ کر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا نبوت کا دروازہ ایسا کھولا کہ دیدہ دلیر ہر شخص بھی

مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۳۹ مورخہ ۔ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۷۹) رسول کی آواز

بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ ۔ ۔ ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ ۲۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۸۰) ایک مذہب

جماعت احمدیہ کی وحدت اور اس کی ضرورت لوگوں پر آشکارا کریں اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں صفائی کے ساتھ پیش کریں اور ایک مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دل سے یہ خیال مٹائیں کہ یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب کے نصائح ایک مبلغ کو منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۸۱) عقیدہ اجرائے نبوت (ج)

عقیدہ اجرائے نبوت انیسویں صدی عیسوی کی ایجاد و اختراع ہے اور ایران کے بعد ہمارے ملک میں اس ایجاد کا سہرا قادیانی جماعت اور ان کے خلیفہ کے سر پر ہے

شاعری طبیعت کی نفاست اور موزونیت کو کہتے ہیں ...... میں شاعر ہوں غزل لکھنے والا نہیں بلکہ ہر چیز کو خوشنما بنانے کی صلاحیت رکھنے والا۔

(خواجہ حسن نظامی صاحب کا [illegible] پیغام - بحوالہ [illegible] ۹ مئی ۱۹۳۳ء)

مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہاں دوسری جگہ میں ایک شخص کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بہاء اللہ کو پیش کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے ماننے والے بہت ترقی کر رہے ہیں اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں احمدیت کے مقابلہ میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے۔ بہائی احمدیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قادیانیت بہائیت کے مقابلہ میں تباہ ہو جائے گی حالانکہ احمدیت کے مقابلہ میں بہائیت کی حقیقت نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کی جا سکتی ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود [illegible] الفضل قادیان مورخہ [illegible] ۱۹۳۴ء)

(۴۳) محمودی اور بہائی

چنانچہ محمودی اور بہائیوں میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ محمودی تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بہائی بہاء اللہ کو مظہر اللہ سمجھتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کو منسوخ کرنے میں دونوں آپس میں متفق ہیں۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عمارت کو مسمار کر کے ہی ان دونوں نے اپنی اپنی بنیادیں اٹھائی ہوئی ہیں۔ گو نئی تعمیر ان کی جدا جدا قسم کی ہو مگر تخریب میں دونوں متحد ہیں۔ البتہ بہائی زیادہ اخلاقی جرأت رکھتے ہیں کہ وہ زبان سے بھی رسالت محمدیہ کے نسخ کا اعلان کرتے ہیں اور محمودی اس امر میں بزدلی دکھاتے ہیں کہ محض منہ سے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن عملاً وہ رسالت محمدیہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک رسول زمانہ اب حضرت محمد صلعم نہیں رہے بلکہ حضرت مرزا غلام احمد ہیں۔

بن سکتا ہے اور نبوت موہبت نہ رہی بلکہ جس نے کوشش کی اسے نبوت مل گئی۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۳۶ء)

(۸۳) بہائی اور قادیانی

بعض ختم نبوت کے منکر اس (آیۃ اِمّا یاتینکم رسل) سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آتے رہنے چاہئیں۔ ایسی آیت سے رسولوں کے آنحضرت صلعم کے بعد آنے کا نتیجہ اول بہاء اللہ نے اور بعد میں ان کی نقل کر کے میاں محمود احمد قادیانی کے مریدوں نے نکالا ہے۔ حالانکہ اس آیت کو نہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خود اور نہ ان کی زندگی میں ان کے مریدوں نے کبھی پیش کیا۔ ایک شرطیہ جملہ سے یہ نتیجہ نکالنا کمال نادانی ہے۔

(بیان القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۴۷ مؤلفہ مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور)

قادیان کے کچھ لائق آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انھوں نے بہائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور آگرہ جا کر کوکب ہند کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔

اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں کھلبلی ڈال دی ہے۔ جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے لے کر ادنیٰ قادیانی تک ان دو چار باغی بہائیوں کے خوف سے تھرائے جاتے ہیں۔

کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ فرقہ کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کی یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔

(اقتباس مضمون خواجہ حسن نظامی صاحب مندرجہ الفضل قادیان جلد ۱۴ نمبر ۵۲ مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

قادیانی فرقہ کے مخالف کہتے ہیں کہ قادیانی فرقہ کے عقائد بھی بابی فرقہ کے عقائد سے ماخوذ ہیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ بابی فرقہ کا لٹریچر بڑا ادبی ہے اور قادیانی لٹریچر شعریت اور ادبیت سے قطعی محروم ہے (ص ۔)

(۸۶) مسئلہ نبوت

قادیانی محمودی خاتم النبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجراء نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو خواہ اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف تمام امت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں۔ اور ظلی نبی سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے ہاں ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ غرضیکہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۲ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۳۲ء)

(۸۷) نبی ہو سکتا ہے (ج)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امت محمدیہ میں ایسا نبی آسکتا ہے جو نفس نبوت کے لحاظ سے ویسا ہی نبی ہو جیسے پہلے انبیاء گزر چکے ہیں۔ ہاں اس نفس نبوت کے حصول میں پہلے انبیاء اور امت محمدیہ میں آنے والے انبیاء میں فرق ہوگا۔ پہلے نبی جس قدر آئے ہیں انھوں نے منصب نبوت براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے پایا ہے۔ مگر اب جو شخص بھی نبی ہو سکتا ہے اس کو یہ منصب اور مقام صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل امتی ہو اور اسے یہ منصب آنحضرت صلعم کے فیضان سے بالواسطہ حاصل ہو۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۵ نمبر ۸۰ مورخہ ۸ مئی ۱۹۲۸ء)

اسی طرح بہائی صاف طور پر شریعت محمدیہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ محمودی بظاہر ایسا نہیں کرتے بلکہ ایمانیات کی فہرست میں ایک مومن بہ نبی کا اضافہ کر کے "الیوم اکملت لکم دینکم" کے خلاف محمدی اسلام کے نقص پر ایمان رکھتے اور اقرار کرتے ہیں۔ کیا ایمانیات دین اور شریعت کا ایک اہم جزو نہیں؟ پھر ایمانیات میں ایک نبی کا اضافہ دین اور شریعت میں کیا صریح اضافہ نہیں ہے؟ شریعت میں اسی صریح اضافہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۵ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء)

(۵) خاتم الانبیاء

ہمیں تو ان احمدی مبلغوں پر اسی وجہ سے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت کچھ تدبر نہیں کرتے اور خاتم النبیین کا نام سن کر ہی انہیں جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس طرح بھی خاتم النبیین کے اصل مفہوم کی تردید کی جائے یا اس کا صحیح مفہوم بدلا جائے۔ اور اس کے معنی افضل کے کر حضرت (مرزا صاحب) کو بھی خاتم الانبیاء کہا جائے۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کا رسالہ جو قادیان سے نکلتا ہے۔ اس کے دسمبر ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں جو بتقریب جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء شائع ہوا ہے۔ خصوصیات حضرت مسیح موعود کے عنوان کے تحت تیسری خصوصیت یہ بتلائی گئی ہے کہ آپ خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ یعنی حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ گویا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی اگر افضل الانبیاء کے ہیں تو کیا جامعہ احمدیہ کے لکھنے والوں کا منشاء ہے کہ اب حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء سے افضل سمجھا جائے۔ جن میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح
جلد ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۵ء)

نبی کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاک اور ناپاک الگ الگ ہو جائیں اور ہر نبی کے وقت ایسا ہی ہوتا رہا ہے اس لیئے یہ کوئی نیا اعتراض نہیں بلکہ نادانی اور جہالت سے پہلے انبیاء پر بھی کیا جاتا رہا ہے ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۳۰ صفحہ ۱۰ ، ۳ نومبر ۱۹۲۱ء)

(۹۰) مسئلہ تکفیر

قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں ۔ کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا ۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں ۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ۔ جلد ۲۳ نمبر ۲ ۔ صفحہ ۲ ۔ ۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے ان کو اپنے عقیدہ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی ۔ جب ان پر ان کے مخصوص عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے ان کی عملی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ۔ لیکن قرآن کی اشاعت کیلئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے ۔ لے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے ۔ یہ باتیں یقیناً سبکی اور تذلیل کا باعث ہیں ۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۹ ص ۳ ، ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۹۱) معمہ

میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک " کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں

(۸۸) نبوت کی ڈگری (ج)

اوّل تو جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول کر کے پکارا ہے بعینہ اسی طرح پکارا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم میں پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الہامات میں جن میں مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار نبی اور رسول کے نام سے پکارا کہیں کسی قسم کی توجیہ بیان نہیں فرمائی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵) اور نبی کی یہ تعریف جس طرح دوسرے انبیاء پر صادق آتی ہے ویسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی صادق آتی ہے۔ پس آپ کی نبوت اور دیگر انبیاء کی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ باں خصوصیات نبوت میں ایک دوسرے سے الگ ہونا نبوت میں کوئی نقص پیدا نہیں کرتا۔ ایک جو باقاعدہ اسکول میں تعلیم حاصل کر کے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرتا ہے اس کی ڈگری اس شخص سے کم نہیں ہوگی جو اپنے طور پر پرائیویٹ تیاری کر کے یہی ڈگری حاصل کرے۔ کیونکہ ڈگری ایک ہی ہے خواہ ذرائع تعلیم علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۲۳ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۸۹) پاک اور ناپاک

مخالفین کی طرف سے ہمارے خلاف جو باتیں بڑے زور کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں اور جن کے ذریعہ عوام کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آکر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا اخبار وکیل نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا تھا کہ انھوں نے شیرازہ قومی کی پراگندگی میں خاص طور پر مدد دی۔ اس کے متعلق (اخبار) وکیل کو بتا دیا گیا تھا کہ چونکہ کسی

(۹۲) لاہوری فتویٰ

غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت) کے سرکردہ اصحاب نے خلافت ثانیہ کے انکار اور اس کے اختلافات کی جو وجوہات پیش کیں اور جن پر بڑا زور دیا۔ وہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام ہے۔ ان ہی مسائل کو بنیاد قرار دے کر انھوں نے مخالفت کی عمارت کھڑی کی اور اسے اس قدر بلند کیا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ کوئی سخت سے سخت لفظ نہیں جو انھوں نے ہم پر قائلین نبوت مسیح موعود کے متعلق استعمال نہیں کیا۔ اور کوئی خطرناک سے خطرناک فتویٰ نہیں جو ہم پر انھوں نے نہیں لگایا۔ اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ہمیں کہا گیا۔ اسلام میں تفرقہ اور انشقاق پیدا کرنے والے ہمیں قرار دیا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے کا الزام ہمارے سر تھوپا گیا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق غلو کرنے کا فتویٰ لگا کر صابیین ہم کو بنایا گیا۔ اور سب سے بڑا فتنہ ہمارے اعتقادات کو کہا گیا۔ غرض جو کچھ بھی وہ کہہ سکتے تھے۔ انھوں نے کہا اور اب تک کہہ رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۹ نمبر ۸۰ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۲ء)

(۹۳) قادیانی غلو

گزشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آ چکے ہیں جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو یک دم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی۔ چنانچہ اب وہ قادیان کو "ارض حرم" کہہ رہے ہیں۔

شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

لیکن جماعت احمدیہ لاہور ایسے لوگوں کو مسلمان قرار دیتی ہے گویا ہم نے قادیانیوں کے عقائد کے مطابق کافروں کو مومن قرار دیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳۔ تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور بھی (نعوذ باللہ) کافر ہو گئی۔

اب جو شخص جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان قرار دے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ جماعت قادیان اور میاں محمود احمد صاحب ہم سب کو مسلمان بلکہ احمدی تسلیم کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خود بھی کافر ہو گئے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں کوئی مسلمان بھی ہے؟

اب میں تمام قادیانی جماعت اور جناب خلیفہ قادیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس معمہ کو حل کریں اور اپنے عقائد کی رو سے ذرا اپنی جماعت کو ہی مسلمان ثابت کر دکھائیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تمام کے تمام فضلائے قادیان ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور بھی صرف کریں تو اس معمہ کو ہرگز ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ"۔ لیکن اگر قادیانی حضرات اس چیلنج کا جواب اب بھی نہ دے سکیں اور پھر اپنے عقائد غالیہ کو بھی نہ چھوڑیں تو ان پر حیف ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے! ایسے غلط اصول پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہے کہ آج اپنے آپ کو بھی اس اصول کی بنا پر مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ سچ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح [illegible] ۱۹۳۴ء)

اپنی تکمیل کو پہنچ جائے اور اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ مرید اس دن نوروز منائیں گے کیونکہ غلو میں وہ اپنے پیر سے بھی اب گوئے سبقت لے جانے کے آرزومند ہیں ؎

بنیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد نمبر ۸۲ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۴ء)

(۹۵) غلو کے نتائج

دیکھ لیا آپ نے غلو کے نتائج۔ غلو کی یہ تیز رفتار گاڑی اب تک خدا جانے کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتی اگر لاہوری احمدی تنقید کر کر کے ہمیشہ اس کی بریک نہ باندھے رہتے۔ لیکن تب بھی غلو کے جن اسٹیشنوں پر اس کا دورہ ہو چکا ہے انکی فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئے نبی کا اضافہ۔

(۲) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئی کتاب یعنی وحی نبوت کا اضافہ جس کا نام البشریٰ ہے اور جو بقول مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری "ظلی قرآن" یعنی قرآن ہے۔

(۳) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی حج یعنی حج کا اضافہ۔

(۴) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی قبلہ یا ثانی قبلہ کا اضافہ۔

(۵) رومن کیتھولک عیسائی مذہب کے پوپوں یا اسمٰعیلیوں کے مطاع بالکل اماموں کی طرح ایک عجیب و غریب مطاع الکل خلیفہ کا اضافہ۔

(۶) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منسوخی جس پر ایمان لانے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایک نئے مذہب کی پیدائش جس میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا اور وہ ہے رسول زمانہ احمد نبی اللہ یعنی حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت اور وحی نبوت پر ایمان لانا۔ گویا عملی طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ جس کے

معاصر الفضل نے ۲۹، ۳۰ دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے ان سطور کا عنوان ہے "ارض حرم میں تشریف لانے والوں کو مبارک مبارک" کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھیے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کیا یہ ناقابل برداشت جسارت نہیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کے اجراء کی کوشش نہیں ہے!۔

جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں۔ اور اُن کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے ایک اُمتی اور اُس کے مریدوں کے لیے یہ جسارت کسی طرح مناسب نہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۳ء)

(۹۲۴) ملتِ محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے

(عنوان منجانب اخبار پیغام صلح)

حقیقت یہ ہے کہ یہ غلو اب جماعت محمودیہ میں اس قدر رچ گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں اُن کے خلیفہ صاحب اگر ایک قدم اُٹھاتے ہیں تو اُن کی جماعت ایک اشارہ آگے بڑھنے کا سمجھ کر دس قدم اُٹھاتی ہے۔ پچھلے دنوں خلیفہ صاحب نے ظلی حج کا اعلان کیا اور بتایا کہ مکہ کا حج چونکہ اپنے مقصد حقیقی کو کھو چکا ہے اور ایک رسمی عبادت کی شکل میں رہ گیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک اور ظلی حج مقرر کیا ہے اس پر میں نے لکھا تھا کہ: "جس طرح ظلی نبی ہوتا ہے اسی طرح ظلی حج ہوا لیکن بغیر قبلہ کے حج نامکمل رہ جاتا ہے۔ لہٰذا ظلی قبلہ کا بھی اعلان ہو جانا چاہئے تاکہ یہ ظلی حج

اپنے بُرے کی تمیز سے وہ یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے کہ پہلے انہوں نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے بالکل خلاف محض چند اغراض کی بنا پر اجرائے نبوت کا مضحکہ انگیز عقیدہ ایجاد کیا۔ اور اس پر اس قدر غیر عقلمندانہ اصرار کیا کہ حد ہو گئی۔ اب رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح اور طے شدہ مسئلہ کو مضحکہ انگیز قرار دے رہے ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ غلو کے نامراد مرض کی وجہ سے خود ان کی ذہنیت مضحکہ خیز ہو گئی ہے اور آئے دن ان سے طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا ترجمان پیغام صلح لاہور جلد ۲۲ نمبر ۹۰ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۴ء)

(۹۷) غالی قادیانی

بے شک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور بے ڈھب طریق سے نکالی جائے اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو یہ قوم خوشی سے تالیاں بجاتی رہے گی نعرۂ تحسین و آفرین بلند کرتی رہے گی ان تمام پیش گوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد صلعم ہیں آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی۔ لیکن اگر آپ کسی پیش گوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بروزی رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینے میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی چیزیں چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے کیونکہ اس میں در پردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ گیا یا کم سے کم مد مقابل تو ضرور رہے لیکن اگر کوئی چیز جو انہوں نے محمد رسول اللہ صلعم سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو

پڑھنے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ احمد نبی اللہ کا سکہ۔ اب جس کے پڑھنے سے انسان داخل اسلام ہوتا ہے۔

نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں؟

فرمائیے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں۔

ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا خاتمہ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت مطاع الکل کا اضافہ۔ پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمہ رسالت کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام یعنی ظلی طور پر نئے کلمہ کی پیدائش کا اضافہ۔ اور ابھی "ظلی" کا لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ نیا مذہب صاف بنتا نظر آرہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت یعنی موسویت سے الگ کرکے ایک نیا مذہب بنا لیا اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لئے الگ ہو جائے۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

(۹۶) قادیانی مضحکے

الفضل کا ایک مضمون نگار اپنے ایک مخالف تحریر کا ذکر کرتے ہوئے ۲۲ دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں رقم طراز ہے کہ:۔

"یہ ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔"

سچ ہے کہ غلو محبت بھی نامراد اور خطرناک مرض ہے۔ اس سے ذہنیتوں میں کچھ ایسا افسوسناک اور نقصان رساں انقلاب ہو جاتا ہے جس میں معقولیت کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ اس مرض کا شکار سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔

اس کو اسم فاعل کے معنوں پر اور نیز اس کے معنی نبیوں کا خاتمہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسا قرآن کہاں اور کس ملک میں ملتا ہے۔ جس میں خاتم النبیین بالکسر طبع شدہ موجود ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ خاتم ہو تو بھی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (افسوس ہے ضد اور مخالفت۔ مؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۶ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۴ء)

اگر کوئی لاہوری دوست جا کر قادیان کی جماعت کو حضرت مرزا صاحب کی کتب کے حوالے پیش کر کے معقول ہو۔ یہ سمجھائیں تو یہ جواب ملنے لگا کہ اب جانے بھی لوگوں کو دھوکا نہ دیجیے اگر اب مرزا صاحب بھی اپنی قبر سے اٹھ کر آئیں اور کہیں کہ میں نبی نہیں ہوں اس وقت بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہم آپ کو نبی مان چکے ہیں۔ ہم کو اطمینان ہو گیا ہے۔ اب ہم بدلنے والے نہیں۔ یہ من گھڑت قصے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ واقعہ ہے حیدرآباد والے حافظ عبدالعلی صاحب (وکیل) نے خود مجھ کو یہ جواب دیا تھا۔ ممکن ہے بہت سے ایسے ہوں۔ (اور بھی سربرآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق ایسی روایتیں منقول ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ مؤلف)۔

(خادم خاتم النبیین صفحہ ۸ مصنفہ صدیق دیندار چن بسویشور صاحب قادیانی)

(۹۸) حیدرآبادی قادیانی

سکندرآباد دکن سے محمودیوں نے بہت سے ٹریکٹ چھپوا کر شائع کئے ہیں جن میں بزعم خود یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ حیدرآباد دکن کے کسی محمودی تاجر نے سینکڑوں روپیہ اس ٹریکٹ کی مفت اشاعت کے لئے دیئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود کو بدنام کرنے اور احمدیت کو لوگوں کی نظروں میں نامعقول اور مردود کرنے کے لئے اسی کوشش کی کسر باقی تھی سو پوری کر لی گئی۔ نہ صرف بمبئی میں بلکہ ہندوستان سے باہر وہ ٹریکٹ پہنچے ہیں جنہوں نے احمدیت سے نفرت کو خوب ترقی

دی ہوئی ہے آپ واپس محمد رسول اللہ صلعم کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً جب تک ہم مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہیں بہت خوش رہیں گے۔ لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اور تمام محمودی فوج سے صدائے واویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا۔ حالانکہ اختلاف خود ان کے غالیانہ عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۹ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۴ء)

قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے فرمایا ہے کہ اسمہ احمد کے مصداق آپ ہیں۔ احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلعم نے خود دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت اسمہ احمد میرے حق میں ہے یا صحابہ کبار میں سے کسی مشہور و معروف صحابی نے فرمایا ہو کہ میں نے آیت اسمہ احمد کو پڑھتے وقت ہی یقین کیا تھا کہ یہ آیت نبوت حضرت محمد کے حق میں ہے۔ (پس قادیانی صاحبان کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ آیت اسمہ احمد جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں۔ نعوذ باللہ من ذالک مؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۸ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۲ء)

قرآن کریم کے جس قدر نسخے تیرہ سو سال سے اندر طبع ہوئے یا تحریر ہوئے سب میں خاتم النبیین کی تا بالفتح ہے۔ اور خاتَم (تا بالفتح) اسم آلہ ہے۔ اور اس کے معنے صرف مہر ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں جس سے مدعا نبیوں کی صداقت کی تصدیق ہے۔ مگر آپ لوگ جو خاتم النبیین کی تا کو بالکسر قرار دے کر

اور کہاں یہ عقیدۂ باطل کہ

پس جو نبی رسول نہیں مانتا اسے ایسا نبی کہ جیسے محمد خدایگاں
بیان اس کا حضرت مرزا پہ کچھ نہیں منع ہے اگر کہے تو پھر دل انکریا

(تشحیذ الاذہان بابت دسمبر ۱۹۱۳ء)

اب میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ ذرا ہمیں بتلائیں تو سہی کہ اگر احمدی اس تعلیم پر چلے جو اس وقت قادیان میں دی جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی کہ جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا اور تسلیم کیا جانے لگا۔ تو پھر ان احمدیوں میں اسلام کا ذکر اور قرآن کا ادب محض خیالی اور رسمی رہ جائے گا یا حقیقی اور قبیری؟ اور پھر بتاؤ کہ آخر ان احمدیوں کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرنا بھی اٹھ جائے گا یا نہ۔ دور کیوں جاتے ہو ابھی سے ہی اس عقیدہ کے آثار بڑے نظر آ رہے ہیں۔ ذیل میں منشی ظہیر الدین کی ایک چشم دید شہادت جو انہوں نے سالانہ جلسہ قادیان کے حالات کی لکھ کر دفتر پیغام صلح میں بھیجی ہے وہ حصہ جو عقائد کے تعلق ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے یہاں لکھ دیتا ہوں۔ وہو ہذا۔

"چوتھی بات جو میں نے جلسہ میں دیکھی تھی وہ اختلافات عقائد تھا اور میں حیران رہ گیا جب بعض احباب نے لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ کو درست اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس کو پڑھنے اور بطور احمدی عقائد کے خلاصہ کے تسلیم کرنے کا اقرار کیا بلکہ بعض سے میں نے یہ بھی سنا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمدی کلمہ ہے اور احمدی کلمہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ ہے۔

بہت سے احباب میں نے دیکھے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے حق میں صاحب شریعت نبی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے...... بعضوں نے حضرت مسیح موعود کے الہام واتخذوا من مقام ابراهيم مصلّٰی سے اس استدلال کو قبول کر لیا کہ اب احمدیوں کا قبلہ نماز قادیان ہونا چاہئے۔ اس جلسہ میں مجھے ایک بھی ایسا فرد قادیان میں نہیں ملا جو حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا رسول اللہ اور نبی اللہ نہ جانتا ہو

دی ہے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا ترجمان پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۲ء از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی لاہوری)

(۹۹) قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ

اللہ تعالے کا حکم ہے: تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ یعنی نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔ تو پھر دانستہ ایک خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کی جڑ ہی کٹتی ہے تبلیغ و اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر عملی طور پر انہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح آنحضرت صلعم کی رسالت کو منسوخ کر دیا ہوا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ صلعم کی رسالت کا اقرار کر کے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور، جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۲ء)

(۱۰۰) عقیدہ باطل

کہاں حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ تعلیم جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے

اسلحہ، مشینیں وغیرہ وغیرہ اور ان کے سب متعلقات معہ ان کے موجدوں اور کام کرنے والوں اور بیچنے والوں اور استعمال کرنے والوں کے سب نشان ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا۔ اور ان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی طرح قوموں کے تغیر ملکوں کے تنازعات، عقائد کی تبدیلیاں تہذیب و تمدن کے تغیرات آسمانی اور زمینی انقلابات اور جملہ حوادثات عالم سب کے سب نشان ہیں۔ اس وقت سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ذرا ٹوٹل تو لگائیے یہ سب کتنے ہوں گے؟ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار۔

ان کے علاوہ وہ تمام ان گنت اور بے شمار نشانات جو ازل سے اس سلسلہ کی صداقت کے لئے چلے تھے۔ اور ابد تک چلے جائیں گے۔ اور مخفی تھے اور مخفی ہیں اور مخفی رہیں گے۔ اور اللہ ہی ان کو جانتا ہے مگر ان کی وجہ سے اندر ہی اندر اس سلسلہ کی ترقی ہوتی جا رہی ہے۔ (کوئی اور نشان ہو یا نہ ہو لیکن جو دماغی حالت اس مضمون سے ظاہر ہوتی ہے وہ قادیانیت کا مسلمہ نشان ہے اور اسی نشان سے قادیانی بآسانی پہچان میں آتے ہیں۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۷۰ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۶ء)

جس طرح کہ خدا کے فرستادے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء تھے۔

(المہدی ۳۔۲ ص ۳۴ مرتبہ حکیم محمد حسین مسکہ قادیانی لاہوری)

(۱۰۱) قادیانی نشان

غور فرمائیے ہر احمدی ایک نشان ہے۔ ہر اینٹ قادیان کے مکانات کی ایک نشان ہے۔ ہر دانہ غلہ کا جو حضور کے لنگر میں پکتا ہے ایک نشان ہے ہر شخص جو سلسلہ میں نیا داخل ہوتا ہے اور ہر نیا بچہ جو پیدا ہوتا ہے۔ ایک نشان ہے ہر مخالف جو ذلیل ہوتا ہے یا خاموش ہوتا ہے یا مرید ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے ایک نشان ہے ہر کتاب اور اس کا ہر ایک لفظ جو سلسلہ کی حمایت میں لکھا جاتا ہے اور چھپتا ہے ایک نشان ہے۔ ہر تحفہ یا چیز جو قادیان میں باہر سے آتی ہے ایک نشان ہے۔ ہر شخص دوست یا دشمن جو اس مبارک بستی میں داخل ہوتا ہے ایک نشان ہے۔ ہر خط یا تار جو یہاں بذریعہ ڈاک خانہ یا اور طرح سے آتا ہے ایک نشان ہے۔ ہر ایک پیسہ جو چندہ میں یا وصیت میں یا صدقہ میں یا اشاعت اسلام میں یا کسی شخص کی تنخواہ کے طور پر یا کسی طرح بھی یہاں خرچ ہونے کے لئے آتا ہے وہ نشان ہے۔ ہر نعش جو مقبرہ بہشتی میں لائی جاتی ہے وہ ایک نشان ہے۔ ہر درخت جو یہاں کسی مکان یا باغ میں لگایا جاتا ہے ایک نشان ہے۔ ہر لفظ جو وحی و الہام کا جو یہاں یا دنیا میں کہیں بھی نازل ہوتا ہے۔ یہاں کا ایک نشان ہے۔ ہر لفظ جو علم و معرفت یا حقائق و معارف یا دعوۃ تبلیغ یا تعلیم و تربیت کا جو لوگوں کو اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ ایک نشان ہے۔ ہر عذاب ہر وبا ہر زلزلہ ہر جنگ ہر انکشاف سائنس کا اور ہر صداقت جو دنیا میں ظاہر ہوا اور عالمگیر ہو وہ نشان ہے۔ اس سلسلہ کا ہر سچا خواب جو دنیا میں کسی کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہو وہ ایک نشان ہے۔ ہر ایجاد جو دین اسلام اور اس کی اشاعت کو کسی طرح بھی فائدہ پہنچا سکتی ہو مثلاً ریل۔ تار۔ چھاپہ خانہ۔ موٹر۔ وائرلیس۔ ہوائی جہاز۔ فوٹوگراف۔ توپیں

نصب العین بنا لیا۔ اور صدر انجمن میں جس کے حضرت صاحبزادہ صاحب پریزیڈنٹ تھے ان کی بے ادبی شروع کر دی۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۲۰ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۱۸ء)

(۲) بڑا ابتلاء

ایسا خطرناک واقعہ جس سے قریب تھا کہ زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں آج سے کئی سال پہلے ظاہر ہو چکا ہے اور وہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کی علیحدگی ہے۔

اس پارٹی کے سرگروہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت کے بڑے بڑے آدمیوں میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ مگر نہ معلوم بیعت میں کوئی نقص رہ جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان پر کئی دفعہ ابتلاء آئے اور وہ کئی موقعوں پر حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر بیہودہ اعتراض کرنے سے باز نہ رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں سے ایمان کی روح نکل گئی اور باوجود اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی آخر زمان مانتے تھے۔ پھر بھی جب انہوں نے دیکھا کہ مخالف تعداد میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ طاقت میں ہم سے زیادہ ہیں دنیا کے مال ان کے پاس بہت ہیں تو مرعوب ہو گئے۔ اور چاہا کہ کسی طرح ان سے صلح کر لی جائے تاکہ ان کے حملوں سے بھی محفوظ رہیں اور دنیاوی مال و دولت بھی کچھ حاصل کر لیں اس طرح یہ (لاہوری جماعت) ایک بڑے ابتلاء میں پھنس گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۳) لاہوری جماعت کی علیحدگی

چنانچہ اس بناء پر (کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے یا نہیں) مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہو گئے۔ فریق اول یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے

فصل سترھویں

قادیانیوں کی جماعت لاہور

(۱) ایک پارٹی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جلد ہی جناب مولوی محمد علی صاحب کو پہلے اپنی بیوی کی علالت اور وفات کے وقت اور پھر حضرت کے مکان سے علیحدہ کئے جانے کے سبب اور ساتھ ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ (مرزا صاحب کے خسر) کے بعض اعتراضات کے سبب جو مولوی (محمد علی) صاحب کے عمارتی کام پر ہوتے تھے دن بدن رنج بڑھتا گیا اور جب خواجہ (کمال الدین) صاحب نے اپنے لیکچروں میں احمدیت کے ذکر کو چھوڑا اور غیر احمدیوں کی تعریفوں سے خوش ہو کر ان کے پیچھے نماز کے جواز کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح اول سے چاہی اور غیر احمدیوں کے اسلام کا اعلان اور اشتہار دیا تو حضرت اولوالعزم میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ نے خواجہ صاحب کے اس طرز کو ناپسند کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین صاحب) رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ان کے خلاف بدر میں مضمون لکھا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی رنجش کے سبب جو انہیں اہل بیت کے ساتھ تھی۔ خواجہ صاحب کی رفاقت کا سہارا تلاش کرتے ہوئے ان کی حمایت کی۔ ڈاکٹرین اور شیخ صاحب اپنی سادگی کے سبب خواجہ (کمال الدین) صاحب کی مدح سرائی و خوشامد میں بہک گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک پارٹی بن گئی اور انہوں نے حضرت صاحبزادہ (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ کی مخالفت کو اپنا

لیکن مبصرین کا قول ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم (المؤلف)

(۴) لاہوری جماعت کا قدیم ایمان

ہم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں .... ہمارا ایمان ہے کہ اب دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد نمبر ۴۳ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔

(اعلان مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور۔ جلد ۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

(۵) لاہوری جماعت کا جدید اسلام

ہم بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مسیح موعود مہدی معہود امور من اللہ ملہم۔ مجدد۔ محدث امام زمان یقین کرتے ہیں اور آپ کو ظلی بروزی طور پر جزوی نبی بھی یقین کرتے ہیں۔ مگر حقیقی مستقل شرعی یا غیر شرعی کامل نبی آپ کو کہنا آپ کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں۔

اور آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا مانتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر قادیان رہا اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم کیا۔ فریق قادیان کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ہذا کے ہاتھ میں۔ اور اب یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے مورچہ پر الگ الگ کام کر رہی ہیں اور گو لحاظ تعداد کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے لیکن اثر و رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے۔

ایک اہم بیان مصنفہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور

مولوی محمد علی صاحب نے جو ایک رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اس کے شروع میں دونوں فریقوں کا اصولی فرق حسب ذیل قرار دیا ہے۔

"حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں۔ ایک احمدی جن کا مرکز لاہور ہے اور دوسرے قادیانی جن کا مرکز قادیان ہے۔ فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے"

"اول یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی۔ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے۔ فریق لاہور آپ کو صرف مجدد مانتا ہے"

"دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں۔ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا کبھی نام بھی نہ سنا ہو اور خواہ وہ حضرت مرزا صاحب کو دل سے بھی سچا مانتے ہوں اور زبان سے بھی انکار نہ کرتے ہوں۔ البتہ مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہوں (ملخصاً) اور فریق لاہور یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ ہاں مجدد اور مسیحیت کو رد کرنا یا اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے۔ بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے الگ بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عند اللہ قابل مواخذہ ہے۔ اور دونوں قادیانی جماعتوں میں ایک کا رنگ گہرا عنابی اور دوسری کا رنگ ہلکا گلابی ہے۔)

یہ سلوک ہے تو ان کا سلوک غیر احمدیوں یا احرار کے ساتھ تو کہیں بدتر ہوگا ۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۳۰، نمبر ۳۳ مورخہ
۴ اگست ۱۹۴۳ء)

(۸) خدا کی آواز

حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کی خبر اللہ تعالےٰ سے پانے کے بعد دی ۔ اور قرآن مجید سے اس پر دلائل دیئے ۔ ائمہ اسلام اور علمائے متقدمین نے صرف اپنے اجتہادات اور تدبر سے کام لیا بعض نے عیسیٰ کو فوت شدہ تسلیم کیا اور بعض نے اسے زندہ آسمان پر یقین کیا ۔ لیکن بفرض محال اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تمام ائمہ اسلام اور بزرگان سلف نے مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہی اتفاق کیا ہے تو بھی ایک شخص جب خدا سے اطلاع پا کر یہ اعلان کرے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے بذریعہ الہام اور وحی یہ اطلاع دی ہے کہ مسیح علیہ السلام وفات پا گئے تو ہمیں الہام الٰہی کے آگے سر جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہم بیشک آئمہ سلف اور بزرگان امت کی عزت کریں اور ان کی محنت اور خدمات پر صدائے تحسین بلند کریں ۔ لیکن ان کے اجتہاد اور ان کی آواز کو خدا کی آواز پر ترجیح نہیں دی جا سکتی ۔

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۳۰ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۰ ستمبر

(۹) جرأت و جسارت

پیغامیوں (لاہوری فریق) کی جرأت و جسارت دیکھئے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) سے نہایت درجہ کی عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں ۔ حضور کی علمی وراثت کے دعویدار ہیں اور نہایت بلند آہنگی سے آپ کی تعلیم کا صحیح مفہوم سمجھنے کے مدعی ہیں مگر دوسری طرف یہ حال ہے کہ آپ کے پیش کردہ عقائد پر نہایت بیہودہ اور لغو اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے حملے ان کی تحریرات میں کثرت سے پائے جاتے ہیں ۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب میں حضرت

(مکتوب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب قادیانی لاہوری مندرجہ المہدی ملا
مرتبہ مولوی حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری)

(۶) سب میں بڑے (ج)

جبکہ نبوت محمدیہ تاقیامت زندہ ہے اور فیضان محمدی جاری ہے۔ تو سلسلہ نبوت کے بند ہونے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے پاس تو خاتم النبیین کی زندہ نبوت ہر آن موجود ہے۔ اور اس نبوت کاملہ کی ایک جھلک نے مسیح ناصری علیہ السلام جیسے ہزاروں کاملین کو پیدا کیا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ان میں سے ایک ہیں۔ اور ہمارے ایمان میں ان سب سے بڑے بھی ہیں۔ مگر ہم اصل کو چھوڑ کر یعنی ختم نبوت کا انکار کر کے کسی ادنیٰ نبوت کو کیا کریں۔ اور اس کی ضرورت بھی کیا ہے جبکہ یوں ہی مرزا صاحب آپ کے نزدیک مسیح ناصری جیسے ہزاروں کاملین میں سب سے بڑھ گئے ___ مقصود حاصل ہو گیا۔ قادیانی جماعت لاہور بنظر مصلحت بالعموم ایسے ہی ابہام سے کام لیتی ہے۔ صاف صاف کہتے جھجکتی ہے جماعت قادیان صاف گوئی سے کام لیتی ہے۔ مرزا صاحب کی نبوت حق ہے لیکن مافی الضمیر دونوں جماعتوں کا ایک ہی ہے۔ صرف نفاق اور اخلاص کا فرق ہے۔ (الملخصا

(جناب مولوی عمر الدین صاحب قادیانی مبلغ جماعت لاہور کا بیان مندرجہ
اخبار پیغام صلح جلد ۲۴ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۷) لاہوری عقیدہ نبوت (ج)

یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہے اب لیجئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو ان کی جماعت سے نکل کے لاہوری جماعت میں شامل ہو جائے۔ مرتد کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔ جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی بھی مانتی ہے۔ قادیانی احمدیوں کا

(امیر جماعت لاہور) نے اپنی کتاب النبوة فی الاسلام میں غیر احمدیوں کو فاسق قرار دیا تھا لیکن اب النبوة فی الاسلام طبع دوم سے وہ صفحہ ہی حذف کر دیا گیا ہے جس میں غیر احمدیوں کے فاسق ہونے کا ذکر تھا۔ اب اس سے آگے انہوں نے عملی طور پر یہ قدم بڑھایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جن کی ساری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید مخالفت میں گزری ہے۔ اور اس وقت بھی وہ احمدیت کے سخت دشمن ہیں۔ ان سے اپنے جلسوں میں تقریریں کراتے ہیں۔ اور تقریریں بھی ایسی جو کسی متحدہ مسئلہ پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریحاً خلاف ہوتی ہیں۔

(اخبار [illegible] قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۳۵ء)

(۱۲) علی الاعلان

مولوی عبد اللہ صاحب مذکور نے جو غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کی مقامی (یعنی سری نگر کی) انجمن کے پریذیڈنٹ بھی ہیں اپنے مکان پر ایک خاص مجمع کے روبرو اور غیر مبایعین کے مبلغین کی موجودگی میں علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا کہ نقصان پہنچا ہے اُن کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ گیا ہے ان کے بیانات اور تحریروں میں ہزارہا غلطیاں ہیں ان کے الہامات مشتبہ ہیں ان کی بہت سی پیشگوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور بعض پیشگوئیوں کا تصریح کے ساتھ ذکر کر کے ان کی تکذیب کی۔ اور ایک پیشگوئی کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اس کے جھوٹا ہونے پر زمین و آسمان گواہ ہیں اور کہا کہ مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس طرح سے ان کا نام درمیان سے مٹ کر صداقت خالص اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام باقی رہ جائے گا۔ ان باتوں کو سن کر غیر مبایعین اور ان کے مخاطبین نے نہ صرف ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا۔ بلکہ ان کے مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب نے مولوی عبد اللہ صاحب کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کا ذکر تمسخر اور استہزاء کے طریق پر کرتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب کے الہامات کا نمونہ سنئے کرشن کا ٹیلا غرق ہو گیا۔ نکسا پینسر

مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ - نمبر ۵۰ مورخہ ۱۰ - نومبر ۱۹۲۲ء)

(۱۰) ایک افترا

مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے اپنے تازہ رسالہ شناخت مامورین کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔

"خود حضرت (مرزا) صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اسے کھنکار کی طرح پھینک دیتا ہوں"

جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپ کے کئی الہام کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مخالف ہوتے تھے جن کو حضرت مسیح موعود کھنکار کی طرح پھینک دیتے تھے حالانکہ حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام بھی ایسا نہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول کے مخالف پا کر حضرت مسیح موعود نے رد کیا ہو کیونکہ حضرت مسیح موعود اپنے جملہ الہامات کو قطعی اور یقینی طور پر خدا تعالیٰ کا کلام جانتے تھے اور فرماتے تھے جیسے مسیح پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر ہوا جیسے دوسرے نبیوں سے خدا نے مکالمہ مخاطبہ کیا اُس نے مجھے بھی ایسا ہی شرف بخشا پس یہ مولوی محمد علی کا ایک افتراء ہے جو اُس نے حضرت مسیح موعود پر باندھا ہے کہ حضور نے کہیں ایسا لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مخالف پا کر پھینک دیتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ یکم جولائی ۱۹۱۹ء)

(۱۱) عملی قدم

غیر مبائعین (لاہوری فریق) احمدیت سے ظاہری تعلق بھی منقطع کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کر رہے ہیں اس کا کسی قدر پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب

غرض جن لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے غیر مبائعین نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑا وہ انھیں جواب دے بیٹھے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ صفحہ ۔ مورخہ ۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۱۵) لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ

غیر مبائعین (یعنی لاہوری جماعت) نے جب سے مرکز احمدیت (یعنی قادیان) کو چھوڑا ان کے اعتقادات کا انتہائی تنزل نمایاں ہونا شروع ہو گیا۔ اگرچہ یہ کمزوری ان کے اندر پہلے سے موجود تھی جیسا کہ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں کئی خطبات ان کو مد نظر رکھ کر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ (حکیم نور الدین صاحب) کو فرمانے پڑے اور ان میں سے بعض سے بیعت کی بھی تجدید کرانی پڑی۔ اس وقت بھی ان کے عقائد مشتبہ تھے تب ہی تو ان کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ۔

”معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا بہتان ہے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی رسول و نجات دہندہ مانتے ہیں۔“

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد اول نمبر ۴۳ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

مگر آہستہ آہستہ ان کے عقائد میں تغیر شروع ہوا، نبی رسول اور نجات دہندہ کو محض مجدد صدی چہاردہم قرار دینے لگے اور ”ظلی نبی“ کی ایسی تشریح کرنے لگے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے بالکل خلاف ہے کہ ”ظلی نبوت“ جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸)

"مرحق بولتی ہے"۔ اور جب اس مؤخر الذکر فقرہ کا حوالہ پوچھا گیا تو کہا کہ اگر میں دکھا دوں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں ہم حضور کا الہام تسلیم کر لیں گے اس پر ان کو استہزا کا ایک اور زریں موقع مل گیا۔ اور خوب دل کھول کر حضور کے الہامات پر تمسخر کیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء نمبر ۲۲ جلد ۱۷)

(۱۳) درمیان درمیان

اسی اثناء میں آوازیں آنے لگیں کہ لاہوری لوگ یا قادیانیوں کے ساتھ مل جائیں جو مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہیں یا پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔ درمیان درمیان کی حالت ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دوسرے روز آپ نے (لاہوری فریق کے مناظر نے) بار بار حضرت مسیح موعود کی توہین کی اور مرزا مرزا کے خطاب کے علاوہ یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا صاحب صحابہ کی جوتیوں کے برابر بھی نہ تھے (نعوذ باللہ)۔ جس پر غیر احمدیوں کو خوشی کا موقع مل گیا اور انھوں نے کہا آپ تو ہمارے ساتھ مل گئے اب جمعہ بھی ہمارے پیچھے پڑھیں مگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ آپ نے عملاً اس سے انکار کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء نمبر ۱۳ جلد ۱۷)

(۱۴) منافقت

غیر مبایعین نے مرکز احمدیت یعنی قادیان سے قطع تعلق کرتے ہوئے سمجھا تھا کہ جماعت کا سواد اعظم ان کے ساتھ ہے۔ مگر جلدی ہی انھیں معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اسی دوران میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر غیر احمدیوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہی ان کا ساتھ دیں گے۔ مگر ان میں بھی دال نہ گلی۔ وہ انھیں منافقت سے کام لینے والے قرار دے کر نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں

ہمارا اور۔ اور تم اس خودداری اور غیرت کو ملحوظ رکھتے جو مومن کی شایان شان ہے تو تمہیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے اور تمہارے خداوندان رزق اور تمہارے حلال العقود بجو دینا کہ جن کی خاطر تم نے اپنی خصوصیات کو یکے بعد دیگرے بیدردی سے مٹ جانے دیا آج اس دریوزہ گری کے باعث تم پر لعنت ملامت نہ کرتے۔

دیکھو غیروں (مسلمانوں) سے ملنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ چند درہم و دینار دکھاتے ہیں اور تم سے سادہ لوحوں کو خوش کرتے ہیں جب تم ان کی خاطر اپنوں (قادیانیوں) سے الجھ پڑتے ہو اپنوں پہ وار کرتے ہو۔ تو وہ صاف صاف کہنے لگتے ہیں کہ او سادہ لوحو اور او خیتی خورے ریا کا سو ہم تمہیں چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں تم ہمیں کیا طعن دے سکتے ہو۔ ہمارے چندوں کے گواہ تمہارے سکریٹری ڈاکٹر محمد حسین ہیں۔

اس کا جواب تمہارے پاس کچھ نہیں کیوں کہ واقعی تمہارا ہاتھ اور دامن ہمیشہ ان کے سامنے پھیلا رہتا ہے پھر تم کیسے احمدی کہلا کر احمد پر اعتراض کرنے والے ظالموں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ تم پر افسوس کہ تمہاری کوتاہ اندیشیوں نے تم کو تباہ کر دیا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۶۳ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۳ء)

(۱۷) چال باز

غیر مبائعین (لاہوری فریق) بخیال خویش ہمارے خلاف سب سے زیادہ زبردست جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگرچہ یہ فیصلہ ہمارا نہیں بلکہ اسی انسان کا ہے جو خدا تعالے کی طرف سے دنیا کے لئے حکم اور عدل ہو کر آیا۔ لیکن چونکہ عوام الناس اس بات سے ہمارے خلاف مشتعل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے غیر مبائعین اس بات پر بہت زور دیا کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو

نیز "بروزی نبی" کہنا شروع کیا۔ اور اس کی یہ تشریح کی جانے لگی جیسا کہ حال میں غیر مبایعین نے راولپنڈی کے جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے کہا کہ بروز سے مراد ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ بعض گذشتہ اولیا نے اپنے آپ کو کہا کہ من خدایم یا انا الحق وغیرہ۔ نہ وہ خدا بن گئے۔ اور نہ حضرت مرزا صاحب نبی بن گئے۔

اب غیر مبایعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انہوں نے اپنا جلسہ ۲۲۔ ۲۳۔ اپریل کو راولپنڈی میں کیا تو ان کے مقرریں نے سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ ہم۔ مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو ان کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں۔ .... میں نے ان کی اس شرارت کو مان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دعویٰ نبوت آپ کی کتابوں سے واضح کیا اور "ایک غلطی کا ازالہ" سے آپ کی نبوت کی تشریح پیش کی۔ آخر میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء والی تحریر "پیغام صلح" بھی پڑھکر سنا دی گئی۔ اور ثابت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں مگر ان کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور۔

غیر مبایعین کی اس روش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فرمودہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو آپ نے "تریاق القلوب صفحہ ۱۳۱" میں فرمایا ہے کہ "جو شخص خدا کے امور سے انکار کرتا ہے۔ آخر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۸۳ مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۴ء)

(۱۶) قادیانی طعن

اے غیروں کی خاطر اپنوں پر حملہ کرنے والو۔ اور اپنی جماعت سے بچھڑے ہوئے بھائیو (لاہوری جماعت)! اگر تم حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے۔ اگر تم نورالدین اعظم کے اس فقرے کو ذہن میں رکھتے کہ غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے۔ اور

رہبانیت یا تارک دنیا ہونے کا امر عیسائیوں کی بدعت ہے۔

(بیان القرآن مصنفہ محمد علی صاحب لاہوری ص[illegible])

"بعض مفسرین نے اس مصیبت کو یوں ٹالنا چاہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ یوسف کی پہلی بی بی کی اولاد تھی۔ اور حضرت مریم ان کی دوسری بی بی تھیں۔ مگر ایک طرف تعلق زوجیت کا حضرت مریم اور یوسف میں موجود ہونا خود اناجیل سے ظاہر ہے دوسری طرف ماں کے ساتھ بھائیوں کا آنا صاف بتاتا ہے کہ یہ اسی ماں کی اولاد تھے۔ سوتیلے بھائی ہوتے تو مریم سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تیسرے کہیں بھی سوتیلے بھائی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ جب لفظ بھائی مطلقاً استعمال کیا جائے گا۔ تو اس سے مراد حقیقی بھائی لیا جائے گا۔

پس یہ انجیلی شہادت صاف بتلاتی ہے۔ کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اگر ایک طرف لفظ عیسیٰ بشر اس وقت کے ماننے میں بڑے مانع نہیں تو دوسری طرف تاریخی ثبوت کھلا کھلا موجود ہے کہ واقعی میاں بیوی کے تعلقات حضرت مریم اور آپ کے شوہر کے رہے۔

(بیان القرآن مصنفہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری ص[illegible])

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر القرآن جس پر وہ پھولے نہیں سماتے اور اسے اپنا کارنامہ قرار دے کر اپنے عقائد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

علیٰ ہذا اخبار الفضل قادیان کا دوسرا اعتراض بھی قابل غور ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار۔ ان فی ذلک لآیات لقوم یؤمنون اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھا حضرت مسیح موعود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ہی ڈالنا قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس ذکر میں فرمایا کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے تو خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچائے گا۔ لیکن

کو کافر نہیں کہتے ہیں کہ وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہے ہاں جو دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ پیچ وہ اس لئے کیا کرتے ہیں کہ اگر ایک طرف عام مسلمانوں سے واسطہ نہ بگڑ سکیں تو دوسری طرف جماعت احمدیہ سے یہ کہکر عوام کو دستخط کروتے ہیں کہ یہ چند لاکھ احمدیوں کے سوا باقی سب دنیا کے مسلمانوں کو کافر [illegible] [illegible] نہیں [illegible] ان [illegible] درنام دونی دیکھکر وہ بیان رنگ بدل [illegible] دل کو مسلمان جانتے نہیں کہ ان طرف مائل ہوتے ضمیر منافق طبع اور چال باز سمجھ کر دھتکار رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۰ [illegible] ۱۹۳۳ء)

(۱۸) لاہوری تفسیر

گرچہ قادیانی جماعت کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے قرآن کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ ان کی ملک ہے نہ کہ مولوی صاحب کی چنانچہ قادیانی اخبار الفضل نمبر ۱۲۹ جلد ۲۱ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۴ء میں شکایت لکھتا ہے کہ:

"یہ ترجمہ قرآن جسے انھوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں نہایت معقول ماہوار تنخواہ وصول کر کے کیا تھا مگر جب وہ مکمل ہو گیا تو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اور پھر اپنی ذاتی جائداد قرار دیکر اسے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنالیا۔

تاہم اس جماعت کو بھی اس ترجمہ کی صحت پر کافی اعتراض ہے۔ مثلاً اخبار الفضل نمبر ۱۳۱ جلد ۲۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے تحت تفسیر کی غلطی کا حسب ذیل نمونہ پیش کرتا ہے۔

"حضرت مریم کی والدہ کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم باوجود ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کرنے کے ان کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ کنواری رہیگی۔ بلکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جوان ہو کر بیاہی جائے گی اور صاحب اولاد ہوگی۔ اس لئے انھوں نے نہ صرف مریم کے لئے دعا کی بلکہ مریم کی اولاد کے لئے بھی کی

عقائد کی پوری تبلیغ نہ کی۔

انصاف کیجئے تو مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے کہ محض اعتماد کی بنا پر انہوں نے بھی اس ترجمہ کی تیاری میں خاصی مالی امداد دی۔ اور پھر ترجمہ کے ساتھ اس رنگ کی تفسیر نکلی۔ مزید خرابی یہ کہ عام تعلیم یافتہ مسلمان جو اسلامی تعلیمات سے کم واقف ہیں اسی کو کی بنا پر اب تک اس تفسیر کو مستند سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کے نام سے شایع ہوئی ہے۔ کسی غیر مسلم کا نام ہوتا تو پھر بھی محتاط رہتے۔

یوں تو اس انگریزی تفسیر میں بہت سے امور قابل اصلاح ہیں۔ یہاں نمونتاً چند پر اکتفا کیا گیا۔ بس بڑی خوبی ہے تو یہی کہ سب سے اول ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی اور نسبتاً عیسائیوں کے حواشی سے غنیمت ہے۔ محمد پکتھال صاحب نے جو قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ بھی شایع ہو گیا ہے۔ انجیل کے طرز پر اس کی زبان بہت موثر اور دلپذیر ہے۔ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب نے بھی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ خاص علمی رنگ نظر آتا ہے۔ شیخ محمد اشرف صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے اس کو طبع کرایا ہے۔ قابل دید ہے۔

(۱۹) یہودی عیسائی اور مسلمان کون ہیں

احمدی فریق لاہور حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہی یقین رکھتا ہے۔ بلکہ وہ اُن سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے یہودی قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی فریق لاہور قسم فرماتے ہیں کہ۔

"سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا"

(ترجمہ) (رسالہ ریویو جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعتقاد اس تحدی اور اس تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے

(اخبار الفضل قادیان مورخہ [illegible] ستمبر [illegible] و پیغام صلح مورخہ [illegible] اپریل [illegible])

قادیانی جماعت کو شکایت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مع حواشی شائع کیا ہے اس میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دو عقائد سے اختلاف کیا ہے۔ گویا مولوی صاحب کو اس ترجمہ میں قادیانی عقائد سے سرمو تجاوز نہ کرنا چاہیے تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب نے اس میں قادیانی تحریک کو بہت خوبی سے پیوست کیا ہے کہ سرسری طور پر کسی کو تعرض نہ ہو اور بات دل نشین ہو جائے مثلاً ترجمہ میں کھلے دل سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فیضان کا بحیثیت مرید اعتراف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے مجدد اسلام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ پھر سورۂ فاتحہ کی آخری آیات کی تفسیر میں دعویٰ کیا ہے کہ جو وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی تھی وہی اب دوسروں پر بھی نازل ہو سکتی ہے پھر سورۂ جمعہ کے پہلے ہی رکوع میں تفسیر کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں نہ کہ اور کوئی۔

علیٰ ہذا سورۂ آل عمران کے پانچویں رکوع میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے [illegible] ان کی تاویل کی ہے مولوی محمد علی صاحب نے انھیں تاویلات کی انگریزی تفسیر میں پوری ترجمانی کی ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب نے شق القمر کو چاند گرہن تجویز کر کے معجزہ کی حیثیت تقریباً غائب کر دی تو مولوی صاحب نے بھی سورۂ قمر کی تفسیر میں اسی پہلو پر زور دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس واقعہ کی ندرت میں کوئی اہمیت نہیں ہے اگر معجزہ ہے تو یہ کہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مرزا صاحب نے ملائکہ کی جو تاویل کی ہے وہی تاویل مولوی صاحب کی تفسیر میں موجود ہے غرضیکہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر میں قادیانی تحریک کا پورا حق ادا کیا ہے۔ اور بڑی خوبی سے ادا کیا ہے کہ کام بن جائے اور الزام نہ آئے پھر بھی قادیانی جماعت کو شکوہ ہے کہ مولوی صاحب نے کوتاہی کی۔ مرزا صاحب کے

(از دہلی میں عظیم الشان مناظرہ [illegible] مقالہ جناب مولوی عمر الدین صاحب
شملوی قادیانی لاہوری [illegible] مطبع لاہور طبع [illegible] نمبر ۲۱
مطبوعہ [illegible] اپریل ۱۹۳۳ء

یہ ہی نکتہ کہ مسلمان مغضوب علیہم کے تحت یہودی ہیں قادیانی جماعت ضالین کے تحت عیسائی [illegible] لاہوری جماعت انعمت علیہم کے تحت مسلمان ہے مولوی محمد علی صاحب قادیانی [illegible] جماعت [illegible] نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں سورہ فاتحہ کے تحت بطور تفسیر پیش فرمایا ہے۔ مگر حسب معمول نہایت لطیف پیرایہ میں گویا عاقل را اشارہ کافی است۔ [illegible] وحی بھی جو انبیاء پر نازل ہوتی تھی۔ اب بھی دوسروں پر نازل ہو سکتی ہے۔ گویا اس طرح جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے مسیح موعود ہونے میں کوئی شک نہیں رہا [illegible] لاہوری جماعت کا عقیدہ ثابت ہو گیا دوسرے یہ کہ مغضوبین و ضالین میں یہودی اور عیسائیوں کی تخصیص نہیں۔ بلکہ جو شدت سے مخالفت کرے وہ گویا یہودی ہے اور جو شدت سے محبت کرے وہ گویا عیسائی ہے۔ اور جو بین بین رہے وہ مسلمان ہے۔ جب کہ لاہوری عقیدہ کی رو سے مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا مسلم ہے تو مسلمان جو مرزا صاحب کے مخالف ہیں صریحاً مغضوب علیہم کے مصداق بنے۔ قادیانی جماعت جو مرزا صاحب کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ اس سے بڑھ کر نبی اور رسول مانتی ہے ضالین میں جا لگی اور لاہوری جماعت اپنے اعتدال اور اپنی احتیاط کی بدولت چودھویں صدی کے سچے اور پکے مسلمان بنے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان کے واسطے مخصوص ہو گئیں۔ یہی وہ جماعت ہے جو اسلام کی بڑی حامی اور مسلمانوں کی بڑی ہمدرد مشہور ہے۔ (للمؤلف)

(۲۰) لاہوری جماعت کی حکمت عملی

لاہوری جماعت کو فی الواقع دو رنگی پسند ہے۔ قادیانیوں میں بھی شامل رہیں اور مسلمانوں میں بھی شمار ہوں۔ اس واسطے مرزا صاحب کی مسیحیت کا اقرار کافی سمجھا

اب یہ تو کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو کافر بلکہ اکثر تاقیامت مغضوب و ملعون یقین کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہودیوں کے حق میں بالخصوص سینکڑوں مقامات پر جو کچھ لعنت و غضب و عتاب کے فتوے لگائے ہیں۔ وہ عیسائیوں اور مسلمانوں سے مخفی نہیں پس بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہودی قرار دینا نہ صرف معمولی کافر قرار دینا ہے۔ بلکہ مغضوب علیہم کافر گردانتا ہے۔ چنانچہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے نہایت صفائی اور جرات سے کام لیکر اپنے دلی عقیدے کا اس مختصر سے فقرے میں اظہار فرمایا ہے کہ "سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ ہے"

(کیا احمدی فریق لاہور کے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہ
ماننے والے مسلمان ہیں۔ از رسالہ مرتبہ قمر الدین صاحب جہلمی قادیانی)

میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود ان کے صدق دعویٰ پر ایک الٰہی مہر ہے مولانا ارجمند اللہ صاحب نے پوچھا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا۔ سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں۔ سنئے ہم لوگ ہر روز پانچ وقت منعم علیہ بننے اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں اور منعم علیہم مسلمان ہیں کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اب نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسیٰ کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہو گئے۔ بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں (مسلمانوں) نے فتویٰ کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی مان کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ (لاہوری جماعت) حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود جو اولیاء امت محمدیہ کا سرتاج ہے پس ہم منعم علیہ ہوئے اور سورہ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

بہرحال لاہوری جماعت اپنے فرقہ کی توسیع کو تبلیغ اسلام قرار دیکر مسلمانوں کی حمایت حاصل کرتے ہیں۔ اور پھر اسی کو مرزا صاحب کی صداقت کا معیار پیش کرتے ہیں۔ کیسا عجیب چکر ہے مثلاً ملاحظہ ہو۔

"خدا کا شکر ہے کہ پیرس میں بعض سعید طبع ہمدردان اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہو گئی ہے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں جلد ترقی دے گا۔

خدا تعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ بلاشبہ خدمت و اشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں۔" وہ بے نظیر ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے اور یہ بالکل صحیح ہے۔

ع ۔ دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء)

بہرحال چندہ اور امداد کے وقت لاہوری جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت بن جاتی ہے۔ مگر اپنی کارگزاری۔ کامیابی۔ اور تفاخر میں اپنے آپ کو قصداً اسلامی اداروں کے مقابل پیش کرتی ہے تاکہ اس کی جداگانہ شخصیت واضح ہو جائے۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

پولینڈ کا ایک یہودی فاضل پولش اور عبرانی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی اطلاع مسلمانان ایشیا کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دیتا ہے۔ لیکن رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اس خط کو کہاں بھیجتے ہیں؟ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں؟ نہیں۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں؟ نہیں دار المصنفین اعظم گڑھ میں؟ نہیں۔ دار العلوم دیوبند میں؟ نہیں۔ بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں۔

گیا۔ اور نبوت کا انکار ضروری معلوم ہوا تاکہ اس سمجھوتہ سے مسلمان بھی راضی رہیں اور مرزا صاحب کی تبلیغ بھی جاری رہے۔ اسی میں ان کو کامیابی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ان کو قلق ہے کہ:۔

"کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو اسی شان میں پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا۔ تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ گوشہ میں داخل ہو چکی ہوتی۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اپریل [illegible])

چنانچہ چندہ کی اپیلوں میں وہ مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بلا لحاظ فرقہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اسی بنا پر مسلمانوں سے کافی امداد پاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اپنی جماعت کا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کی طرف نہ صرف یورپ میں غیر مسلموں کو بلکہ اسلامی ممالک میں خود مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔ کامیابی پر خوشی مناتے ہیں پھر بھی تفصیل سینہ راز میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایک تازہ کامیابی ملاحظہ ہو۔

"کسی گذشتہ اشاعت میں ناظرین کرام دعوت کمیٹی کا بیان ضرور ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ ہندوستان سے باہر ایک مقام پر دو سو بیس اصحاب شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔ کامیابی حقیقی کی ترشح سازیں ملاحظہ ہوں کہ ایک طرف دشمنان سلسلہ کا بپا کیا ہوا خوفناک طوفان مخالفت ہمیں تہ و بالا کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے دوسری طرف رحمت خداوندی مصروف کرم ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مخالفت کے طوفان چند روزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ مصروف کرم رہے گی۔ ہمارے جس جماعت کا رکن کی مساعی سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہم تہ دل سے انہیں مبارکباد دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ ساری جماعت کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۰ اپریل [illegible])

جیسا کہ آپ نے خود وضع کر دیا صرف یہ ہو کہ ممبروں سے صرف اس قدر تعلق ہو کہ اشاعت کے راستہ میں وہ کچھ چندہ دے دیا کریں اور ان کے اعمال و اعتقادات سے کچھ واسطہ نہ ہو۔

آپ کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود کبھی مصلحۃً ان کے مانند دنیاداروں کے طریقوں پر دین کی خدمت کرنے والے نہیں تھے۔ دنیاداروں اور عام انجمنوں کا طریق بے شک یہی ہے کہ مقصد کے لئے چندہ وصول کر لیا جائے۔ اور اس سے آگے اور کچھ غرض نہ ہو لیکن ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ طریق ہے جو خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور قطعاً اختیار کرتے نہیں ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ محض ایک انجمن کا قائم کر لینا جس سے مقصود ایک عمدہ مقصد کی خدمت ہو مگر جس میں اپنی اصلاح کا کوئی خیال نہ ہو وہ حقیقی اور سچا طریق تبدیلی کا نہیں جس سے دنیا کے مغلوب خدا تعالیٰ کی رضا کے طالب بن جائیں اصل مطلب جو حقیقی رہنماؤں کے پیش نظر ہوتا ہے وہ تو اندرونی تبدیلی اور قلبی انقلاب ہے مدعا یہ ہوتا ہے کہ روحانی پاکیزگی اور دلی صفائی اور تمام نظر خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات کی تابعداری ہو۔ کیا یہ عظیم الشان مقاصد اس صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ دنیاداروں کے طرز پر محض نمود و نمائش کے لئے ایک انجمن قائم کر دی جائے جس کا ممبروں سے چندہ لینا اصل غرض ہو اور ان کے اعتقادات و اعمال سے کچھ واسطہ نہ ہو اس دعویٰ کے باوجود لاہوری جماعت غیر قادیانیوں سے چندہ وصول کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی۔ (المؤلف)

(قادیانی جماعت [illegible] جلد ۲۳ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اگست ۱۹۳۶ء)

(۲۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

عنقریب الفضل میں ایک نہایت زبردست مضمون احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک ممبر صاحب کا شائع کیا جائے گا۔ جس میں اس انجمن کے بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس انجمن پر قابض ہیں کیا

([illegible] جماعت لاہور [illegible] پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء)

نشان ہے کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ادارے شاید بیکار و معطل ہیں اور اسلام کا پیغام [illegible] لاہوری جماعت [illegible] انتشار کے پردے میں افتراق کے جذبات اور اسلام کے پردے میں اپنے [illegible] و اشاعت [illegible] بعض [illegible] پر یہ راز بخوبی منکشف ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے چنانچہ [illegible] جماعت کو بھی تشویش ہے کہ

"ہمارے بعض دوستوں کے دل میں بھی یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ علیحدہ جماعت قائم کرنی تفرقہ بندی کا خیال ہے اور اس وجہ سے بہت سے لوگ جماعت سے تقریباً علیحدہ ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ [illegible] مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور مندرجہ پیغام صلح جلد ۲۰ نمبر ۳۰ مورخہ [illegible] مئی ۱۹۳۲ء)

(۲۱) قادیانی جماعت لاہور کا مقصد

اس میں شبہ نہیں کہ [illegible] جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے انتظام کے انصرام کے لئے ایک منتخب کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے جس کا نام انجمن ہے اور بلا شبہ یہ وہ انتظام ہے جو اس جماعت نے اپنے روحانی پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود کی متابعت میں اختیار کیا ہے۔ کیوں کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں چودہ منتخب ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کر کے اس کے سپرد جماعت کا مالی انتظام کر دیا تھا۔ لیکن اگر آپ نے یہ خیال کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اشاعت اسلام کے مالی مقاصد کے لئے باقی انجمنوں کی مانند ایک انجمن قائم کی تھی تو آپ کو بڑی بھاری غلطی لگی ہے۔ جماعت کے انتظامی امور کو ایک واحد ہاتھ میں دینے کے بجائے چند چیدہ اصحاب کے سپرد کر دینا اس بات کے مترادف نہیں کہ گویا آپ نے اشاعت کی خاطر ایک انجمن بنائی ہے۔ اور گویا آپ کی تمام جد و جہد کا مدعا یہی تھا کہ اشاعت اسلام کے مقصد کے لئے لوگوں کی ظاہری ہمدردی حاصل کر کے انھیں اس کا ممبر بنا لیا جائے جس کا مطلب

(۲۳) مدرسہ اور مسجد

اب میں مولوی صدرالدین صاحب کا جو مولوی محمد علی صاحب کے دست راست ہیں حال بیان کرتا ہوں، انھوں نے مسلم ہائی اسکول کھلوایا جو کہ چند سال کے بعد چودھری ظہور احمد صاحب کی زمین پر بنایا گیا۔ اس میں مولوی صدرالدین صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو دکان کھلوادی جس میں ان کا حصہ تھا۔ پھر بورڈروں کے روپیہ سے گندم ارزاں خرید کر گراں نرخ پر سکول کو فروخت کی۔

برلن مسجد پر قوم کا روپیہ لگا۔ لیکن مولوی صدرالدین صاحب نے اس کو اپنی ذاتی ملکیت ٹھہرایا ہوا ہے۔ کیا زمین کی رجسٹری آج تک ان کے ذاتی نام میں نہیں۔ انھوں نے انجمن کے مطالبوں کے باوجود اس رجسٹری کو انجمن کے نام منتقل کیوں نہیں کیا۔ مولوی صدرالدین صاحب قوم کے روپیہ پر بطور ملازم انجمن جرمنی گئے۔ انھوں نے قوم کے روپیہ سے وہاں ذاتی تجارت شروع کی۔ اور کیوں قومی روپیہ سے مال خرید کر اپنے عزیزوں کو سیالکوٹ بھیجا۔ اور نصف نفع رکھ کر رقم واپس کی علاوہ ازیں قوم کے روپیہ سے ذاتی نفع کے لئے کیوں علیحدہ حمائل شریف چھپوائی۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون

مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۳ء)

(۲۴) تبلیغ کی قلعی

جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے ووکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈلے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کر کے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں۔ اور مجھے قبول اسلام سے صرف پندرہ دن پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال مصر میں مسلمان ہوئے۔ اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن

کیا چالیں چل رہے ہیں اور کس طرح قوم کا روپیہ صرف کر رہے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۳ء)

انجمن (اشاعت اسلام لاہور) اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ خود انجمن ہیں۔ امیر قوم، پریسیڈنٹ اور انچارج تصنیفات وہ خود ہیں۔ انجمن کا امین ان کا بھتیجا ہے۔ منیجر بکڈپو ان کا بھائی ہے۔ مہمان خانہ انجمن کا مہتمم بھی ان کا رشتہ دار ہے ایک وقت میں سکریٹری انکا بڑا بھائی تھا۔ پھر ان کا ہم زلف چودھری ظہور احمد صاحب بہت مدت تک رہا جس کے عہد حکومت میں بہت گڑبڑ رہی۔ شعبہ اخبارات کے انچارج ان کے ایک دوسرے ہم زلف یعنی محمد یعقوب خاں صاحب ہیں گویا قریباً سب کے سب عہدہ دار ان کے رشتہ دار ہیں جو کہ بڑی بڑی رقوم تنخواہ میں وصول کرتے ہیں چنانچہ چودھری ظہور احمد صاحب کا گریڈ اڑھائی صد روپیہ کا تھا محمد یعقوب خاں صاحب ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ مولوی (محمد علی) صاحب کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔ چودھری ظہور احمد صاحب کی ایک زمین احمدیہ بلڈنگس میں تھی۔ انجمن کا فیصلہ تھا کہ مسلم ہائی اسکول احمدیہ بستی میں بنے مولوی صاحب نے اپنے اختیارات برت کر اس کو کالعدم کیا اور اپنے ہم زلف کی زمین کو بہت ہی گراں قیمت پر انجمن کے ہاتھوں بکوا کر اسے بیوپاریوں کے قرض کے پنجے سے بچا لیا۔ اب اسکول کس مپرسی کی حالت میں ایک گندی جگہ پر واقع ہے جس کے بالمقابل گائے اور بھینسوں کے اصطبل ہیں اور تنور بھی موجود ہیں۔

لاکھوں روپیہ سے قوم کے بچوں کے لئے مسلم ہائی اسکول تیار ہوتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے دل میں قومی ایثار اس قدر جوش زن ہے کہ ان کا اپنا لڑکا ایک عیسائی انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے۔ کیا مولوی صاحب ان تمام باتوں سے انکار کر سکتے ہیں! ہرگز نہیں۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا
مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

(۲۳) مدرسہ اور مسجد

اب میں مولوی صدرالدین صاحب کا جو مولوی محمد علی صاحب کے دست راست ہیں حال بیان کرتا ہوں، انھوں نے مسلم ہائی اسکول کھلوایا جو کہ چند سال کے بعد چودھری ظہور احمد صاحب کی زمین پر بنایا گیا۔ اس میں مولوی صدرالدین صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو دکان کھلوادی جس میں ان کا حصہ تھا بھیر بورڈروں کے روپیہ سے گندم ارزاں خرید کر گراں نرخ پر اسکول کو فروخت کی۔

برلن مسجد پر قوم کا روپیہ لگا۔ لیکن مولوی صدرالدین صاحب نے اس کو اپنی ذاتی ملکیت ٹھیرایا ہوا ہے۔ کیا زمین کی رجسٹری آج تک ان کے ذاتی نام میں نہیں۔ انھوں نے انجمن کے مطالبوں کے باوجود اس رجسٹری کو انجمن کے نام منتقل کیوں نہیں کیا۔

مولوی صدرالدین صاحب قوم کے روپیہ پر بطور ملازم انجمن جرمنی گئے۔ انھوں نے قوم کے روپیہ سے وہاں ذاتی تجارت شروع کی۔ اور کیوں قومی روپیہ سے مال خرید کر اپنے عزیزوں کو سیالکوٹ بھیجا۔ اور نصف نفع رکھ کر رقم واپس کی علاوہ ازیں قوم کے روپیہ سے ذاتی نفع کے لئے کیوں علیٰحدہ حمائل شریف چھپوائی۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون

مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۲۴) تبلیغ کی نقل

جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے دوکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈلے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کرکے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں۔ اور مجھے قبول اسلام سے صرف پندرہ دن پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال مصر میں مسلمان ہوئے۔ اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے سر آرچیبالڈ ہملٹن

کیا چالیں چل رہے ہیں اور کس طرح قوم کا روپیہ صرف کر رہے ہیں ۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۲۲۲ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۸ء)

انجمن (اشاعت اسلام لاہور) اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ خود انجمن ہیں۔ امیر قوم۔ پریسیڈنٹ اور انچارج تصنیفات وہ خود ہیں۔ انجمن کا امین ان کا بھتیجا ہے۔ منیجر بک ڈپو ان کا بھائی ہے۔ مہمان خانہ انجمن کا مہتمم بھی ان کا رشتہ دار ہے ایک وقت میں سکریٹری انکا بڑا بھائی تھا۔ پھر ان کا ہم زلف چودھری ظہور احمد صاحب بہت مدت تک رہا جس کے عہد حکومت میں بہت گڑبڑ رہی۔ شعبہ اخبارات کے انچارج ان کے ایک دوسرے ہم زلف یعنی محمد یعقوب خاں صاحب ہیں گویا قریباً سب کے سب عہدہ دار ان کے رشتہ دار ہیں جو کہ بڑی بڑی رقوم تنخواہ میں وصول کرتے ہیں چنانچہ چودھری ظہور احمد صاحب کا گریڈ اڑھائی صد روپیہ کا تھا محمد یعقوب خاں صاحب ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ مولوی (محمد علی) صاحب کا ذکر میں آگے چلکر کروں گا۔ چودھری ظہور احمد صاحب کی ایک زمین احمدیہ بلڈنگس میں تھی۔ انجمن کا فیصلہ تھا کہ مسلم ہائی اسکول احمدیہ بلڈنگس میں بنے مولوی صاحب نے اپنے اختیارات برت کر اس کو کالعدم کیا اور اپنے ہم زلف کی زمین کو بہت ہی گراں قیمت پر انجمن کے ہاتھوں بکوا کر اسے بیوپاریوں کے قرض کے پنجے سے بچا لیا۔ اب اسکول کس مپرسی کی حالت میں ایک گندی جگہ پر واقع ہے جس کے بالمقابل گائے اور بھینسوں کے اصطبل ہیں اور تنور بھی موجود ہیں ۔

لاکھوں روپیہ سے قوم کے بچوں کے لئے مسلم ہائی اسکول تیار ہوتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے دل میں قومی ایثار اس قدر جوش زن ہے کہ ان کا اپنا لڑکا ایک عیسائی انگریزی اسکول میں پڑھتا ہے۔ کیا مولوی صاحب ان تمام باتوں سے انکار کر سکتے ہیں! ہرگز نہیں۔

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا
مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۲۲۰ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۸ء)

مشن کے قیام کے بہت پہلے سے میں نے تبلیغ اسلام شروع کر دی تھی۔ متعدد انگریز مردوں اور عورتوں کو حلقہ بگوش دین اسلام بنا چکا تھا۔ ہندوستان کے اخبارات میں مجھے یہ لکھا گیا ہے کہ میں احمدیوں کا بنایا ہوا مسلمان ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

(ڈاکٹر خالد شیلڈ ریک کے ایک اعلان کا ترجمہ مطبوعہ اخبار انجمن لکھنؤ
مورخہ ۲۰۔ ستمبر ۱۹۳۳ء)

اسکاٹ لینڈ کے مشہور نو مسلم سر عمر ہیوبرٹ سٹوراٹ رنکین کے متعلق بعض احمدی اخبارات نے یہ خبر شایع کی تھی کہ ان کا احمدی جماعت سے تعلق ہے اور اپنے ایک پمفلٹ میں لاہوری جماعت نے سر عمر کی تصویر بھی شایع کی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ آپ نے اس خبر کی تردید میں ڈاکٹر خالد شیلڈ ریک کو ایک خط ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرانے کو بھیجا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

میرے عزیز اسلامی بھائی!

امید کہ آپ اپنے اخبار میں مجھے اس غلط بیانی کی تردید کرنے کا موقع دیں گے جو میرے متعلق احمدی اخبارات نے تمام ہندوستان میں پھیلائی ہے مجھے حال ہی میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے بعض اخبارات نے میرے بارے میں یہ شائع کیا ہے کہ میں احمدی ہوں اور اس سلسلہ میں میرے فوٹو بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے کسی احمدی اخبار کو اپنا فوٹو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اس خبر کی کہ میں احمدی ہوں پر زور تردید کرتا ہوں۔ میں ہرگز احمدی نہیں ہوں۔ بلکہ میرا تعلق ویسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن سے ہے۔ جس کا میں سینیئر وائس پریسیڈنٹ بھی ہوں۔

آپ کا اسلامی بھائی۔ عمر ایچ اسٹوراٹ رنکین

(اخبار مدینہ مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(۲۵) ووکنگ مشن کی حقیقت

مجھے معلوم نہیں یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہوری

نے غالباً ایک خانگی ضرورت سے مجبور ہو کر اسلام کا اعلان کیا۔ اگر ایک ایک کے حالات دریافت کرو اور ان سے پوچھو کہ تم نے کس طرح اسلام قبول کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ اثرات کچھ اور ہی تھے۔ دوکنگ مسجد کا قبول اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔

(فضل کریم خاں صاحب درانی بی اے لاہوری مشنری کا مضمون بعنوان
مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۳ء)

انھیں ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب کو ایک پرانے مسلمان لارڈ ہیڈلے مل گئے وہ قریباً چالیس سال سے مسلمان تھے۔ مگر بوجہ مسلمانوں کی مجلس نہ ملنے کے اظہار اسلام کے طریق سے ناواقف تھے۔ خواجہ صاحب کے ملنے پر انھوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسلمان ہیں خواجہ صاحب نے فوراً تمام دنیا میں شور مچا دیا کہ ان کی کوششوں سے ایک لارڈ مسلمان ہو گیا۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ خواجہ صاحب ایک بت بن گئے۔ اور چاروں طرف سے ان کی خدمات کا اعتراف ہونے لگا مگر وہ لوگ جن کو معلوم تھا کہ لارڈ ہیڈلے چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ اس خبر پر نہایت حیران تھے کہ خواجہ صاحب صداقت کو اس حد تک کیوں چھوڑ بیٹھے ہیں۔ مگر خواجہ صاحب کے مدنظر صرف اپنے مشن کی کامیابی تھی۔ ناجائز ذرائع سے وہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی فکر میں تھے۔۔۔۔۔ بعض لوگ ان کی ان خیالی کامیابیوں کو دیکھ کر یقین کرنے لگے تھے کہ یہ الٰہی تائید بتا رہی ہے کہ خواجہ صاحب حق پر ہیں۔ حالانکہ یہ تائید الٰہی نہ تھی بلکہ خواجہ صاحب کی اخلاقی موت تھی۔ اور جب تک سلسلہ احمدیہ باقی رہے گا۔۔۔۔۔ خواجہ صاحب کی یہ خلاف بیانی اور چالاکی بھی دنیا کو یاد رہے گی۔ اور وہ اسے دیکھ دیکھ کر انگشت بدنداں ہوتے رہیں گے۔

(آئینہ صداقت ص۱۵۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

میں ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو یعنی مرزا غلام احمد صاحب کے پیروؤں نے جب سے انگلستان میں اپنا پروپیگنڈا شروع کیا۔ اس کے دس برس قبل ذاتی غور و فکر کے بعد خود ہی مسلمان ہوا گویا میں ان کی تحریک کی وجہ سے اسلام نہیں لایا۔ بلکہ مغرب میں ان کے

ان کی جگہ کام کرنے کو گئے لیکن دس مہینے کے بعد واپس آگئے ان کی جگہ مولوی مصطفیٰ خاں امام مسجد ووکنگ مقرر ہوئے۔ مصطفیٰ خاں نے مشن کو ایسے عمیق گڑھے میں پھینکا جس سے وہ آج تک نکل نہیں سکا حقیقت یہ ہے کہ اس کو نکالنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی۔

مولوی مصطفیٰ خاں کا طریق کار میں نے بہت اچھی طرح دیکھا۔ کیوں کہ میں خود بھی مسجد ہی میں رہتا تھا۔ مصطفیٰ خاں تبلیغ کے کام کے لئے نہایت غیر موزوں اور احساس فرض سے قطعاً بیگانہ شخص تھے۔ انگریزی آداب سے ناواقف تھے اور سیکھنے کے لئے کبھی کوشش بھی نہ کی انگریزی میں گفتگو کرتے تھے تو ایسا نظر آتا تھا کہ دماغ میں پہلے اردو فقرے بناتے ہیں پھر اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ پھر اس ترجمہ کو ایسی بلند آواز کے ساتھ ادا کرتے تھے جیسے سکول کا طالب علم استاد کے کہنے پر ترجمہ کا فقرہ پڑھتا ہے لیاقت کا تو یہ حال تھا۔ لیکن اپنے آپ پر گھمنڈ اتنا تھا کہ لیکچر یا خطبہ کے لئے کبھی تیاری نہیں کرتے تھے نتیجہ نہایت نامعقول بکواس ہوتی تھی جس پر نوجوان بعد میں قہقہے لگایا کرتے تھے

مولوی مصطفیٰ خاں صاحب بہت اولوالعزم انسان واقع ہوئے ہیں صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر آپ روزانہ ڈاک کی طرف متوجہ ہوتے تھے اس سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور چار بجے تک پھر سو گئے۔ کبھی کبھی ٹینس کھیلنے کو جی چاہتا تو آرام کرسی پر لیٹ جاتے۔ ریکٹ ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کہ گیند آہستہ آہستہ میری طرف پھینکو اگر گیند اتفاقاً زور سے آتا اور دور نکل جاتا تو بیحد رنجیدہ ہوتے اور کھیلنا بند کر دیتے۔ جب ولایت تشریف لے گئے ہیں تو بہت دبلے پتلے تھے۔ واپس آنے تک اتنے موٹے ہو کر آئے کہ جھکنا مشکل تھا۔ قیام کے آخری دنوں میں بوٹ کے تسمے باندھنے کے لئے ایک نوکر رکھنا پڑا تھا۔ مصطفیٰ خاں صاحب کو اچھے اچھے کھانے کھانے کا بہت شوق تھا۔ اور ان کی بدولت ہم نے بھی کباب اور مرغ پلاؤ خوب ہی اڑائے۔ ہمارے لئے ہر روز عید تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ووکنگ مشن میں سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے کام ہی کچھ نہ تھا۔ بڑے اہم انکار تھے۔

احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسجد سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سر سالار جنگ (حیدرآباد) کی یادگار ہے اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹنر کے اہتمام میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لائٹنر ایک جرمن عالم تھے جن کو اسلام سے بہت انس تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے۔ ہندوستان میں سررشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے ان کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان بھی قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اورینٹیل انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اس کے ساتھ ہندوؤں کے لئے ایک مندر بنوا دیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کر دیا لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا۔ اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال الدین صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔

(نقل کریم خاں صاحب درانی بی اے لاہوری مشنری کا مضمون۔ مغرب میں تبلیغ مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۳ء)

(۲۶) روزمرہ زندگی

سنہ ۱۹۲۳ء کے آغاز میں میں یورپ گیا اور سنہ ۱۹۳۲ء کے اواخر میں ہندوستان واپس آیا۔ تقریباً نو سال کا درمیانی عرصہ کچھ انگلستان کچھ غرب الہند کے ایک جزیرہ ٹرینیڈاڈ اور کچھ ممالک متحدہ امریکہ میں گزرا اور آخری پونے چار سال جرمنی میں بسر ہوئے۔ سفر کی غرض تبلیغ اسلام تھی اور دو سالوں کے سوا باقی ساری مدت اسی کام میں صرف ہوئی۔ میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آیا اس مضمون میں وہی کچھ بیان کروں گا۔

ووکنگ مشن کو سنہ ۱۹۲۳ء میں پہلے پہل میں نے دیکھا۔ اسی زمانہ میں اس کا انحطاط شروع ہوا اور انحطاط کی ابتدائی منزلیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ خواجہ (کمال الدین صاحب) علالت کے باعث ہندوستان میں بیٹھے تھے۔ مولوی صدرالدین صاحب

یاد ایں مکان میں بنوا لیا لیکن [illegible] دیتے [illegible] بچاتے ہوئے کھانے چھوڑ تا بہت دشوار تھا [illegible] تو وہ ہوئے۔ لیکن کماتا رہے۔ چنانچہ [illegible] استغنا میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ [illegible] تھے [illegible] نظر بند [illegible] دیئے۔ بعض اوقات [illegible] نے عورت کی ہے اس لئے میں [illegible] گا۔ غرض مسٹر ..... کی شخصیت پر [illegible] ہو سکتے تھے۔ انگریز جیسی زمین شناس قوم [illegible] سکتے ہیں تو [illegible] ایک ایک کر کے [illegible] کی۔ حقیقت یہ ہے کہ [illegible] وہ اپنی پہلی حالت پر نہیں [illegible] سلسلہ میں قوم کا کام تباہ کر دیا۔

میرے [illegible] میں ووکنگ میں مشہور ہو لیکن ووکنگ میں کوئی [illegible] صبح سے شام تک کھانے پینے اور کھیلنے [illegible] اور کوئی کام نہیں تھا [illegible] اور میری عمر قطعاً بیکار رہی۔ یہ حالت [illegible] آپ سے [illegible] میں نے انجمن کو لکھا کہ [illegible] بہتر ہے مجھے اجازت دی جائے [illegible] چلا جاؤں۔ [illegible]

دو سال کے بعد [illegible] ووکنگ مشن کے حالات بچشم خود دیکھے [illegible] تھے۔ [illegible] بہت بڑا تھا متعدد مبلغ بڑی بڑی [illegible] مقرر تھے۔ لیکن سب کے سب بیکار ہی تھے کام کرنے کو کچھ نہیں تھا جو [illegible] انجام دے سکتے تھے بظاہر اتنا بڑا عملہ [illegible] کی غرض سے تھا [illegible] والوں کو

حسابات کے۔ دو [illegible] ان کو [illegible] انہیں چلو ڈال دو ڈاک [illegible] ان کو [illegible] انہیں چلو ڈال دو نا[illegible] تو [illegible] جیا [illegible] رہے۔

[illegible] ایک [illegible] ووکنگ مسجد میں قیام کیا کوئی دو ہفتہ [illegible] ان سے حالات پوچھنے لگے۔ ووکنگ مشن مسجد [illegible] ہوتا ہے۔ جو کھانا [illegible] کے لئے بہت [illegible] تھا [illegible] وقت کے لئے کافی ہو۔ وہ ایک وقت کا [illegible] مصطفیٰ خان ہفتہ میں صرف ایک دفعہ [illegible] حافظ ہیں۔ مراد علی کو تقریر کرتا ہے اور ایسا [illegible] کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ سوداگر اور ان کا بھانجہ دونوں [illegible] تبلیغ [illegible] جوش رکھتے تھے۔ واپس [illegible] تو بہت [illegible] تبلیغی مسئلوں کا بھی مخالف ہو گیا۔ یہ تھا مصطفیٰ خان کی مثال کا [illegible]۔

مسجد کے علاوہ لندن شہر میں بھی ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ جو عموماً خالی رہتا تھا اور صرف اتوار اور جمعہ کے دن [illegible] نماز جمعہ نہیں ہوتی تھی۔ نماز جمعہ کا وقت عموماً ایک بجے ہوتا ہے [illegible] بہت دیر ہوتی تو دو بج جاتے۔ یورپ میں لوگ جمعہ صرف [illegible] شہر بہت بڑا ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے پہنچنا بڑی قربانی چاہتا ہے چند انگریز نومسلم پھر بھی پہنچ ہی جاتے تھے۔ اور [illegible] ساتھ ایک دو دوست کو بھی لے آتے تھے تاکہ اس کو تعلیمات اسلام سننے کا موقعہ ملے لیکن مصطفیٰ خان صاحب کو سب سے زیادہ اپنے پیٹ کی فکر ہوتی تھی۔ ووکنگ سے ریل چلا اور [illegible] تھا۔ اگر نماز جمعہ کے لئے بروقت پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو کھانا رہ جاتا ہے۔ اگر کھانے کے لئے ٹھہرتے ہیں تو نماز کو دیر ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں یہ دستور تھا کہ امام [illegible] کھانا کھا کر نماز جمعہ کے لئے لندن چلا آیا اور نماز سے فارغ ہو کر کسی ہوٹل میں کھانا کھا لیا۔

عجیب اتفاق کہ حال میں لندن سے ایک خط مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۲ء وصول ہوا۔ ایک تعلیم یافتہ معزز ترک نے یہ خط بھیجا ہے۔ اس میں منجملہ دیگر حالات کے ووکنگ کی مسجد کا بھی ذکر آگیا ہے۔ اصل خط انگریزی میں لکھا ہے۔ متعلقہ حصہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے تازہ ترین مشاہدہ ملاحظہ ہو۔

ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ جمعہ کو میں ووکنگ گیا تھا۔ جہاں مسجد واقع ہے لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ امام صاحب کے رہنے کا جو مکان ہے وہ تو خاصا وسیع ہے۔ اس میں باغیچہ بھی لگا ہوا ہے۔ لیکن خود مسجد میں بمشکل پچاس نمازیوں کی گنجائش نظر آتی ہے۔ شاہراہ سے جو چھوٹی سڑک مسجد کو گئی ہے۔ اس کی حالت بھی خراب ہے۔ شکستہ گرد آلود۔ بے داشت۔ کیسے افسوس کی بات ہے۔ اس سے نہ صرف ہندوستانی بلکہ تمام مسلمانوں کے نام کو بٹہ لگتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ شاق گذرا کہ مسجد خالی سونسان پڑی تھی نہ امام نہ موذن نہ کوئی مصلی۔ حالانکہ نماز کا وقت آچکا تھا۔ اور احتیاطاً میں ذرا پہلے پہنچ گیا تھا۔ کہ کہیں نماز ہاتھ سے نہ جائے جب مسجد میں کوئی نظر نہیں آیا تو میں امام صاحب کے مکان پر پہنچا جو بالکل قریب واقع ہے وہاں لوگ تو ضرور موجود تھے۔ کیونکہ اس وقت ریڈیو پر گانا بج رہا تھا۔ لیکن دروازہ پر کچھ انتظار کیا تو اندر سے ایک نوعمر طالب علم آیا اور تعجب یہ کہ پان چبا رہا تھا میں نے کہا السلام علیکم لیکن وہ حیران ہوکر منہ تکنے لگا۔ اسلامی اخلاق کے مطابق اتنا بھی نہ کہا کہ آئیے۔ تشریف لائیے۔ بلکہ وہیں کھڑے کھڑے جواب دے کر مجھے رخصت کردیا اور دروازہ بند کرکے چلا گیا۔ اس نے کہا کہ امام صاحب لندن گئے ہیں۔ وہیں نماز پڑھاتے ہیں۔ یہ مسجد لندن سے دور بہت ہے۔ لوگوں کو آنے میں دقت ہوتی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ صورت ہے تو پھر یہاں مسجد بنانے سے کیا فائدہ۔ دوسری غیر اسلامی بات جو نظر آئی وہ یہ کہ مسجد میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور ایک کتاب پڑی تھی کہ جو کوئی آئے اس میں اپنا نام لکھ جائے۔ مسجد میں کرسیاں! خیال تو کیجیے۔ اگر یہ صورت ترکی میں کسی مسجد میں نظر آتی تو تمام دنیا کے مسلمان کیا کچھ نہ کہتے۔ پھر یہ دیکھ کر بھی تعجب ہوا کہ وضو کے

مکتوب عبدالرحیم خان صاحب نبات نواب محمد علی صاحب [illegible] قادیانی مقیم انگلینڈ
مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] نومبر [illegible]

۲۸۔ حرام خوریاں

مولانا! (محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور) آپ سے تو آپ کے احباب نے ضرور ان حرام خوریوں کا ذکر کیا ہوگا جو ولایت میں دانستہ و نادانستہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ میرے ایک بہت معزز غیر احمدی دوست نے بیان کیا کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا جو وہیں ایک بھاری بھر کم لاہور کے رہنے والے لیکچرار پیغامی بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہوگئے کھانے کے دوران میں انہوں نے ہوٹل والے سے فرمایا کہ کوئی اعلیٰ چیز لاؤ وہ بہت مزیدار ہو اس پر اس نے ایک قسم کا گوشت لاکر ان کے سامنے رکھ دیا جسے انہوں نے خوب لطف لے لے کر کھایا جب وہ تناول فرما کر تشریف لے گئے۔ تو میں نے بصد شوق ہوٹل والے سے پوچھا کہ وہ کیسا گوشت تھا جو مسٹر پال نے مزے لگا کر کھایا تھا۔ ہوٹل والے بیچارے نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ فائن فسٹ بیکن (یعنی نہایت نفیس سور کا گوشت)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر [illegible] مورخہ [illegible] اگست [illegible]ء)

(۲۹) قائم مقام

گزشتہ ایام میں چند ایک ان لوگوں نے جو اپنی بدقسمتی سے سلسلہ احمدیہ اور مرکز سلسلہ سے اپنا تعلق قطع کرکے لاہور میں اڈا جما بیٹھے اور غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے نام سے مشہور ہیں حضور جناب وائسرائے ہند بالقابہ و صاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ ایڈریس پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیا تھا جو بالکل غلط اور محض دھوکہ تھا اس کے خلاف صدر انجمن احمدیہ کی ان شاخوں نے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں ریزولیوشن پاس کرکے حضور وائسرائے ہند

واسطے پانی کا کوئی انتظام نہیں حتی کہ مسجد کے صحن میں جو مختصر حوض ہے وہ بھی خشک پڑا تھا ایک مسجد کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں بہت کم پانی رہتا ہے۔

خدا کا دین اور نماز نہ دارد۔ مسجد دیکھو تو گرد آلودہ۔ ویران۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی کیا بدقسمتی ہوگی۔ کتاب کھول کر دیکھی تو کثرت سے یوروپین لوگوں کے دستخط تھے۔ جو سیر و سیاحت کی غرض سے پھرتے ہیں۔ جب یہ حال ہو کہ مسجد کو بھی کوئی وہاں نہ لگے تو پھر کیا حاصل اور وہاں اسلام کی کیا تبلیغ ہو سکتی ہے۔

(ترجمہ انگریزی خط جو لندن سے وصول ہوا)

اوپر جو کچھ حالات بطور نمونہ درج ہوئے وہ ووکنگ مشن کی روزمرہ زندگی کا نقشہ ہیں۔ ورنہ خاص خاص تقاریب کے موقع پر جب کہ نامی گرامی مسلمان تشریف لاتے ہیں۔ ایسا شاندار انتظام ہوتا ہے کہ ان جلسوں کے فوٹو دیکھ کر اور اخبارات میں رپورٹ پڑھ کر مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ کہ یہ کام ہو رہا ہے۔ کیا کام ہو رہا ہے۔ جب ان کی جو اپیلیں شائع ہوتی ہیں ان میں بھی بہت دلفریب سبز باغ نظر آتے ہیں۔ لیکن باخبر اصلی حالات بھی خوب جانتے ہیں گرچہ متعلقین بہت جھنجھلاتے ہیں۔ مجبوراً جھنجھلاتے ہیں۔ للمؤلف:

(۲۶) دو اتوار

دو دفعہ دو اتوار میں ووکنگ مولوی صدرالدین (صاحب قادیانی لاہوری) کے زمانہ میں جا چکا ہوں کوئی سنجیدہ مرد یا عورت میں نے نہیں دیکھے۔ ہاں بیس پچیس لڑکیوں کا مجمع چار بجے ضرور موجود تھا۔ جن میں سے دو ایک مولوی صاحب کی بغل میں بیٹھی ہوئی تھیں ایک سوئی سے مولوی صاحب کی پگڑی کو اچھال رہی تھی۔ دوسری مولوی صاحب کی آنکھوں کو بند کر رہی تھی اور باقی ہندوستانی لڑکوں کے ساتھ پھر رہی تھیں۔ ان کو اگر نو مسلموں میں شمار کیا جاتا ہے تو میں کہوں گا۔ اس کامیابی سے بہتر تو ناکامی ہے۔ مجھے ووکنگ کی اخلاقی حالت کا تفصیلاً علم ہے۔ جن کو ایک شریف انسان تحریر میں نہیں لا سکتا۔

مرتکب تو جماعت احمدیہ کے افراد ہوں۔ لیکن گورنمنٹ انعام دیتے وقت انھیں قطعاً بھول جائے اور اپنا دستِ کرم غیر مبایعین کی طرف دراز کر دے۔ پھر غیر مبایعین بھی اس انعام پر پھولے نہ سمائیں۔ اگر یہ ان خاص خدمات کا صلہ نہیں۔ جن کا اظہار غیر مبایعین نے آج تک کبھی نہیں کیا۔ اور جن کی وجہ سے وہ حکام سے خاص تعلقات پیدا کر کے اتنا بڑا انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو بتایا جائے وہ اور کونسی خدمات ہیں جن کے معاوضہ میں انھیں اتنے مرتبے حاصل ہوئے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۶۸ مورخہ ۲- دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۳۱) کمینگی

دراصل مولوی محمد علی صاحب کی اس قدر خفگی اور برہمی کی وجہ ان ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ الفضل نے "میری بیوی پر جاسوسی کا اتہام باندھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام کوئی کم ناپاک الزام نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر نہ تو میاں (محمود احمد) صاحب کو اس کے لئے اتنی غیرت پیدا ہوئی کہ اس کمینہ تحریر پر دو حروف ہی لکھ دیتے، نہ جماعت میں سے کوئی شخص بولا"

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۳- مارچ ۱۹۳۱ء)

مولوی محمد علی صاحب یقیناً اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ اگر پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام لگانا ناپاک فعل ہے جو کمینگی کی حد میں آتا ہے تو پردہ نشین خواتین کی عصمت و عفت پر حرف دھرنا یقیناً بدترین قسم کی کمینگی ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ لوگ جن کے امیر ہونے کا مولوی صاحب کو دعویٰ ہے ان پست فطرت اور بد باطن لوگوں کی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی مقدس و مطہر خواتین پر طرح طرح کے ناپاک کمینہ بہتان باندھے اور ناپاک حملے کئے، نہ صرف بالواسطہ بلکہ براہِ راست امداد کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ خود مولوی (محمد علی) صاحب ان کو صلاح و مشورہ دیتے رہے۔

بالقابہ کی خدمت میں بھیجے اور اردو انگریزی اخبارات میں بھی شائع کرے تاکہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) نے جو جماعت احمدیہ کا قائم مقام ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کی پرزور تردید کی جائے۔ اس پر غیر مبایعین نے اپنی غلط بیانی اور دعوے ہی کا راز افشا ہوتا دیکھ کر ۔۔ دسمبر ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں لکھ دیا۔

> ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری انجمن محمودی خیالات کی ترجمان ہے۔

(ضمیمہ الفضل قادیان جلد ۲ دسمبر مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۳۰) گورنمنٹ کی جاسوسی

پچھلے دنوں غیر مبایعین (لاہوری جماعت) نے اپنے آرگن پیغام صلح میں ان کے چھوٹے بڑوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف یہ موقف بے تمیزی سے پیدا کر رکھا تھا کہ جماعت قادیان گورنمنٹ کی جاسوس ہے۔ اور کارخاص پر لگی ہوئی ہے۔ اس بے بنیاد اتہام کے متعلق ہماری طرف سے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں چیلنج دیا گیا۔ اور بار بار ثبوت طلب کیا گیا۔ مگر وہ کوئی بات پیش نہ کر سکے اور پیش کرتے بھی وہ کیا جب کہ سوائے جھوٹ کے ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔

اس افترا پردازی سے دراصل ان کی غرض یہ تھی کہ جن افعال کے وہ خود مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیں اور خود اپنے کارہائے خاص کے صلہ میں حکومت کے انعام واکرام سے مستفید ہوتے رہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے چوری اور اس پر سینہ زوری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اب کسی کے لئے یہ سمجھنے میں کچھ بھی مشکل باقی نہیں رہی کہ جماعت احمدیہ پر جاسوسی اور گورنمنٹ کے لئے کارخاص کا الزام لگانے والے دراصل خود ان افعال کے مرتکب ہیں اور آج جن (۳۱) مربعہ زمین کو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی انجمن کی جائداد قرار دے رہے ہیں وہ کارہائے خاص کا ہی صلہ ہے۔

کیا عجیب بات نہیں کہ بقول غیر مبایعین گورنمنٹ کے لئے کارخاص اور جاسوسی

(۳۴) آپس کی باتیں (ج)

فاروق جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔ (اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۔ مارچ ۱۹۳۵ء) (۱) لاہوری اصحاب الفیل (۲) اہل پیغام کی بیہودیانہ قلابازیاں (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ (۴) لاہوری اصحاب الاخدود (۵) خباثت اور شرارت اور رذالت کا مظاہرہ (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی (لاہوری فریق) عباد الدینار وقود النار بن گئے (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان (۸) اصحاب اخدود پیغامی (۹) دوغلے اور نیچے دروں۔ نیچے بدوں عقائد۔ (۱۰) بدلگام پیغامیو (۱۱) حرکات رذیلہ اور افعال شنیعہ (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات (۱۳) دوغلے سانپ کی کھوپڑی کچلنے (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹروں میں ...... ایجیٹیشن اور اشتعال کا زور لگا لیا (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی (۱۶) ایسی کھجلی اٹھی تھی۔ (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل (۱۸) کبوتر نما جانور (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے گرگٹ (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ (۲۱) اے بدلگام تہذیب و شائستگی کے اجارہ دار پیغامیو (فریق لاہور) (۲۲) برخوردار پیغامیو (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ (۲۴) کڑوی آلو۔ ترکاری یا لسن پیاز بیچنے بسنے والا بھیڑیو۔ (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھگار بلا ہو کر

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۰۹ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء)

(۳۲) ناگفتنی

اے ظالمو (لاہوری فریق) تمہارے دل کیوں اس قدر سیاہ اور کیوں اتنے تاریک ہو گئے کہ تم معمولی باتوں میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے۔ اے محسن کشو تم کیوں اتنے پتھر دل اور سرد مہر ہو گئے ہو کہ جس انسان کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کرتے ہو جس سے روحانی زندگی پانے کا دعویٰ رکھتے ہو اس کے دل سے نکلی ہوئی اور قبول شدہ دعاؤں سے پیدا ہونے والے وجود (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے متعلق ناگفتنی الفاظ استعمال کرتے ہو۔ قریب ہے کہ اس جفاکاری کے بدلے تم خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ اور جو جھوٹے الزام حضرت مسیح موعود کی پاک اولاد پر لگا رہے ہو۔ وہ تم پر اور تمہاری اولاد پر سچے ہو کر لگیں ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہاری اولادوں کی پہلے ہی کیا حالت ہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر مورخہ ۲۹۔ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۳۳) سنڈاس کی بو

خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی جلتی بھڑکتی آگ۔ دنیا کی بدترین قوم۔ اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ
مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور
جلد ۲۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۲ء)

فصل اٹھارھویں

دعووں کا داخلی نقشہ

(۱) ابتدا و انتہا

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی باقاعدہ طور پر ۱۸۸۰ء میں شروع ہوئی جب کہ مرزا صاحب نے اپنی سب سے پہلی مشہور تصنیف "براہین احمدیہ" لکھنی شروع کی۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے ستائیس سال کے دوران میں بہت کچھ لکھا جس کا ضروری خلاصہ اس کتاب میں مناسب ترتیب سے پیش کیا گیا۔ لیکن مرزا صاحب کی آخری تصنیف میں بھی براہین احمدیہ حصہ پنجم رہی جو مرزا صاحب کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شایع ہوئی۔

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے مسلسل ۱۸۸۰ء لغایت ۱۸۸۴ء شایع ہو گئے اور پانچواں حصہ تیئیس سال بعد ۱۹۰۸ء میں شایع ہوا پہلے اور چوتھے اور پانچویں حصہ میں مرزا صاحب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان سے مرزا صاحب کے نفسیاتی ارتقاء کا دلچسپ نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ اول کی ابتدا میں التماس ضروری کے تحت مرزا صاحب کی تحریک ملاحظہ ہو

"اب میں اس جگہ بخدمت عالی دیگر امراء اور اکابر کے بھی کہ جن کو اب تک اس کتاب سے کچھ اطلاع نہیں۔ اس قدر گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اگر اشاعت میں اس کتاب کی غرض سے کچھ مدد فرماویں گے تو ان کی ادنیٰ توجہ سے پھیلنا اور شایع ہونا اس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے:

(۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہو جاتا (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے۔ (۲۸) اگر شرم ہو تو ہیں ...... چلو بھر پانی سے کرڈ بکی لگالو (۲۹) یہ کس قدر دجالیت اور خباثت اور کمینگی (۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت سے کربلوں میں سے نکل آئے ہیں (۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے (۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن (۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو (۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز (۳۵) سادہ لوح اور احمق (۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام (۳۷) پیغام بلڈنگ کے اپاہج ٹولہ (۳۸) احمق اور عقل و شرافت سے عاری اور خالی (۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹر ملے ہیں۔ (۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ (۴۱) اہل پیغام کے دو تازہ گندے پوسٹر

(منقول از اخبار فاروق قادیان پیامی نمبر مورخہ
۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء)

نے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعود پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں۔

"براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے جو شائع ہو چکے تھے وہ بہت سی پیشگوئیوں پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آجاتے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے۔ اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مذکور ہے۔ جو اس عاجز پر ہوا وہ اس بات کا محتاج تھا جو اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں۔ ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدائے علیم و حکیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیش گوئیاں ظہور میں آگئیں۔"

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بھید تئیس برس میں کسی پر نہ کھلا اور یہ رمز کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور اسی دھوکہ میں ابتداً لوگ مرید اور معتقد ہو گئے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے۔ اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہیں الہامات سے پڑی ہے اور انہیں میں میرا نام خدا نے عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔

نہایت آسانی سے ظہور میں آ جائے گا۔“

”اے بزرگان و چراغان اسلام آپ سب صاحب خوب جانتے ہوں گے کہ آج کل اشاعت دلائل حقیقت اسلام کی نہایت ضرورت ہے ۔۔۔۔۔ ۔۔ جس قدر ان دنوں لوگوں کے عقائد میں برائی در ہمی ہو رہی ہے اور خیالات اکثر طبائع کے حالت خرابی اور ابتری میں پڑے ہوئے ہیں کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا۔“

”کیا کیا رائیں ہیں جو نکل رہی ہیں۔ یہ کیا ہوائیں ہیں جو چل رہی ہیں۔ کیا کیا بخارات ہیں جو اٹھ رہے ہیں۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ اور جو جو فساد طبائع میں واقع ہو رہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال اور وسوسہ اندازوں کے بگڑتے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ ۔۔ ۔۔۔ پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے۔“

براہین احمدیہ حصہ اول میں مرزا صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر درج ہوئے گویا مقصد فتنہ کا انسداد تھا یہ کیا معلوم تھا کہ تازہ فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ چنانچہ حصہ چہارم کے ختم تک خیالات نے جو پلٹا کھایا اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

عاقل را اشارہ کافی ست

”بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں۔ اور سنۃ اللہ اپنے پاک نبیوں سے یہی کچھ رہی ہے کہ اول اول ضعفاء و مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم آخری اشتہار بعنوان ”ہم اور ہماری کتاب“)

حصہ پنجم میں نشا کھل گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”الآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھاپنے میں تئیس برس تک التواء رہا یہ التواء بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت مخفی تھی کہ تا اس وقت تک حصہ پنجم دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ

ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے نبوت کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ قادیانی صاحبان بالعموم صرف آخری دو دور پر زور دیتے ہیں۔ لیکن فی الجملہ پہلا دور بھی نقطۂ تکمیل قابل شمار ہے۔ پہلے دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا مرزا صاحب خود یوں اعلان فرماتے ہیں۔

"پھر میں تقریباً بارہ برس تک جو ایک زمانۂ دراز ہے، بکلی اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے۔ تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

تیسرا دور جس میں مرزا صاحب بخیر و خوبی نبی بن جاتے ہیں۔ اس کی تصریح مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں۔

"غرض کہ مذکورۂ بالا حوالے سے صاف ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرۂ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت ملی پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا"

(القول الفصل ص ۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

بعد کو پتہ چلا کہ سن ۱۹۰۱ عیسوی میں مرزا صاحب کی نبوت کا دور شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ پھر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان تصحیح فرماتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سن ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے . . .

(اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے اپنے ابہام سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے نیک خیال لوگ اسی طرح پیچ میں پھنس گئے اور بعد کو پیچ سے نکل کر تائب ہوئے۔ اکثر دیندار و موحدین کو یہی صورت پیش آئی لیکن قدم جم جانے کے بعد مرزا صاحب نے صاف ظاہر فرما دیا کہ۔

"بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم کو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد ختم نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعوے پر تکفیر کا انعام ملے گا: صفحہ ۵"

"میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا: صفحہ ۵"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

غرض کہ ابتداء میں خود مرزا صاحب کو اندیشہ تھا کہ ان کا دعویٰ چل نہ سکے گا۔ اسی خوف سے کچھ عرصے استتار و ابہام سے کام لیا۔ لیکن تدریج جب کام چل نکلا تو زبان اور قلم بھی چل نکلے اور چلے تو خوب چلے۔ حد کر دی۔ کتابیں شاہد ہیں۔

(۲) تین دور

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔ پہلا دور وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں جبکہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گذاری کا اعلان کرتے ہیں لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں وہ مسیح موعود ہونے کا باقاعدہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا

تیسرے مقام پر فضائل کا کیا کہنا۔ اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں آتے ہیں اور خاص کر عیسیٰ علیہ السلام جو مد مقابل واقع ہوئے ہیں۔ بے حقیقت قرار پاتے ہیں، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا صاحب اول جزوی فضیلت پاتے ہیں، پھر بذات خود قرآنی بشارت اسمہ احمد کے حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور اکثر عظیم الشان قرآنی بشارات کو خاص اپنے سے منسوب بتلاتے ہیں غرض عجب فضیلت جتاتے ہیں۔ بے لگام گھوڑا دوڑاتے ہیں۔ ذیل میں مزید تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

(۳) کتابوں کا مطالعہ

ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیے کیوں کہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔ اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔

(کتاب البریہ ص۱۵۰ و ص۱۶۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۴) کتابوں کا ڈھیر

بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور ارد گرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۹۹ مرتبہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کاہلواں نے کہ میں بڑے مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے والد) کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلا لاؤ۔ ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اس کا منشاء ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرا دوں۔ جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے تھے میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچا دیا۔ مرزا صاحب آئے

پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے:

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

حاصل کلام یہ کہ مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے تین مستقل دور ہیں۔ پہلے دور میں مجدد و اسلام دین دار مسلمان۔ دوسرے میں مہدی معہود اور مسیح موعود اور تیسرے میں کھلم کھلا نبی اور رسول اللہ۔ تاہم مرزا صاحب کی تحریرات میں ہر دور کی پوری پابندی نہیں رہتی۔ بلکہ ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی قلم سے نکل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہیں کہیں دورِ سوم میں دورِ اول کی باتیں نظر آتی ہیں۔ غرض کہ مرزا صاحب کے اقوال میں ترتیب زمانی کا کوئی کامل التزام نہیں ہے۔ اور یہ دشوار بھی تھا مختلف مراتب پیش آتے تھے اور بات موقع کے مطابق کہی جاتی تھی تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان وہی ہے جو اس دور کے مناسب ہے اس لئے جیسا کہ قادیانی صاحبان بالخصوص لاہوری جماعت کا دستور ہے۔ دو چار متفرق حوالے پیش کرنے سے کسی دور کے عام رجحان اور مجموعی ترجیح کا بطلان نہیں ہو سکتا۔

واضح ہو کہ پہلے دور سے دوسرے دور تک مرزا صاحب کو صرف چار منازل پیش آئے یعنی اول حضرت مسیح سے ایک فطری مناسبت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مرزا صاحب مثیل مسیح بنے پھر مریم بنے۔ پھر ابن مریم بن کر مسیح موعود ہو گئے۔ لیکن تیسرے دور تک پہنچنے میں بہت مراحل طے کرنے پڑے۔ یعنی ولایت۔ مجددیت۔ محدثیت۔ لغوی نبوت۔ اعزازی نبوت۔ اصطلاحی نبوت۔ جزوی نبوت۔ ظلی نبوت۔ بروزی نبوت۔ امتی نبوت۔ بالآخر خالص نبوت کہ اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائے پھر کامل نبوت کہ اس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کہ انکار یا تردد سے ہر مسلمان کافر بن جائے بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان بھی اس کی برکت سے خود بخود کافر ہو جائیں۔ ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی صاف تصویر ہے۔

اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرماتے تو بلاشائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرتا ہوں۔ جزاکم اللہ نعم الجزاء

ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا اشعار آپ نے نتیجہ طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرماویں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی صاحب مرحوم منقول از سیر المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ اور نہ کوئی مضمون پہنچا۔ اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علیٰ حقانیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام کو اس سے زیب و زینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے بھیج کر مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرماویں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی صاحب مرحوم منقول از سیر المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

(۷) پہلا سودا

اخوان دین و برادران مومنین غیرت شعار و حامیان دین اسلام و متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔۔۔۔

پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جز میں تصنیف کیا بغرض تکمیل تمام ضروری امور کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جز ہو گئی ہر ایک حصہ اس کا ایک ہزار نسخہ چھپے تو چورانوے روپے صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپیہ سے کم میں چھپ نہیں سکتے۔

اور جواب دیا میں تو نوکر ہو گیا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا۔ ہاں نوکر ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ [illegible] مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۵) انٹروڈکشن

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اس کی اشاعت کی تجویز ۱۸۷۹ء سے شروع ہوئی۔ اور آخری حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ براہین کی تصنیف سے پہلے حضرت مسیح موعود ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور گوشہ نشینی میں درویشانہ حالت تھی۔ گو براہین سے قبل بعض اخباروں میں مضامین شائع کرنے کا سلسلہ آپ نے شروع فرما دیا تھا اور اس قسم کے اشتہارات سے آپ کا نام ایک گونہ پبلک میں بھی آ گیا تھا۔ مگر بہت کم۔ ہاں اپنے ملنے والوں میں آپ کی تبلیغ و تعلیم کا دائرہ عالم شباب سے ہی شروع نظر آتا ہے ...... پبلک میں آپ نے تصنیف براہین سے صرف کچھ قبل یعنی ۱۸۷۸ء میں آنا شروع کیا۔ اور مضامین شائع کرنے شروع فرمائے۔ اور تبلیغی خطوط کا دائرہ بھی وسیع کیا۔ مگر دراصل مستقل طور پر براہین احمدیہ کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو پبلک کے سامنے کھڑا کیا۔ اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ [illegible] مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۶) علمی امداد

آپ کا اشفاق نامہ محبت آمود عز ورود لایا۔ اگرچہ بجہ کر پہلے سے بہ نیت الزام خصم اجماع براہین قطعیہ و اثبات نبوت و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی۔ مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتعال شعلہ حمیت اسلام ہوا۔ اور موجب تقویت و توسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی دل سے حامی ہو

اس جگہ یہ بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب پینتیس جزو تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جزو تک بڑھا دی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی۔ مگر اب یہ کتاب بوجہ احاطہ جمیع ضروریات تحقیق و تدقیق اور اتمام حجت کے تین سو جزو تک پہنچ گئی ہے۔ جس سے مصارف پر نظر کر کے یہ واجب معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے مگر بباعث پست ہمتی اکثر لوگوں کے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اب وہی قیمت مقررہ سابقہ ہرگز کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ وہی قیمت تو بہت ہے اور لوگوں کو ان کے حوصلہ سے زیادہ تکلیف دے کر پریشان خاطر نہ کیا جاوے لیکن خریداروں کو یہ استحقاق نہیں ہوگا جو بطور حق واجب کے اس قدر اجزا کا مطالبہ کریں بلکہ جو اجزا زائد از حق واجب ان کو پہنچیں گی وہ محض فی اللہ ہوں گی اور ان کا ثواب ان لوگوں کو پہنچے گا۔ جو خالصاً اس کام کے انجام کے لئے مدد کریں گے اور واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیرت کے باعث حقیقی و ذاتی جوش ہے اور جن کا بے بہا ایمان صرف خرید و فروخت کے تنگ ظرف میں سما نہیں سکتا بلکہ جیسے اور اس کے عوض میں بہشت جاوداں خریدنا چاہیئے

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ سوم ابتداء)

چوں کہ کتاب اب تین سو جزو تک بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلا توقف بھیج دیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں۔ تو پھر گویا اس کام کے انجام سے آپ مانع ہوں گے

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ جلد سوم ۱۸۸۲ء و تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۲۵
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

لہٰذا جب گزارش ضروری یہ ہے کہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کے طرز پر کمال مسکینی، فروتنی غربت و تذلل

ازاں جاکہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بہت مشکل امر ہے اور ایسے ہم کار میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار میں تمام شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں اعانت کریں۔ اہل ثروت اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی ورنہ یہ گوہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا ایسا کریں کہ ہر یک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ معہ پیشگی درخواستوں کے ارسال فرماویں جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر باتمام پہنچا دیں اور نام اس کتاب کا البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا گیا ہے خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنی سیدھی راہ پر چلاوے۔ آمین۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۸۷۹ء مشتہرہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۸ بہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی

ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا ....

اب ہر یک مومن کے لئے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیقت قرآن شریف پر شائع ہو گئیں اور تمام مخالفین کی شبہات کو دفع اور دور کیا جائے گا۔ وہ کتاب کیسی کچھ بندگان خدا کو فائدہ پہنچائے گی اور کیسا فروغ اور جاہ و جلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا....

اس کتاب میں ایسے علوم و معارف سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا اس کتاب کی۔ اعانت طبع کے لئے ہم نے جس قدر لکھا ہے وہ محض مسلمانوں کی ہمدردی سے لکھا گیا۔ سمجھو کہ ایسی کتاب کے مصارف جو ہزارہا روپیہ کا معاملہ ہے اور جس کی قیمت بھی بہ نیت عام فائدہ مسلمانوں کے نصف سے بھی کم کر دی گئی ہے یعنی صہ میں سے صرف عہ رکھے گئے ہیں وہ کیونکر بغیر اعانت عالی ہمت مسلمانوں کے انجام پذیر ہو۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۲ تا ۴)

اور بعض نے سخت و درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کی رو سے ترجیح ہو اس کو کیوں کر چھپا سکتے ہیں...... سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ منشورہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۸۴ء)

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے "انی انا ربک" کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس انداز سے اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں......... اس جگہ ان نیک دل ایمان داروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لئے کچھ مدد دی۔ خداوند تعالیٰ ان سب پر رحم کرے...... بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید و فروخت کا ایک معاملہ سمجھ لیا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا۔ اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی کم رکھتے ہیں۔ اور سنت اللہ اپنے پاک نبیوں سے یہی رہی ہے کہ اول اول ضعفاء اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ
براہین احمدیہ حصہ چہارم آخر سرورق)

واضح سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔ اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم دکھا دے۔ اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی (۳۰) جزو چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطالب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں مندرج ہے لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے قرار پایا کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط مع اشتہار (انگریزی) شائع کیا جائے ۔ ۔ ۔ بالآخر یہ عاجز حضرت خداوند کریم جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ جس نے اپنے سچے دین کے براہین ہم پر ظاہر کئے۔ اور پھر ان کی اشاعت کے لئے ایک آزاد سلطنت کی حمایت میں جو گورنمنٹ انگلشیہ ہے ہم کو جگہ دی۔ اس گورنمنٹ کا بھی حق شناسی کی رو سے یہ عاجز شکر ادا کرتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد و حرمان ہے یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو (۳۰۰) جزو کے قریب (۳۰) جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی و تشفی کرنے کو ہر وقت مستعد حاضر ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش۔ ۔ ۔ بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی۔ اور جس کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا کہ ہم ان کی دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۵ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اسی مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے

زباں درازی چھوڑ دو اور اگر خدا کا کچھ خوف ہے اور نجات کی کچھ خواہش ہے تو ایمان لاؤ۔ اب مقدمہ ختم ہو گیا۔ اور جس قدر ہم نے ابتدائی مطالب لکھنے تھے سب لکھ چکے۔ بعد اس کے اصل مطلب کتاب کا شروع ہوگا۔ اور دلائل حقیت قرآن شریف اور صدق نبوت آنحضرت کی بسط اور تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔

(براہین احمدیہ ص ۱۳۸)

(۳) حصہ سوم ص ۱۳۹ تا ص ۲۴۸

(۱) پہلی فصل

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتیں ہیں۔

قبل از تحریر براہین فصل ہذا چند ایسے امور کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے جو دلائل آئندہ کے اکثر مطالب دریافت کرنے اور ان کی کیفیت اور ماہیت سمجھنے کے لئے بطور قواعد کلیہ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ سب تمہیدیں لکھی جاتی ہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۱۳۹)

(۱) تمہید اول ص ۱۳۹
(۲) تمہید دوم ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۵
(۳) تمہید سوم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۱۴۵ تا ص ۲۴۸

(۴) حصہ چہارم ص ۲۴۹ تا ص ۵۶۲

(۱)(۱) تمہید سوم (مسلسل) مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۴۹ تا ص ۲۸۱
(۲) تمہید چہارم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۲۸۱ تا ص ۳۲۴
(۳) تمہید پنجم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۳۲۵ تا ص ۳۶۴
(۴) تمہید ششم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۳۶۵ تا ص ۳۶۹
(۵) تمہید ہفتم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۳۷۰ تا ص ۳۹۸
(۶) تمہید ہشتم مع حاشیہ و حاشیہ در حاشیہ ص ۳۹۹ تا ص ۵۶۲

اس خداوند عالم کا کیا کیا شکر ادا کیا جائے کہ جس نے اول مجھ ناچیز کو محض اپنے فضل وکرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی ۔ پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لئے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں ، مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا ۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضائع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں ۔ میں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے میں ان کا شکر ادا کر سکوں بالخصوص جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض صاحبوں نے اس کار خیر کی تائید میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہیں ۔ اور بعض زائد اعانتوں کے لئے اور بھی مواعید فرماتے ہیں ۔ تو میری ممنونی اور احسان مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے ۔

(التماس ضروری از مؤلف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ، مندرجہ براہین احمدیہ مجموعہ ہر چہار حصص صـ۱ ابتدا)

(۸) براہین احمدیہ میں ترتیب مضامین

(۱) حصہ اول صـ۱ تا صـ۹۲
  - (ا) دیباچہ و نظم وغیرہ صـ۱ تا صـ۱۹
  - (ب) اشتہار بجلد علی صـ۱۱ تا صـ۵۰
  - (ج) مرزا صاحب کے حالات } صـ۵۳ تا صـ۹۲
  - ازسراج الدین عمر قادیانی } (۲ تا ش ،)

(۲) حصہ دوم صـ۹۳ تا صـ۱۳۶
  - (ا) مقدمہ

صاحبو! اگر آپ لوگوں کے نزدیک انصاف بھی کچھ چیز ہے اور عقل بھی کوئی شے قابل لحاظ ہے تو ما تو ایسی دلائل صدق و راستی کی جن پر قرآن شریف مشتمل ہے جن کو ہم فصل اول سے لکھنا شروع کریں گے کسی اپنی کتاب سے نکال کر دکھا دو ۔ اور یا جیسا اور رخم کی صفت کو عمل میں لا کر

قریب اس مدت میں میں نے کئی تالیفیں کیں جن میں سے بعض بڑے بڑے حجم کی تھیں لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لئے توجہ پیدا نہ ہوئی اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد بھی پیدا ہوا کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گزر گیا۔ مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے کہ خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبہ کے لئے سخت الحاح ہوا۔ اور اس مدت مدید اور اس قدر زمانہ التوا میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کے گند سے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے۔ مگر پھر بھی قضاء و قدر کے مصالح نے مجھے یہ توفیق نہ دی کہ میں اس کتاب کو پورا کر سکتا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص[illegible])

میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔ اور مذکورہ بالا دلائل لکھنے کے لئے مجھے شرح صدر عنایت کیا۔ . . . . سو میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کروں گا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص[illegible])

پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص[illegible])

اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تئیس برس میں نازل ہوا پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنے تک

اب ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیت قرآن شریف کے لکھے جاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ ص۱۳۶)

(ب) باب اول

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیت اور افضلیت پر بیرونی شہادتیں ہیں متن مع حاشیہ وحاشیہ در حاشیہ ص۵۱۲ تا ص۹۲

(اول حصہ اول تا حصہ چہارم ختم)

(۵) حصہ پنجم ص۱ تا ص۱۳۱ و ص۱ تا ص۲۳

(ا) براہین احمدیہ ص۱ تا ص۱۳۱

(ب) ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱ تا ص۲۳

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھپنے میں تیئیس برس تک التوا رہا۔ یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا۔ بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷ مصنفہ مرزا صاحب)

(۹) حصہ پنجم کا قصہ

بحمد اللہ آخر این کتابم
مکمل شد بفضل آں جنابم

اما بعد واضح ہو کہ یہ براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ کی حکمت و مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تخمیناً تیئیس برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا۔ اور عجیب تر یہ کہ اتنی کے

ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ بس اس لئے خدائے حکیم و علیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۰) کتابی کاروبار

چوں کہ طبع کتاب ازالہ اوہام میں معمول سے زیادہ مصارف ہو گئے ہیں اور مالک مطبع اور کاتب کا حساب بیباق کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا بخدمت جمیع مخلص دوستوں کے التماس ہے کہ حتی الوسع اس کتاب کی خریداری سے بہت جلد مدد دیں۔ جو صاحب چند نسخے خرید سکتے ہیں وہ بجائے ایک کے اسی قدر نسخے خرید لیں جس قدر ان کو خریدنے کی خدا داد مقدرت حاصل ہے اور اس جگہ اخویم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت
جلد دوم ص۳ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

ہمارے پاس کچھ جلدیں رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام موجود ہیں جن کی قیمت ایک روپیہ (عہ) ہے اور کچھ جلدیں کتاب ازالہ اوہام موجود ہیں جن کی قیمت فی جلد تین روپیہ (سے) ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں منگوا لیں پتہ یہ ہے۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ بنام راقم رسالہ ہٰذا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) یا اگر چاہیں تو بمقام پٹیالہ میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر (یعنی مرزا صاحب کے خسر) سے لے سکتے ہیں۔ اور نیز یہ کتابیں پنجاب پریس سیالکوٹ میں مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک مطبع کے پاس بھی موجود ہیں۔ وہاں سے بھی منگوا سکتے ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص۳
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپیہ لیے گئے ہوں اور جن سے پچیس روپیہ لیے گئے وہ تو صرف چند ہی آدمی ہیں۔ اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کر دے اور اپنی قیمت واپس لے لے چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں واپس کر دیں اور قیمت لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔ کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی

(ایام الصلح ص۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

الآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ کے چھاپنے میں تئیس برس تک التوا رہا یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیشگوئیاں ہیں کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصے کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آ جائیں۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کہ جو شائع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آ جاتے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ مستتر امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جابجا مسطور ہے جو اس عاجز پر ہوا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا جو اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں

پنجۂ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے لیکن اس جگہ یہ عاجز صرف اس قدر کہنا چاہتا ہے ..... کہ اگرچہ علوم لدنیہ اور کشوف صادقہ اور تائیدات خاصۂ الٰہیہ اور توجہات جلیلہ صمدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بہ توسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنی اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اس کے یقین کی کفایت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اٹھ جاتی ہے۔ اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین اور کونوا مع القانتین والصادقون ھم الذین لا غیرھم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ شخص ہلاکت میں ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ......

انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق تتابع صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے۔ پس سعید وہی ہے جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بے فائدہ خرخشوں سے دست کش ہو کر اس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جن کو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مضمون محررہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء
واخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۰ء)

(۱۳) والد روحانی

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی (مرزا صاحب) ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کے کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وجود

(۱۱) باہمی تعاون

حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) تبلیغ لکھ رہے تھے جو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شامل ہے۔ یہ عربی زبان میں پہلی مستقل کتاب ہے جو آپ نے لکھی تھی۔ اس کا مسودہ لکھ کر آپ حضرت حکیم الامۃ (حکیم نور الدین صاحب) کو بھیج دیا کرتے تھے، وہ پڑھ لیں اور پھر حضرت مولوی عبدالکریم کو فارسی ترجمہ کے لئے بھیج دیا جاتا تھا

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ نمبر ۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

نیز مولوی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ حضرت (مرزا صاحب) عربی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفہ اول (نور الدین صاحب) اور مولوی محمد احسن صاحب کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کر دیں۔ حضرت خلیفہ اول پروف کو اسی طرح واپس فرما دیتے تھے۔ لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طریق پر لفظ بدل دیتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک وقت فرمایا کہ مولوی محمد احسن صاحب اپنی طرف سے تو اصلاح کرتے ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا لکھا ہوا لفظ زیادہ برمحل اور فصیح ہوتا ہے اور مولوی صاحب کا کمزور ہوتا ہے لیکن میں کہیں کہیں ان کا لکھا ہوا لفظ بھی رہنے دیتا ہوں۔ اُن کی دل شکنی نہ ہو کر ان کے لکھے ہوئے سب الفاظ کاٹ دیئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۳ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۲) شیخ فانی

حضرت مخدومنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب متحقق ہوتی ہے اور تب ہی وہ اس لائق ہوتا ہے کہ مورد معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے اول انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندے کو

کوئی صاحب ملنے نہ آویں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کے لئے بلاویں ۔ ان چالیس دن گذرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اور ٹھہروں گا ۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں ۔ دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال وجواب کرنے والے سوال جواب کر لیں ۔۔۔۔۔۔

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں کھانا چھوڑنے اوپر جایا کرتا تھا اور حضور سے کوئی بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی حضور مجھ سے خود کوئی بات کرتے تھے تو جواب دے دیتا تھا ۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے اگر ان کو لکھا جائے تو کئی ورق ہو جاویں ۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پسر موعود کے متعلق الہامات بھی اسی چلہ میں ہوئے تھے اور بعد چلہ کے ہوشیار پور سے ہی آپ نے اس پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا (اس پیشگوئی کی عبرت آموز داستان اور حسرتناک انجام اگلی فصل میں تفصیل سے درج ہیں مؤلف)

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ فتح خان ان دنوں میں بڑا معتقد تھا رہا سے ساتھ باتیں کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کو تو میں نبی سمجھتا ہوں اور میں اس کی اس بات پر اپنے معروف عقیدہ کی بناء پر گھبراتا تھا ۔ میاں عبداللہ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ کھانا چھوڑنے گیا تو حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں ۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص [illegible] مولفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵) ابتدائی بیعت

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ نہ تھا ۔ بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے اس کے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے ۔ اور وہاں سے اعلان شائع کیا ۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنے والوں کو بھی ٹھوکر لگ گئی ۔

روحانی پاک کر خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے ماسوائے اس کو موت دے کر اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ذخیرہ اس سے تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی ظاہری روحانی باپ ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ قادریہ۔ چشتیہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۶۵۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۱۴۱) چلہ کشی (ج)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا) صاحب نے ۱۸۸۴ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلہ کشی فرمائیں گے اور ہندوستان کی سیر بھی کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سوجان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت میں رہیں۔۔۔ ۔۔۔ پھر حضور کو سفر سوجان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی چنانچہ آپ نے سوجان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا جب آپ ماہ جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور جانے لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلا لیا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ میں دو ماہ کے واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا حضور بہلی میں بیٹھ کر دریا بیاس کے راستہ تشریف لے گئے۔ میں اور حامد علی اور فتح خاں ساتھ تھے میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ فتح خاں۔۔۔۔ حضور (مرزا صاحب) کا بڑا معتقد تھا۔ مگر بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا۔۔۔۔۔۔

دوسرے دن ہوشیار پور پہنچے۔ وہاں جاتے ہی حضرت صاحب نے طویلہ کے بالاخانہ میں قیام فرمایا ۔۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے

بہت شوق تھا سو شکر ہے کہ اس جانب سے زیارت ہو گئی

اس کے بعد حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھ کر لائے جس میں اپنے خاندانی حالات اور اپنی تعلیم وغیرہ کا ذکر فرمایا اور بعض خاندانی چٹھیات کی نقل بھی ساتھ لگا دی۔ اس چٹھی کا غلام قادر صاحب نے [illegible] انگریزی میں ترجمہ کیا اور پھر اسے ڈپٹی کمشنر کے نام ارسال کر دیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ آپ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں ہے۔ آپ بے شک لدھیانہ میں ٹھہر سکتے ہیں۔ جس پر [illegible] مجبور جا کر بڑا شور برپا کیا کہ مجھے تو نکال دیا گیا اور مرزا صاحب کو اجازت دی گئی ہے مگر کسی حاکم کے پاس اس کی شنوائی نہیں ہوئی اس کے بعد دیر تک حضرت صاحب [illegible] مرزا صاحب کا خاندانیہ تھا جادو تھا کہ ڈپٹی کمشنر اس کو دیکھتے ہی موم ہو گیا [illegible] حضرت صاحب خاندانی چٹھیات بھی ہر وقت سفر و حضر میں ساتھ رکھتے تھے جو بعض وقت [illegible] غالباً یہ وہی چٹھیات ہیں جو جا بجا مرزا صاحب کی تحریرات میں نقل ہیں یہ دراصل انگریزوں کی طرف سے [illegible] خوشنودی ہیں جو وفاداری اور خدمت گزاری کے صلے میں آپ کے دادا کو ملے تھے مؤلف

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ [illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۸) دعوؤں کا سلسلہ

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا۔ لیکن وہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ جب کہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرما رہے تھے (دیکھو براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) لیکن اس وقت آپ نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کے لئے مزید حکم تک توقف کیا۔ چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان فرمایا۔ اور بذریعہ اشتہار لوگوں کو دعوت دی اور شروع ۱۸۸۹ء میں بیعت لینا شروع فرما دی۔ لیکن اس وقت تک بھی آپ کو صرف مجدد و مامور ہونے کا دعوے تھا اور گو شروع دعوے ماموریت سے ہی آپ کے الہامات میں آپ کے مسیح موعود ہونے کی طرف صریح

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۶) زلزلۂ عظیم

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضور نے خدا کے اس حکم کے مطابق جو اس سے تقریباً دس ماہ پہلے ہو چکا تھا۔ سلسلۂ بیعت کا اعلان فرمایا اور سب سے پہلے شروع ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بیعت لی مگر اس وقت تک بھی مسلمانوں کا عام طور پر حضرت مسیح موعود کی ذات کے متعلق خیال عموماً بہت اچھا تھا۔ اور اکثر لوگ آپ کو ایک بے نظیر خادم اسلام سمجھتے تھے۔ صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ لوگوں میں جو پسر موعود کی پیشگوئی پر ایک عام رجوع ہوا تھا۔ اس کا جوش ان دونوں آزمائشوں نے مدھم کر دیا تھا۔ اور عامۃ الناس پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ہاں کہیں کہیں عملی مخالفت کی لہر بھی پیدا ہونے لگی تھی۔

اس کے بعد آخر ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پاکر رسالہ فتح اسلام تصنیف فرمایا جو ابتداء ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا اس پر ملک میں ایک زلزلۂ عظیم آیا جو پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا۔ . . . . . بعض بیعت کنندہ بھی متزلزل ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۷) ڈپٹی کمشنر کی عنایت

چنانچہ ڈپٹی صاحب وغیرہ نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کوئی آدھ گھنٹہ ملاقات کی اور پھر واپس چلے گئے۔ ہم نے اندر جاکر حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیوں آئے تھے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ ڈپٹی کمشنر ایک پیغام لائے تھے کہ لدھیانہ میں فساد کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اب ہمارا یہاں کوئی کام نہیں ہے اور ہم جانے کو تیار ہیں لیکن سردست ہم سفر نہیں کر سکتے کیوں کہ بچوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ انھوں نے کہا خیر کوئی بات نہیں۔ ہم ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیں گے اور ہمیں آپ کی ملاقات کا

طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لئے اعلان کر دیا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم حاشیہ ص مرتبہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت" اور نام مع ولدیت و سکونت لکھے جاتے تھے۔ اول نمبر حضرت مولوی نور الدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوم میر عباس علی صاحب۔ ان کے بعد خاکسار "میر عنایت علی صاحب" کا سوم نمبر پر جانا تھا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو شیخ حامد علی صاحب کو بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ۔ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہو گئے۔ ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ نویں نمبر میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چودھری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہو گئے۔ اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی)

ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں سنہ ۱۹۰۱ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو حضور نے ...... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جائے اور آپ پر ایمان رکھا جائے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں......

نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ

اشارات تھے لیکن قدرت الٰہی ایک مدت تک آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف یہ فرماتے رہے کہ مجھے اصلاح خلق کے لئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے۔ اس کے بعد شروع ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی موت کے عقیدے کا اعلان فرمایا۔ اور یہ دعویٰ فرمایا کہ جس مسیح کا اس امت کے لئے وعدہ تھا وہ میں ہوں۔ آپ کی عام مخالفت کا اصل سلسلہ اس دعوے سے شروع ہوا ہے۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے پائے جاتے تھے۔ مگر اس دعوے سے بھی مشیت ایزدی نے آپ کو روکے رکھا حتی کہ بیسویں صدی کا ظہور ہو گیا۔ تب جا کر آپ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ صراحۃً استعمال فرمانے شروع کئے اور اسی طرح مثیل کرشن علیہ السلام ہونے کا دعویٰ تو آپ نے اس کے بھی بہت بعد یعنی ۱۹۰۴ء میں شائع کیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص[illegible] مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۱۵): بیعت کے مدارج

جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا ذکر ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا مولوی محبوب عالم صاحب اس سے کشیدہ رہا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ حضور نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۴ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے

(۲۰) بے خبر اور غافل

باوجودے کہ براہین احمدیہ (مصنفہ مرزا صاحب) میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدے کو براہین (احمدیہ) میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیوں کر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک دراز زمانہ ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

...... خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین (احمدیہ) کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین احمدیہ میں خدا کی وحی کے خلاف لکھ دیا

(اعجاز احمدی صہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۱) اسی قسم کا تناقض

اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسٰی

انسان کے پچھلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

"۱۱ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ مولوی جان محمد صاحب ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد بھی بیعت کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق و معارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتیں توڑ ڈالی ہیں۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔"

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد [illegible] نمبر [illegible] منقول از منظور الٰہی صفحہ ۲۳۹ مولفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا۔ اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے اور حضور کے بہت سے اصحاب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس سے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ ...... جب سوالات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف آگے بڑھنے لگا جس پر سید نور احمد صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے رستہ دے دیا جائے میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳۱ مصنفہ
صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۴) ساری حقیقت

پس اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں تو (اخبار) الحکم نمبر ۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء پڑھو تو ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے۔ جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو اولئک ھم الکافرون حقا والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایمان نہیں لاؤ گے۔ تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہو گے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرما دیں۔ مگر حضرت (مرزا) صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا اور فرمایا یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔

(دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء)

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز سنہ ۱۹۱۵ء نمبر ۳ جلد ۱۴)

(۲۵) معارف الٰہیہ

اول تو یہ خطبہ ہی ایک ایسے انسان کا ہے جو اپنے تقویٰ و طہارت کے لحاظ سے جماعت احمدیہ میں خاص شان رکھتا ہے اور جس کی فضیلت اور بزرگی کے غیر مبایعین (لاہوری جماعت) بھی معترف ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے یہ بہت ہی زیادہ اہمیت اور وقعت رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اور آپ کے روبرو پڑھا گیا۔ علاوہ ازیں خطبہ کے آخر میں حضور سے حضرت خطیب نے حسب ذیل

رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے تو ہی ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۲) سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی بعض تحریرات میں حضرت اقدس نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں آپ نے اپنی نبوت کو نہ جزئی قرار دیا نہ ناقص نہ محدثیت والی نبوت بلکہ صاف الفاظ میں اپنے آپ کو نبی لکھتے رہے۔

(منکرین خلافت کا انجام ص۹ مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی)

(۲۳) ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء

حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) کی تصانیف اور تالیفات میں آپ کا مختصر مگر صحیح مدعا صرف یہ ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل وحی الٰہی میں جو لفظ نبی اور رسول آتا اس کے معنی اور تعریف جو اپنی ذات پر چسپاں کرتے ان کو محدث یا جزوی اور ناقص نبی کے معنوں میں تعبیر او موسوم کرتے مگر ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے نبی اور رسول کو اپنی صحیح اور قرآنی اصطلاح میں استعمال کیا اور لفظ محدث جو صحیح حقیقت کو ظاہر نہ کرتا تھا ترک کر دیا اور اس اعلان کے بعد آپ نے تا وفات پھر اپنے حق میں لفظ محدث یا جزوی اور ناقص نبی استعمال نہ کیا۔

(مضمون حجۃ اللہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۲۲ء جلد ۹ نمبر ۸۶)

سلام بھیجا۔ اے میری قوم چھوڑ مکذبوں متکبروں اور سفہا اور بعض انبیاء سے جاہل لوگوں کو چھوڑ دے انھیں کہ ان کا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کورباطنی اپنا رنگ لاوے تو اٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کی ہے تو اپنے پاک بیان اور قوی قرآن کے ساتھ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو ان تمام نفسوں کی وراثت ہو جو انھیں ملیں۔"

"نا عاقبت اندیشوں جلد بازوں، شکوک کے دلدلوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو کتاب کی اس آیت نے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت عطا فرمایا۔"

(اخبار الحکم قادیان جلد [illegible] و اخبار الفضل قادیان جلد [illegible] مورخہ [illegible])

۲۷۔ دو خطبے

خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً یا ایہا النبی وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء و مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت (مرزا صاحب) ان کے ساتھ تاویل لگاتے ہیں۔ جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ صاحب کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے میں نے ان سے کہا تو انھوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا تو انھوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب نبی ہیں یہ بعض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ خطبہ چھپ کر

درخواست کی کہ۔

"میں اس وقت حضرت امام (مرزا صاحب) علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان میں بھی اور ناانصافی کی طرف جا رہی ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اس وقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالے کے فضل سے بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں اور میری روح امام کے علوم کی نے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اس وقت خود حضرت امام علیہ السلام کی زبان ہوں۔"

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس خطبہ پر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصدیق موجود ہے چنانچہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خطبہ کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا۔

"یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان فرمایا۔ یہ خدا تعالے کا فضل ہے کہ آپ معارف انبیاء کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۴ء)

(۲۶) دردِ دل

اس خطبۂ جمعہ کو ختم کرنے سے قبل حضرت مولانا (عبد الکریم صاحب قادیانی) مرحوم نے اپنے درد دل کا اظہار اس طرح فرمایا۔

"آہ! اس وقت مجھے کتنا درد ہے کہ اگر لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں آہ! اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلا سکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بطور وعدہ دیا گیا تھا یہ یقیناً وہی ہے جس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

میں وہی ہوں جس کا نام سردار انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔ (نزول المسیح ص۴۸ مصنفہ مرزا صاحب)

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۵ مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء)

(۲۹) نبوت کے دعوے کی سرگزشت

اور چونکہ "ایک غلطی کا ازالہ" (اشتہار) سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ (یعنی مرزا صاحب) نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور سنہ ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ ..... پس یہ ثابت ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اس عقیدے کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) سے معلوم ہوتا ہے جو پہلا تحریری ثبوت ہے۔ ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور صفائی سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود کو مرسل الٰہی ثابت کیا اور لا نفرق بین احد من رسلہ والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند فرمایا اور یہ خطبہ اسی سال کے (اخبار) الحکم نمبر ۳۰ جلد ۴ سنہ ۱۹۰۰ء میں چھپ چکا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے پورا فیصلہ اس عقیدے کا سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کے خطبہ جمعہ کی نسبت جو مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔

(اخبار الحکم قادیان جلد ۴ نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۰۰ء منقول از منظور الٰہی ص۲۳۱ مصنفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کسی شخص نے مجلس میں ذکر کیا نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب

شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ و تاب کھائے جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعوے ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصے میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم (صاحب قادیانی) واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے الجھنے لگے آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی یا ایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی جلسہ سالانہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵۸ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۳ء)

(۲۸) ہمارا دعوے

اس حوالے سے نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہے کہ اگرچہ حضرت اقدس اوائل میں اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل اور توجیہ فرماتے رہے۔ مگر صرف اسی لئے کہ آپ عام رائج الوقت عقیدہ کی بناء پر نبی کا شارع ہونا یا اس کا براہ راست یعنی بغیر کسی دوسرے نبی کی اتباع کے نبوت پانا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن جب کثرت اور صراحت کے ساتھ خدا نے آپ کو نبی اور رسول کہا اور آپ پر کھلے طور پر ظاہر کر دیا کہ نبوت کی سابقہ تعریف غلط ہے تو تاویل اور توجیہ مجاز۔ اور استعارہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہ رہی۔ تب صراحۃً (مرزا صاحب نے) اپنے آپ کو نبی اور رسول قرار دیا۔ اور فرمایا۔

"ہمارا دعوے ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

جہل مرکب کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو نہ جانتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ (یعنی مرزا صاحب) کی طرف دعاوی نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور پھر اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہو سکتا ہے یا خود نبی ہیں اور خبر ہے پتہ نہیں کہ میں نبی ہوں اور باوجود اس لاعلمی اور جہل مرکب کے آپ مدعی نبوت پر یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔

یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جا سکے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا ترجمان پیغام صلح جلد ۲۱ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں محمود احمد صاحب اس دعویٰ کرنے والے کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ بارہ برس سے ایک دعویٰ کر رہا ہے۔ ایک عقیدہ پیش کر رہا ہے شب روز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بناء پر مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلا رہا ہے حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک صحیح وہ تھا جو مخالف کہتے تھے۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوچتا ہے۔ اور دو سال اسی فکر میں لگا دیتا ہے کہ نبوت کا دعوے کرے یا نہ کرے ...... حتی کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کر دیتا ہے۔ اور اس سے اس کو ذرا قوت ملتی ہے کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے۔ اب خطرہ کی کیا بات باقی رہ گئی۔ شک تو نعوذ باللہ من ذالک یہی تھا کہ رسالت کا دعویٰ کر دوں تو شاید مرید نہ بھاگ جائیں۔ اب جب یہ خود ہی ایسے بے وقوف بن رہے ہیں۔ تو چلو اب رسالت کا دعوے کر دو۔ تب دعویٰ رسالت ہوتا ہے۔ گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمی پرند مریداں می پرانند کے علاوہ چال بازی کا بھی کمال ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ....

آخر آپ مرزا صاحب کا کیا کیرکٹر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ نبی تو آپ جب بنائیں گے دیکھا جائے گا۔ پہلے ایک متین کیرکٹر کا انسان تو رہنے دیجئے ......

اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے

اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بہت غلو کرتے ہیں اور اسی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا درجہ بڑا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا "براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب کہاں تھے اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی اور تیرا مخالف جہنم میں گرے گا وغیرہ مولوی عبدالکریم صاحب اس کے مقابل کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(روایت مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۴ منقول از منظور الٰہی صفحہ ۳۱۲ مؤلفہ منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا ہے جن پر چند لوگ اس وقت ایمان لائے جب آپ کا ساتھ دینا ہلاکت تھا۔ ایسے ہی لوگ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ و علیؓ کے مثیل تھے...... پہلے آنے والے لوگوں میں سے ایک سید قاضی امیر حسین صاحب بھی تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس وقت جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی الفاظ نبی اور محدث وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں دوسرے لوگوں سے بھی اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کہتے تھے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ صفحہ ۱۱ نمبر ۲۲، مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء)

اس بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ ۲۲ سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں۔ بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے۔ اور یہ زمانہ تریاق القلوب کے بعد کا زمانہ ہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

مگر افسوس ہے جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے جسے توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ

ہیں تو پھر ہوش آیا اور ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔ مگر پھر بھی اپنی غلطی کا تو اعتراف نہیں کیا بلکہ نہایت ہوشیاری سے ایک مرید کو ڈانٹنا شروع کیا کہ تمہیں ہمارے دعوے کی خبر نہیں تم نے ہماری کتابوں کو نہیں پڑھا تمہیں ہمیں نبی سمجھنا چاہئے تھا۔ خواہ ہمیں خبر تھی یا نہ تھی اور اگر ہم نے اپنی پہلی کتابوں میں نبوت سے انکار کیا ہے تو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے تو انکار نہیں کیا۔ اگر ہمیں سمجھ نہیں آئی تھی کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی حقیقی نبوت ہے۔ کیونکہ ہمیں تو خدا غلط علم اور غلط علم دیتا چلا گیا۔ تمہیں تو الہام نہیں ہوتا تھا۔ تم اپنی فراست سے سمجھ لیتے کہ یہ شخص قرآن اور احادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی نبوت سے منکر ہے ورنہ اسے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح جلد ۵ نمبر ۷ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء)

(۳۲) نبوت میں ترقی اور تکمیل

حضرت اقدس کی دو حیثیتیں الگ الگ ہیں ایک امتی کی۔ دوسری نبی کی امتی کی حیثیت ابتدائی ہے۔ اور نبی کی شان انتہائی۔ حضرت صاحب نے امتی بن کر جو زمانہ گزارا ہے۔ غلام احمد اور مریم بن کر گزارا ہے۔ اس سے ترقی پاکر آپ غلام احمد سے احمد اور مریم سے ابن مریم بنے ہیں۔ جس زمانے میں آپ غلام احمد تھے اس وقت احمد نہ تھے اور جب آپ مریم تھے۔ تب تک ابن مریم نہ تھے۔ ایسا ہی جب آپ احمد بن گئے تو غلام احمد نہ رہے اور جب آپ ابن مریم بن گئے تب آپ مریم نہ رہے یہ ایک دقیق نکتہ ہے جو خدا نے مجھے سمجھایا ہے۔

(ازہاق الباطل صفحہ ۳ مؤلفہ قاسم علی صاحب قادیانی)

پس امتی کے درجہ سے ترقی پاکر نبی بن جانے پر بھی آپ کو نبی نہ کہنا یا مریم سے ابن مریم ہو جانے پر بھی عیسیٰ نہ کہنا یا غلام احمد سے احمد بن جانے پر بھی احمد نہ کہنا۔ ایسا ہے جیسے کسی پٹواری کو ڈپٹی کلکٹر ہو جانے پر پٹواری یا لغوی ڈپٹی کلکٹر کہنا جو دراصل اب اس کی توہین اور گستاخی ہے۔

دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابل ان کو عوام الناس کی طرح ٹھہرا دیا گیا اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزت ہو رہی ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک انھیں جابلاز ٹھہرایا جا رہا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام کا باقی کیا رہ گیا . . . . .

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۴۲ مصنفہ محمد علی صاحب قادیانی۔ امیر جماعت لاہور)

(۳۰) خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداء میں نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو اس لئے باوجود اس کے کہ وہ شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں۔ آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعوے کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کہ کیفیت محدثیت تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۴ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳۱) اٹھارہ سال

بھلا ایک شخص مرزا صاحب کو کب مسیح موعود قبول کر سکتا ہے اگر اسے کہا جائے کہ وہ اپنے دعوے سے ہی اٹھارہ سال تک بے خبر رہے اور قرآن و حدیث و اقوال علمائے سلف سے غلط دلائل دیتے چلے گئے اور پھر جب اٹھارہ سال بعد ایک مرید نے بتلا دیا کہ آپ تو نبی

ایسے گرد و غبار تھا اتنے عرصہ تکلیف کے ساتھ گذرے ہیں میں نے کہا لوگ بچارے سچے ہیں کیا کریں تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے پروانے نہ بنیں تو کیا کریں ؟

(اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۶ء۔ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۱ء نمبر ۴۰ جلد ۹)

(۳۴) قادیان میں آخری وحی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی "مباش ایمن از بازیٔ روزگار" اس کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو اس لئے یہ قادیان میں آخری وحی تھی۔

(شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اخبار الحکم قادیان خاص نمبر مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۵) سادہ خاکہ

۱۸۳۹-۴۰ء۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی ولادت

۱۸۶۴-۶۸ء سیالکوٹ کی کچہری میں مرزا صاحب کی قلیل تنخواہ پر ملازمت۔ نیز مختاری کے امتحان میں شرکت اور ناکامی۔ بالآخر ملازمت سے علیحدگی۔

۱۸۷۷ء۔ محکمہ ڈاک خانہ کی طرف سے مرزا صاحب پر فوجداری مقدمہ اور بریت۔

۱۸۸۰ء۔ براہین احمدیہ حصہ اول و حصہ دوم کی اشاعت۔

۱۸۸۴ء۔ مجدد ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔

۱۸۸۹ء بیعت لینے کا اشتہار و اعلان۔ پیری مریدی کی ابتدا۔

۱۸۹۱ء۔ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعوے اور اس کا اشتہار و اعلان۔

۱۸۹۷ء۔ "عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی"

([illegible] قادیانی)

خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا۔ اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہ کہا پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ (مرزا صاحب) کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے ان کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔

(اخبار حکم قادیان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۱ء)

ہم جیسے خدا تعالےٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسمٰعیل حضرت عیسیٰ حضرت ادریس علیہم السلام کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے خدا کی وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کے۔ تو کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کرتے اپنی بریت کا ثبوت ہم دیتے ہیں ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۲، ستمبر ۱۹۱۴ء)

سنو! ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۹، اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۳۳) نبی کا چہرہ

۲۰، دسمبر صبح کو حضرت اقدس باہر سیر کے واسطے تشریف لے چلے احباب جوق جوق ساتھ ہوئے ...... ایک دیہاتی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کر اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جائیں تو پروا نہ کر۔ ایک صاحب بولے لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور خود حضرت

دعوت اور شاندار استقبال۔

(۲) وہاں ہیضہ سے چند گھنٹوں میں مرزا صاحب کا ناگہانی انتقال۔

(۳۶) سیرت المہدی

حضرت صاحبزادہ (بشیر احمد) صاحب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کتاب مستطاب سیرۃ المہدی تیار فرمائی جس میں آپ نے گیتا اسد علی الارض و جری اللہ فی حلل انبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک خصائل اور پاک شمائل و سیرت کے متعلق کافی چھان بین اور غور و پرداخت کے بعد نہایت ثقہ روایات درج فرما کر وابستگان دامن نبی الزماں اور عاشقان مہدی دوراں کی آرزوؤں کو پورا کر کے بڑا احسان فرمایا۔

اس عظیم الشان احسان کا اجر آپ کو مولا کریم ہی دے سکتا ہے ہم اس احسان کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ آپ کے حق میں دعاء خیر کریں۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۵ء نمبر ۲۲ جلد ۱۳)

حضرت والا مرتبت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ایم اے نے اس کتاب کی تصنیف سے جماعت احمدیہ بلکہ تمام طالب حق دنیا پر ایک عظیم الشان احسان فرمایا ہے گو حضرت مہدی و مسیح محمدی علیہ السّلام کی سوانح حیات پر اب تک مختلف پیرایوں میں چند کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن کتاب سیرۃ المہدی اپنی شان میں ایک نرالی کتاب ہے اس کتاب میں نہایت کوشش کے ساتھ حالات جمع کئے گئے ہیں بہت سے ایسے عجیب و غریب واقعات اس کتاب میں ملتے ہیں جو کہ پہلے کسی کتاب میں شائع نہیں ہوئے۔ کتب حدیث کی طرز پر روایت بیان کی گئی ہے۔ ہر روایت کو پڑھنے سے قلب پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ گویا کوئی حدیث شریف کی کتاب پڑھ رہی

"الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی"

(۲) "جلسہ احباب بتقریب جشن جوبلی۔ بغرض دعا و شکر گزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلہا منجانب مرزا صاحب۔

(۳) مرزا صاحب پر انکم ٹیکس کا مقدمہ اور مرزا صاحب کو انکم ٹیکس سے معافی۔

(۴) پنڈت لیکھرام کے قتل کے شبہ میں مرزا صاحب کی خانہ تلاشی

(۵) مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا صاحب پر اقدام قتل کا فوجداری مقدمہ اور مرزا صاحب کی بریت۔

سنہ ۱۸۹۸ء۔ درخواست بحضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ۔ راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

سنہ ۱۸۹۹ء۔ حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست۔ عریضہ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔

(۲) حفظ امن کا مرزا صاحب پر فوجداری مقدمہ اور بریت۔

سنہ ۱۹۰۰ء دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ کہ دینی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کر دیا گیا اور دین کے لئے لڑنا حرام ہو گیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(مرزا صاحب)

(۲) اپنی جماعت کا نام احمدی رکھنے کا اشتہار و اعلان اور سرکار سے استدعا کہ مردم شماری میں اسی نام سے اس فرقہ کو درج کیا جائے۔

سنہ ۱۹۰۱ء۔ اپنے نبی ہونے کا دعوے اور اس کا اشتہار و اعلان

سنہ ۱۹۰۳ء۔ قادیان میں منارۃ المسیح کی تعمیر کا اعلان

سنہ ۱۹۰۴ء۔ اپنے کرشن ہونے کا دعوے اور اس کا اشتہار و اعلان۔

سنہ ۱۹۰۵ء۔ قادیان میں بہشتی مقبرہ قائم ہونے کا اشتہار و اعلان

سنہ ۱۹۰۸ء (۱) فنانشل کمشنر پنجاب کا دورہ قادیان میں مرزا صاحب کی طرف سے

فصل انیسویں

پنچرنگ

(۱) پانچ جماعتیں

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اپنی زندگی کے تینوں دور میں ہی بالجملہ پانچ جماعتوں سے سابقہ پڑا۔ پہلی جماعت وہ جو شروع سے تاآخر کٹی اور مخالف رہی دوسری وہ جو شروع میں معتقد رہی لیکن مسیح موعود کے دعوی پر بھڑک گئی اور منحرف ہو گئی۔ تیسری وہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی تو قبول کر لیا لیکن نبوت کے دعوی کو ٹال دیا۔ چوتھی وہ جس نے مرزا صاحب کے دعوی نبوت کو بھی بخوشی تسلیم کر لیا۔ بلکہ زور شور سے اس کی اشاعت کی۔ پانچویں جماعت وہ جس نے مرزا صاحب کے دعوی نبوت کو مان کر خود بھی فائدہ اٹھایا۔ اور ان کی آڑ ہی میں اپنی نبوت کا دعوی کیا۔ گویا مرزا صاحب کا مسلک و مذہب حد کو پہنچا دیا۔

واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی جماعت جو بالعموم قادیانی اور لاہوری کہلاتی ہیں اور یہی دو جماعتیں فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دو ہاتھ ہیں ان کا مفصل کارنامہ سولھویں اور سترھویں فصلوں میں درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں بغرض تکمیل پانچوں جماعتوں کی مختصر کیفیت پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک کو مرزا صاحب کے ساتھ کیا صورت پیش آئی۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ جماعت کا حوالہ درج ہے۔

جا رہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔ مرزا صاحب کے ذاتی حالات اکثر و بیشتر اس کتاب سے لے کر قادیانی مذہب میں درج کیے گئے۔ البتہ پہلے ایڈیشن سے درج کیے گئے۔ اب جو دوسرا ایڈیشن نکلا ہے اس میں اصلاح و ترمیم کے نام سے کافی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ لیکن ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(مؤلف)

۱۰ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۴ء

* * *

مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ . . . . . اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک . . . . . . اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے

(۱) جماعت اول مرزا صاحب سے مقابلہ

(۲) مرزا صاحب کی فریاد

اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ حرام خور۔ لوگوں کا مال کھانے والا۔ وعدوں کا تخلف کرنے والا۔ حقوق کو تلف کرنے والا۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا۔ عہدوں کو توڑنے والا۔ اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا۔ شریر اور خونی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے۔ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)

(۳) مرزا صاحب کا آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ہو۔ قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ

خدا کی قدرت اور تماشا عبرت کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ماشاء اللہ ابھی ۱۹۳۲ء تک کبرسنی میں بھی قادیانیت کی تردید میں زندہ کرامات بنے ہوئے ہیں، اور جناب مرزا صاحب اس اشتہار کے ایک ہی سال بعد ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوگئے (پیچھے دیکھو نمبر ۱۰ و ۱۲) غرض خود مرزا صاحب کی دعا پر حق نے عجب فیصلہ کیا فاعتبروا یا اولی الابصار ([illegible])

(ب) جماعت دوم مرزا صاحب سے منحرف

(۴) ایک سید

مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعوی مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے۔ یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا۔

(کشتی نوح صفحہ ۲۰ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

(۵) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ یہ ابتدائی زمانہ میں حضرت اقدس (مرزا صاحب) سے اخلاص رکھتے تھے اور براہین احمدیہ کی اشاعت پر انھوں نے ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا حضرت (مرزا صاحب) کو خود وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مگر مسیح موعود کے دعوی پر وہ بگڑے اور بہت بری طرح بگڑے۔ یہاں تک کہ انھوں نے بہت بڑا بول بولا کہ میں نے ہی ان کو اونچا کیا ہے اور میں ہی گراؤں گا۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۶ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۲۹ء)

دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ۔۔۔۔ تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا صاحب) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔

میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ
تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۱۲۰)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:-

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔"

ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں کہ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا ہوں ۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲۰)
مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی ۔ ۔

(۷) شرعی قسم

میں حکیم مولوی آل نبی نصیر حسین بہاری حلفاً شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب سے نسبت بیعت کا نیک نیتی سے دل دادہ رہا ہوں ۔ اور میں ان کا قدیم مزاج شناس ہوں ۔ مرزا صاحب کے تمام رازہائے مخفی کا میں محرم راز ہوں ۔ در قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں ۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے ۔

الغرض جب مرزا صاحب نے حد سے گزر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور ۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ۔ حکیم مولوی مظفر حسین صاحب لودھیانہ ۔ سید عباس علی صاحب رئیس ۔ صوبہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سیکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ اشخاص اور اس کے بعد اس راقم نے بھی مرزا صاحب کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحد و مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علی احسانہ ان کے فریب سے نجات پائی

یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا صاحب کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزارہا ہزار حضرت جی کے صرف کے لئے خرچ کرتے رہے مگر جب مرزا جی بہکنے لگے تو پہلے سب لوگوں نے مل کر خوب سمجھایا ۔ مگر دکانداری چل نکلی تھی ۔ حکیم نور الدین اور چند

(۶) میر عباس علی صاحب

حبی فی اللہ میر عباس علی لدھانوی۔ یہ میرے وہ اول دوست ہیں جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لیے آئے وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انھوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء۔

(ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۷۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں جن کا ذکر بالخیر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۹۰ میں بیعت کرنے والوں کی جماعت میں لکھا ہے۔ افسوس کہ وہ بعض موسوسین کی وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آگئے بلکہ جماعت اعداء میں داخل ہوگئے ...... اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخلصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے بیعت کرنے کے وقت نہ صرف آپ انھوں نے بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اسی سلسلہ میں داخل کیا۔ اور اس دس سال کے عرصہ میں جس قدر انھوں نے اخلاص اور ارادات سے بھرے ہوئے خط بھیجے۔ ان کا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کر سکتا ...... بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک

(۹) منحرف سے مقابلہ

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں۔ اور اپنے رسالہ "المسیح الدجال" میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری، اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں۔

میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص (مرزا صاحب) تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴۔ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص (مرزا صاحب) کے ہلاک ہونے کی خبر دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔

جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں (مرزا صاحب) بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی (یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کی) نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کر دوں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اس کی عظمت و جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی

جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دانی کی رقتوں میں صد ہا بے خیال کر کے مرزا صاحب کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی اس وقت پچیس تیس ہزار کے منی آرڈر آ رہے ہیں اور سراج المنیر کے آ چکے ہیں اگر یہ لوگ آپ سے منحرف ہو گئے تو کیا ہے۔ میں دل و جان سے اس کو ایسے ہی چلاتا رہوں گا۔ بس ڈنے بیٹے بقول شیخ سعدی۔ ع

"بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند"

(مسیح دجال کا سربستہ راز صفحہ ۲۲ مصنفہ حکیم مولوی نظام حسن صاحب)

(۸) الٹی منطق

اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے۔ جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک میں نے دعوے نہیں کیا تھا۔ بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور الہام سے سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ ہی سے تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا۔ تو ان کی دینداری، اتقاء و خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ معانقہ کرتے۔ مگر نہیں۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا اور دجال کہا۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۳۵۵

احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور)

چنانچہ عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کے جواب میں اپنی پہلی پیشگوئی کو منسوخ قرار دیتے ہوئے کہا۔

"اللہ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو پوری ہونی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن اور کم کر دیئے اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہام فرمایا کہ مرزا آج سے ۱۴ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا"

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا صاحب) نے ۵۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع فرمایا جس میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام درج فرمایا "اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مؤاخذہ کرے گا۔ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن جو پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کر دوں گا۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد، نمبر ۱۳۵ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء)

"اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دیگر دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔"

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم)

"آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا ..... مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے

اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں۔

اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لئے میں اس وقت دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

(الف) میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی پیشگوئی میری نسبت

"مرزا کے خلاف ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔" (کانا دجال ص ۵)

(ب) اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے (یعنی مرزا صاحب کو) معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق۔ اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار بعنوان "خدا سچے کا حامی ہو" مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۱۳)

موعود کی بیعت کی۔ اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فرقہ قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتداء میں نبوت کا نہ تھا۔ مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے دعویٰ تبدیل کیا۔ اور نبوت کے مدعی بن گئے۔ اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی ۱۸۹۱ تحریریں منسوخ ہیں۔ یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے۔ ہم اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر لکھتے ہیں کہ کبھی بھی ہمارے وہم و گمان میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوئے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہیں۔ ہم نے یہ کلمہ کبھی پہلے کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا۔ واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ دستخط مولوی سید محمد احسن امروہی وغیرہ وغیرہ دس دفعہ بہت سے مرزا در منشیان قادیانی صاحبان کے دستخط ثبت ہیں)

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۲۲۲ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

(د) جماعت چہارم۔ مرزا صاحب کی نبوت کے قائل

(۱) مولوی محمد احسن صاحب امروہی

حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبت اسلام میں بدل و جان فدا شدہ ہیں۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۰
مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی)۔

یہ دو امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے۔

خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مطابق میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوگئے اور ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب بعد کو برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔ (للمؤلف)

(۳) جماعت سوم مسیحیت کا اقرار۔ نبوت کا انکار

(۱۰) لاہوری محضر

ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سب سے پہلے ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں۔ اس وقت آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس پر بعض علماء نے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال کر دانستہ آپ کو مدعی نبوت قرار دے کر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ جس کے بعد حضرت موصوف نے صاف طور پر کئی مرتبہ یہ اعلان کیا جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افتراء ہے اور آپ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعض الہامات میں جو مرسل یا رسول یا نبی آیا ہے۔ یا حدیث میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لفظ نبی کا آیا ہے تو اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں۔ بلکہ مجازی۔ جزوی ظلی نبی ہے۔ جسے محدث کہا جاتا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نیا نہ پرانا۔

ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت بانی

(۱۲) سامری اور جالوت (ج)

۲۵۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کے پیام میں مولوی محمد احسن (صاحب قادیانی لاہوری) کی طرف سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے ایک الہام کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب کا ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جس میں انھوں نے سیدنا و مولانا حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی (یعنی میاں محمود احمد صاحب) کو سامری قرار دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کی طرف سے ایسی ناروا باتوں کا پیش ہونا جان کے علم اور عقل کے سلب ہونے پر کافی دلیل اور بقول ان کے ان کی ارذل عمر کا صریح نتیجہ ہے۔ بجز اس کے نہیں کہ مولوی صاحب موصوف مغلوب الغضب اور مسلوب الحواس ہو کر مبائعین کے دلوں کو بے وجہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ان ہی مولوی صاحب نے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ السلام کو جالوت قرار دینے کے لئے ایک مضمون لکھ کر شایع کیا تھا جس کے جواب میں بفضلہ تعالیٰ مدلل ثابت کیا گیا تھا کہ مولوی صاحب خود ہی جالوت کے بروز ہیں۔ اب مولوی صاحب کی کوشش ہے اور محض بے سود کوشش کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو سامری کی مماثلت میں پیش کریں اور اس سے اپنی شقاوت اور قساوت قلبی کا اظہار کریں۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۳۵ مورخہ ۹۔ نومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۳) فتوے

صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں۔ اور اس لئے میں اس خلافت سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں۔ صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ اور عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین اپنی برأت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ

اور وہ اپنے علم وفضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریذیڈنٹ ہوں میں اس جلسہ میں نہ ہوں گا تاکہ ہر شخص آزادی سے بات کر سکے جو بات باہمی مشورہ اور بحث کے بعد طے ہو وہ لکھ لی جائے اور پھر مجھے اطلاع دو۔

پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو۔ حضرت (مرزا) صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے۔

(منصب خلافت ص۲۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب ہیں کہ ایک وقت تو آپ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تائید میں تمام قرآن سے استدلال کیا کرتے تھے! اب وہ زمانہ ہے کہ خدا جانے کن اغراض کے ماتحت اس آخری عمر میں اپنی تمام عمر کے اعمال کے خلاف ان باتوں سے بھی منکر ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود لکھی ہیں اور جن سے حضور کی تمام کتب بھری پڑی ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۳ جلد ۵ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

مولوی محمد احسن صاحب نے غیر مبایعین کی رفاقت اختیار کر کے انہیں خوش کرنے کے لئے جو جو کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں ان سے اکثر لوگ آگاہ ہو چکے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی شان میں جن کے متعلق ایک وقت انھوں نے لکھا تھا کہ میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ حقیقۃً آپ کی خلافت ثابت شدہ صداقت ہے اور منکرین اس کے بڑے خطاکار ہیں مگر اب خود اس ثابت شدہ صداقت کا انکار کر کے بڑے خطاکاروں میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور ایسے ایسے نازیبا اور گندے الفاظ سے آپ کو مخاطب کرتے ہیں کہ الامان۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۵ نمبر ۶۴ مورخہ ۵ فروری ۱۹۱۶ء)

مگر پانچویں جماعت جو سب پر سبقت لے گئی وہ ہے جس نے اتباع کے سوا خود اپنا بھی جھنڈا بلند کیا۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی نبوت پر ایمان لاکر خود بھی نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ گویا مرزا صاحب کی تعلیم کا پورا فیض پایا۔ لیکن تعجب یا افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے ان کی کچھ قدر نہ کی۔ بلکہ ان کو مفسد اور گمراہ قرار دیا حالانکہ ع

اے ادیبا ایں ہمہ آوردۂ تست

بہر حال مرزا صاحب کے جو حوصلہ مند مرید نبوت کے دعویدار بنے۔ ان میں سے سات مختصراً ذیل میں پیش ہیں۔ قادیانی امت میں نبوت کی کیسی برکت ہے ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(۵) مدعی نبوت

دیکھو ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہو گئے۔ میں ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے۔ واقعہ میں ابتداء میں انہیں الہام ہوتے اور کوئی تعجب نہیں اب بھی ہوتے ہوں مگر نقص یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا تھا خشیت اللہ پائی جاتی تھی۔ آگے خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ مگر ابتداء میں ان کی حالت مخلصانہ تھی ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا۔ مگر نقص یہ ہو گیا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک آدمی یہاں آیا جو احمدی تھا کہنے لگا مجھے الہام ہوتے ہیں کہ تو موسیٰ ہے ابراہیم ہے۔ محمد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ بتاؤ جب تمہیں موسیٰ کہا جاتا ہے تو اس قسم کے نشان بھی دئے جاتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دئے گئے تھے۔ یا جب ابراہیم کہا جاتا ہے۔ تو کیا حضرت ابراہیم کی طرز کا کلام اور برکات

کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں (۳) اسمہ احمد کی پیشگوئی جناب مرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں۔ اور اس کو بدیہیات سے قرار دینا۔ ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جن کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ اسلام پاک کے اصول پر حملہ ہے۔ اور مسیح موعود کی بھی تعلیم کو ترک کرنا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر زندہ ہیں۔ ان میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب ان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔

(اعلان منجانب مولوی سید محمد احسن صاحب قادیانی محسن خاص مرزا صاحب و رفیق فریق لاہوری)

(منقول از آئینہ کمالات مرزائیہ جانب جناب ناظم صاحب الاشاعت سنی نوگڑھ شریف)

(۵) جماعت تجسیم قادیانی انبیاء

(۱۴) بادِ صبا

سابقہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ چار جماعتیں چار طریق پر رہیں۔ ایک جماعت تو شروع سے محتاط اور محترز رہی۔ دوسری جماعت بھٹکی مگر پھرتی سے نکل گئی تیسری جماعت نے ایک حد تک ساتھ دیا مگر آگے بڑھنے سے عذر کر دیا۔ چوتھی جماعت بے لگام ہو گئی

اب آسمان کے نیچے اللہ کا دین میری ہی تابعداری ہے اور اللہ کا مخاطب رسول زندہ موجود دنیا میں میں ہوں۔ میرا ماننا اللہ کا دین ہے اور میرے خلاف اور نہ ماننا اللہ کے دین سے اخراج ہے۔ اب دنیا پر میرا وقت رسالت کا ہے اور اللہ کے دین کی رسی صرف میرے اور رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ میری وحی اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ تمام انبیاء کی وحی اللہ سے ہے۔ میں اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہوں۔ میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں اور قرآن ستاروں سے لایا ہوں۔

(تکمیل امت احمدیہ صفحہ مصنفہ محمود کابلی صاحب قادیانی)

میاں محمود صاحب کابلی قادیانی …… ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں۔ وہ مفتری و دنیادار آدمی ہیں۔ پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۸) عبداللطیف قادیانی کی نبوت

چوں کہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اور اسلام کو ہر رنگ میں تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے اپنا نبی اور رسول اور امام مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے اور میرے دعویٰ کے دلائل کتاب چشمۂ نبوت کے ذریعہ پانچ سال سے شائع ہو چکے ہیں لیکن میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت نے میرے دعویٰ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دیگا اور ان کے اسی انکار اور سرکشی کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد قادیانی پر اور ان کے ساتھیوں پر اور ان کی بستی پر کسی سخت مصیبت اور عذاب شدید عبرتناک کی صورت میں عنقریب نازل ہونے والا ہے۔ اور اس عذاب شدید کے بعد جماعت احمدیہ

بھی دئے جاتے ہیں یا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے تو جیسے صفات اور لطائف وغیرہ آپ کو دئے گئے وہ تمہیں بھی دئے جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگا، یا تو کچھ نہیں جانتا صرف کہا ہی جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھو خدا کسی سے مخول نہیں کیا کرتا۔ وہ جب کسی کو کوئی نام دیتا ہے تو اس کے ساتھ برکات بھی دیتا ہے تمہیں جو الہام ہوئے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ وہ کلام کسی اور کے لئے نازل ہوتا ہے۔ جیسے تم بھی سن لیتے ہو اور غلطی سے اس کا مطلب اپنے آپ کو سمجھ لیتے ہو یا پھر یہ خدا کا کلام نہیں۔ شیطان کا کلام ہے جو تمہیں دھوکا دے رہا ہے دیتا تو کچھ نہیں مگر کہتا ہے تم یہ بن گئے وہ بن گئے گویا وہ تمہیں وہ بات کہتا ہے جو تم میں پائی نہیں جاتی

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان)
جلد ۵ نمبر ۸۳ - ۸۴ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۸ء

(۱۶) مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت

ایک میرے استاد تھے جو اسکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان
مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۷) احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت

لا الٰہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ۔ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں

پچھلوں کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ کو سنا نہیں جاتا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر اب سنا ہے کہ بعض کلمات مثلاً بیہودہ دعوی جو اس کے حاشیہ میں تھے اس کو بکثرت لوگوں [illegible] خیالات کی وجہ سے [illegible] اور حسن نیک ظنی سے ان کے چھپنے سے [illegible]۔

اب جو بات اس شخص نے شائع کی [illegible] معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا [illegible] ناپاک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے [illegible] اور رسول بھی اولوالعزم اور اپنا کلام [illegible] مسلمانوں [illegible] مصلح کرائے اور قرآن و انجیل کا تفرقہ اٹھا دیں [illegible] ایک جاری ہوں کہ یہ خدمت [illegible]۔

یہ بھی کہنا کہ میں رسول [illegible] مسیح کی بنا کر رہا ہے گویا رسالت اور نبوت ازقبیل [illegible] ہے [illegible] یہ نہیں سمجھتا کہ پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید [illegible] اور رسول [illegible] ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون [illegible] سلیمان تھا [illegible] بوجہ حق کے مستحق ہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے [illegible] بھی دیکھو یا میں ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں [illegible] نعوذ باللہ جھوٹ پھیلا رہا ہے۔

نفس امارہ کی غلطی سے [illegible] کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوی سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی۔

کے بقیہ اور منتشر لوگ پھر خدا کے حکم سے میرے ہاتھ پر جمع ہوں گے اس عذاب کے ٹلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان قوم یونس کی طرح میرے دعاوی پر ایمان لاکر مجھے قبول کریں اس کے سوا اور کوئی صورت اس عذاب کے ٹلنے کی نہیں۔

(مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۰ء عبد اللطیف خدا کا نبی اور رسول اور امام ہند
گناچور ضلع جالندھر)

(۱۹) چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت

چراغ دین جمونی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا نزل بہ الجبیز کہ یہ کتے کی طرح آبیٹھا تو اسے ٹکڑا ڈال دیا گیا۔ اس میں بتایا کہ یہ الہام کے قابل نہ تھا مگر ہمارے دروازہ پر آبیٹھا۔ اس لئے اس پر الہام تو نازل کر دیا مگر وہ ایسا ہی تھا۔ جیسے کتے کو ٹکڑا ڈال دیا جائے۔ چراغ دین تو مرتد ہو گیا کیوں کہ جبیز کو اس نے اعلیٰ چیز سمجھ لیا اور اس پر اترانے لگا۔ لیکن اگر پیچھے پڑنے سے پہلے جبیز ہی نازل ہو اور انسان اس پر متکبر نہ ہو بلکہ دعاؤں میں لگا رہے تو اس کیلئے اعلیٰ چیز بھی نازل ہوگی۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جنھیں پہلے پہل معمولی چیز ملتی ہے۔ لیکن جب تعلقات بڑھ جاتے ہیں اور دوستی ترقی کر جاتی ہے تو دعوتیں ہونے لگتی ہیں۔ پس اگر کسی کو خدا تعالےٰ نے خوان نعمت پر نہیں بلاتا اور دعوت نہیں دیتا تو بھی اسے کوشش جاری رکھنی چاہئے خواہ جبیز ہی مل جائے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی قادیانی مبلغین کو نصائح مندرجہ اخبار الفضل
قادیان جلد ۱۰ نمبر [illegible] مورخہ ۔ نومبر ۱۹۲۲ء)

چوں کہ اس شخص (چراغ دین) نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کرکے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارہ میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر

سلامتی کے [illegible] ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی
کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے [illegible] پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار
سے مقابلہ اچھا نہیں [illegible] ۱۰۰ صفحہ ۱۵

خلیفہ جماعت قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کے نام مخصوص آسمانی چٹھی

آپ کو معلوم ہو کہ اب مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی فرزندیت یعنی آسمانی بادشاہت مصلح موعود و قدرت ثانیہ یعنی خلافت و امامت کا دعویٰ ہے جس کے مقابل آپ کو معلوم ہے کہ روحانی فرزند ہونے اور زمینی مصلح موعود و زمینی خلافت کا بالکل مخصوص وقت [illegible] دعویٰ ہے .... کیا آپ نے معلوم ہوتے ہی مجھے ایک معمولی انسان خیال کر کے تکبر سے منہ پھیر لیا [illegible] آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا اور جواب دیا بلکہ اپنے محسن باپ کو [illegible] جواب دے دیا۔ جس کی شاہی گدی پر آپ زبردستی بیٹھ کر ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں .... میری طرف سے اس لاپرواہی کی سزا [illegible] آپ کو دوست طرح طرح کی ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جارہا ہے ...... [illegible] سب کا اتفاق حضرت مسیح میری ذات سے ہے جس کی اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے نام کو ختم کر دیا جانے والا ہے۔ (صفحہ ۱۷)

یہی ہے کہ میں بشیر الدولہ اور قطعی بہشتی ہوں جس نے اپنے آپ کو گذشتہ دوشنبہ کی ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ میں شب معراج میں شجرۃ المنتہیٰ پر شدید القویٰ کی مخصوص وحی و تبشیر کے ساتھ آسمان روحانیت کی جنت پر دیکھا ہے۔ صفحہ ۱

(رسالہ بشارت صاحبزادہ شیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند دلبند مسیح موعود
[illegible] مطالبات [illegible] جلسہ سالانہ معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس مدینۃ المسیح۔ لاہور)

اب ایسی تحریروں کو چاک [illegible] نا چاہیئے۔

[illegible]

[illegible]

(۲۰) غلام محمد قادیانی کی نبوت

جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل گمنام گمشدہ معمولی اور بے علم محض ہوتے ہیں۔ ایسا ہی [illegible] تھا [illegible] تعلیم [illegible] کم [illegible] بھی تمام توجہ اپنے ذاتی فرائض منصبی [illegible] ہی کر میں مراد کو پہنچا [illegible] شور و غل کے ساتھ غار حرا یا غار ثور سے باہر نکل آیا جس کی کوئی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ہی رات میں وہ عظیم الشان تبدیلی مجھ میں ظہور میں آگئی کہ میں عالم بھی ہو گیا۔ مصنف بھی ہو گیا مقرر بھی ہو گیا۔ امام بھی ہو گیا اور مصلح بھی ہو گیا اور یہ سب کچھ علم و عمل کے اتحاد کے ساتھ ظہور میں آیا مجھے جس انجمن نے اپنی تجارت میں بطور کارندہ ملازم رکھا ہوا تھا وہ انجمن حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح عنقریب میری زوجیت میں آغوش [illegible] ہے۔ منشی

اس کے بعد میں خدائے واحد اسلام کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جو تمام زمین و آسمان کا واحد مالک اور خالق ہے۔ اس کے نام عزت و جلال کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ (مرزا صاحب کے) مندرجہ بالا تمام الہامات و مکاشفات میں تمام شاہانہ تصویر اور درائی کے متعلقہ کاروبار میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور مصنف میں ہی ان سب کا مصداق اور مدعی صادق ہوں۔ ... میں خدا کے فضل سے (مرزا صاحب کے) ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کے الہام کا بھی مصداق ہوں۔ جو حسب ذیل ہے۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ

(تفسیر آسمانی سبحان من یرانی مؤلفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی مدظلہ)

اسی تفسیر کے سلسلہ میں تیماپوری قادیانی صاحب الرحمٰن الرحیم سے نکتے پیدا کرتے ہیں جس کی مرزا صاحب داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ گردن خویش آمدن پیش بغور ملاحظہ ہو۔

رحمٰن ورحیم۔ یا باسم محمد واحمد۔ یہ ایک تخم کی دو پھانک ہیں۔ یہ دونوں شقوں کے درمیان سے نور اللہ کا ظہور ہوا یعنی عشق نکلا۔ پھر ناز کی زمین سے ناز کا درخت بلند ہوا اس کی شاخیں آسمان سے جا لگیں۔ اس کی ایک شاخ وڈالی میں توحید کے خوشنما پھول لگے۔ یوں وحدت کثرت میں آکر اپنا جلوہ دکھائی۔ اور استعداد زمانہ کی وجہ سے وحدت الوہیت کا تاج کثرت کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ تو خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے چونکہ وہ ذات اپنی الوہیت میں شرکت پسند نہیں کرتی۔ لہذا اس کی اصلاح کے لئے مامور من اللہ آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ حضرت مسیح ناصری کو خدا کے نادان بندوں نے اس کی خدائی میں شریک گردانا ہمیشہ کیلئے مسیح کو زندہ مانا۔ حقیقی پرندوں کے پیدا کرنے والے مردوں کو جلانے والے یقین کر لیا۔ اس مشرکانہ عقیدت کو مٹانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے ایک برگزیدہ غلام احمد کو مسیح احمد بنا کے بھیجا۔ پھر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر وہی بادشاہ زمین و آسمان نے اس عاجز کو چن لیا۔ تاکہ زور آور حملوں سے غلام احمد کی سچائی کو ظاہر کرے اور اس کے ذریعہ سے بذریعہ الہام ایک نور حق کے آنے کی پیشگوئی بھی سنائی جو اس عاجز کے وجود سے پوری ہوئی وہ یہ ہے۔

وجاءت النور وهو افضل منك (یعنی آئے گا تیرے پاس ایک نور اور وہ تجھ سے بھی افضل ہوگا) اس نور کی بزرگی میں بطور استعارہ یہ الہام نازل ہوا۔ کان اللہ نزل من السماء۔ یہ مرتبہ خاتم ولایت محمدی کی طرف اشارہ ہے اور الہام "پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" میں ظاہر ہونے والے راز کو کھولتا ہے غرض ایک وجہ سے مرتبہ احمدیت مرتبہ محمدیت کا ظل ہے۔ اور ایک وجہ سے مرتبہ

(۱۲۱) عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت

فی زمانہ حضرت غلام احمد مجدد چودھویں صدی نے علوم ظاہری سے تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ ظاہر کر کے علم تصوف میں مرتبہ شہود کا سبق پڑھایا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دی۔ انہیں کے خادم اس عاجز مامور من اللہ کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی کرتے ہوئے دنیا کو دین کے رنگ میں لانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

([illegible] فرقان ص[illegible] مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

اللہ پاک نے اس عاجز پر پہلے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گذرتا ہے خاکسار خدا سے وحی پاکر اس کام کو انجام دے رہا ہے۔

([illegible] نہانی ص۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

ناظرین! یہ وہی تفسیر کبیر ہے (یعنی تیماپوری صاحب قادیانی کی تصنیف) جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک رویا (خواب) میں دیکھا ہے۔ آپ نے معرفات کے سنہری چوغہ کو شیطان لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کے لئے لے بھاگا تھا۔ یہ خاکسار شیطان سے چھین کر واپس لایا۔ اس کی تعبیر خود حضرت (مرزا) صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ تفسیر ہمارے (مرزا صاحب) کے لئے موجب عزت و زینت ہوگی۔ الحمد للہ اس تفسیر مبارک سے حضور کی رویائے صادقہ روحانی و جسمانی طریق میں مجسم بن کر پوری ہوئی۔ یہ خاکپائے غلامان رسول اللہ آپ ہی کے اتباع کی برکت سے مردگی سے زندہ ہو کر ایک قاش عرفان الٰہی و عشق و نبوت محمدی کی آپ ہی کے ہاتھوں سے کھایا ہے۔ جس کی خوشخبری براہین کے حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۴۲ میں دی گئی ہے۔ اور اس عاجز کی زندگی کے ساتھ دین اسلام کی تروتازگی و ترقی منظور الٰہی ہے۔ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی صداقت زور آور حملوں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوگی (انتہی بلفظہ تلاش - للمؤلف)

(۱) قدرت ثانی مرسل یزدانی
(۲) شناخت آسمانی
(۳) رحمت آسمانی
(۴) محاکمہ آسمانی
(۵) تبلیغ آسمانی
(۶) فرامین اسلام
(۷) تعدیہ آسمانی تدابیر انسانی
(۸) انجیل قدسی
(۹) ماذا آسمانی
(۱۰) خلافت آسمانی
(۱۱) نبی المصلی
(۱۲) انجیل و قرآن کا مقابلہ

(۲۲) گل تازہ شگفت

اگر میں صدیوں کا مجدد موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں پہلے ۱۹۱۴ء میں آیا ہو۔ اگر میاں (محمود احمد) صاحب کے مامور ہونے کا انتظار ہے تو وہ بالبداہت غلط ہے۔ پہلے تو اسی بنا پر غلط ہے کہ مامور کبھی ایک زبردست جماعت کا خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ مامور کے ساتھ ہونے والوں کو ایمان بالغیب اور امتحانات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور سوائے اس کے حضرت (مرزا صاحب) نے پسر موعود کے لئے نطفہ و علقہ لکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ معمولی انسان ہوگا۔ تمہاری نظریں دھوکا کھا جائیں گی اور یہی سنت اللہ ہے ...... ایسی صورت میں نہ خواجہ کمال الدین صاحب مجدد ہو سکتے ہیں اور نہ مولانا محمد علی صاحب اور نہ میاں (محمود احمد صاحب) یہ کل مشہور انسان ہیں۔ اگر یہ لوگ اس کام کے لئے مامور ہو جائیں تو خدا کی سنت میں فرق آتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتلاء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کیا اور دیر آمدہ زراہ دور آمدہ کا وعدہ پورا کیا۔ اس کا تفصیل وار ذکر آئندہ آئے گا۔

ہر لفظ پیش گوئی کا تعبیر بر چسپاں ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ نشان کہ وہ نطفہ علقہ کی طرح ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگوں کی نظر دھوکا کھائے گی۔ وہ اس طرح کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی میرا یہ حال ہے کہ میں صد درجہ کا کمزور پیدا ہوا تھا۔

محدیت مرتبۂ احمدیت کا ظل ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لہذا آپ (مرزا صاحب) خاتم ولایت احمدی ہوئے اور اس عاجز کے وجود سے یہ کشف مرتبہ ثانیہ روحانی میں ظل رحمانی کے درجہ پہ یوں پورا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح احمد از روئے تولد روحانی مظہر جمال تھے آپکے وجود میں جمال کا غلبہ زیادہ تھا اور جلال اس میں پوشیدہ تھا۔ اس لئے کر جمالی رنگ میں آپ کا تولد ہوا۔ اور یہ عاجز آپ کے پیچھے اور ساتھ میں مرتبہ جلال و جمال پہلو لیا کر خاتم ولایت محمدی ہوا ہے "اول و آخر نسبت دارد" کا دورہ پورا ہو کر قدرت ثانی کا دوسرا دور دور محمدی کا آغاز ہوا۔ یہ مرتبہ ظل رحمانی ہے۔ مرتبہ راز اللہ ہی اللہ ہے۔ خدا ہی جانے کیا ہے کیا ہونے والا ہے (مولوی تیماپوری صاحب کا مرزا صاحب سے غالباً مرتبہ بلند ہونے والا ہے اور اس میں بھی مرزا صاحب ہی کا نام روشن ہونے والا ہے۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور جس کے شاگرد استاد سے بازی لے جائیں اس کی استادی کا کیا کہنا۔ استادوں کا استاد نکلا۔ بہرحال تیماپوری صاحب بھی مرزا صاحب سے کچھ کم حوصلہ مند نہیں ہیں کامیابی نا کامیابی قسمت کی بات ہے۔ للمؤلف)۔

(تفسیر آسمانی سبحان الشانی حصہ اوّل صفحہ ۲۰-۲۱ مصنفہ عبداللہ تیماپوری صاحب قادیانی)

عبداللہ صاحب پر قادیانی فیضان کا واقعی خوب سیلاب آیا آپ کی تصانیف بھی کثیر ہیں منتخب ذیل میں درج ہیں۔

(۱) ام العرفان
(۲) ارشادات آسمانی
(۳) طوفان کفر۔ میزان حشر
(۴) شان نور خداوندی
(۵) تفسیر آسمانی حصہ اول۔ دوم
(۶) صحیفۂ آسمانی۔ الہامات الٰہی مہدی موعود
(۷) توحید آسمانی
(۸) حقیقت وحی اللہ۔ صداقت کلام اللہ

مطابق ۱۸۸۶ء تھی۔ گویا انہوں نے فقیر کی پیدائش کی تاریخ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بتائی تھی

ان کل بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۴۔ رمضان بروز دوشنبہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۷۔ جون ۱۸۸۶ء ہے۔ یہ تاریخ اسکولوں اور دفاتر میں بھی لکھی ہوئی ہے...... کوئی آج کی بنائی ہوئی تاریخ نہیں ہے۔ اور رشد کا زمانہ چالیسویں سال میں آتا ہے۔ اسی لحاظ سے مرزا صاحب نے میرے ظہور کی تاریخ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء بتائی ہے۔ ویسا ہی ہوا ہے۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اب حق آگیا۔ اس کی طرف حضرت (مرزا) صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پاکر کوئی کھڑا نہ ہو۔ تم سب مل کر کام کرو۔ اس کے بعد اس کی اتباع کرنا اسی میں نجات ہے۔ اس کام کے ہونے کے لئے اپنی جماعت میں رات دن دعا کرنے کے لئے کہا تھا ؎

عید منوائیو اے احمدیو سب مل کر
منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میری اس ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ موعود میں نہیں ہوں۔ تو دوسرا کوئی پیش کرے۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۴) تین کو چار کرنے والا

(۱) میں بھائیوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں اور بہنوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں۔ چھوٹوں میں بھی چوتھا ہوں اور بڑوں میں بھی چوتھا ہوں۔

(۲) پیدائش کی گھڑی چوتھی ہے۔ دن چوتھا ہے۔ تاریخ چوتھی ہے۔ صدی ابجد کے حساب سے چوتھی ہے۔ سال چوتھا ہے۔ یعنی ۴۔ رمضان پیر کا دن ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوا۔

(خادم خاتم النبیین ص۵ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

رونے کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ والد نے کہا کہ یہ بچہ کیا جیتا ہے۔ گھوڑے پھینک دو والدہ نے کہا کہ ابھی جان ہے۔ ذرا ٹھہرو۔ ۔۔۔۔۔۔ اللہ جماعت احمدیہ سے کام لینا چاہتا ہے۔ ان میں مخلص لوگ کثرت سے ہیں۔ ۔۔۔۔ ۔ اللہ اس جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ پھر دوبارہ نقل ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی روح حق پا کر کھڑا نہ ہو سب مل کر کام کرو۔ اس روح حق والے کی طرف ہو جاؤ اور وہ صدیقی رنگ میں ہے۔ نطفہ اور علقہ کی طرح بے حقیقت نظر آئے گا۔ دھوکا نہ کھانا۔ غرض اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اسی طرح حضرت صاحب نے جو پیش گوئی کی وہ بھی بلا تاویل ہے۔ اور اس وقت اس پیشگوئی کے سننے والے لوگ کافی موجود ہیں اور صاف الفاظ میں ہے ایک مدت حمل میں ظاہر ہوگا۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئے کہ سنہ ۱۹۲۳ء مطابق ۱۳۴۲ھ میں ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں احمدیوں پر حجت ہے اگر میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی نکلے یہ قطعی فیصلہ ہے اس سے بھاگنا اور بے بنیاد اعتراض کرنا ایمانداری نہیں۔ اور کوئی کج طبع آدمی اس کی مخالفت بھی کرے گا تو وہ انشاء اللہ چند روز میں پکڑا جائے گا

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۳) مرزا قادیانی صاحب کی پیشگوئی

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب نے ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مولود قریب میں پیدا ہونے والا ہے۔ یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے وہ ایک عظیم الشان انسان ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مرزا صاحب نے جب یہ اعلان کیا تھا رجب کا مہینہ تھا ۱۳۰۳ھ

کی بشارت میں سمجھا۔ ا۔ یوسف کیوں کہا گیا۔ یہ قصہ طول ہے مگر بہت دلچسپ اور بڑی حقیقت ہے۔ خدا کے الفاظ کس شان پر سمجھتے ہیں۔ صاحب دل جانتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی خصوصیات میں سے پہلی خصوصیت: زلیخا کے مقابلہ میں آپ کی عصمت ہے دوسرا آپ کا علم ہے۔ تیسرا آپ کا عفو کا مادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے علم یوسف اس کمال کا دیا ہے کہ اگر واقعات بیان کروں تو ایک دفتر ہو جائے ... اب رہا عصمت کا معاملہ۔ ایسے تو کئی موقعے ہوئے ہیں (جن سے یوسف موعود صاحب ہی واقف ہیں۔ مؤلف) مگر ایک واقعہ جو ہمارے خاندان میں مشہور ہے بہت عجیب ہے۔ یوسف زلیخا کے قصہ سے بھی اہم ہے اس کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں اس میں اس بات کی ضرور احتیاط کروں گا کہ یہ راز اس وقت کھلنے پر فساد کا باعث نہ ہو جائے کیونکہ وہ عورت جس سے میرے نفس کی آزمائش کی گئی۔ وہ اب غیر کے قبضہ میں ہے ایک وقت آئے گا کہ یہ قصہ عام ہو جائے گا۔ تب اس کا جواب دار میں نہیں ہوں اب یہ بات صرف ہمارے خاندان تک ہی محدود ہے ...... غرض وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنی ہوئی، پھول اور عطر میں بسی ہوئی رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لیٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ یہی لڑکی ہے۔ شیطان کے پورے قبضے ہو چکے تھے۔ صرف اس غفور الرحیم خدا نے مجھ پر رحم کیا کہ میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی۔ وہ اور بھی نزدیک ہوئی میں اٹھا کر اس کو دھکیل دیا اور وہ لڑکی اپنے حجرہ میں چلی گئی .... جیسا کہ دس بجے میں کھانا کھا کر دیوان خانہ میں سونے کے لئے گیا۔ وہاں اس لڑکی کے چچا نے مجھے بلایا اور سڑک پر لے گئے۔ وہاں ان کے والد مکرم سے ملے میں حیران تھا کہ کیا سوال ہوگا۔ جب دونوں ملے تو چچا نے کہا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے لئے ہوا۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ میرا خط ملا ہوا ہے۔ میں نے کہا واقعی بات ٹھیک ہے بی بی کہتی تھی کہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ کی مراسلت

(۲۵) قادیانی نشان

۱۹۲۵ء جولائی کے ماہ میں جب میں قادیان گیا ہوا تھا وہاں بھی اللہ تبارک تعالیٰ نے بطور نشان بے موسم بارش بھیجا جولائی میں بارش تو واقعی سراسر بے موسم تھی۔ لاحول) وہ اس طرح کہ ایک رات کے اندر اطراف قادیان کے تالاب ہو گیا تمام راستے بند ہو گئے اور کم سے کم پانی راستہ پر ران برابر ٹھہرا تھا۔ لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ شاید ہی کسی زمانہ میں ایک رات میں اتنی بارش آئی ہو۔ اور اس بارش میں یہ نشان یہ ہوا کہ قادیان کا مشہور کتب خانہ جس میں ہزارہا روپیہ کی نایاب کتب تھیں ایک حصہ دیوار مع چھت گر گیا۔ اور رات کا وقت تھا۔ بارش نہ رکی تھی۔ کوئی شخص خبر نہ لے سکا آخر صبح تک تمام الماریاں کیچڑ میں لدی ہوئی۔ تمام کتابیں بھی بری طرح بھیگی ہوئی۔ صبح یہ نظارہ اپنے زبان حال سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ جو کتب خانہ قادیان کی علمیت کے فخر کا باعث تھا۔ چن بسویشور کے تصرفات نے اس علم پر پانی پھیر دیا۔ لطف یہ کہ وہ کل کتب دوپہر کے وقت جب دھوپ میں کھول کر ڈالی گئیں تو وہیں ڈالی گئیں جہاں فقیر تکیہ لگایا تھا۔ فقیر بیٹھا ہوا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اور خدائے قدیر کے احسان کا مزا اٹھا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتب زبان حال سے پکار کر کہہ رہی ہیں۔ اے صدیق۔ قادیان والوں نے ہمارے الفاظ کے غلط معنی کر کے دنیا میں دھوم مچائی ہے ہم آپ کے پاس فریاد لائے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا والآخرۃ۔

(رسالہ خاتم النبیین صفحہ ۲۳ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

(۲۶) ایک قادیانی یوسف

حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں ...... دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب

دوستوں نے اور عزیزوں نے جب یہ واقعہ سنا میری ہمت پر آفرین کہا۔

[illegible] مضمون صدیق دینا ناتھ صاحب بسویشور)

(۲۶۱) ویرسنت اور جین بسویشور

مختلف مذاہب سے ہو کر [illegible] میں قادیان گیا تھا۔ اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔

[illegible] مضمون صدیق دینا ناتھ صاحب بسویشور)

میری زیادہ تحقیق [illegible] کے بعد [illegible] میں حضرت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی خدمت [illegible] میں بیعت کی تھی۔ اور قادیان آتا جاتا رہا۔ اور نہایت غور سے تحقیقات کرتا رہا۔ اور ان کے عقائد پر غور کرکے پسند آیا دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کو [illegible] بتا تھا۔ وہاں سے [illegible] بیعت فسخ کر دی اور لگاتار [illegible] سال [illegible] اور جوش و جذبے سے کام کیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے تحقیق [illegible] اور ان کی بعض قادیانیوں کی جماعت کا منظور بنا دیا [illegible] اپنے ہمارا نقاشہ کے ماتحت [illegible] چاہیے [illegible] نشانات ظاہر کئے اور قدرت کو کمال [illegible] ہمارے ساتھ کر دیا۔

[illegible] مضمون صدیق دینا ناتھ صاحب بسویشور)

میں اس فاضل اجل کی بہ امانت ملامت کو اطمینان سے سنتا رہا جب وہ کہہ چکا تو سمجھ کر ریاست کا بہت سا منے لا سکے میں فوراً سیدھا ہو گیا اور کہا کہ دوات قلم لاؤ۔ میں ابھی لکھ دیتا ہوں۔ ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں کہ میں پکا قادیانی ہوں۔ کاغذ لے کر ذیل کی تحریر لکھ دی۔

صدیق دینا ناتھ بسویشور پکا احمدی ہے۔ قادیانی سلسلہ قادیان سے میاں محمود نے جو جاری کیا ہے۔ اس کا سخت دشمن ہوں۔ اور عقائد جو میاں محمود نے جاری

ہم کو لگ گئی۔ اس وجہ سے زہر کھایا ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی فوراً ہی اپنی بریت کی کوشش کرنا چاہا۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ میری نیت بری ہے۔ میں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پنجشنبہ کی رات کو بی بی دو بجے میرے گود میں آ کر سو گئی مگر خدا نے رحم کیا کہ مجھے بچا لیا۔ یہ بھی میں نے آپ سے اس وجہ سے کہا کہ میں ایک کنواری لڑکی کی طرح حیادار ہوں۔ میری عصمت پر دھبہ آتا ہے۔ اس وجہ سے میں نے اظہار کیا ہے۔ غرض دوسرے دن وہاں سے نکل گیا۔ رفتہ رفتہ پھر یہ واقعہ عام ہونے لگا۔ اسی مماثلت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کے الہام میں وکذالک مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء آیا ہے۔ اور آپ نے آخر زمانہ میں یہ لکھا ہے:۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غرض اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں صرف یوسف علیہ السلام کا ذکر رہنے کی وجہ سے اس کو احسن القصص کہا ہے .... اور اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کو اس خوبی کے باعث مراتب دیئے ...... جس وقت فقیر کے نفس کی آزمائش کی جا رہی تھی اس وقت اس عورت کی عمر (۱۷) سال اور میری عمر (۳۰) سال تھی۔ یہ واقعہ بعض وجوہات سے یوسف زلیخا والے واقعہ سے اہمیت زیادہ رکھتا ہے وہ اس طرح کہ:۔

زلیخا بوڑھی	یہاں جوان
یوسفؑ غلام	یہاں آزاد
عزیز مصر کا خوف	یہاں کوئی خوف نہیں۔
زلیخا بچانے والے پرورش کی تھی	یہاں مقابلہ کی زندگی
زلیخا غیر کی منکوحہ	یہاں غیر کی منسوبہ درحقیقت اپنے نام کی۔
وہاں دن کا وقت	یہاں رات کا وقت

اس واقعہ کے بعد پھر میرے دل میں نفس کے جذبات بالکل ٹھنڈے ہو گئے۔

کے عقائد درست ہوں گے۔ اور چن بسویشور کے ذریعہ سے ویر نسبت کے عقائد کی اصلاح ہوگی۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

فقیر صدیق دیندار چن بسویشور ثابت کرتا ہے کہ وہ میاں محمود احمد صاحب ویر بسنت خلیفہ قادیان ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑے بشارتوں والا ہے ان سے ہمارا جھگڑا صرف بندہی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالے نے معلوم کرایا ہے کہ وہ عنقریب ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین دیباچہ صفحہ ۵ مورخہ یکم جون ۱۹۲۴ء مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اے جماعت احمدیہ کے قریش اور دانشمند لوگو۔ اللہ تعالے نے آپ کو بہ نسبت دیگر فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے۔ اس امانت کو ضائع مت کرو۔ ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ میں داخل مت ہو چن بسویشور اور ویر نسبت کو اللہ تعالے نے صرف خدمت خاتم النبیین کے لئے انتخاب کیا ہے۔ چونکہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں۔ وہ میرے ساتھ ہونا ضرور ہے۔ ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی ہے جیسا مسیح کا انتظار تھا۔ ہم دونوں کا وجود ہی دکن کی اقوام پر حجت ہے۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بنا پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں گو لاہور کی جماعت مخالف ہے۔ کیوں ہو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

سکتے ہیں ان کی ہیچ کمی کرتا ہوا دکھاتا ہوں گا صدیق دیندار چنن بسویشور۔

(ماخوذ تبشیر ص ۳۳ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چنن بسویشورا)

اس بات کی کہ وہ تقریباً ۳۶ برس کی اتنی عمر میں کی جائے گی تو ان میں یہ بات چلی آ رہی ہے کہ پہلے وید بسنت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہو گا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہو گی۔ لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد دوسرا کریشن سے چنن بسویشور (صدیق دیندار) ظاہر ہو گا ... ان دونوں میں جو فرق ہو گا۔ یہ کہ علامات و نشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید نہیں ہو سکتی ... میں اس کو منظور کرتا ہوں۔ گویا پیشگوئیوں نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر بتا دیا ہے کہ یہ چنن بسویشور ہے اور یہ وید بسنت ہے۔ چنن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہو گیا ہے۔ مگر وید بسنت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا وید بسنت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کر دے۔ تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔

وید بسنت (اولوالعزم محمود) کی نسبت جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس میں تفصیل وار بیان ہے ... جن نشانات سے وہ ... وید بسنت کے نشان ہیں۔ مگر اب میں جماعت قادیان اور تمام ناظرین سے دریافت کرتا ہوں کہ مرزا کی کتب ادبیات میں پیشگوئیاں موجود اور اب مردہ موجود انسان یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) موجود ہے۔ پھر آپ کو شک میں ڈالنے والی وہ کون سی چیز ہے۔ ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے۔ یہ وید بسنت مسلمانوں کو قرآن شریف کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتلائے گا اور ایشور اوتار جن کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں ان کی ہتک کرے گا۔

(ماخوذ تبشیر مصنفہ صدیق دیندار صاحب چنن بسویشور)

اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ ایسا شخص عقائد میں غلطی پر رہے گا۔ اس کی اصلاح صدیق دیندار چنن بسویشور سے ہو گی۔ اور صاف لکھا ہے کہ وید بسنت (اولوالعزم محمود) قرآن کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرے گا ...... اور لکھا ہے کہ چنن بسویشور

کے عقائد درست ہوں گے۔ اور چن بسویشور کے ذریعہ سے دیر نسبت کے عقائد کی اصلاح ہوگی۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

نصیر صدیق دیندار چن بسویشور، با ثابت کردہ (میاں محمود احمد صاحب دیر نسبت خلیفہ قادیان) ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑے بشارتیں والا ہے ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیوں کہ مجھے اللہ تعالٰے نے معلوم کرایا ہے کہ وہ عنقریب ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔

(خادم خاتم النبیین دیباچہ ص مورخہ یکم جون ۱۹۲۹ء مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اے جماعت احمدیہ کے قریشی اور دانشمند لوگو۔ اللہ تعالٰے نے آپ کو بہ نسبت دیگر فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے۔ اس امانت کو ضائع مت کرو۔ مایاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ میں واقف ہوں چن بسویشور اور دیر نسبت کو اللہ تعالٰے نے صرف خدمت خاتم النبیین کے لئے انتخاب کیا ہے۔ چونکہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں۔ وہ میرے ساتھ ہونا ضرور ہے۔ ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی ہے جیسا میرا انتظار تھا۔ ہم دونوں کا وجود ہی دکن کی اقوام پر حجت ہے۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بنا پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں گو لاہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔

(خادم خاتم النبیین ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

سکتے ہیں ان کی بیخ کنی کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ صدیق دیندار چن بسویشور۔

(رسالہ فتح نصیب ص ۳۹ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اس بات کی گواہ تقریباً تمام دنیا کی اقوام ہیں ان کی عبارتوں میں یہ بات چلی آرہی ہے کہ پہلے دیو بسنت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہوگا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہوگی۔ لوگ گمراہ ہو جائیں گے ان کو راستے سے دور کرنے کے لئے چن بسویشور (صدیق دیندار) ظاہر ہوگا۔ ان قوموں نے ان دونوں وجودوں کی جو تاریخ ظہور و نشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید کر دے تو میں ہر شرط منظور کرنے کو تیار ہوں۔ گویا پیشگوئی نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے بتا دیا ہے کہ یہ چن بسویشور ہے۔ اور یہ دیو بسنت۔ چن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہوا ہے مگر اب دیو بسنت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا دیو بسنت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کر دے۔ تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔

دیو بسنت (اولوالعزم محمود) والی پیشگوئی مطبوعہ کتاب سے لیا ہے۔ اس میں تفصیل وار بیان ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان نشانات کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں۔ مگر اب میں جماعت قادیان اور تمام مسلمانوں سے دریافت کرتا ہوں کہ جب قدیم کتب اولیاء میں پیشگوئیاں موجود اور ادھر وہ موعود (انسان یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) موجود ہے۔ پھر آپ کو شک میں ڈالنے والی وہ کونسی چیز ہے۔ ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے۔ یہ دیو بسنت مسلمانوں کو قرآن شریف کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتلائے گا اور ایشور اوتار جس کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں ان کی ہتک کرے گا۔

(رسالہ [illegible] ص مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بسویشور)

اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ ایسا شخص عقائد میں غلطی پیدا کرے گا۔ اس کی اصلاح صدیق دیندار چن بسویشور سے ہوگی۔ اور صاف لکھا ہے کہ دیو بسنت (اولوالعزم محمود) قرآن کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور لکھا ہے کہ چن بسویشور

فصل بیسویں

خاتمہ

(۱) ابتلاء کی حقیقت

قرآن کریم کی تو شان ہی یہ شان ہے کہ:-

فلا اقسم بما تبصرون ۝ وما لا تبصرون ۝ ترجمہ:- جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے
انہ لقول رسول کریم ۝ وما ھو بقول اور جو چیز تم کو نہیں دکھائی دیتی۔ ہم سب
شاعر ۝ قلیلا ما تؤمنون ۝ ولا بقول کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ (قرآن) بلاشبہ کلام
کاھن ۝ قلیلا ما تذکرون ۝ تنزیل من رب العلمین ۝ (الٰہی) ہے۔ ایک معزز فرشتے کا (لایا ہوا)
(پارہ ۲۹۔ رکوع ۶) اور یہ کسی شاعر کی (بنائی ہوئی) بات نہیں ہے
(مگر) تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ یہ کسی (حاضراتی) عامل کے منکے ہیں (مگر) تم لوگ
بہت ہی کم غور کرتے ہو (یہ) پروردگار عالم کا اتارا ہوا (کلام) ہے۔

قرآن کریم میں کلام الٰہی ہونے کی اس درجہ نشانیاں اور اس درجہ خلوص ہے کہ کسی التباس کا امکان نہیں۔ یہ خصوصیت کس شان سے واضح کی گئی ہے۔ اللہ اکبر۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل ۝ لاخذنا منہ بالیمین ۝ ثم لقطعنا منہ الوتین ۝
فما منکم من احد عنہ حاجزین (پارہ ۲۹ رکوع ۶)

ترجمہ:- اور اگر (پیغمبر اپنی طرف سے) ہم پر کوئی بات بنا لاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیتے۔ اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس (بات) سے نہ روک سکتا۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔ اور حال میں ایک خط قادیان سے آیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف مزید مبلغ بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی۔ دہلی میں دیوان میسور سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا ...... بہر حال آپ کام کرتے جاویں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر ضرور پورے ہوں گے۔

مزید برآں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی ان علاقہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات سے اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہا کریں۔ والتسلیم۔

دستخط بارحیم نیر

نائب ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

(افادۂ خاتم النبیین مرتبہ مصنفہ صدیق دیندار چن بسویشور)

عن ایاتہ تستکبرون (پارہ ۷ رکوع ۱۱)۔

ترجمہ۔ کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو جب کہ موت کی بے ہوشیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے (ان کی جان نکالنے کے لئے) ان پر ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو۔ اب تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لئے کہ تم خدا پر ناحق (ناروا) جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں کو ماننے سے اکڑ رہتے تھے۔

دراصل یہ شدید عذاب ہے جس سے بچنا بہت دشوار ہے کیونکہ دنیوی زندگی میں تو الٹا عروج نظر آتا ہے تعظیم ہوتی ہے تکریم ہوتی ہے تحسین ہوتی ہے عزت بڑھتی ہے شہرت بڑھتی ہے [illegible] کبھی نظر سے [illegible] صداقت کی دلیل مانے جاتے ہیں۔

چنانچہ اس باب میں قرآنی تنبیہ ملاحظہ ہو۔

فاما الانسان اذا ما ابتلاہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن (پارہ ۳۰ رکوع ۱۴)

ترجمہ۔ لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اس کا پروردگار اس طرح پر اس (کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تکریم کرتا ہے (حالانکہ وہ اس کو ابتلا میں ڈالتا ہے)۔

یہ نکتہ دراصل ہمارا ایمان پر ہے۔ بعض آثار سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ بہت نازک تعلیم ہے۔ علم ناقص ہو تو اس میں بہت فریب اور گمراہی کا امکان ہے بڑی تباہی کا اندیشہ ہے۔ خیر کی شکل میں جو ایمان کی آزمائش ہوتی ہے وہ شر سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کہ اس کی فہم اور اس کی شناخت کے واسطے اعلیٰ بصیرت درکار ہے ورنہ ضلالت ہے اور یاس ہے۔ چنانچہ اس فتنہ کی بھی تنبیہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ والینا ترجعون (پارہ ۱۷ رکوع ۳)

ترجمہ۔ اور ہم تم کو بری اور بھلی حالتوں میں (رکھ کر) آزماتے ہیں اور (آخرکار) تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

پس کیا ابتلا ہے۔ کیا فتنہ ہے کہ کوئی آیات الٰہی کی تکذیب کرتا رہے اور ترقی کرتا رہے۔ فریب کھاتا رہے۔ مہلت پاتا رہے۔ اسی پر اتراتا رہے۔ کیا سخت جال ہے۔

غرض کہ قرآن کریم دقیق فن ہے۔ ایک نقطہ بھی ناجائز نہیں ہے اور کس طرح ہوسکتا ہے جب کہ خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین بالمومنین رؤف رحیم ﷺ جیسے نبی کو تنبیہ ہو کہ جبروت ربانی سے دل کانپ اٹھے اور اس کے سوا کس کا حوصلہ ہے جو اس خطاب کا تحمل ہو وہی ہے جو صاحب معراج ہے صاحب کوثر ہے اس پر عرش سے فرش تک صلوٰۃ و سلام ہو رہا ہے اور اسی کی شان ہے۔ ورفعنا لک ذکرک و انک لعلیٰ خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لیکن کچھ لوگ ایسے ظالم اور ہوئے اور ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ان کی خبر دی گئی ہے۔

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ (پ ۷، رکوع ۱۰)

ترجمہ:- اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو کہے کہ میں اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا۔

اس آیۃ میں تین مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ پر جھوٹ لگائے یعنی اللہ کے کلام سے ایسی باتیں نکالے جو اصل حقیقت کے بالکل خلاف ہوں۔ دوسرے یہ کہ وحی کا اعلان کرے۔ حالانکہ وحی کی اس کو ہوا بھی نہ لگے۔ نہ معلوم کس مغالطہ میں مبتلا ہو کر ایسا دعویٰ کرے۔ اور سب سے بڑھ کر آخری ظلم یہ کہ اپنے کلام کو قرآن کے مساوی اور ہم پلہ سمجھے۔ مثلاً فصاحت میں بلاغت میں اعجاز میں۔ اور اس کو قرآن کی طرح قطعی حجت قرار دے۔ اپنے واسطے اپنے متبعین کے واسطے۔

جیتے جی تو ان گمراہوں کو کچھ پتہ نہ چلے گا کہ کس حال میں مبتلا ہیں۔ لیکن مرتے وقت سب حقیقت کھل جائے گی اور عجب مار پڑے گی نعوذ باللہ۔ چنانچہ مذکورۃ بالا آیۃ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیۃ بہت عبرت آموز ہے۔

ولو تریٰ اذ الظٰلمون فی غمرات الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم ج اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم

ہیں۔ بڑے بڑے دعوے ثابت بنائے ہیں جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔ یہ لوگ
ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ڈٹ کے قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی
خیر مناتے ہیں۔ گویا اپنی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

مدعا یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ
ان کی اصلی حقیقت عیاں ہو جائے سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں
جو ایما ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا چنانچہ
قادیانی دعووں کا قرآنی جواب ملاحظہ ہو۔

وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون ۖ وستردون
إلى عالم الغيب والشهادة فينبئكم بما كنتم تعملون ۝ وآخرون مرجون
لأمر الله إما يعذبهم وإما يتوب عليهم ۗ والله عليم حكيم ۝ والذين اتخذوا
مسجدا ضرارا وكفرا وتفريقا بين المؤمنين وإرصادا لمن حارب الله ورسوله
من قبل ۚ وليحلفن إن أردنا إلا الحسنى ۖ والله يشهد إنهم لكاذبون ۝

(سورۃ توبہ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان۔ اور جلد لوٹائے جاؤ گے اس کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتا دے گا کہ جو تم کر رہے تھے اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرما دے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد۔ ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے۔ اور اب قسمیں کھانے لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔

کیا دعوے ہیں۔ کیا حقیقت ہے۔ کون کاذب ہیں۔ گویا تصویر کھینچ کر آنکھوں کے سامنے آگئی۔

نعوذ باللہ من ذلک۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (مؤلف)

تمت بالخیر

ٹوٹنا محال ہے۔ والذین کذبوا بآیاتنا سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ۝ واملی لھم ان کیدی متین (پ ۹ ، ع ۱۲)

ترجمہ:- اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہم ان کو کھینچ پکڑیں گے ایسے طور پر کہ ان کو علم بھی نہ ہو۔ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں۔ بیشک ہمارا داؤ بہت پکا ہے۔

اللہ تعالیٰ قہار اور غضب سے محفوظ رکھے۔ خاص کر جب کہ وہ کریم و حلیم کی شانیں نمودار ہو کر خیر کی شکل میں ظہور کرے۔ خوب مہلت پانے مخلوق کو پھنسائے۔ سب کی عاقبت کے لئے کیا سخت وبال ہے۔

ہدایت سب سے بڑی نعمت ہے اور ضلالت سے ہر تن پناہ مانگنے کی ضرورت ہے حتی کہ اس دنیا سے با ایمان رخصت ہو۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

(۳) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان کو قرآن شریف میں اپنے لئے بہت سے مبشرات نظر آتے ہیں اور وہ بڑے شد و مد سے کتابوں میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ دعویٰ دیکھ کر مجھے بھی ایک خاص وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اس بارے میں قرآن کریم سے حقیقت حال دریافت کی تو عجب پتہ کا جواب ملا۔ سبحان اللہ۔ ناظرین اسکے محل و موقع پر غور فرمائیں۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں۔ اور قادیانی خوب سخت۔ حتی کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔ رشتے ناتے غمی شادی کے تعلقات چھوڑتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت و رسالت تک جاتے

ضمیمۂ اوّل

قادیانی جماعت

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النبیین محمد نسلین بالمومنین رؤف رحیم

قادیانی جماعت
کی
کاوش ناشش

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

تمہید. کچھ عرصہ سے قادیانی صاحبان اس ناچیز پر خاص توجہ فرما رہے ہیں. چنانچہ چند ماہ قبل "ختم نبوت" در جناب پروفیسر الیاس برنی کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا تھا. حال ہی میں "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس عنوان سے دوسرا رسالہ نکالا ہے. معلوم ہوتا ہے کہ غصہ آشفتہ طبیعت برہم اور مزاج بہت برہم ہے. اس ناچیز پر جناب خوب گرم ہے. لیکن سے

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

قادیانی صاحبان کو نہایت افسوس اور رنج ہو کہ اس ناچیز کو قرآن و حدیث اور تصوف سے مس نہیں (گویا کہ خود ان کو نہایت عبور ہو) اسے اپنی بے بضاعتی کا بھی اعتراف ہے (حالانکہ ان کو اپنی علمیت کا بڑا دعویٰ ہے) اس نے قادیانی کتابیں بھی نہیں پڑھیں (اگرچہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ ناقابل فروخت ہوں) اس کی تقریر بالکل بے اصل تھی (اگرچہ اس نے انجیل ڈال دی) اور اس کی تالیف ناقص ہے (اگرچہ وہ جناب کے اصحاب کے ملفوظات کا مرقع ہو) اور اس نے فساد پھیلا دیا (حالانکہ اشتعال کا سلسلہ ان کی طرف سے قائم ہے)

فہرست مضامین

(۱) تمہید
(۲) قادیانی تحریک کی آمد
(۳) قادیانی تحریک کا قیام
(۴) قادیانی تحریک کی اشاعت
(۵) سرکاری عہدہ داروں پر خاص توجہ
(۶) قادیانی تحریک کا عروج
(۷) زباں بندی
(۸) جواب طلبی
(۹) صدائے بازگشت
(۱۰) سرکاری عہدہ داری
(۱۱) تعلیمات کی بات
(۱۲) سیاسی دھمکی
(۱۳) پگڑی
(۱۴) بہتان عظیم
(۱۵) چند حوالے
(۱۶) کتابوں کا معاملہ
(۱۷) معذرت

کی تاکید کرتے رہے اور ان کی حقیقت اپنے لوگوں کے دل میں نفاق و منافرت بھرتے رہے کہ مسلمانوں میں باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ جدا ہوگیا۔ بیاہ شادی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ موت غمی کا ساتھ چھوٹ گیا۔ تمام کلمہ گو مسلمان جو ان کی جماعت میں شریک نہ ہوں کافر ہو گئے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۴) قادیانی تحریک کی اشاعت

قادیانی جماعت نے حیدرآباد کو اپنا خاص مرکز قرار دیکر اپنے مذہب کی اشاعت میں جو تدابیر اختیار کیں ان میں سے بعض بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:-

> مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستے میں آنیوالے شہروں میں فہرست کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدرآباد پہونچ گئے ہیں اور انھوں نے تبلیغ شروع کردی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی امام اکبر صاحب وکیل اعمال نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ کے مکان میں کیا ہے جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اسلئے ان سے گفتگو کرنے کا انھیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۰ تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ اور انھوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔ اسطرح انشاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔
>
> (اخبار الفضل قادیان جلد ۲ ص ۴ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء)

> یہاں حیدرآباد میں ہم نے درس قرآن اور لیکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہوا ہے جس میں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی مگر اللہ تعالی نے اس شر سے محفوظ رکھا۔ میں اسسٹنٹ ریزیڈنٹ بہادر سے جاکر ملا تمام سلسلہ کے حالات ان کو سنائے۔ بہ زبان انگریزی کے بعض پرچے دکھلائے جو جنگ ت

اور اُس نے حیدرآباد کو بدنام کر دیا حالانکہ ماشاء اللہ حیدرآباد کا نام دور دور تک روشن ہو! پھر بھی اس ناچیز کو قادیانی صاحبان سے شکوہ نہیں کیونکہ وہ بھی فی الحال معذور معلوم ہوتے ہیں ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

پہلے رسالے نے اس ناچیز کو "قادیانی مذہب" تالیف کرنے پر مجبور کیا اور دوسرے رسالے نے یہ رسالہ لکھوایا۔ چہرے کی پاؤڈر دھل گئی حقیقت کھل گئی۔

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

قادیانی صاحبان اس ناچیز سے جس قدر ناراض ہوں معذور ہیں۔ یوں بھی انکو اپنی تعلیم اپنے پروپیگنڈے اور اپنے فنڈ پر گھمنڈ ہو لیکن ؎

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

(٢) قادیانی تحریک کی آمد

قصہ یہ ہو کہ ابتدا میں قادیانی تحریک حیدرآباد میں پہونچی تو حضرت شیخ الاسلام مولانا مولوی محمد انوار اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہ کا زمانہ تھا۔ اول تو حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کی بڑی شخصیت تھی۔ دوسرے حضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب لاجواب افادۃ الافہام تصنیف فرماکر قادیانی مذہب کی پوری قلعی کھول دی۔ غرضکہ فی الوقت اس تحریک کا سدباب ہوگیا اور کچھ عرصہ تک حیدرآباد میں اس سے امن رہا۔

(٣) قادیانی تحریک کا قیام

لیکن قادیانی صاحبان صرف موقع کے منتظر تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پھر اُنھوں نے ہاتھ پیر نکالے مگر اس مرتبہ بھیس بدل دیا۔ مسلمانوں سے گویا محبت و رفاقت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور خوب میل جول بڑھایا۔ حیدرآباد کا خلق و مروت تو مشہور ہی ہو قادیانی صاحبان کو موقع مل گیا۔ تبلیغ شروع کردی۔ بظاہر تو مسلمانوں کو اتفاق و اتحا

کو دیا اور ہم شہر گلبرگہ میں جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے وہاں کے اعلیٰ افسر صوبہ دار (گورنر) ہیں جن کے مکان پر جاکر کتاب پہنچائی گئی اور وہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر (تعلقدار) اور ڈویژنل جج اور اسسٹنٹ زراعت و دیگر عہدہ داران سے ملاقات کی گئی اور کتابیں دی گئیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائے گئے۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۴۳ مورخہ یکم جون ۱۹۱۵ء)

۱۳ جون ۱۹۱۵ء مسافر بنگلہ نظام آباد (ریاست حیدرآباد دکن)

حضور والا ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ½ ۹ صبح کے صاحبزادہ و حضرت حافظ روشن علی صاحب اورنگ آباد کے دورہ پر روانہ ہو گئے چنانچہ آج ضلع نظام آباد میں ایک بجے پہونچ کر چار سے آٹھ بجے شب تک حکام مقامی سے بعد ملاقات چار کتابیں تقسیم کی گئیں۔ (۱) جائنٹ مجسٹریٹ ضلع (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) تحصیلدار صاحب (۴) سپرنٹنڈنٹ جیل۔

۱۶ جون۔ مسافر بنگلہ جالنہ۔ حیدرآباد دکن

نظام آباد سے ضلع نانڈیڑ روانہ ہوئے۔ یہاں بھی ڈپٹی کمشنری ہے اول تعلقدار صاحب کے پاس جب پہنچے ہیں تو اکثر حکام ضلع وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعلقدار صاحب سے گفتگو ہوئی آخر میں انہوں نے عدیم الفرصتی کے عذر سے کتاب لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اکثر حاضر الوقت حکام کو تعلقدار صاحب کے انکار کی اطلاع ہو گئی تھی اور پھر رات کے آٹھ بھی بج گئے تھے اور حکام کو کتابیں نہ دی گئیں۔

۱۹ جون ۱۹۱۵ء اورنگ آباد

جمعہ کے روز اکثر حکام وغیرہ کو کتابیں دی گئیں اور صوبہ دار سے بھی ملاقات کی گئی۔ عدم اردو دانی کی وجہ سے انہوں نے تحفۃ الملوک نہ لیا۔

اسلام دی حضرت مسیح موعود کے دم سے اور دلائل پر گفتگو کی۔ بہت توجہ سے سب باتوں کو سنا اور تحریری جواب طلبی کی۔ ہر روزانہ وعظ اور لیکچر ہوسکتے ہیں اب وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن میں نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی۔ چند نوجوان طلباء بھی سامعین میں تھے۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۳۱، ۱۳۲ مورخہ ۲۰، ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء)

(۵) سرکاری عہدہ داروں پر خاص توجہ

تبلیغ کی ایک آسان اور کارگر ترکیب یہ ہے کہ قادیانی صاحبان پوری آزادی اور بیباکی سے اپنی کتابیں خاص اہتمام کے ساتھ سرکاری عہدہ داروں میں تقسیم کریں اگر خدانخواستہ اپنے چکر میں پڑ گئے، معتقد یا مرید ہوگئے تو کیا کہنا۔ دلی مراد بر آئی اور اگر رواداری یا آزاد خیالی کے ہاتھ سے مرزا کی کتابیں قبول کرلیں تو بھی رعایا پر اثر کر مرعوب کرنیکا کافی موقع مل سکتا ہے کہ جب بڑے بڑے عہدہ دار کتابیں قبول کریں تو پھر عامۃ الناس ان کو کیونکر نہ پڑھیں۔ البتہ اگر کوئی عہدہ دار غیرتمند اور مآل اندیش واقع ہو تقسیم کی چال سمجھ جائے اور کتابیں لینے سے انکار کرے تو پھر خموشی اولیٰ ہو۔ سیدھے پاؤں وہاں سے چل دینا چاہئے کہ خواہ مخواہ بدمزگی نہ ہو۔ بہرحال سرکاری عہدہ داروں پر قادیانی صاحبان کا التفات ملاحظہ ہو۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

حافظ روشن علی صاحب ہمراہی سید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور حکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں مفتی محمد صادق صاحب شہر حیدرآباد دکن میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔

(قادیانی مبلغ حیدرآباد کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۱۵ء)

حیدرآباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہوگیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کرکے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں۔ اور تبلیغ کر رہے ہیں۔ آج جبکہ میں یہ رپورٹ

اہل سنت والجماعت کا ایک معزز عالم اس کی صدارت کرتا ہو۔ اہل سنت والجماعت کی حاضرین میں کثرت ہو۔ اہل سنت والجماعت بلکہ جمہور امت کے عقیدے کے مطابق قرآن سے بیان ہو جلسہ خاص و عام سب کی تشفی ہوتی ہے۔ کسی جگہ مخالف فرقہ کا نام تک نہیں آتا کسی غیر کی طرف اشارہ تک نہیں ہوتا لیکن جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی نمائندے صاحب موجود ہیں۔ تبادلۂ خیالات کے نام سے مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں۔ عذر کیا جاتا ہے کہ مناظرہ اپنا مقصد نہیں منصب نہیں۔ لیکن قادیانی صاحبان کو یہ برداشت کہاں کہ کوئی مسلمان اپنے جلسہ میں بھی اپنے عقائد بیان کرے اور ان کی طرف سے باز پرس نہ ہو۔

بات پر واں زبان کٹتی ہے
وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

چنانچہ عذر قبول نہیں ہوتا بلکہ جلد از جلد اس عاجز کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا جاتا ہے اور اس میں اس عاجز کا نام لے کر تقریر کی تضحیک ہوتی ہے۔ تردید ہوتی ہے۔ اور مناظرہ سے پہلو تہی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کچھ ہوا خیزی ہو جاتی اس سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس حد تک عناد و فساد پر مائل ہے لیکن اس پر بھی صبر نہیں آتا۔ اسی زمانہ میں دو بڑے مشہور قادیانی واعظ اور مناظر آتے ہیں۔ بصورت جلسے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے عقائد کے خلاف خوب دل کھول کر تقریریں ہوتی ہیں وہاں بھی یہ ناچیز معرض بحث میں رہتا ہے۔ نیز ان کا بکثرت تبلیغی لٹریچر تقسیم ہوتا ہے۔ مگر اہل اسلام کا ضبط و تحمل دیکھئے کہ نہ کوئی مجلس نہ تعرض۔ یہ تجربہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کیا ہونا چاہئے اور کیا ہو رہا ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۸) جواب طلبی

بہرحال جب قادیانی صاحبان نے معاملہ کو بہت طول دیا تو لامحالہ مسلمانوں میں بھی ناگواری اور بیداری پیدا ہوئی۔ چونکہ شروع سے یہ ناچیز قادیانی صاحبان کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اظہار حق واجب ہو گیا۔ چنانچہ علمی تحقیقات کے طور پر "قادیانی مذہب"

لہٰذا انگلش کی ایک کتاب بھی دی گئی۔

سید نثار احمد صاحب اقبالی کی وساطت سند رجسٹر اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر

مورخہ ۹ جون ۱۹۱۵ء)

(۶) قادیانی تحریک کا عروج

اس دوران میں قادیانی صاحبان کے قدم خوب جم گئے جماعت بھی بڑھ گئی چندہ وقرض منظم ہوا۔ آمدنی بھی بڑھ گئی۔ جماعتی تنظیم ہو گئی۔ اب تبلیغ کے راستے تلاش ہونے لگے سو اس کی عمدہ سبیل یہ نکلی کہ کوئی صاحب جماعت کے مبلغ بطور خاص مامور کر دیئے جائیں کہ وہ اُمرا اور حکام میں معززین اور متمولین میں چکر لگاتے رہیں میل جول بڑھاتے رہیں۔ مسلمانوں کی غمگساری جتاتے رہیں مسائل عقل سمجھاتے رہیں جلسوں میں بلاتے رہیں تقاریر کراتے رہیں تبلیغی رسالے پہنچاتے رہیں اثر جماتے رہیں۔ حرف مطلب سناتے رہیں چندہ اُگاہتے رہیں۔ غرضکہ اعلیٰ طبقوں کے خلق و مروت میانی اور ۔ ۔ ۔ رواداری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں اور باہر جائیں تو مسلمانوں پر رعب جماتے رہیں کہ اسلامی دارالسلطنت کے اعلیٰ طبقہ کے بالعموم ان کے ساتھ ہیں باقاعدہ مرید نہیں تو دل سے معتقد ہیں ؎

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

(۷) زبان بندی

غرضکہ قادیانی تحریک زوروں پر تھی اور کامیابی کے شادیانے بجتے تھے لیکن ؏

چوں بہ شہرت بری ست گردی مردی

آزمائش کا وقت بھی آ پہنچا۔ خدا کی قدرت قدیم معمول کے مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ بروز جمعہ شب میلاد النبی ﷺ کے جلسہ میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ اس ناچیز کی تقریر ہوئی جو ختم نبوت اس کا مبحث قرار پایا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے جلسہ منعقد ہوتا ہے

(۱۰) سرکاری عہدہ داری

جواب طلب ہوا ہے کہ جب ہم سرکاری عہدہ دار ہیں تو پھر ہم اس کھٹ میں کیوں پڑے مگر ہماری یہ خصوصیت قادیانی صاحبان کو اس وقت بالکل فراموش ہو گئی جب ہم کو خواہ مخواہ مناظرہ کی دعوت دی گئی جلسے ہوئے یہ رسالہ شائع کیا گیا اور ہمیں پھر مناظرہ سے پہلو تہی کرنے کا الزام دیا گیا اور بعد کے جلسوں میں بار بار ذکر خیر کیا گیا۔ تعجب ہے کہ قادیانی جماعت کے کسی سمجھدار عہدہ دار نے بھی تنبیہ نہ کی کہ اس طرح کسی عہدہ دار کا پیچھا کرنا درست نہیں اس سے انھیں پر اُلٹی ذمہ داری عائد ہوتی ہے بلکہ غالباً پہلے سے سوچ لیا تھا کہ تین صورتیں ممکن ہیں اور تینوں میں اپنی جیت ہے یعنی ہم خاموش رہیں گے تو وہ مسلمانوں کو شرمائیں گے! ہماری طرف سے دوسرے لوگ جواب شائع کریں گے تو وہ بے دیانتی کا الزام دیں گے اور اگر ہم جواب کے اظہار حقیقت کر دیں گے تو پھر قانونی دھمکی ان کا آخری ہتھیار ہو۔ چنانچہ یہی آخری صورت پیش آئی جس کی غالباً ان کو کم توقع تھی۔

اس ضمن میں ہم قادیانی صاحبان سے ایک سوال کرنے کی اجازت چاہتے ہیں انصاف سے غور فرمائیں تو ہمارے جواب کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ فرض کیجئے ہم اسی طرح سرکاری عہدہ دار ہوتے بلکہ اس سے بڑھ کر بااثر اور ذی اقتدار ہوتے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک دیندار ہوتے یعنی قادیانی مذہب کے طرفدار ہوتے معین و مددگار ہوتے۔ حامی کار ہوتے، پھر بھی الگ تھلگ گویا انجان ہوتے تو کیا قادیانی صاحبان واقعی ہم سے اتنے ہی بیزار ہوتے یا ان کی طرف سے ہماری دیانت داری کے اشتہار ہوتے۔

مزید برآں ہم عام تبلیغی جلسوں میں تقریر نہ کرتے البتہ اپنے حلقہ اثر میں بطریق مناسب تبلیغ کرتے۔ اپنے نام سے کوئی تبلیغی رسالہ شائع نہ کرتے البتہ موقع محل کے لحاظ سے قادیانی رسالے تقسیم کرتے۔ تو کیا اس صورت میں ہماری غیر جانبداری پر قادیانی صاحبان حرف لاتے یا دل میں خوشی مناتے۔ ممکن ہو قادیانی صاحبان جھلا کے اس سوال پر الزام دیں۔ ممکن ہے اس کی داد دیں ۔

کے نام سے ایک کتاب تالیف کر دی گئی جس میں اس مذہب کے اصول و عقائد کی مختصر کیفیت خود قادیانی کتب سے اخذ کر کے ترتیب دیدی۔ الحمد شکر کہ اس سے بہت کچھ مغالطے رفع ہو گئے اور مسلمانوں کو تسکین حاصل ہوئی۔ انصاف پسند لوگوں نے اس کی متانت اور جامعیت کی داد دی۔ لیکن قادیانی صاحبان اس پر اور بگڑ گئے۔ پہلے بے التفاتی کا شکوہ تھا۔ اب توجہ کی شکایت شروع ہوئی۔ ؎

گر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل

ناراضی کی یہ کیفیت کہ "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس نام سے جو دوسرا قادیانی رسالہ شائع ہوا تو اس میں قانونی انداز سے اس ناچیز پر خاصی فرد جرم لگا دی۔ اور جواب طلب کیا گویا کہ خدانخواستہ عدالت ان کے گھر میں آ گئی۔ معلوم ہوا کہ کتاب ان کو زہر معلوم ہوئی۔ حالانکہ اس کی حیثیت "مشتے نمونہ از خروارے" ہے۔ اس سے تیز تر مواد بہت کچھ باقی ہے ؎

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھئے کیا ہو
ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہے

(۹) صدائے بازگشت

پہلا قادیانی رسالہ تو علانیہ ربوہ سے شائع ہوا لیکن دوسرے رسالے میں خاص نکتہ یہ بھی ہے کہ معاملات و معلومات تو حیدرآباد کے درج ہیں۔ لیکن طباعت و اشاعت بنگلور سے ہوئی ہے۔ شاید اس میں قانونی مصلحت مدنظر ہو۔ خاص کر جبکہ رسالہ میں بعض غیر متعلق مباحث بھی درج ہیں۔ یا ممکن ہے اس میں کوئی روحانی نکتہ مضمر ہو۔ جناب مرزا صاحب کو بروز سے بہت قوی ربط تھا۔ عجب نہیں اس نسبت کی برکت سے حیدرآباد بنگلور کی بروزی شکل میں نمودار ہوا ہو بہرحال اس مرتبہ کسی قدر فاصلہ سے فیر ہوا ہے۔ حفظ ما تقدم لازم ہے۔

شاید بروزی یا ظلی حیثیت سے حیدر آباد میں ہماری ذات عالی سب کی نظروں میں گر گئی ہے۔ قادیانی صاحبان کا حُسنِ ظن ہو تو شکریہ۔ سوءِ ظن ہے تو شکوہ نہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو اس درجہ بے اصل ہو کہ قادیانی تخیل کا اعلیٰ کمال نظر آتا ہو حقیقت یہ کہ معاملہ برعکس ہے۔ ؎

است باد صبا ایں ہمہ آوردہ ایست

جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ قادیانی صاحبان کی مسلسل تدبیر کا نتیجہ ہے۔ غالباً قادیانی صاحبان کو یہ خوف دامنگیر ہے کہ ان کے بنیادی عقیدے کا عام اعلان کیوں ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور تمام کلمہ گو مسلمان یا تو قادیانی مذہب قبول کریں یا وہ سراسر کافر ہیں۔ قادیانی صاحبان کا یہ عقیدہ بیشک مسلمانوں کے واسطے بہت صبر آزما ہے۔ پھر بھی استدعا گورنمنٹ کی کیا بات ہو کہ خدانخواستہ حیدرآباد کا امن خطرہ میں پڑ گیا بیشک قادیانی صاحبان کو جو دار امن حاصل ہے وہ اتنا ہندوستان بلکہ خود ان کے مرکز قادیان میں بھی میسر نہیں البتہ قادیانی صاحبان آگے بڑھ جانے اور اشتعال دینے میں اتنی بے احتیاطی نہ کریں کہ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے۔

رہا بغاوت کا الزام عناد اور مخالفت میں کوئی اتنا بھی ناانصاف نہ ہو جائے کہ مضحکہ بن جائے۔ جن کتب سات پر الزام عائد کیا گیا ہو بلکہ تو ان پر انعام یا کم از کم داد ملنے کی توقع تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک طرف تو جناب مرزا صاحب اہل برطانیہ کے نبی کو خوب کھری کھری گالیاں سناتے ہیں اور دوسری طرف صاحب موصوف سرکار برطانیہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی عقیدت اور وفاداری شد و مد سے جتاتے ہیں ہم کو دونوں پہلو پیش کرنے لازم ہوئے۔ مبادا قادیانی صاحبان الزام دیں کہ جناب مرزا صاحب کی بیزاری تو دکھائی اور وفاداری غائب کر دی۔

عیبش گفتی ہنرش نیز بگو

بہرحال سرکار برطانیہ کی وفاداری پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ اس کو ظاہر کر دیا۔ اور خط کھینچنے کا بھی یہی منشا ہے کہ وفاداری زیادہ واضح ہو جائے تاکہ خود مرزا صاحب کا مقصد پورا ہو۔ انصاف شرط ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(۱۱) تعلیمات کی بات

ہمارا جرم یوں اور بھی سنگین ہو گیا کہ ہم تعلیمات کے ملازم ہیں۔ ہمیں غیر جانبداری لازم ہے لیکن اسکا کیا علاج کہ قادیانی صاحبان کی توجہات تعلیمات کی طرف روز افزوں ہیں۔ یہ نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ اسکو تبلیغ و اشاعت کے لئے پیش پیش رکھا اور شرارت کہ جامعہ عثمانیہ کے دیندار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ پروفیسروں کے پاس باقاعدہ قادیانی وفد جاتے ہیں کہ گویا ان کو اسلام کی تبلیغ کریں اور اپنے مذہب کی دعوت دیں۔ جب پروفیسروں پر یہ حوصلے ہوں تو طلبا کا کیا ذکر ہوتا ہے۔ تبلیغی لٹریچر تو آئے دن ہر کہیں تقسیم ہوتا ہے اس کی کیا۔ دیکھ لوگ جو بہتر ہو کہ کسی ترکیب سے کلیہ کے طلبا، احمدیہ جوبلی ہال کی آمد و رفت شروع کر دیں اور قادیانی مبلغ صاحب کے درس قرآن میں شریک ہونے لگیں تو سادہ دلوں پر کیسے صاف قادیانی نقش پڑیں۔ اگر طلبا کچھ غور اور تامل کریں تو ان کے دینیات کے پروفیسر کو ہموار کیا جاتا ہے کہ وہ ان کو ترغیب یا اکراہ [illegible] اگر پروفیسر نیک خیال اور رواداری ہو تو اسکو سمجھا بجھا کر راضی کر لیں اور اگر تنگ خیال و متعصب ہو تو کوئی اور تدبیر سوچیں ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

(۱۲) سیاسی دھمکی

سب سے بڑا جرم یہ تجویز ہوا ہو کہ ہم نے سرکار عالی کی رعایا میں تفرقہ پھیلایا بلکہ امن کو خطرہ میں ڈال دیا اور نیز یار وفادار اقتدار اعلیٰ کے خلاف جذبات پیدا کئے گویا بغاوت پھیلا دی۔ بطور تشریح اس سلسلہ میں مولوی ظفر علی خاں صاحب۔ مولانا کفایت اللہ صاحب بالخصوص اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی، اور احراری جماعتیں بالعموم پیش کی گئی ہیں گویا یہ سب اسلامی جماعتیں قادیانی صاحبان کے خیال میں تباہ کن تحریکات کی حامل ہیں اور

ایک طرف تو جماعت کے سلسلہ میں مولوی ظفر علی خاں صاحب، مولانا کفایت اللہ صاحب اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی اور احراری جیسی اسلامی جماعتوں کا حوالہ دیا گیا کہ یہ سب تباہ کن تحریکات کے حامل ہیں اور ہم ان کے نقش قدم پہ چل کر ان تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف خلاف ادب اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو تاج برطانیہ کا باوفادار ہونا یاد دلا کر تعجب کیا جاتا ہے استغفر اللہ! یہ جرأت یہ بہتان۔ اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور نادانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داروں کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہیے رہا یہ عذر کہ رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے!

عذر گناہ بدتر از گناہ

کیا قادیانی تنظیم سے لوگ ناواقف ہیں۔ کیا ایسے نازک مباحث کسی حامی کی انفرادی رائے کا نتیجہ ہو سکتے ہیں یا ہونے چاہئیں۔ ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۱۵) چند حوالے

قادیانی صاحبان نے بڑی چھان بین کرکے چند حوالے غلط ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ فلاں مقام پر صفحہ کا نمبر غلط ہو فلاں لفظ کے نقطے چھوٹ گئے فلاں جملہ کے اعراب رہ گئے، اور فلاں لفظ کا املا بدل گیا۔ اگر قادیانی صاحبان انصاف پسند ہوتے تو ہم کو داد دیتے کہ بروقت کتابیں نہ ملنے پر بھی تھوڑے عرصہ میں ہم نے اتنے صحیح اقتباسات حاصل کرلئے کہ پوری کتاب میں بڑی تلاش کے بعد صرف چند سرسری غلطیاں مخالفین کو مل سکیں۔ اگر وہ خود بھی تالیف و طباعت کا کچھ ذاتی تجربہ رکھتے تو ایسے خفیف اعتراض تحریر میں نہ لاتے اگر کتابیں ملنے میں دقت نہ ہوتی تو ایسی تکلیف فرمائی کی نوبت نہ آتی، تاہم تصحیح کا شکریہ ؎

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

(۱۳) بدگوئی

البتہ ایک امر قابل افسوس اور قابل شکایت ہے وہ یہ کہ اپنی وفاداری کی آڑ میں مسلمانوں کی وفاداری کو مشتبہ قرار دینے کی جو بیجا کوشش کی جاتی ہے وہ مسلمانوں پر بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ "قادیانی مذہب" میں مرزا صاحب کے جو اقتباسات درج ہیں ان میں بھی یہ مخالفانہ جھلک صاف نظر آ رہی ہے اور صاحبزادہ صاحب یعنی محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ہز ہائنس پرنس آف ویلز کی خدمت میں قادیانی صاحبان کی طرف سے جو ایڈریس فروری ۱۹۲۲ء میں بمقام لاہور پیش کیا تھا اس میں صاحب موصوف نے مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ کر دیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ۔

> "آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ عموماً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً شورش و فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو ضروری جانتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔"

تاہم سرکار برطانیہ اصل حال سے خوب واقف ہے وہ کسی کے ورغلانے میں نہیں آتی۔
اسکو مسلمانوں پر کامل اعتماد ہے بلکہ وہ یہ بھی خوب سمجھتی ہے کہ ؎
جو گرجتے ہیں زیادہ وہ برستے نہیں ہاں

(۱۴) بہتان عظیم

مخالفت اور عناد جب حد سے گزر جائے تو پھر جا بیجا کی بھی تمیز باقی نہیں رہتی ؎

کہتے ہو ان جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

پیچھا کیا اور ایسا گھیرا کہ بجبر بادل ناخواستہ بقدر ضرورت حقیقت حال ظاہر کرنا پڑی، دوسرے قادیانی رسالہ میں نفس کتاب کے متعلق بھی دو ایک اعتراض درج ہیں۔ نیز اطلاع دی گئی ہے کہ کتاب کا جواب تیار ہو رہا ہے۔ ادھر بھی انتظار ہو۔ انشاء اللہ کل حساب ایک ساتھ بیباق کر دیا جائے گا۔

امید کہ قادیانی صاحبان ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

بیت السلام حیدرآباد دکن
۲۷ شوال ۱۳۵۲ھ

الیاس برنی

(۱۶) کتابوں کا معاملہ

خوشی کی بات ہے کہ قادیانی صاحبان کو بھی یہ امر قابل عار محسوس ہونے لگا کہ مسلمانوں کے ہاتھ کام کی کتابیں فروخت نہ کی جائیں۔ چنانچہ بڑے شد و مد سے انہوں نے ہماری شکایت کی تردید کی ہے۔ لیکن لفظی تردید کافی نہیں۔ اگر ان کو ہماری شکایت اتنی ہی رفع کرنا مقصود ہے تو کوئی مشکل نہیں قیمت حاضر ہے لیجئے اور مطلوبہ کتابیں عنایت کیجئے۔ فرمائش کے ساتھ ہی رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال خدمت کر دی جائیگی۔ اور کتابیں بوصول ہوتے شکریہ کا اعلان کر دیا جائے گا۔ بسم اللہ۔

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

جبکہ ہم کو اپنے مطالعہ کے واسطے قادیانی کتابوں کی سخت ضرورت تھی اور ضرورت ہے تو ہم نے ان کے خریدنے میں ضروری کوشش کی اور وہ کوشش اب بھی جاری ہے خدا کرے کوئی نتیجہ نکلے۔ بصورت ضرورت پوری کیفیت آئندہ ساتھ پیش کی جائے گی۔

رہے قادیانی صاحبان کے نیک مشورے سو ان کا بہت بہت شکریہ کہ گویا ہم قادیانی ذہنیت سے کافی تجربہ کے بعد بھی اپنی تالیف کے واسطے ان کے مقامی کتب خانہ کی کتابیں مستعار طلب کرتے یا قادیانی کارکنوں کی توجہ طلب کرتے۔ پھر اس میں کیا مضائقہ تھا کہ کتاب بھی ان کے مشورے سے لکھتے اور قبل طباعت ہی ان سے تصحیح کرا لیتے تو بعد کو یہ مراحل کیوں پیش آتے وہیں فیصلہ ہو جاتا ؎

سعدی

سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل

(۱۷) معذرت

ہم کو ان مباحث میں پڑنے کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا اور جب کچھ صورتیں پیدا ہوئیں تو حتی الوسع ہم بچنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن قادیانی صاحبان نے اس طرح

ضمیمہ دوم

قادیانی حساب

الیاس برنی

حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی حساب

(۱) تمہید

سال گذشتہ قادیانی صاحبان نے سکریٹری دعوت و تبلیغ جماعت عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام پر ایک رسالہ حیدرآباد سے شائع کیا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اسکے جواب میں ہماری ایک کتاب شائع ہوئی جو "قادیانی مذہب" پھر قادیانی صاحبان نے غلام قادر شرق صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس رسالہ کے مضامین بہت غیر معتدل تھے. ان کو پڑھکر بھید کھلا کہ حیدرآباد چھوڑ کر اسکو بنگلور سے کیوں شائع کیا گیا تاہم یہ رسالہ حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا. اسکے جواب میں بھی ایک رسالہ "قادیانی جماعت" ہم نے شائع کردیا کہ جو الزام دیے گئے اور مغالطے پیدا کئے گئے ان کا ازالہ ہوجائے.

امسال قادیانی صاحبان نے پھر ایک رسالہ "احمدی جماعت" ان ہی غلام قادر شرق صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر شائع کیا اور حسب سابق اس کو بھی حیدرآباد میں خوب تقسیم کیا. مضامین اسکے بھی بہت غیر معتدل ہیں مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق ہے وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور اس کا لہجہ نہایت

فہرست مضامین

(۱) تمہید
(۲) ابتدائی بحث
(۳) سیاسی چکر
(۴) احتیاط کی بات
(۵) کربلا کی مثال
(۶) کمیت کا فرق
(۷) اصلاح و اتحاد
(۸) چندہ کا پھندا
(۹) گالیوں کی شکایت
(۱۰) تیز مواد
(۱۱) ذریۃ البغایا
(۱۲) غلط حوالے
(۱۳) کثرت بیوت کا اہتمام
(۱۴) قادیانی غلط بیانی
(۱۵) عجیب اعتراض
(۱۶) جواب ہی کے قادیانی اصول
(۱۷) قادیانی تحریک کی ترکیب
(۱۸) امت محمدی پر فضیلت
(۱۹) حضرت آدمؑ پر فضیلت
(۲۰) بروز کی تشریح
(۲۱) مرزا صاحب کی نبوت
(۲۲) عمل کی کیفیت
(۲۳) حضرت مسیح کی شان
(۲۴) کنویں میں چھپے
(۲۵) حق ایجاد
(۲۶) قادیانی الہام
(۲۷) قرآن الحکیم

تصدیق احمدیت کے شروع میں جو مقدمہ درج ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار رہا جو کہ جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ ایک بڑی کتاب کی شکل میں نمودار ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانی صاحبان کا انتظار پورا ہو گیا لو حسب الارشاد کتاب جامع ہو۔ ہم نے اس سلسلہ میں تیز رفتار کا وعدہ کیا تھا سو ابھی کمال کی گنجائش ہے ذرا بھی حس باقی ہو تو یہی قصد کافی ہے ہم مزید آئندہ ان شاء اللہ۔

قادیانی صاحبان نے اول بھی ہم کو تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی اور ہم نے منظور چاہی تو اپنے پہلے رسالے میں اعلان کیا کہ:

> "ہمارے ایک نامہ نگار نے جو جلسہ سیالکوٹ میں شریک تھے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس سلسلہ پر تبادلۂ خیالات کی دعوت دی تھی لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام کو جمع کیا جائے جو اہل علم ہوں۔"
>
> (رسالہ ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی ص ۱)

اس اعلان کے بعد قادیانی صاحبان کے جلسے بھی کئے جن میں ہمارا خاص ذکر کرتے رہے بالآخر ہم نے "قادیانی مذہب" کتاب لکھ کر فرمائش کی تعمیل کر دی۔ اپنی کتاب "تصدیق احمدیت" میں پھر ہم کو اصرار سے دعوت دی ہے ہم اس توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ ان شاء اللہ تکمیل فرمائش میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ بنگلور کے جنرل سکریٹری صاحب جو ہماری دعوت کے خلاف رسالے نکال رہے ہیں ان کی تاویل و تردید حیدرآباد کے جنرل سکریٹری صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے ہم کو دوبارہ دعوت دی ہے کہ:

> "کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب اپنی تعلیم یافتہ پبلک کے رو برو بیٹھ کے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھ کر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے۔"
>
> (تصدیق احمدیت ص)

قادیانی کتابوں کے معاملے میں جو کچھ شکایت کی صورت پیش آئی تھی شکایت لکھ دی اس کے بعد جو کتابیں ملیں تو اس کی کیفیت اور شکریہ بھی قادیانی مذہب کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کر دیا۔ تصدیق احمدیت میں جو کتابیں عنایت کرنے کا مزید اعلان کیا گیا ہے کہ:

مخلصانہ ہے۔ ہمارا رسالہ ۲۰ جز تھا اور یہ نو جز ہے مگر الزامات و مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہیں حسب عادت حکومت اور حکام تک کو لپیٹا ہے۔"

دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بیں

اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا ہے۔

"ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا اور انتظار کی درخواست کی تھی انشاء اللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دیا جا رہا ہے دوسرا عنقریب پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو چار روز بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے ایک کتاب "تصدیق احمدیت" حیدرآباد میں تقسیم [illegible] ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا جواب ہے یہ سیٹھ محمد اعظم صاحب جنرل سکریٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قادیان سے طبع ہو کر آئی ہے۔ حیدرآباد، بنگلور اور قادیان کے اشتراک عمل سے کام میں کیسی سہولت ہو گئی۔

"تصدیق احمدیت" کی دلچسپ خصوصیت اسکی ہیئت ترکیبی ہے، عبارت کو دیکھئے کہیں چست کہیں سست، کہیں پختہ کہیں خام، اکثر مضامین بھی بے ربط و ناتمام، اشتراک ناقص کا لازمی انجام بہر طور ہو گیا جیسا ہونا تھا۔ بڑی خوبی یہ کہ جنرل سکریٹری صاحب کے نام سے کتاب شائع ہوئی کسی کی دیانت پر دھبہ آیا، سکریٹری صاحب کو ہر طرح حق نیابت حاصل ہے خاصکر جبکہ سند وکالت بھی حاصل ہوتا ہو؟

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہماری پہلی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" یوں تو قادیانی صاحبان کو سخت ناگوار گذری تاہم جس حد تک بھی انھوں نے اسکی قدر فرمائی اسکا شکریہ واجب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اسقدر فائدہ تو ہو گیا ہوگا کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہو اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہو۔ ع خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد" (تصدیق احمدیت صہ۳)

ہندوستان میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ لیکن اس کا جو ثمرہ ملا وہ بھی کچھ کم حسرت انگیز نہیں۔

(۳) سیاسی چکر

قادیانی صاحبان جب سیاسیات میں پڑ جاتے ہیں خوب پینگ بڑھاتے ہیں۔ کوئی بولے الجھاتے ہیں، اظہار سے دھمکاتے ہیں۔ حد سے گزر جاتے ہیں پھر بعد کو پچھتاتے ہیں تو بات بناتے ہیں۔

چنانچہ اپنے پہلے رسالے میں یہ بگڑے تو انداز کے جوش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ آداب و مراتب کی تمیز بھی کھو بیٹھے بات کر کے بات کہیں سے کہیں پہنچا دی: ملاحظہ ہو:-

> "تعجب ہوتا ہے کہ ہمارا سلطان دکن (جو کہ برطانیہ کا) وفادار اور کلاہ باعث فخر ہمیں مگر برقی صاحب اپنے رسالے کے صفحات ۱۰۰ و ۱۰۳ پر مسلمانانِ اہلِ سے وفاداری کی تعلیم کے بجائے کھینچ کر دلوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔"
>
> (اسلام برقی کا علمی جائزہ مولانا ظفر علی برقی صاحب قادیانی)

اپنے رسالہ "قادیانی جماعت" میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ہم نے قادیانی صاحبان کو تنبیہ کی تھی کہ بے سروپا اتہامات کے ضمن میں حضرت اقدس خداوندگار عالی متعالی مدظلہ العالی کو گھسیٹ میں لا کر اس طرح اظہار تعجب کرنا آخر کیا معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خطرناک ہے۔ اور نادانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داران کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہیے۔ رہا یہ عذر کہ دوسروں کے نام سے رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

بالآخر قادیانی صاحبان نے پہلو بدل دیا۔ دوسرے رسالے میں خصوصیت سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ اس کا اعتراف کیا۔؟

"چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی"

قادیانی صاحبان تو اپنے آپ کو ایک مذہبی گروہ بتاتے ہیں ان کو سیاسیات میں

"آئندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت
یا ادھار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں۔"

(تصدیق احمدیت ص ۱)

اس اعلان کا بہت بہت شکریہ۔ ہمیں یقین ہے کہ اسکی پوری پابندی ہوگی اور انشاء اللہ حسب ارشاد قیمت بھی پیش ہوگی۔ بہت سی کتابیں خریدنے کے بعد بھی متعدد ضروری کتابیں ملنی باقی ہیں۔ اپنی طرف سے بھی تلاش جاری ہے۔ بصورت مجبوری تکلیف دیجائیگی ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانی صاحبان نے اپنے دونوں رسالوں اور اپنی کتاب میں جو عذرات اور اعتراضات پیش کئے ہیں ان کے متعلق وافر معلومات "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں موجود ہیں ان دونوں کے جدید ایڈیشن بھی شائع ہوگئے ہیں۔ تاہم بعض امور جن کو رسالوں میں قادیانی صاحبان نے پیش کیا ہے۔ ذیل میں واضح کرتے ہیں۔

(۲) ابتدائی بحث

اول رسالہ "احمدی جماعت" کو لیجئے۔ قادیانی صاحبان نے کس طرح بحث پیدا کی اور ہم کو زبردستی اس میں گھسیٹ لیا۔ حیدرآباد اس سے بخوبی واقف ہے۔ "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں بھی اسکی پوری کیفیت درج ہے۔ واقعات کا انکار تو مشکل تھا اور حق بات سے الزام آتا تھا اسلئے اصل واقعہ سے پیچھے ہٹ کر جدید رسالہ "احمدی جماعت" میں الٹا یہ [illegible] نکالی گئی۔

> "شاہ [illegible] جلسہ سیرت [illegible] کا رکن کئی سال سے ایک ایسی تقریر رکھا کرتے
> [illegible] جماعت [illegible] پسند ہوتی تھی چنانچہ اس جگہ ایک صاحب
> [illegible]"

[illegible] جو [illegible] ہوئی اور عام و خاص سب کو کامل یقین ہوگیا کہ راستبازی قادیانی صاحبان ہی کا حصہ ہو۔ حیدرآباد میں قادیانی صاحبان کے ساتھ جو رواداری اور حسن خلق برتا گیا۔

ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اسلئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔"

(چشمہ معرفت ص۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر کوئی شخص عقلی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو ....

روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائیگا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی رکھیں۔ کرشن نبی رکھے۔ زرتشت نبی رکھے۔ دانیال نبی رکھے۔ اور ہزاروں سالوں سے اسکے آنے کی خبریں دیجاتی ہوں لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی رہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی اسلئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔"

(اربعین نمبر۴ ص۱۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب معیار الاخیار ص۸ تبلیغ رسالت جلد نہم ص۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب)

اس قدر اُلجھنے کی ضرورت کیا جو برطانوی ہند میں بھی مدت سے اپنی وفاداری اور امن پسندی کے ترانے گاتے رہے اور بظاہر امن پسند بنے رہے لیکن خدا جانے کیا اندرونی صورتیں پیش آئیں کہ حکومت ہند بھی بیدار اور مذہبِ حکومت کے متعلق میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے حال میں اس شکایت کا اعلان کیا کہ۔

"احمدیت یعنی قادیانی تحریک کے ابتدا میں انگریز مخالف تھے سوائے چند ابتدائی ایام کے جبکہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت سے افسر ہیں جو جماعت کی صداقت کو سمجھتے ہیں ان ترابیوں سے بھی زیادہ ہمیں نفرت سے دیکھتے ہیں اور انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہوتا تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔

انگریز شاید یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی قوم جو ہماری مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف کس طرح ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ گورنمنٹ ہمارے دل کے مطابق ہمیں دبانا ضروری سمجھتی ہے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ [illegible] ۱۹۳۳ء)

(۴) احتیاط کی بات

اللہ رے رعبِ شاہی اور سطوتِ سلطانی۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم و فدائی امیر المومنین خلد اللہ ملکہ کی بارگاہ میں نذرِ عقیدت پیش کرتے ہوئے قادیانی صاحبان کس احتیاط سے جناب مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہیں کہ خاتم الاولیاء سے زیادہ زبان نہیں کھلتی اور فی الحقیقت دعاوی کیا ہیں نمونۃً ملاحظہ ہوں۔

"خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہو کہ بہت ہی کم نبی گزرے

"..... ایسا ہی خدا نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کا ظلّ ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسینؓ کو اس سے کیا نسبت ہے ..... پس اگر وہ حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسینؓ کے مقابل پر مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔"

(نزول المسیح ص ۴۷، ۴۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

نیز یہاں مرزا صاحب کے چند اشعار مع ترجمہ شائع شدہ از خود ایسے ملاحظہ ہوں۔ قصیدۂ اعجازیہ جو مرزا صاحب کا خاص الہامی ہے ایسی ہی خوش عقیدگیوں کا مجموعہ ہے۔

وقالوا على الحسنين فضّل نفسه أقول نعم والله ربي سيظهر

"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اچھا سمجھتا ہوں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا کہ میں اچھا ہوں۔"

(اعجاز احمدی ص ۵۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وشتان ما بيني وبين حسينكم فإني أؤيد كل آن وأنصر
وأما حسين فاذكروا دشت كربلا إلى هذه الأيام تبكون فانظروا

"اور مجھ میں اور تمہارے حسینؓ میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسینؓ پس تم دشت کربلا کو یاد کرو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔"

(اعجاز احمدی ص ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وإني قتيل الحب لكن حسينكم قتيل العدى فالفرق أجلى وأظهر

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر آن کربلا کی سیر کرتے ہیں اور اپنی جیب میں سو حسینؓ

> "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵) کربلا کی مثال

قادیانی صاحبان امن و عافیت کا اعتراف کرنیکے بعد بھی اپنے حق میں کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں اور حسب عادت تمثیلات کو بے ادبی تک پہنچاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ "اہل بیت (یعنی قادیانیوں) پر پانی بند کر دیا"۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد اہل بیت اطہار کے فدائیوں سے آباد ہے۔ البتہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خاص الہام ہے یخرج منہ الیزیدیون یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے حتیٰ کہ مرزا صاحب کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے گویا اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس وجہ بدنام ہے لیکن اس عبارت کا کیا انجام ہے ملاحظہ ہو۔

> "افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؓ کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے جیسا کہ آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسینؓ رجال میں سے تھے۔ عورتوں میں سے تو نہیں تھے (الشریعہ گستاخی المؤلف) حق یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسینؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونیکے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے ...... ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذرے ہیں اور [illegible]

سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کی ایمانی فرقت سے عزل کرکے خداوند اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو بحیثیت مرید مجھ پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین اپنی بیعت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو اطلاع دیتا ہوں کہ صاحبزادے صاحب کے عقائد (۱) سب اہل قبلہ کو کافر اور خارج از اسلام ہیں (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں جزوی یا ظلی نبی محدث نہیں (۳) اسم احمد کی پیشگوئی کا مصداق مرزا صاحب کو کہتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں اور اس کو اپنی بیعت سے قرار دیا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور اعتقاد ہر ایک احمدی کو فرض ادا کرنا ہے یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی اصول پر حملہ ہے۔"

اس اعلان سے بھی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہیں گھبرائے بلکہ اقرار کرلیا کہ۔

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی صاحب میرے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی اسم احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہے قادیانی کھیتی جس کو مسیح آباد میں سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کے تباہ ہوجانے کا انھیں از حد خوف ہے۔

(۷) اصلاح و اتحاد

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ احمدی جماعت باوجود سختیوں کے اصلاح و اتحاد المسلمین

ڈالے پھرتے ہیں۔ (استغفراللہ)

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(در ثمین ص۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۶) کھیت کا غم

قادیانی صاحبان کے واویلا کا اصلی راز کیا ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں:۔ ہم کو خوف ہو تو صرف یہ کہ ہمارا کھیت تباہ نہ ہو جائے ہمارے مسلمانوں کا عام احساس ہے کہ خدا انہیں ان رنگ میں بھی اسے نجات دلائے۔ قادیانی صاحبان کے کھیت میں جو فصل کاشت ہوئی ہے اس کی حقیقت خود ان ہی کی زبانی سنئے کیسی زہریلی پیداوار ہے خدا محفوظ رکھے۔

اول میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

> "یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے ان میں فیصلہ اس طرح پر ہے کہ مولوی سید محمد احسن صاحب بیان تازہ ترین رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم و فضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور عام جلسہ خود ہی مجھ پہ پیش ہوں۔ ...... پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت مرزا صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے۔"

(منصب خلافت ص۲۸ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان)

دوم یہی مولوی سید محمد احسن صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو جس کا صاحب موصوف نے لاہوری جماعت کے سلسلہ میں اعلان کیا۔

> "صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مُصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور یا سچ بنتے ہیں اس خلافت سے وہ معزول اور ادی ہو"

یہی وہ اصول ہیں جن کی بنا پر قادیانی صاحبان نے حیدرآباد میں اصلاح و اتحاد کا بیڑا اٹھایا ہے۔

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

(۸) چندہ کا پھندا

قادیانی صاحبان نے چندہ کا بھی رونا رویا ہے۔ مگر سچ پوچھئے تو یہی اصل رونا ہے سو اس کی کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان مسلمانوں سے میل بڑھاتے ہیں پھر ان سے چندہ مانگتے ہیں اپنے کام بتاتے ہیں اسلامی کام بتاتے ہیں جب مسلمان سمجھ جاتے ہیں تو چندے سے پچھتاتے ہیں۔ اس پر قادیانی صاحبان جھنجلاتے ہیں۔ بہانہ کرتے ہیں۔ واویلا مچاتے ہیں۔

اگر زمانہ سازی نہ سمجھ کر قادیانی صاحبان اپنے مذہب کی پابندی کریں تو مرزا صاحب کے نزدیک مسلمانوں میں ایسے کیڑے پڑ گئے ہیں کہ ان سے الگ اور بے تعلق رہنے کی ہدایت ہے پھر مسلمانوں کے رفاہی کاموں میں شریک ہونے کی ممانعت ہو پھر مسلمانوں کے مقابلہ پر تیار رہنے کی اشاعت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

> (۱) "یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔"
>
> (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان جلد [illegible])
>
> (۲) "کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں غیروں (مسلمانوں) کی کسی انجمن کے ممبر بنے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ لیا" وا خدایا، تو مدت تک مرزا صاحب نے اسلام کے نام پر مسلمانوں سے

کی مبارک سعی کو نہ چھوڑے گی۔ اس مبارک سعی کے اصول بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔"

(برکات خلافت صفحہ ۷۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے ان لوگوں (غیر احمدیوں) کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی ہو کر کافر (غیر احمدی) کو دیتے ہو"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"گذشتہ دنوں جب میں (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ غیر لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا کہ آپ کہدیں کہ واقعی ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے اُن کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس ہم سے [illegible] نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کے

فضل سے ہمارا [illegible]

(اخبار [illegible])

۹۔ گالیوں کی شکایت

جناب مرزا صاحب کی تحریرات دیکھئے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں اور دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں [illegible] تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور غضب یہ کہ اکثر شرط لگا کر خود بھی اپنے آپ کو [illegible] اگر [illegible] یوں ہو تو میں ایسا یوں نہ ہو تو میں ایسا۔ ان تحریرات کے اقتباسات میں آپ نمونہ کی گالیاں آپ دیکھ چکے ہیں تو قادیانی صاحبان بگڑتے ہیں اور گالیوں کی [illegible] فلاں صاحب نے اتنی گالیاں لکھیں اور فلاں نے اتنی [illegible] واقعہ بھی نہیں۔ اور دنیا جانتی ہے کہ نقل کفر کفر نباشد وہ بھی ہم نے بمجبوری [illegible] نقل [illegible] تاکہ اخلاق و تہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ قادیانی صاحبان [illegible] جناب مرزا صاحب کی [illegible] کتابوں سے مقابلہ کیجئے تو "تصدیق احمدیت" نسبتاً حیثیت سے بدزبانی معمول سے کم ہے۔ بدزبانی اور بدمذاقی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے اسکے بغیر ایسے لوگوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو۔

"جناب برقی صاحب نے [illegible] آپ [illegible] قادیانی جماعت

کے اپنے موجودہ [illegible] قادیانی مذہب سے زیادہ تیز مواد [illegible] کی دھمکی دی ہے

گویا [illegible] کے [illegible] بہتر ہے ہم بھی منتظر ہیں کہ

برقی صاحب اپنا مواد فاسد خارج کریں [illegible] کا انتظام کیا جائے۔

(تصدیق احمدیت [illegible])

کس مواد کے وعدہ پہ قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہو گئے۔ م

[illegible] ہر کس بقدر ہمت اوست

اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ آئندہ اس

خوب چندہ مانگو اور خوب وصول کیا خود کتاب میں اعتراف موجود ہے چنانچہ ایسی چندہ سے بیزاری اور آپ کے [illegible] کر [illegible] کہ چندہ وصول کیا جاتا ہے البتہ یہ تو ہے کہ [illegible] نے [illegible] سے کبھی [illegible] کی نہیں دیا اور آپ کی [illegible] قادیانی کا مذہب [illegible]

معنی [illegible] آیت [illegible] قرآن مجید کی [illegible] ایک انجمن بنائی گئی اور اس کے بانی [illegible] صاحب نے [illegible] جیسا کہ آپ لوگ غلط [illegible] قرآن [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] آپ کے جان بیہودگی [illegible] صاحب مرحوم کی کوشش کے [illegible] چندہ مانگنے [illegible] لیکن حضور [illegible] جاری کیا ہوا تھا۔

[illegible] صاحب قادیانی

۲۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مومن دس کافروں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دو سو پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہ کے طرز کی ہو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزاروں کا مقابلہ کیا ہے ہماری جماعت [illegible] کی [illegible] جاتا ہے [illegible] ۱۰۰ ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے [illegible] پچاس ہزار احمدی ہیں اگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ [illegible] تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار بالغ مرد ہیں تب بھی یہ ۲۰۰۰۰ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی دس کے مقابل ہیں [illegible] لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر جا ملا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے اگر [illegible] سلطنت [illegible]

"دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر
کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل
حال رہتے ہیں"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴ ص ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"دوسری مرض ذیابیطس قریباً بیس برس سے ہے جو لاحق ہے ....
اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عارضہ نے بوقت موت بھی یہ شدید صورت سے معروف کار تھا چنانچہ جناب مرزا صاحب کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا ...... لیکن
کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے
آپ پاخانہ تشریف لے گئے ...... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر
اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر
فارغ ہوئے ...... اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو
ایک قے آئی ...... اور حالت دگرگوں ہو گئی"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جناب مرزا صاحب کے انتقال کا جو اعلان شائع ہوا۔ اس میں بھی یہ اسہال خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی چنانچہ یوں مرقوم ہوتا ہے۔

"برادران جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود
و مہدی مسعود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے
تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری
بسبب کھانا ہضم نہ ہو سکنے کے تھی ...... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی

بارے میں مفصل حوالہ درج ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزاری قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ دوسروں کا تو ذکر کیا آپس میں بھی کچھ کم لحاظ نہیں رکھتے اور اس پر یہ دلیری کہ دوسروں پر الزام دیتے ہیں دوسروں کی شکایت کرتے ہیں خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہو۔

> "خود جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہیں دوزخ کی بجلی بجھی آگ اور پانی [illegible] منڈاس پر پڑتے ہوئے چھلکے گی۔ [illegible] کی منڈاس کی [illegible] بہہ گئی ہے"

(اخبار الفضل [illegible])

(۱۰) تیز مواد

رسالہ احمدی جماعت کے بعد اب تصدیق احمدیت کو لیجئے شروع دیباچہ میں صفحہ ۳ پر سکریٹری صاحب فرماتے ہیں:

> "پھر یا انگریزی ریڈیٹ نے صورت [illegible] صفحے [illegible] اور کیا بہتر ہے ہم بھی منتظر رہیں گے کہ پھر کوئی صاحب ایسا ہی مواد تیز [illegible] لیں تاکہ معقول تیر [illegible] انتظام کیا جائے۔"

اگر سکریٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو جناب مرزا صاحب کی صحابیت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبہ کی خدمات سے بہت ثواب کماتے۔ جناب مرزا صاحب کو اس شعبہ سے فطرتاً بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب و روز کا یہ خاص مشغلہ تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں

> "ادھر دیکھئے مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔"

(کتاب منظور الٰہی صفحہ ۳۴۰ مجموعہ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے

قول بالکل صاف ہے اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تلک کتب ینظر الیہا	ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے
کل مسلم بعین المحبۃ	دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ
والمودۃ وینتفع من معارفہا	اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں
ویقبلنی ویصدق دعوتی الا	اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں
ذریۃ البغایا الذین ختم	مگر بدکار عورتوں کی اولاد
اللہ علیٰ قلوبہم فہم	جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے
لا یقبلون (آئینہ کمالات ص۵۴۷)	وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز تصدیق احمدیت ص۱۳۳، ۱۳۴ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں۔ گویا الا کے استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں۔ تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزا صاحب کو قبول کیا اور ان کی دعوت کی تصدیق کی ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا سبھی قادیانی بن گئے۔ البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا صاحب کو قبول نہیں کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ بیک قلم سب کو قادیانی بنا دیا۔ نعوذ باللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ذریۃ البغایا سے مرزا صاحب کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کہ ذریۃ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں "ہدایت سے دور لوگ" تاج العروس کا حوالہ دیا ہے۔ ممکن ہے کسی عبارت کی کتر بیونت سے یہ معنی پیدا کئے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس قدر معروف و مسلّم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں تاہم قادیانی صاحبان نے من مانے معنی لکھ دئیے۔ ذیل میں بغایا کے اصلی معنی ملاحظہ ہوں۔

> حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن دوا دینے سے [illegible] . . . .
> پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہو گیا . . . اور قریباً گیارہ بجے ایک دست
> آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی . . دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور
> بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی . . . ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو
> بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو ان کے پاس جا کر کہا کہ مجھے سخت
> اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت
> نازک ہو گئی تھی اسلئے ہر ایک [illegible] اور [illegible] فاصلہ ہوا۔ مگر پھر
> نبض واپس نہ آئی

(ضمیمہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۰ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء)

بہرحال تشخیص کی تو ضرورت نہ تھی البتہ اگر سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ تبریدیہ کا مستقل انتظام کرا دیتے تو کیا کار ثواب تھا۔ مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر ادھر توقع لگاتے ہیں انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

(۱۱) ذریۃ البغایا

یوں تو جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں گالیاں کچھ کمیاب نہیں۔ جا بجا موجود ہیں لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں۔ ان کا جواب بھی مل چکا ہے اسلئے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ اُلٹا ان کی صحت اور ان کے جواز پر اصرار ہے۔ البتہ عادت کی رو میں بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے۔ اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو ازحد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہو گی۔ اسلئے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اول تو یہ گالی گالی نہ رہے حالانکہ مرزا صاحب کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ رہ سکے تو کم از کم مسلمان اس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے۔

آیت اول "اس نے کہا بچہ لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی"

آیت دوم:- "اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ برا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی۔"

خدا کی قدرت کہ مرزا صاحب نے بھی حسب عادت بغیۃ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ شاید قادیانی صاحبان کی نگاہ اس پر نظر نہیں پڑی یا اسکو مصلحتاً نظر انداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا بہرحال ملاحظہ ہو۔

رقصت کرقص بغیۃ فی مجلس	تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجۃ اللہ صفحہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس کے سوا ملاحظہ ہو۔

(۱) و یخرجون البغایا	و نکاح خود می آرند زنان بازاری را صفحہ [illegible]
(۲) ولاشک ان البغایا قد خربن بلادنا۔	پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک مارا خراب کردہ اند۔ صفحہ [illegible]
(۳) ان البغایا حزب نجس فی الحقیقۃ	زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند صفحہ [illegible]
(۴) ان نساء داران کن بغایا فیکون رجالها دیوثین ودجالین۔	اگر در خانہ زنان آں فاسقہ باشند پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند" صفحہ [illegible]

(نور الحق مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ [illegible])

اذیتنی خبثاً فلست بصادق	ان لم تمت بالخزی یا ابن بغایا
(ا) بخباثت خود مرا ایذا دادی پس من صادق نیم	اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۲ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ولعلم ان کل من ہو من ولد الحلال ولیس من ذریۃ البغایا

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے اہل علم پر بخوبی روشن ہے۔ مشہور امام لغت ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔

البغایا الاماء لانہن کن یفجرن	بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلنی ان کا شیوہ تھا

پھر ابن طارق کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ثم کثر فی کلامہم حتی	پھر کثرت استعمال سے اس کا اطلاق عام ہو
عموا بہ الفواجر اماء	فاجرات یعنی بدچلن عورتوں پر ہونے لگا خواہ
کن او حرائر۔	باندیاں ہوں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت قرآن المفردات ملاحظہ ہو۔

بغت المرأۃ بغایا اذا فجرت	بغت المرأۃ بغاء اس وقت بولتے ہیں جب
وذلک لتجاوزہا الی ما	عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے
لیس لہا قال عز وجل	کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے جو اس کے لئے ہے
ولا تکرہوا فتیاتکم	نکل جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اپنی باندیوں کو
علی البغاء	بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اردو میں سب سے اول مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ملاحظہ ہو۔

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی	مریم بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور نہیں چھوا
بشر ولم اک بغیا (سورہ مریم رکوع ۲)	مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔
یا اخت ہارون ما کان	اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی
ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا	اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔

(سورہ مریم رکوع ۳)

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید مترجم مترجمہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور جناب مرزا صاحب کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

ص۳۲۳ کے زیر اڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے ص۳ پر درج ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت ص۳ پر درج ہے حالانکہ ص۳ پر اسکا ذکر بھی نہیں۔ نہ پہلے اڈیشن میں نہ آخری اڈیشن میں یہ غلط بیانیاں ہیں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار ہیں۔

> (۳) یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام کشتی نوح لکھا ہے اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے اور تحقیق میں کتاب کا نام تقویۃ الایمان اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے۔ تقویۃ الایمان اور کشتی نوح ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں جو ص۱۶ مذکور پر شامل ہے

(تصدیق احمدیت ص۱۱)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ اگر دونوں نام ایک ایک حوالے میں لکھ دیئے تو کیا برا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرے قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا شاید اس کا علم نہ ہوگا۔ رہا صفحہ ۱۶ کا اعتراض اگر ص۱۶ کو ص۱۵ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج خدا لئے ص۱۵ سے ۱۶ دیکھیں کہ ص۱۶ چھپا ہے یا ص۱۵ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے۔

> (۳) چوتھا حوالہ سراج منیر ص۳۶۲ کا ہے مگر سراج منیر میں اتنے صفحات ہی نہیں کل ۸۰ صفحات پر ختم ہے اور اس کے صفحات پر ردوت ابھی اندراج ان درج ہیں اس طرح ۸۰ صفحات کی کتاب ہے لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برقی صاحب نے دیا ہے کتاب مذکور کے ص۳۲ پر ملتی ہے۔

(تصدیق احمدیت ص۱۳)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہو کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے جو اقتباس اول لیا گیا وہ سراج منیر کے ص۳۲ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ ص۳۲ کاتب نے دو کو ۶ بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ ص۳۲ کتابت میں ص۳۶۲ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظر ثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا صفحہ ۳۲ کی عبارت ترک ہو گئی، البتہ حوالہ میں صفحہ ۲ کا اندراج سہواً رہ گیا تاہم بقیہ اقتباس ص۳۲ پر موجود ہے خود قادیانی صاحبان کو

فیصلہ امرامن امرین:

"اور جاننا چاہیئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا:"

(انوار الحق حصہ اول ص۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کی گالیوں کی بحث کتاب کی نویں فصل میں بھی درج ہے۔

(۱۲) غلط حوالے

قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہ ان صاحبان کا پرانا داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈھ نکالیں اور بانس پر چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہوگئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت نصیب ہوگئی لیکن آج کل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی شریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

"(۱) نمبر ۱۱ وہ تھا حوالہ حمامۃ البشریٰ ص۸ کا ہے لیکن ہمیں حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۹۳۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی" (تصدیق احمدیت ص۶۶)

گویا محولہ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یونہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ عبارت حسب حوالہ حمامۃ البشریٰ میں پہلے ایڈیشن کے صفحہ ۸ پر موجود ہے اور نیز اسی صفحہ ۸ کے حوالے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۹۶ پر درج ہے لیکن اس پر بھی قادیانی صاحبان کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے۔ غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہیئے۔

"(۲) حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے کا پہلا حوالہ الوصیت کے ص۳ کا ہے یعنی کا حوالہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برقی صاحب نے دیا ہے ص۱۱ پر موجود ہے۔"

(تصدیق احمدیت ص۳۰)

بہر حال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہے محولہ بالا عبارت طبع اول کے ص۱۱ پر درج ہے البتہ کاتب نے اس کو ص۲ بنا دیا ہے چنانچہ تازہ ترین

"بنز قہ ولدی" سے بڑھکر "ظلیمہ" ولدی ہو گئے تو کیا تعجب ہے۔

ان غلطیوں سے اندازہ ہو سکے گا کہ قادیانی صاحبان جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شد و مد سے اعلان کرتے ہیں ان میں کس قدر للّٰہیت ہوتی ہے اور کس قدر غلط بیانی۔

(۱۳) کتربیونت

جناب مرزا صاحب کی کتابیں علمی نظر سے دیکھئے تو مباحث میں ابہام اور التباس کی کثرت ہے۔ طول کلام و تکرار بیان نے اور بھی پیچیدگی بڑھادی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا اسی دقت کے مدنظر جناب مرزا صاحب اور ان کے خلفاء اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کرکے اور ان ہی کے اقوال کے اقتباسات کی شکل میں بکجا ترتیب دیکر ان کے اعتقادات و اجتہادات ان کے اصول و مسائل کو علمی مباحث کے طور پر قادیانی مذہب کے نام سے شائع کر دیا۔

علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہو رہی ہے لیکن قادیانی صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور و فکر کرنے کا موقع ملگیا۔ اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل کتابوں کا مطالعہ تو کون کرتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح اپنے اخبارات و رسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں لوگ بلا تحقیق اس کو اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔

چنانچہ ناخوش ہو کر غلط حوالوں کی طرح کتربیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے الزام دیا ہے۔ مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں۔ ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اول جامع مباحث قرار دئے۔ ہر بحث کے ذیلی عنوانات قرار دئے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات جمع کئے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دیکر یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کئے گئے۔ کئی کئی اقتباسات جمع کئے گئے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے بخوبی تصدیق و توثیق ہو جائے اسپر بھی قادیانی صاحبان کتربیونت کا الزام دیتے ہیں شاید وہ چاہتے ہیں کہ بلا امتیاز غیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں

بھی تسلیم ہے۔ کتابت کے معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرضکہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بیجا جواب میں ڈھونڈ کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا۔ یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی جو کتابیں پورے سامان و اطمینان سے تیار ہوتی ہیں ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے ملاحظہ ہو تصدیق احمدیت کے مصنف بڑے دعوے سے لکھتے ہیں کہ برنی صاحب نے الوصیۃ میں جس عبارت کا حوالہ صفحہ ۱۰ پر دیا ہے وہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت صفحہ ۱۳ پر درج ہے۔ حالانکہ صفحہ ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں حوالہ وہی صحیح ہے جو ہم نے لکھا ہے چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے۔ قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث کو چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں خفیف باتوں کی آڑ لیتے ہیں۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کئے ہیں مثلاً تصدیق احمدیت کے ص۲۱۸ پر ہے کہ "اسمع ولدی سن بیٹا" مرزا صاحب کا یہ کوئی الہام نہیں ہے۔ اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن البشریٰ جو جناب مرزا صاحب کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ البشریٰ جلد اول ص۴۹ اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر "اسمع واری" لکھا ہے۔ وہاں ترجمہ نہیں ہے کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے "ولدی" کا "واری" بنجانا کچھ عجب نہیں۔ "ولدی" میں اسلئے کلام نہیں ہو سکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ مثلاً ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی ص۸۶ جو خود مرزا صاحب کی خاص تصنیف ہے اس میں یہ الہام مع ترجمہ درج ہے "انت منی بمنزلۃ ولدی" تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔" اور مرزا صاحب کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے

جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے (خط مطابق اصل کھینچا گیا۔ مؤلف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

" چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ حقیقۃ الوحی کے صفحات (۳۹۰-۳۹۱) کو خصوصیت سے پیش کرتے ہیں اس لئے ان سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ مجدد صاحبؒ والا مکتوبات میں سے دکھائیں جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جس میں پیشگوئیاں بکثرت ہوں نبوت قرار دیا ہو یا ایسے ملہم کو نبی اللہ لکھا ہو مگر وہ قیامت تک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

میں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد (قادیانی) سے بھی یہ سوال کیا تھا اس کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہو حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پاکر محدث کے بجائے نبی اللہ رکھ دیا ہو تو شاید غلطی کی درستی کر دی اور کیا یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو حضرت سرور عالم سے علم پاکر ٹھیک کر دیتے ہیں مگر بہر حال اس جواب سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانی علماء اصل مطالبہ کا جواب دینے سے کہاں تک عاجز ہیں۔ اور پھر یہ کس قدر معقول جواب ہے اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ کسی عبارت میں پہلے تو تحریف کر لی اور بعد میں جب پکڑے گئے تو کہہ دیا کہ خدا سے علم پاکر ہم نے تو اصلاح کر دی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام کرتے ہوں گے۔ مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا فتویٰ ہی دیا ہے۔

(لاہوری جماعت کے مولوی عمر الدین صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۱۲ جلد ۲۳ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء)

بھر دی جائیں۔ چنانچہ انھوں نے تصدیق احمدیت میں ایسا ہی کیا بھی ہے تاکہ غلط بحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے

قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا صاحب کی تصانیف میں چونکہ ابہام التباس اور انتشار بہت زیادہ ہے اس لئے جو کوئی مضمون وار اقتباسات انتخاب کر کے نکالے اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے لیکن نظرِ انصاف سے دیکھئے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے اس میں خود جناب مرزا صاحب اور ان کی امت نے جس درجہ کمال دکھایا ہے۔ اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ قرآن میں حدیث میں تفسیر میں۔ اکابر امت کی تصانیف میں کس خوبی اور کس بیباکی سے کتر بیونت کی گئی تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہو سکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو انشاء اللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہوگا کہ قادیانی تحریک اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی کتر بیونت رکھدیا جائے تو اسم بامسمیٰ ہو جائے۔ خود قادیانی جماعت کے دونوں فرقے قادیانی اور لاہوری آپس میں ایک دوسرے کو اس فن کا ماہر قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) قادیانی غلط بیانی (ج)

خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف سے و نیز خود قادیانی اکابر کی تصدیق و توثیق سے ذیل میں چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں۔ ہر صاحب انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ علمی معاملات میں قادیانی اخلاق کا کیا معیار ہے بڑی سے بڑی بے دیانتی اپنے حق میں جائز سمجھتے ہیں، رکیک سے رکیک تاویل اسکے جواز میں کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کی بے دیانتی پہ گرفت کرے اس کو مورد الزام سمجھتے ہیں۔

اول قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کہ کس طرح مرزا صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں اس درجہ تصرف کیا کہ لفظ محدث کے بجائے اپنی طرف سے لفظ نبی لکھدیا۔ جب اس تحریف کا پتہ چلا اور گرفت ہوئی تو قادیانی صاحبان نے کیا خوب جواب دیا۔ وھو ھذا۔

(ان کیلئے اٹھ گیا تھا اور وہ اس کرۂ دنیا میں واپس آئے اور دوسری طرف الہی اور کم فہمی کی یہ حالت کہ جس آیت کو جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر لکھ دیا۔ نہ خوف نہ ڈر کہ آیات غلط ہو جائیں جب آیات کی عبارت تک غلط ہو تو معنی معلوم۔ یہ تو مرزا صاحب نے بیسیوں آیات قرآنی کی عبارت میں تصرف کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں چند آیات کا حوالہ ملاحظہ ہو:-

"منجملہ اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے جو بغرض جواب درج ہے۔ یعنی "حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات کو تغیر و تبدل کرکے غلط لکھا ہے۔ چنانچہ حسب ذیل آیات پیش کی ہیں"

(۱) جنگ مقدس مصنفہ مرزا صاحب، مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۰۰ ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم (سورۂ توبہ رکوع ۶)

(۲) ازالہ اوہام مصنفہ مرزا صاحب، ازالہ اول صفحہ ۲۰۹ و ۲۰۹ ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ (سورۂ حج پ ۱۷)

(۳) ازالہ اوہام ازالہ اول صفحہ ۹۰ وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء)

"مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے آئینہ کمالات اسلام میں یہ آیت لکھی ہے یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا تمشون بہ ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک وہ شخص جو کتابت اور طباعت سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے جانتا ہے کہ تحریروں میں کس طرح غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں لیکن ہمارے مخالفین جو اس قسم کی باتوں کو لیکر ہم پر اعتراض کرتے ہیں ان کے جواب میں ہمیں بھی یہ لکھنا پڑتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ جس امر کو وہ نہایت بد دیانتی کے ساتھ ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں اس کے وہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ صفحہ ۸ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۳ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بھی ان کو کچھ خوف و تامل نہ تھا۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ امام مہدی کے لئے آسمان سے ندا آئے گی ھٰذا خلیفۃ اللہ المہدی (مبشر) محمد ادریس صاحب، مذکور لکھتے ہیں "کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے"۔ پھر لکھا ہے: "ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آئیے اور اپنے گرو کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹائیے:

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ رجنوری ۱۹۴۱ء ص۳ جلد ۲۹)

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، فرماتے ہیں،

"صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ

ھٰذا خلیفۃ اللہ المہدی

(شہادۃ القرآن ص۴۱ مصنفہ مرزا صاحب)

"ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ روانی قلم میں اگر کسی سے کوئی غلط حوالہ لکھا جائے تو وہ سبقت قلم کہلا سکتا ہے نہ کہ جھوٹ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عناد و تعصب مخاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں . . . .

ایک ذرا ضعیف مزاج بچہ سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا شہادت القرآن صفحہ ۴۱ پر حدیث مہدی کا حوالہ دینا ایک ایسا سہو سبقت قلم ہے کہ ایک کثیر التصانیف ذو فنون شخص سے سرزد ہونا بعید نہیں لیکن ایک مولوی فاضل (مولوی ثناء اللہ صاحب) کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت و استعجاب ضرور ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۹۰ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۱ء)

ایک طرف تو مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی اور رسول ہیں (خدا نخواستہ)

"میری کتابوں میں سہو کتابت یا محو سے بحالت تناقض بعض معمولی غلطیاں ہو گئی ہیں۔"

(مکتوبہ [illegible] مندرجہ [illegible])

(الفضل قادیان مورخہ [illegible] نمبر [illegible] جلد [illegible])

(۱۵) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں از خود فہمی سے یا عمداً ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی نہیں کی۔ مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں کے شروع سے لئے گئے وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعد میں رکھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لئے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوئے۔ علیٰ ہذا جو کتابیں پہلے شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے۔ جو آخر میں شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی اہمیت کے سبب تالیف کے شروع میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دیکر ایک عملی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ دراصل قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام و التباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جیت ہے کہ مذہب کی پردہ داری اور قول و فعل میں آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی مدد سے راہ نکال کر رازداری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بیزار ہوں معذور ہیں۔

(۱۶) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب قادیانی مذہب کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے اس کے اصول قابل ملاحظہ ہیں۔

(۱) یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضہ کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں۔

(۱) تا غیر احمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا ترقیم سے جو سہواً غلطی ہو جاتی ہے اس کو عمداً تحریف قرار دے کر اپنے معتقدوں تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ تا غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا بلکہ من و عن شائع کی جاتی ہیں۔

(۳) ابتلائے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تاکہ ہمیشہ کے لئے آپ کے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو و نسیان جو لازمۂ بشریت ہے آپ اس سے خالی نہ تھے۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۲ء ص ۳، جلد ۱۹)

جبکہ خود مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایسی تصریح تحریفات موجود ہیں اور قادیانی صاحبان ان کو ناقابل گرفت سمجھتے ہیں تو پھر گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہئے کہ دوسروں کی کتابوں میں معمولی معمولی غلطیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر الزام دینا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب اپنی زبان سے غلطیوں کے متعلق اپنے حق میں جو معذرت لکھ گئے ہیں۔ قادیانی صاحبان اس کو فراموش نہ کرتے تو بیجا الزام دہی کی زحمت نہ اٹھاتے۔ ملاحظہ ہو۔ عاقل را اشارہ کافی است

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

> "جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں۔ وہ ہوں .. .. اور واقعی یہ امر واقعہ ہے ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا میری صحت کمزور تھی اور ابا سے کہا تھا اسکی تعلیم پہ زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی۔"
>
> (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر وال پور مندرجہ اخبار الفضل جلد ۲۰ ص ۵ مؤرخہ [illegible])

بہرحال جناب مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اور محض قانونی عذر پہ دوسرے صاحبزادے کے اقوال مطلقاً ناقابل توجہ قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے البتہ جواب دہی نہ ہو سکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزا صاحب کے ساتھ خلفاء کو شریک کر لیا یہ بھی غنیمت تھا۔ لیکن جیسا کہ پہلے اصول کی شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دیئے گئے۔ صرف مرزا صاحب کا ذمہ باقی رہ گیا۔ کیسی با اصول کتر بیونت ہے۔ قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہرحال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو۔

> (۲) "جناب برقی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ ص ۸ میں اس عنوان کے تحت کلمۃ الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کے چند حوالے مزید دیئے ہیں ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں۔"
>
> (تصدیق احمدیت ص ۱۵۱)

اصول واقعی بہت خوب ہے۔ اس میں بڑی عافیت ہے۔ لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے ہے

"(۱) حضرت اقدس اور آپکے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابل توجہ ہیں"

(الفضل [illegible])

گویا جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول و میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں ناقابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں اس لئے جواب دہی کی ضرورت نہیں۔ خاص قانونی نکتہ ہے چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کر دی گئی ملاحظہ ہو۔

> "لیکن یہ بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تحفہ کتاب صفحہ پر جو مزید حوالجات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ ۔ تو علاوہ مرزا صاحب کی کتب کے و آپکے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں اسلئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں اسلئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔ اسلئے تحفہ کے حوالجات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں"

(الفضل [illegible])

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایۃً دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہو گئے۔ صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چل کر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہو گیا ہے۔ فی الحال اصول اول زیر بحث ہے۔

ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے تحت صفحہ پر جو مزید حوالجات درج ہیں اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ معلوم ہے وہ حوالے کس کے ہیں۔ قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے وہ حوالے جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے ہیں۔ مگر چونکہ وہ نہ خود مرزا صاحب ہیں اور نہ مرزا صاحب کے کوئی خلیفہ، لہٰذا از روئے قانون قادیان انکے حوالجات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں ان کا قول قابل توجہ نہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اول تو صاحبزادے، دوسرے ایم۔ اے۔ آجکل کی تعلیم کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔ اس کی تصدیق تو خود خلیفہ صاحب بھی فرما سکتے ہیں۔

حوالجات کا جوابات دیں گے۔ دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔ دوم یہ کہ صرف مرزا صاحب کے حوالجات کا جواب دیں گے خلفاء کی کتابیں بھی قابل توجہ نہیں۔ سوم یہ کہ مرزا صاحب کے حوالجات کا بھی جواب ضروری نہیں اس میں بھی طوالت کا خوف ہے اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جسکے جواب کی ضرورت ہو۔ دوسروں کو اعتراض ہو تو ہوا کرے ہمیں کیا ذمہ ہے۔

یہ تین زریں اصول ہیں جن سے حسب ذیل جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔ قانون میں بھی امور متعلقہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہے اور ہوشیار وکلا اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصولوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی صاحب کی کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو کون سنتا ہے مثلاً ملاحظہ ہو۔

> "الہامی حق کے عنوان میں قاضی محمد صاحب قادیانی کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہمیں قابل اعتناء ہی نہیں وہ ایک مجنون شخص تھا جو چاہے لکھے اس کی کوئی اہلیت نہیں۔" ([illegible] سے خطاب)
>
> (تصدیق احمدیت ص ۱۱۳)

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں جناب مرزا صاحب ہی کے مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے مطلقاً ناقابل توجہ ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب سید بشارت احمد صاحب کی یہ کتاب تصدیق احمدیت کس نظر سے دیکھی جائے۔ جو حیثیت ہو ظاہر ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار ہوتا۔

بہرحال جواب دہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو مزید تاویلات کی جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے اُن کے چند نمونے خود تصدیق احمدیت میں درج ہیں ناظرین خود ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اور حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے۔ انکار اصول دوم کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کی بجائے کلیتہً تائید بھی کرنی پڑی مثلاً یہ کہ حقیقۃ النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور.... اگلا جواب ہو گیا)

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیر ضروری سمجھا جائے خاص کر جہاں معاملہ نازک ہو جائے اس اصول کے بعد جوابدہی سہل اور معقول ہو جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔ ۱۰۳

> (۱۰۳) اسکے بعد فصل چہارم میں برقی صاحب نے مرزا صاحب کے ارشادات کے اقتباسات دئے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں ہمنے کافی طور پر برقی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اول تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیر ضروری اور موجب طوالت ہوگی اسلئے ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان ۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دئے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے ہیں گویا ظہور محمد ذات پاک آنحضرت صلعم ہی کا ہو:

اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان ۶ کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں: حالانکہ فصل دوم میں ۶ کا عنوان ہے "تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت" اور فصل چہارم میں ۱ کا عنوان ہے "حلول اور اتحاد کی حقیقت" ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہو سکتا ہے۔ اسکے سوا فصل دوم کے عنوان ۶ کی تنقید میں اس کا ذکر تک نہیں تاہم چھپا چھپڑانے کے لئے لکھ دیتے ہیں کیا مغالطہ ہے۔ اصل مقالات کا کون مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح کام چلتا ہے؟

بہرحال تینوں اصول قابل داد ہیں۔ اول تو یہ کہ حضرت مرزا صاحب اور خلفاء صاحبان کے

علی ہٰذا اہل بیت اطہار اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مدح اور حمد وثنا کردی اسکے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے سمجھا ہے۔ بے ادبی کیجائے روا ہے۔ عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کرلیا۔ اسکے بعد یہودیوں کے پردے میں جو چاہا سو کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تمسخر بھی اڑا عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہو اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا مطلب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا صاحب کو مدد پہونچ گئے اور غلطیوں پر ٹوکے گئے تو پھر انبیا کی بھی خیر نہیں بیک قلم سب پر ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

"(۱) اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی زد سے ان کو اسلام سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر اُن کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے جس میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں:"

(اعجاز احمدی ص۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲) میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۳۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے۔ دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جا رہا ہے ظاہر ہے لیکن شکایت کیجئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعت اسلام کون کر رہا ہے اشاعت کا ماحصل دیکھئے تو یہی کہ اسلام میں شدید اختلاف نمودار ہو۔ مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اسکے معاوضہ میں کچھ معدود [illegible] نومسلموں کی فہرستیں شائع ہو جائیں جنکے دین و ایمان سے دشمن ہی خوب واقف ہیں۔

غرضکہ خوش عقیدگی کی رشوت دیکر یا بے ادبی کی دھمکی دیکر مسلمانوں سے یہ توقع کیجاتی ہے کہ وہ یا تو مروتاً ان باتوں میں ہاں ملا دیں یا سکوت اختیار کریں تاکہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۳۱) قادیانی تحریک کی ترکیب

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کئے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اُسکے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب میں درج ہیں جہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے ایک بڑی دُور اندیشی کی وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے بطور پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک بھی چاہے بڑھیں۔ کوئی روک ٹوک نہ کرسکے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کی تعظیم میں لوگ مرزا صاحب کی شان کو بھی لامحالہ تسلیم کرلیں۔ متبعین نے بھی یہی طرز اختیار کیا چنانچہ کثیر مثالوں میں سے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔

احمد باشد چو افتخار رسل — زانکہ دارد حقیقت اے مصطفٰے
گشت غالب بر تبرا و ابن زال — بود در دستش لوائے مصطفٰے
غیرت اے مرد مسیح ناصری — جانشین گردد بجائے مصطفٰے
زابن مریم بہ غلام احمد ست — وہ بہتر است برائے مصطفٰے

(نظم قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۳۴ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۵ء)

اسکے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کردیا ہے چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں جہاں مرزا صاحب کے بیجا دعووں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنادی یا کوئی عقیدتنامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت ہو ایسا ادب ہو اسکے دعووں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہوسکتا ہے۔ واقعی کیسا معقول عذر ہو بلکہ ایسا فتویٰ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملادیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھدیے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

درج ہے اس سے مرزا صاحب کی فضیلت تو ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اظہر ہے۔ لیکن آخر وکالت بھی تو کوئی چیز ہے۔ بہرحال مضائقہ نہیں دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو۔ شاید اس کا مطلب عقل میں آجائے۔ تاہم مرزا صاحب کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے سخت دشوار ہے۔

"آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے" (ترجمہ)

"آدم واسطے آنے کی غرض کہ اس دنیا کی زندگی کی طرف کھینچے اور ان میں لغزشات اور عداوت کی آگ بھڑکا دے اور مسیح اس واسطے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد و محبت کی جمعیت دے اور مبداء اصلی کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو تمام سلسلہ مخلوقات سے ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ہو الآخر میں اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی علامت ہے۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۲)

(۲۰) بروز کی تشریح

جناب مرزا صاحب نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے۔ قادیانی صاحبان نے تصدیق احمدیت میں یا تو کم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں ہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور جناب مرزا صاحب کی طرف سے پیش کرتے ہیں:۔

"بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ اسی غلط فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے۔ اسلئے میں آپ ہی کی تحریر سے

(۱۸) امت محمدی پر فضیلت

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا امت محمدی میں سب سے افضل ہو گئے۔ کھلی منطق ہے۔

> "جب کہ ہم یہ مانتے ہیں کہ [illegible] کہ اس امت [illegible] امت کے [illegible] ہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد امت محمدیہ میں سب سے افضل ہو گئے ہیں تو ان دونوں بزرگوں میں اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہ کے مرتبہ و شان میں [illegible] کی نسبت کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل سنت والجماعت کے عقائد میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق تو جب مسیح موعود و مہدی معہود ابوبکر سے افضل ہو گئے تو مرتبہ کے لحاظ سے ثانی امت سے بھی افضل ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت علی و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ کوئی جنگ ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود مرزا صاحب کی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ قابل غور ہے اور ناقابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود مرزا صاحب کی ثابت ہو گئی تو گویا دنیا امت اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔"
>
> (تصدیق احمدیہ صفحہ ۱۳۲)

(۱۹) حضرت آدمؑ پر فضیلت

جناب مرزا صاحب نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء کے حضرت آدمؑ پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں مگر مرزا صاحب کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں۔ ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب قادیانی مذہب میں

مشابہت میں کامل صدق ہے بلکہ میں تو سراسر ہی عبد اللہ ہے۔"

(تشحیذ الاذہان قادیان صفحہ ۱۳ اور نمبر [illegible])

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں۔ مرزا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کبھی کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کر لیں تو شاید ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۲۱) مرزا صاحب کی نبوت

قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اسکے مد نظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں اگر نبوت سے دست بردار ہوتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہے اور بقول قادیانی صاحبان "اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے"۔ اسلئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ لازم ہو گیا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کہیں یہ کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعوےٰ مسیح موعود اس طرح بآسانی رد کیا جا سکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کئے گئے جو نبی نہ ہو۔ اسلئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعوئے مسیحیت ہے اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۲۲)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو۔

"اسلئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب اُمت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر اپنا علیحدہ مذہب اور شریعت لیکر آتا ہے۔"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۱۱)

"میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے

دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے مدعی تھے۔

اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے جو مختصراً .. بیان نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کر سکیں۔

"اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی یعنی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا۔ خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں ہی (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں میں سے مت ہو۔ ------

پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے ---------

------ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے:"

(خطبہ الہامیہ ص۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس تشریح نے کالشمس فی النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور صرف ثانی الرسل کا درجہ مراد نہیں جو اولیائے امت محمدیہ میں سے بعضوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں کچھ کمی کی

آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔"

(اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی ص ۱۲ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام ...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح ص ۴۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے۔ اور فرمائش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف ہے۔ سنے اور سر دھنے۔ یہ تصوف ان ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انھیں اختیار ہے سر دھنیں یا سر پٹکیں۔

(۲۳) حضرت مسیح کی شان

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اُس سے مناظرہ کیا۔ پھر پیش گوئی کی کہ اتنے عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ چنانچہ ایک چشم دید یادگار مولوی رحیم بخش صاحب قادیانی ام۔ اے۔ نے اپنے والد صاحب (مرزا صاحب کے ایک صحابی یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی) کے حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں بہت سبق آموز ہے۔

"۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا

لحاظ سے وہ ایسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ

(القول الفصل ص۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

"اور یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔"

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۵۸ جلد ۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

(۲۲) حمل کی بحث

جناب مرزا صاحب کے حمل کا ماجرا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل لکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہر حال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:۔

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یعنی بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت

بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں۔۔ یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے برابر اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں:

"عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰؑ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا ۔۔۔ ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانے میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں"

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟"

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۴ تا ۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

> آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہو گیا تو لوگوں کے دل ڈوبنے لگے آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی لیکن جب وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتائی تو طبیعت خاص اور انشراح صدر پیدا ہو گیا۔ اور ایمان تازہ ہو گیا۔ (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر جنڈیالہ آتھم کو خود دیکھا عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مر جائے گا۔"
>
> (اخبار الحکم قادیان جلد ۲۵ ص ۱۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشینگوئی پر بڑا ہنگامہ مچا لوگوں نے مرزا صاحب کو بہت چھیڑا اور خوب گالیاں کھائیں۔

دوسری غلط پیشگوئیوں کی طرح اسکی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آ گئے عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا مرزا صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو برا کہتا ہوں اور عیسائیوں سے بدزبانی کا بدلہ لیتا ہوں اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ میں آ سکے گا کہ یہودیوں کے پردے میں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی مثلاً ملاحظہ ہو۔

> "ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لیکر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ سوم اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بارے میں

> مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا؟ اور بتول ہونیکے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا؟ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی؟ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونیکے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"

(کشتی نوح ص۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اللہ رے بیباکی کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا اور درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔ لیکن مرزا صاحب بات کو اس حد تک بڑھا جاتے ہیں ان کا دلی منشا سمجھنے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے۔ استغفر اللہ۔

> "پانچواں قرینہ اُن کے (یعنی افغانوں کے) وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً اُن کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بے تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔"

(ایام الصلح ص۶۵ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

> "بزرگوں نے بہت اصرار کرکے بحرمت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرا دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ بلکہ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳ جولائی ۱۹۰۲ء)

ابتک تو یہ مذکور تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔ اب اسلام کے عیسیٰ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے

"اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ہے:"

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ انہی کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں:"

(اعجاز احمدی ضمیمہ کتاب نزول المسیح ص [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص [illegible])

مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہوگا کہ در پردہ مرزا صاحب کو اپنی پیشگوئیاں بالخصوص آتھم والی پیشگوئی کے غلط ہونے کی خفت ہے۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیسائیوں کے دل جلانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزا صاحب کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

اور مفسد و مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور

> ایک فیرا دو گز پرے جا ن دار کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۱۵ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۵) حق ایجاد

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود ان کے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے۔ خلیفہ صاحب اسی ایجاد پر جناب مرزا صاحب کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود آل اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہرحال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے۔ وہ خود خلیفہ صاحب کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیونکر شریک ہو سکتا ہے۔ اول تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے۔ دوم خود ان کے والد صاحب مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے لہذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے بڑے مسیحی پادریوں سے بڑھ کر ہوا۔ چہ جائیکہ قادیانی صاحبان اپنی بے توفیقی سے اُن کو مسیحی پادریوں کے برابر مشابہ ماننے میں بخل کریں۔

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی خاص تحقیق ہے۔ اگرچہ لاہوری جماعت کو تو اب بھی اس دورنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو۔

> "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور سنہ ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے پس...... یہ بات ثابت ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے (مرزا صاحب نے) نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلطی ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

> "یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی"
>
> (کشتی نوح صفحہ ۱۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہو سکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں۔

(۲۴) کنوئیں میں چنے

مرزا قادیانی صاحب کو پیش گوئی کا بڑا دعویٰ تھا اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال سمجھتے تھے معرکہ کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا صاحب نے کیا کیا کوششیں کیں۔ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی سے مرزا صاحب کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

> "بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے فرمائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبد اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ تو یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیرآباد کنوئیں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے

علاوہ. حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں. تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں. رشتے ناتے. غمی. شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں. خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں. یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اُمت کہلاتے ہیں. مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں. نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں منہ سے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں. جن سے ایمان لٹ جاتے ہیں. یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں. مگر ڈٹ کے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں. گویا اُلٹی خیر خواہی جتاتے ہیں.

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے. سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو پایا ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے. گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا. اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو بدنصیبی ہے ۔ من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى واضل سبيلا (۷۲) نعوذ باللہ من ذٰلک.

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں سبحان اللہ کیا اعجاز ہے.

آیات	ترجمہ
وقل اعملوا فسیری اللہ	کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھے گا
عملکم ورسولہ والمؤمنون	اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول
وستردون الی عالم الغیب	اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب
والشھادۃ فینبئکم بما کنتم	جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ
تعملون ۝ وآخرون مرجون	تم کو بتا دے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ
لامر اللہ اما یعذبھم	وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ
واما یتوب علیھم	کے حکم پر. یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ
واللہ علیم حکیم ۝	قبول فرمائے. اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے
والذین اتخذوا مسجدا	اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے
ضرارا وکفرا وتفریقا	ایک مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور

(۲۶) قادیانی لام

تصدیق احمدیت کے بعض حصے تو اپنی بوست اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعویٰ معلوم ہوتے ہیں جن میں حق ناحق سے بڑھکر مقدمہ کی بازجیت کا جذبہ غالب ہو وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنیٰ نمونے ہیں تاہم کہیں کہیں انشا پردازی کی بھی کوشش نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ میں خوب لام باندھا ہے ملاحظہ ہو۔

"یہ ہے برنی صاحب کے تعنت کا حال اس کی ایک ادنیٰ مثال ان کا باطل خیال
خوب ہے کم علم لوگوں کے پھنسانے کا جال اور حق کو دبانے کی ایک چال جو انشاء اللہ ایک
دن ضرور لائے گی ان پر وبال"

(تصدیق احمدیت صفحہ ۳)

جن صاحب نے بھی ہمت کی۔ داد کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر محض قیاس آرائی کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی۔ مثلاً یہ مٹتے رہ گیا اقبال۔ اگلی باتیں خواب و خیال۔ روز و شب ہے یہی ملال۔ کیسا آگیا زوال۔ سنبھلنا ہوگیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال۔ کہ نظر آگیا مآل۔ انفعال۔ انفعال۔ انفعال انفعال!

(۲۷) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان جو صاف صاف قرآن کریم کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے لیکن صحیفہ تو یہی اپنا حال پڑھکر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ بلکہ ہماری تضحیک۔ تکیہ قرآن کریم کی تاویل۔ مگر اس درجہ بے اختیار و بے محل کہ حرکت مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائے گی۔ زبان درازی کام نہ آئے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نیچتازم ہیں اور قادیانی

ضمیمہ سوم

قادیانی کتاب

الیاس برنی
حیدرآباد دکن

بین المؤمنین وارصادا	پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو
لمن حارب اللہ ورسولہ	اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے
من قبل ولیحلفن ان اردنا	رسول سے پہلے سے! اور اب قسم کھائیں گے
الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم	کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ منظور نہ تھا اور اللہ
لکٰذبون ۔ (سورہ توبہ رکوع ۱۳)	گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں ۔

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واضح ہو گئی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں۔ یہ تو صریح خودکشی ہے۔ اسکے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر کچھ ہدایت نصیب ہو۔

بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی کتاب

اس شجر کو ستمگر نہیں سکتے جلا
جس کی ہر ڈال خدا سے ملی جاتی ہے

تمہید

قادیانی صاحبان کی طرف سے حال میں پھر ایک کتاب شائع ہوئی ہے "ہمارا مذہب" گویا قادیانی نقطۂ نظر سے اس میں قادیانی مذہب کی تشریح کی ہے۔ اس کے مؤلف مولوی فاضل علی محمد صاحب اجمیری قادیانی ہیں۔ سرورق پر لکھا ہے اور نیز اخبارات میں اعلان کیا ہے کہ "اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اور نیز قادیانی مذہب ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم "قادیانی جماعت" اور "قادیانی حساب" کا مکمل و مدلل جواب دیا گیا ہے"۔

(۲) تالیفات کا سلسلہ

مذکورۂ بالا کتاب میں ہماری جن تالیفات کا حوالہ دیا ہے ان کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے اول قادیانی صاحبان نے حیدرآباد سے ایک رسالہ شائع کیا تھا "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" اسکے بعد ہماری پہلی مختصر کتاب "قادیانی مذہب" شائع ہوئی پانچ فصلوں کے تحت پچاس عنوان۔ ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے چند اقتباسات تقطیع چھوٹی۔ حجم صرف ایک سو بیس صفحے۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے بنگلور سے

فہرست مضامین

(۱) تمہید
(۲) تالیفات کا سلسلہ
(۳) قادیانی رنگ
(۴) قادیانی کتاب
(۵) تنقیح
(۶) قادیانی خطاب
(۷) قادیانی مذہب

ہو جائے۔ غرضیکہ قادیانی قرابادین کے سب مجرب نسخے استعمال ہوئے۔ لیکن۔ م

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

بلکہ۔ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حقیقت مجزبی عیاں ہو چکی تھی قادیانی صاحبان کی سعی بیجا نے اور بھی قلعی کھول دی۔ بالآخر نوبت پہنچی کہ ؎

بس ہجوم نا امیدی خاک میں مل جائیگی   وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے

(۴) قادیانی کتاب

ان تین رسالوں کے سوا چوتھے نمبر پر قادیانی صاحبان نے ایک کتاب شائع کی تصدیق احمدیت گویا ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے پہلے ایڈیشن کا جواب ہے جیسا کچھ بھی جواب ہے اس کی اصولی تنقید ہم نے اپنے رسالہ "قادیانی جواب" میں وضاحت سے پیش کر دی۔ خود قادیانی صاحبان نے بھی نا کافی جلد محسوس کر لیا کہ۔ م

جو چال بھی چلے وہ نہایت بُری چلے

بالآخر پانچویں نمبر پر موجودہ کتاب "ہمارا مذہب" قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے سرورق پر اعلان درج ہے کہ "اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ "قادیانی مذہب" ایڈیشن اول و ایڈیشن دوم "قادیانی جماعت" اور "قادیانی جواب" کا مکمل اور مدلل جواب دیا گیا ہے"۔ لیکن کتاب دیکھئے تو اعلان سے کوئی مطابقت نہیں۔ م

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

ایسے بے اصل اعلان میں نہ معلوم کیا مصلحت سمجھی گئی۔ شاید یہ کہ ناواقف اور نادان لوگ مطلع اور مطمئن ہو جائیں کہ قادیانی صاحبان نے جواب کا حق ادا کر دیا۔ لیکن جب تحقیق پسند لوگ اس مکمل اور مدلل جواب کا ہمارے رسائل اور کتب سے مقابلہ کریں گے تو قادیانی غلط بیانی کس درجہ واضح اور واثق ہو جائے گی۔ م

"چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی"

دوسرا رسالہ شائع کیا "الیاس برنی کا علمی محاسبہ" اس کے جواب میں ہمارا ایک رسالہ "قادیانی جماعت" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے تیسرا رسالہ "احمدی جماعت" اور ایک کتاب "تصدیق احمدیت" قادیان سے شائع کی۔ ان دونوں کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ "قادیانی محاسبہ" شائع کر دیا۔ اور اسکے ساتھ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا دوسرا ایڈیشن بھی نکل آیا۔ گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے مختصر مستند اقتباسات۔ اس طرح یہ دوسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۲۲۴ صفحات پر شائع ہوا چنانچہ جب یہ قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کے سرورق پر جواب سے چند رسائل اربعہ کا ذکر ہے ان میں سے ایک رسالہ گویا یہ کتاب بھی ہے۔

خدا کے فضل سے اس دوران میں دو سال کے اندر ہی ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا تیسرا ایڈیشن بھی نکل آیا۔ تیرہ فصلوں کے تحت چار سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے مستند اقتباسات اس طرح یہ کتاب تقریباً ایک سو قادیانی کتب پر حاوی ہو گئی جن میں سے نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیفات ہیں۔ اور باقی نصف قادیانی خلفاء اور اکابر کی تالیفات اور اس کے ساتھ یہ رسالہ "قادیانی کتاب" بھی شائع ہو گیا۔ اس سے جب یہ قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

(۳) قادیانی رنگ!

قادیانی صاحبان کے جن رسائل کا اوپر ذکر ہوا ان میں سے ہر ایک کی روش جدا تھی۔ سب سے پہلے رسالہ میں تاویل اور تضحیک کا پہلو اختیار کیا کہ شاید ہماری ہوا خیزی ہو جائے اور ان کی بات رہ جائے۔ لیکن اس میں ناکامی ہوئی تو دوسرے رسالہ میں جی کھول کر سیاسی الزام لگائے کہ شاید حکومت مغالطہ میں پڑ جائے ہم کو دبائے یا نقصان پہنچائے تو ان کو اطمینان ہو جائے۔ اس میں بھی مایوسی ہوئی تو تیسرے رسالہ میں ہمارے مظالم اور اپنی مظلومیت کا فسانہ سنایا کہ شاید یہ نسخہ چل جائے لوگوں کی ہمدردی ادھر سے ادھر

(ہمارا مذہب اسی بطور صحیح اور حق ہیں۔

(۶) قادیانی خطاب

لوگ خیال کرتے ہیں کہ "قادیانی" ایک معمولی اور سرسری خطاب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے اس لئے لوگ ان کو قادیانی کہنے لگے حالانکہ "قادیانی" مرزا صاحب کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے اور وہ ان کی نبوت کا ایک جزو لاینفک ہے یعنی کہ لفظ قادیانی مرزا صاحب کے نام سے خارج کر دیجئے تو ان کی نبوت کا ایک ثبوت غائب ہو جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر لفظ قادیانی مرزا صاحب کی نبوت کا ایک الہامی ثبوت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

> "مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے۔ غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور قصبۂ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں۔"
>
> (ازالہ اوہام ص۱۸۶ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بہر حال مرزا صاحب کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں "غلام احمد قادیانی" کسی کا بھی نام نہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزا صاحب رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے جو مرزا صاحب کے ہمعصر تھے۔

لیکن جب غلام احمد قادیانی کے نام سے مرزا صاحب کے مقابل انکو پیش کیا گیا تو قادیانی صاحبان نے لفظ "قادیانی" کو تمام و کمال مرزا صاحب کے واسطے پیٹنٹ کرا لیا اور اس کو مرزا صاحب کے نام کا جزو لاینفک قرار دیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

اعلان جو کچھ بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی تصدیق احمدیت کی طرح ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے صرف پہلے ایڈیشن سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ برائے گفتن دوسرے ایڈیشن کا بھی کہیں کہیں سرسری طور پر ذکر آ گیا ہے حالانکہ دوسرے ایڈیشن کے بعد پہلے کی حیثیت ایک جزو سے زیادہ نہیں رہی اور وہ بھی اس میں ضم ہو گیا۔ جدا نہیں رہا ایسی صورت میں دوسرے ایڈیشن کے ہوتے ہوئے پہلے ایڈیشن کو جواب کا مدار بنانا بظاہر عبث معلوم ہوتا ہے لیکن راز یہ ہے کہ موجودہ کتاب فی الحقیقت "تصدیق احمدیت" کا صیقل شدہ ایڈیشن ہے اکثر و بیشتر وہی اعتراضات ہیں وہی خرافات وہی تاویلات وہی مغالطات ہیں۔ البتہ زبان و بیان کی خامیاں اور خرابیاں بہت کچھ رفع کر دی ہیں تاہم کتاب کا نام بھی بدل دیا کہ شمار میں ایک جواب کا اضافہ ہو جائے اور "تصدیق احمدیت" سے جو بدنامی ہوئی تھی اس پر بھی پردہ پڑ جائے۔ بیک کرشمہ دو کار۔

تنقیح (۵)

"تصدیق احمدیت" اور موجودہ کتاب ("ہمارا مذہب") میں جو اعتراضات اور خرافات مشترک ہیں ان کی تنقید ہمارے رسالہ "قادیانی جواب" میں موجود ہے اعادہ کی ضرورت نہیں یہ رسالہ بطور ضمیمہ "قادیانی مذہب" کے آخر میں شریک ہے۔ قادیانی صاحبان کن امور پر ساکت ہیں اور کن امور کی تاویلات پیش کرتے ہیں اور کس رنگ کی تاویلات پیش کرتے ہیں ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ قارئین اس کا خود فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اور یہی فیصلہ قابل وثوق ہوگا۔ علیٰ ہذا بطور جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات لگانا قادیانی صاحبان کا قدیم مسلک ہے اس میں وہ جس درجہ بیباک ہیں محتاج بیان نہیں چنانچہ اس جدید کتاب میں بھی قادیانی صاحبان نے اپنا یہ مسلک بے ادبی بہت واضح طور پر پیش کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں لا کر مسلمانوں کے مقابل قادیانی صاحبان جو چالیں چلتے ہیں اس کی مختصر کیفیت ہمارے رسالہ "قادیانی جواب" میں درج ہو چکی ہے۔ ذیل میں ہم صرف دو ایک خاص امور کی تشریح پیش کرتے جو موجودہ کتاب

حالانکہ خود قادیانی عنوان "ہمارا مذہب" بلحاظ ترکیب "قادیانی مذہب" کے مساوی اور بلحاظ معنی قادیانی مذہب کے مترادف ہے۔ لفظ قادیانی مرزا صاحب کا اور ان کے مذہب کا اور ان کی جماعت کا سب کا علم ہے۔ البتہ مطالعہ مشاہدہ اور تجربہ سے اس لفظ کا جو مفہوم ذہنوں میں پیدا ہو چلا ہے اس کے مدنظر قادیانی صاحبان کو لفظ "قادیانی" سے شرم و عار محسوس ہو تو دوسری بات ہے۔

(۷) قادیانی مذہب

۱۔ یہ سوال کہ قادیانی مذہب کیا ہے۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب "قادیانی مذہب" میں قابل ملاحظہ ہے۔ مختصر اور نہایت مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) مسئلہ تکفیر۔ قادیانی جماعت قادیان، تمام دُنیا کے کروڑ مسلمانوں کو جنھوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں کیونکہ اسکو پڑھکر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ اور تمام اُمت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

(۲) مسئلہ نبوت۔ قادیانی جماعت قادیان اخاتم النبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنیوالے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجرائے نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم برخلاف اُمت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں اور ظلی نبوت سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں ورنہ ان کا ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ غرضکہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں۔

"پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) نشان اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپکے ایسی مرزا صاحب کے، سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں اسلئے اگر ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی ہوتا تو اس سے آپ کے دعوے کی تنقید نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے نہ تو قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام کے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے بلکہ آپ نے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام والے شخص کا ہو[illegible]

[illegible]

[illegible]

غالباً مرزا صاحب نے اپنی ہی نسبت کی برکت سے بحالت کشف لفظ "قادیان" کو قرآن شریف میں لکھا دیکھا جیسا کہ فرماتے ہیں کہ۔

"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ (اور) مدینہ (اور) قادیان یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔"

(ازالہ اوہام حصہ [illegible] مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید برآں مرزا صاحب فرماتے ہیں اور قادیانی صاحبان وجد کرتے ہیں کہ۔

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین [illegible] مجموعہ کلام مرزا صاحب)

غرضکہ ہر طرح لفظ "قادیانی" مرزا صاحب کی خاص الخاص نشانی ہے جبکہ ہم نے مرزا صاحب کے مذہب پر کتاب لکھی تو اس کا پورا نام ہوتا "غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب" لیکن طویل عنوان علمی ذوق کے منافی تھا اس لئے مختصر عنوان "قادیانی مذہب" قرار پایا۔ اور سمجھدار لوگوں نے اس کو بہت پسند فرمایا اور اب تک قادیانی صاحبان نے بھی اسپر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ لیکن حال میں جو کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے اس میں "قادیانی مذہب" کی ترکیب وصفی پر اعتراض کیا گیا ہے۔

کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں؟ اگر وہ صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مولوی صاحب آپ قابو میں نہیں آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف عقیدہ کی بات ہے میرا ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھیں گے کہ آیۃ خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول صہ مؤلفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب قادیانی)

قصہ مختصر مرزا قادیانی صاحب کی تائید میں قادیانی صاحبان کی تاویلات کی کوئی حد نہیں۔ عجیب مغالطوں میں مبتلا ہیں۔ ؎

اس ستمگر کو ستمگر نہیں کہتے بنتا
سعیٔ تاویل خیالات چلی جاتی ہے

(۳) مسئلہ خلافت: جب حضرت مسیح موعود کو نبی بنا دیا تو ان کی خلافت بھی قادیانیوں نے چلائی اور انہیں اصولوں پر چلائی جن پر بیعت کا پوپ اپنی خلافت منواتا ہے۔ خلیفہ شارع ملک ہے۔ وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔ وہ ہر ایک مرید کی جان، مال، عزت، ایمان سب کا مالک ہے۔ جنت کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔

(۴) مسئلہ سیاست: قادیانی لوگ، جماعت قادیان، مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی فوائد کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے اس طرح ہمارا جتھا بھی مضبوط ہوتا جائے گا جس سے گورنمنٹ پر بھی زیادہ اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور سیاست کی بنا بھی پڑ جائے گی اس لئے وہ گورنمنٹ کے دست و بازو بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے عہدے لیتے ہیں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور تبلیغ و اشاعت ضروری سمجھتے ہیں۔ اور اس نے مذہب کے نام پر لاکھوں روپیہ قوم سے لیکر سیاسی تنظیم کا۔ وہ انجمن میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کر سکتے اسلئے سیاسی رنگ میں جتھہ بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے وہ ہر وقت سیاسی میدان میں کارہائے نمایاں دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور، ۵ اخبار پیغام صلح جلد ۲۲ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۴ء)

مولف۔ عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب قادیانی فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام و توضیح مرام شائع ہوئیں تو ایک میرے پاس۔ ویسی ہی کتابیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اب میں مولوی نور الدین صاحب کو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ مولوی صاحب کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ

ضمیمۂ چہارم

قادیانی جماعت

الیاس برنی

حیدرآباد دکن

اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اس کار خیر میں احمدی جماعت بھی ساتھ دینے کو تیار ہے۔
ایسی صورت میں قادیانی جماعت کو جو مرزا صاحب کا پیرو اور مخلص کہہ کر اعتراض کیا
ہے۔ وہ سراسر غلط ہے۔ البتہ مرزا صاحب کی غلطی لغزشیں قابل اصلاح ہیں۔
ہمارے ساتھ ہی لاہوری جماعت کے کارنامے قابل داد ہیں۔ چنانچہ اس جماعت
کی تحریک کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) "معلوم ہوا کہ جس طرح دیگر علاقہ جات میں قادیانیوں نے اپنے گمراہ کن عقائد
اور خلاف اسلام سیاست کی وجہ سے سلسلہ کو بدنام کر رکھا ہے۔ یہی حال ان کے ہاں
بھی ہے۔ آپ کو غالباً اچھی طرح علم ہوگا کہ ہمیں شروع سے ہی ان کے مذہبی اور سیاسی
روش سے اختلاف رہا ہے۔ ہماری جماعت نے آج تک کسی ایسی سیاسی تحریک کی کبھی حمایت
نہیں کیا جو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو۔" (۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۲) "اگر قادیانی ایسے گندے عقائد نبوت اور تکفیر مسلمین کے جاری نہ کرتے تو
جماعت میں تفرقہ کیوں پیدا ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب کے صحبت یافتہ لوگوں نے
یہ پسند نہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسے فاسد عقائد منسوب ہوں۔ اسی
لئے قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر
آپ قادیانیوں کی تردید کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلام
کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور عظمت رسالت محمدیہ کو منسوخ کرنے والے ہیں۔
یہ قادیانیوں کا سیاسیات میں ٹانگ گھسیڑنا بھی مفاد اسلام و مسلمین کے
خلاف ہے۔ اسلئے ہم ان کی سیاسی چالوں سے بھی متنفر ہیں۔" (۱۸ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۳) "آپ مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آ کر قادیانیوں کی ناپاک دعاوی
کی تردید کریں۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔
اگر آپ کی تردید قادیانی گروہ تک محدود رہتی تو ہم آپ کے ساتھ تھے۔"
(۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(۴) "مجھے ابھی تک آپ کے اس نظریہ کی سمجھ نہیں آئی کہ قادیانی [illegible] جماعت

قادیانی فرقین

(۱) قادیانی جماعت لاہور و جماعت قادیان

۳- نومبر ۱۹۳۵ء کو جو اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ منٹ ؛ شائع ہوا اس میں قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا خطبہ جمعہ اور انکے رفیق کار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا ایک مضمون درج ہے۔ دونوں صاحبان نے تالیف "قادیانی مذہب" کا ذکر کیا ہے۔ جو کوئی جلبے اپنے خیال کے مطابق کتاب پر رائے زنی کر سکتا ہے۔ اور لوگ کتاب پڑھ کر تصفیہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ رائے کہاں تک اصلیت پر مبنی ہے۔ لیکن اس کتاب کے سلسلہ میں اس جماعت نے جس ذہنیت کا اظہار کیا ہے وہ بہت سبق آموز ہے چونکہ خود انھوں نے کتاب کے حوالہ سے قادیانی اور لاہوری جماعت کی بحث چھیڑی ہے۔ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کی حقیقت واضح کر دیا جائے۔

ابتداء میں جب یہ کتاب "قادیانی مذہب" اور اسکے متعلقہ رسالے شائع ہوئے تو لاہوری جماعت کی طرف سے ایک ذمہ دار رکن نے بذریعہ خط و کتابت سلسلہ جنبانی شروع کی کہ دراصل قادیانی جماعت سب خرابیوں کی ذمہ دار ہے۔ جس سے لاہوری جماعت بھی بیزار ہے۔ لہذا اس جماعت کی جس قدر بھی تردید کی جائے اس میں اسلام

حاصل کرتے ہیں [illegible] مگر [illegible] ترتیب کی
اس کتاب کی بڑی خصوصیت ہے [illegible] لاہوری جماعت کا [illegible]
کر دیا [illegible] کو اس صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح جماعت مرزا
صاحب کی تعلیم پر ثابت قدم ہے اور کس طرح جماعت [illegible] میں مبتلا ہے۔ یہ کتاب
اور خاص طور لاہوری جماعت کیلئے سب سے زیادہ [illegible] کا باعث بنی ہوئی ہے
کہ اصل حقیقت کھل گئی۔

[illegible] وہ لکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہم
ہزار بار کہہ چکے ہیں کہ ہم [illegible] غلام احمد کی [illegible] شخص ہم محمد رسول اللہ صلعم کی
امت ہیں مرزا غلام احمد کی [illegible] بلکہ انصاف
پہلی ہے شاید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری مراد اس سے مرزا محمود احمد قادیانی جماعت ہے
تو پھر انکا فرض ہے کہ قادیانیوں سے ہمیں الگ [illegible]۔ صاف ظاہر ہے کہ لاہوری
جماعت ان لوگوں سے علیحدہ ہے۔ مثل مشہور ہے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے
خود لاہوری جماعت نے دوسرے کے طور پر تسلیم کر لیا کہ وہ مرزا صاحب کی امت سے خارج
ہے حالانکہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو اپنی امت سے ہی تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ لاہوری
جماعت کو بھی اعتراف ہے کہ اگر کوئی جماعت مرزا صاحب کی امت مراد ہو سکتی ہے تو وہ
بقول انکے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے۔ اور وہ قادیانی جماعت سے اس
درجہ خائف ہیں کہ چاہتے ہیں بات بات پر اعلان ہوتا ہے کہ وہ الگ ہیں الگ ہیں
الگ ہیں۔

اب پیغام لاہوری جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا صاحب کی سچی پیرو اور اسکا
امیر مرزا صاحب کا حقیقی جانشین ہے۔ نیز یہ کہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی
تعلیم سے گذر کر غلط راستہ پر جا رہی ہے۔ اور اس کا خلیفہ اس گمراہی کا علمبردار ہے
واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیرو کم از کم [illegible] فیصدی قادیانی جماعت میں اور زیادہ
سے زیادہ دس فیصدی لاہوری جماعت میں شریک ہیں۔ اور لطف یہ کہ ابتدا میں

جناب مرزا صاحب کے مسلک سے عمومی طور پر قریب تر ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا قول و فعل ہر دو حضرت مرزا صاحب کے مخالف پڑے ہوئے ہیں"۔ (۲۲۔ فروری ۱۹۳۴ء)

(۵) "یہ کہنا کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب سے زیادہ نزدیک ہیں ظلم نہیں تو اور کیا ہے"۔ (۲۰۔ فروری ۱۹۳۴ء)

(۶) "عربی مثل ہے کہ تیز گھوڑا کبھی نہ کبھی ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے۔ اسلئے اتنا لکھنے والا آدمی اگر کسی جگہ تحریر میں ٹھوکر کھا جائے تو قابل درگذر ہوتا ہے۔ اصل جو اصولی بات ہے۔ اسکے خلاف ہو تو قابل گرفت ہے"۔ (۱۲۔ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۷) "قادیانیوں کو مجبوراً گدی بنانے کا الزام دیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت لاہور کی جو سب سے پہلے اپنی جیبوں سے ہزارہا روپیہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے کئی سالوں سے خرچ کر رہی ہے۔ کونسی ذاتی غرض وابستہ ہے۔ جو لوگ ہم سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ دنیاوی طور پر ہم نے اس راہ میں کچھ کھویا ہی ہے دنیاداروں کی طرح کچھ جائیداد پیدا نہیں کی"۔ (۲۹۔ مارچ ۱۹۳۴ء)

غرض کہ لاہوری جماعت کی طرف سے کافی کوشش کی گئی کہ ہر طرح قادیانی جماعت ہی زیر الزام اور قصور وار ہے۔ اس جماعت کی تردید اسلام کی بڑی خدمت ہے۔ اور اس کام میں لاہوری جماعت بھی ہاتھ بٹانے کو آمادہ ہے۔ لیکن جب یہ منصوبہ نہ چل سکا تو لاہوری جماعت نے سکوت اختیار کر لیا۔ بات ختم ہو گئی۔ اب پھر باسی کڑھی میں ابال آیا ہے اخبار میں کتاب کا ذکر نکلا۔ اور اس سلسلہ میں قادیانی اور لاہوری جماعت کی تفریق پر زور دیا گیا۔ تو لازم ہوا کہ بقدر ضرورت حالات کی صراحت کر دی جائے۔ تاکہ بات صاف ہو جائے۔ اور حقیقت کھل جائے۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی اپنے خطبہ میں شکایت فرماتے ہیں کہ "جن لوگوں نے اس کتاب قادیانی مذہب کو مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ نہ کوئی لاہوری اور قادیانی کا امتیاز اور حد بندی ہے"۔ مولوی صاحب غالباً اس کتاب کے مطالعہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ ایسے شخص سے

اور قادیانی بھی بیزار نظر آتے ہیں۔ غدار سمجھتے ہیں ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ایک زمانہ کی بات ہے کہ کسی ترنگ میں آکر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہوریہ نے جماعت قادیان اور اسکے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی کو چیلنج دیا تھا کہ:۔

،، میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے۔ اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلافات بھی ہیں۔ جس قدر مسائل متعلق ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ سب اختلاف شدہ ہو کر پیدا ہوئے ہیں سرچشمہ نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق ہے،، (منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۱۔ جنوری ۱۹۳۷ء)

معلوم ہوتا ہے کہ اول تو فریق مخاطب خاموش رہا۔ لیکن ہماری کتاب ،،قادیانی مذہب،، میں۔ مرزا صاحب کا ادعاء نبوت اس درجہ مفصل طور سے واضح ہو گیا کہ کسی کو اس میں شک نہیں رہا۔ چنانچہ حال میں قادیانی جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی نے مرزا صاحب کی نبوت کے مسئلہ پر تحریری اور تقریری دونوں قسم کا مناظرہ کرنا قبول کر لیا۔ تو مولوی محمد علی صاحب قادیانی بغلیں جھانکنے لگے۔ مسئلہ نبوت سے گریز کر کے چاہا کہ اول مسئلہ تکفیر پر بحث ہو۔ حالانکہ نبوت اصل ہے۔ اور تکفیر اسکی فرع لیکن انہوں نے محسوس کر لیا کہ قادیانی رہ کر مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرنا محال ہے۔ البتہ تکفیر کی بحث اٹھا کر یہ ممکن ہے کہ خود مسلمانوں میں کچھ خوشنودی حاصل کر لیں۔ اور قادیانی جماعت کو مسلمانوں میں اور مطعون بنا دیں۔ چنانچہ اس مناظرہ کے سلسلہ میں مولوی محمد علی صاحب قادیان لکھتے ہیں کہ۔

،، اگر جناب میاں (محمود احمد) صاحب مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑ دیں اور

جماعت بندی کے وقت لاہوری جماعت کا غلبہ تھا۔ بعد کو لاہوری جماعت گھٹی تو قادیانی جماعت بڑھی حتی کہ آج لاہوری جماعت بھی اس کا غلبہ کراہت کے ساتھ تسلیم کرتی ہے۔ اب اگر لاہوری جماعت کا دعوے درست ہے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ چند ہی سال میں مرزا صاحب کے پیروؤں میں کثیر جماعت نے بسرعت مرزا صاحب کی تعلیم فراموش کرکے گمراہی اختیار کر لی اور قلیل جماعت انکی تعلیم پر قائم رہ سکی۔ سو وہ بھی رو بہ زوال ہے۔ قادیانی جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب اس عام گمراہی کے بانی قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مرزا صاحب کے فرزند دلبند ہیں جنکے متعلق مرزا صاحب نے فخریہ انداز میں بشارتیں دی ہیں اسکے برعکس لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے جنکی تعلیم کے محافظ اور معلم سمجھے جاتے ہیں۔ جنکی عقیدت مندی اور استقامت کے متعلق مرزا صاحب اپنی زندگی میں شکایت کی حد تک بے اطمینانی ظاہر کر چکے ہیں۔

اگرچہ لاہوری جماعت اس فیصلہ پر چراغ پا ہوتی ہے لیکن حقیقت پر کہاں تک پردہ ڈال سکتی ہے کہ فی الواقعہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم بلا کم و کاست قبول کرتی ہے۔ اور مرزا صاحب سے خاص خلوص رکھتی ہے اس کے مقابل لاہوری جماعت مرزا صاحب کی تعلیم میں ترمیم و تخفیف کرکے اسکو اپنی مصلحتوں کے تابع رکھنا چاہتی ہے۔ اور اپنی صوابدید کی حد تک مرزا صاحب کی بابت اظہار عقیدت کرتی ہے۔

لاہوری جماعت نے اپنی حیثیت اس چمگادڑ کی سی بنا رکھی ہے جو چاہتی تھی کہ پرندوں میں پرندہ شمار ہو اور چوپاؤں میں چوپایہ بنی رہے۔ ایک طرف تو اسکی یہ کوشش ہے کہ مسلمان اسکو اپنی جماعت سمجھیں اور دوسری طرف یہ کہ قادیانی اسکو اپنی جماعت مانیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اسکی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہیں اور وہ مصلحت آمیزی سے قادیانی تعلیم کی تبلیغ کرے۔ چنانچہ ابتک یہی ہوتا رہا ہے۔ اور وہ چاہتی تھی کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے۔ لیکن انجام وہی ہوا جو منافقت کا ہوا کرتا ہے مسلمان بھی بیدار و خبردار ہو گئے۔

(۲) قادیانی جماعت لاہور اور قادیانی مذہب

اخبار پیغام صلح لاہور (جلد ۲۴ مشابہت ۳۰ نومبر ۱۹۳۶ء) میں قادیانی جماعت لاہور کے ایک سرگرم رکن ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے اس تبصرہ پر رد دیا گیا ہے۔ جو سید صاحب موصوف نے تالیف "قادیانی مذہب" کے متعلق اکتوبر ۱۹۳۶ء کے معارف میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ مضمون قادیانی ذہنیت کا نمونہ ہے۔ کہ گرفت میں آکر قادیانی صاحبان گریز کی کیا کیا تدابیر سوچتے ہیں۔ اور مایوسی میں جھنجلا کر کس کس طرح کوستے ہیں۔ ناحق کوشی کا یہی انجام ہوتا ہے۔

اول حسب ضابطہ تبصرہ کے جرم میں یہ سزا تجویز کی گئی کہ دیوبند بریلی اور جمعیۃ العلماء جو قادیان کے قانون تعزیرات میں تحت دفعہ علمائے سوء درج ہیں ندوۃ العلماء کو بھی اسی دفعہ کے تحت درج کر دیا جائے۔ تاکہ قادیانی عدالت میں کوئی مسلمان عالم اس دفعہ کی زد سے نہ بچنے پائے۔ اور شاید بچ سکے تو وہی نام نہاد عالم بچ سکے جو قادیانیوں کی ہمنوائی کر سکے۔ یا کم از کم مہر بلب رہ سکے۔ اظہار حق کی جرأت نہ کر سکے۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب پر سب سے سنگین الزام یہ لگایا گیا ہے کہ بلا تحقیق یک طرفہ بیان پر فیصلہ لکھ دیا لیکن سچ ہے۔ "جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے" خود ہی اس مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ "جب سید سلیمان ندوی صاحب لاہور تشریف لائے تھے۔ تو انہوں نے خود مجھ سے لاہور میں زبانی کہا تھا کہ ہم آپکی تحریروں سے متفق ہیں گویا جب تک کوئی مسلمان عالم یک طرفہ معلومات کی بنا پر قادیانی صاحبان کی تحریروں سے اتفاق کرتا رہے۔ وہ عادل مانا جائے اور جب اصل حقیقت سے واقف ہو کر اپنی پختہ رائے کا اظہار کرے تو وہ ظالم قرار پائے اور علمائے سوء کے زمرہ میں شریک کر دیا جائے۔ قادیانی عدالت میں اس سے

سب کلمہ گوؤں کو بروئے قرآن و حدیث و بروئے تحریرات حضرت مسیح موعود (نہ اپنی ایجاد کردہ سیاسی تعریف کی رو سے) مسلمان ہونا تسلیم کرلیں تو ہم مسئلہ نبوت پر انکے ساتھ بحث کو آئندہ ترک کردینگے "۔

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ نمبر ۸ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء)

گویا مولوی محمد علی صاحب قادیانی کو اسکی چنداں فکر نہیں کہ مرزا صاحب نبی تھے یا نہ تھے۔ وہ بہر صورت انکے پیرو اور متبع ہیں۔ لیکن فکر ہے تو یہ کہ بربنائے نبوت مسلمانوں کی تکفیر نہ ہو۔ اور مسلمان ان سے کشیدہ ہوکر دستکش نہ ہوجائیں کہ سارا کھیل بگڑ جائے۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی جو اول مسئلہ تکفیر پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب قادیانی جو مسئلہ نبوت کو مقدم قرار دیتے ہیں۔ اس بارہ میں مشہور مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی یہی فیصلہ فرمایا کہ:-

"اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتب ہوتا ہے انکار نبوت پر۔ پس بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہئیے۔ اس سے ہم مناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں وہ نبوت مرزا پر بحث کو ٹال نہ دیں۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۵- جنوری ۱۹۳۶ء منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۴- جنوری ۱۹۳۶ء)

اگر مولوی محمد علی صاحب قادیانی اول مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرنے کو آمادہ ہوجاتے تو نتیجہ معلوم یا مرزا صاحب کو نبی ماننا پڑتا یا قادیانیت سے دستبردار ہونا پڑتا۔ اور لاہوری جماعت کا مرزا صاحب کے ساتھ رابطہ یہ ہے کہ ع نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی۔

قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ثابت ہو سکے گا

(اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ ۲ ش بابت ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایتہً مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں انکے جو عقائد تھے ۔ اور جنکو وہ شایع بھی کرتے تھے ۔ تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں ۔ لیکن اس دوران میں انکے عقائد بالکل بدل گئے گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے ۔ لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع رہے ۔ اور اب بھی قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں ؎

معشوق ما بشرب ہر کس موافق ست
با ما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

"قادیانی مذہب" کی تالیف میں تقریباً سو قادیانی کتابوں وغیرہ سے اقتباسات لئے گئے ہیں ان میں پچاس سے زیادہ تو خود مرزا صاحب کی اور باقی قادیانی اور لاہوری جماعت کے اکابر کی تصنیف و تالیف ہیں ۔ جماعتوں کی کتب سے تو گریز کرنے کی کوشش کی گئی ۔ لیکن مرزا صاحب کی کتب میں اسکی بھی گنجائش نہ تھی ۔ کس طرح انکار کر سکتے تھے ۔ بالآخر دو ہی دو ٹکسالی اعتراض پیش ہوئے ۔ اول یہ کہ قطع و برید کرکے نامکمل اقتباسات درج کئے گئے ہیں ۔ دوم یہ کہ یک طرفی تصویر درج کی گئی ہے ۔ دونوں اعتراض خواہ کتنے ہی بے اصل ہوں ۔ لیکن اگر اعتراض ہی کرنا تھا ۔ تو اسکے سوا اور کیا کر سکتے تھے ۔ لیکن کتابیں بھی موجود ہیں ۔ اقتباسات بھی موجود ہیں ۔ جو صاحب تحقیق کرنا چاہیں ۔ تحقیق کر سکتے ہیں کہ قادیانی صاحبان کا پہلا اعتراض کس درجہ بے حقیقت ہے ۔ اقتباسات اپنی حد تک کس درجہ واضح اور مکمل ہیں ۔ یک رخی کا دوسرا اعتراض سو قادیانی عقائد و اعمال کے سب پہلو اس جامعیت سے یکجا پیش کئے گئے ہیں کہ عام و خاص سب بآسانی سمجھ گئے کہ قادیانی تحریک کا کیا پیام ہے اور کیا انجام ۔ البتہ قادیانی صاحبان یہ افسوس کریں تو بجا ہے

بہتر فیصلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

رہی موجود کتاب ،،قادیانی مذہب،، سو وہ ٹیڑھی کھیر تھی۔ نگلنی بھی مشکل اور اگلنی بھی دشوار تردید تو کیا کر سکتے۔ مجبوراً گریز سے کام لیا۔ اول تو یہ عذر پیش ہوا کہ قادیانی جماعت کی کتابیں غالیوں کی کتابیں ہیں۔ گویا ناقابل اعتبار ہیں۔ لہذا انکے اقتباسات اور حوالے سند نہیں ہو سکتے کیا خوب عذر ہے ؎

پردہ ہی گر پڑا کبوتر کا
جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا

اگر قادیانی جماعت کی کتابیں ناقابل سند اور خارج از بحث قرار دیدی جائیں۔ تو پھر مرزا صاحب کی تعلیم کا مفسر اور مبلغ کون بنے گا۔ یہی وہ جماعت ہے جو خلوص سے مرزا صاحب کی تعلیم کو بلا کم و کاست قبول کرتی ہے۔ لاہوری جماعت کی مصلحت آمیزیاں تو اس درجہ واضح ہو چکی ہیں کہ قادیانیت کے متعلق انکی کتابیں نہ قادیانیوں میں معتبر شمار ہوتی ہیں اور نہ مسلمانوں میں۔ انکا بیشتر مصرف یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے نفاق کا ثبوت دیں۔ لطف یہ ہے کہ خود لاہوری جماعت کے اکابر کی بھی قدیم تحریریں جب کہ مصلحت آمیزی شروع نہ ہوئی تھی۔ قادیانی جماعت کے موجودہ عقائد سے متفق ہیں۔ ان تحریرات کی بابت جو عذرات پیش کئے جاتے ہیں۔ وہ بدتر از گناہ معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً امیر جماعت لاہور مولوی محمد علی صاحب جب اپنی سابقہ تحریرات کا انکار نہ کر سکے اور کوئی تاویل بھی نہ کر سکے تو انکی زد سے بچنے کے لئے کیسے بھولے بن گئے۔ فرماتے ہیں۔

،،اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتوے دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے انکا کوئی تعلق نہیں ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتوے دینا چاہیں دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتوے جس کو تیس سال

ان دونوں کتابوں میں اس تحقیق اور صراحت کا نام بھی نہیں ہے۔ خیال آرائی دوسری بات ہے۔ لیکن قادیانی تعلیمات میں یہ کمال بھی ہوتا ہے کہ تحقیق چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر زہر نہیں تو نگاہی سہی۔

قادیانی زہر جس مربا بو شہد کا بند رہتا ہے۔ وہی اس مضمون میں بھی مدد ہے یعنی ہم نے دین کے لیے خدمات انجام دی ہیں اور مسلمان ہم سے مدتوں خوش اور معتقد رہے ہیں جو سب سے بڑی سعادت ہے تو پھر ہم پر کیوں غرف کھائی ہے۔ ہم سے کیوں بدبرس بھولی ہے۔ سچ ہے کہ مسلمانوں نے خاص کر جدید تعلیم یافتہ طبقے نے قادیانیوں پر بالعموم اور لاہوری جماعت پر بالخصوص مدتوں اعتماد کیا۔ اور ہر طرح مالی و اخلاقی امداد کی۔ حسن ظن اور وسعت اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ لیکن آسیب آخر کہاں تک چھپتا آخر ظاہر ہو گیا کہ دین و ملت میں مسلمانوں کے مار آستین کون ہیں۔ اور اس نمائشی داد و دہش کا اندرونی منشا کیا ہے۔ شبہ ہونے پر لامحالہ مسلمان محتاط ہو گئے۔ اور یہی حزم اور احتیاط قادیانی صاحبان کو سخت زہر معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی پردہ دری ہو رہی ہے۔ حسن ظن کے زمانہ میں مسلمانوں سے جو حسن خدمت کے پروانے حاصل کئے تھے۔ وہ اب انکے بیدار ہونے پر شکایتاً شائع کئے جا رہے ہیں۔ گویا ایک مرتبہ فریب کھا کر مسلمانوں کو حق نہیں کہ وہ ہوشیار رہیں۔ اور اپنی حفاظت کریں۔

چنانچہ حسب معمول ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی نے بھی اس مضمون میں بعض سربرآوردہ مسلمانوں کے پروانہ جات خوشنودی پیش کئے ہیں۔ جو کسی زمانہ میں انھوں نے حاصل کئے تھے۔ مثلاً ان میں ایک پروانہ عالیجناب نواب صاحب مانگرول کا بھی درج ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اسلام کی خدمت کرے اور فریب نہ دے تو مسلمان کس فراخ حوصلگی سے اسکی خدمات کا اعتراف کرنے کو تیار ہیں۔ اعتراف کے سوا عجب نہیں کہ اس زمانہ میں مانگرول سے قادیانی صاحبان کو مالی امداد بھی ملتی ہو۔ لیکن جب فریب

کہ الہام و اقتباس کے جو پردے پڑے ہوئے تھے تاویل و تعلّی کے جو غلاف چڑھے ہوئے تھے اور جن سے پچاس سال کام چلا وہ پردے اٹھ گئے۔ غلاف پھٹ گئے حقیقت کھل گئی۔ اور یہی انجام ہونا تھا۔

لایعنی تاویل اور بے محل تمثیل یہ دو خاص گُر قادیانی ذہنیت کا سرمایہ ہیں۔ اور ان ہی کے تصرفات سے ان کا مذہب بنا۔ ان کے کرشموں کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی۔ مثلاً بلا تکلف دمشق قادیان بن گیا۔ قادیان میں مسجد اقصیٰ بن گئی خود مرزا صاحب آدم بن گئے عیسیٰ بن گئے موسیٰ بن گئے محمد بن گئے۔ احمد بن گئے سب نبیوں کا مجموعہ بن گئے۔ لگے ہاتھوں کرشن جی بھی بن گئے۔ ایمان و عقائد بھی جیسے مناسب حال معلوم ہوئے بن گئے۔ اسی بناوٹ میں تاویل و تمثیل نے جو بے دریغ اور بے باک تصرف کئے ہیں ان کی نظیر مذہبی تاریخ میں کم نظر آتی ہے۔ اگر قادیانی تاویلات و تمثیلات کو یکجا کر دیا جائے تو یقیناً بہت سبق آموز بلکہ عبرت انگیز مجموعہ ہوگا۔ قادیانی تاویل و تمثیل کا یوں تو دائرہ بہت وسیع ہے لیکن اس کے چند خاص گُر یہ ہیں۔ اول یہ انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات مرزا صاحب میں ثابت کئے جائیں دوم یہ کہ مرزا صاحب کے تمام نقائص انبیاء علیہم السلام میں ثابت کئے جائیں۔ تاکہ مرزا صاحب کی میزان ٹھیک بیٹھ سکے۔ علی ہذا مخالفت کی بنا پر مسلمان یہودی ثابت کئے جائیں۔ کافر ثابت کئے جائیں۔ مسلمان کوئی کتاب لکھیں جس سے قادیانیوں کی حقیقت کھلے تو اسکو مخالف اسلام کتابوں کے مماثل قرار دیا جائے۔ چنانچہ تالیف "قادیانی مذہب" کو آریوں کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" اور عیسائیوں کی کتاب "امہات المومنین" کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ اگر کتاب "قادیانی مذہب" کا ان دونوں کتابوں سے مقابلہ کیا جائے تو قادیانی صاحبان کی حیلہ بازی خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔ کہ اول الذکر کتاب (قادیانی مذہب) میں جس پایہ کے سندات جس تواتر اور تسلسل کے ساتھ جس کثرت سے پیش کئے گئے ہیں اور قادیانی تحریک کے سب پہلو کسی حاشیہ آرائی کے بغیر جس وضاحت اور جامعیت سے پیش کئے گئے ہیں

عنایات یاد دلا دلا کر قادیانی صاحبان مسلمانوں سے شکوہ کرتے ہیں۔ حالانکہ شکوہ مسلمانوں کو کرنا چاہیے کہ ان کے حسن ظن اور حسن اخلاق سے بیجا فائدہ اٹھایا گیا۔ بہرحال علماء و مشائخ ہی نے نہیں بلکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے سربرآوردہ مسلمانوں نے بھی بخوبی سمجھ لیا۔ اور اقرار کیا کہ قادیانیت واقعی عجب دام فریب تھا۔ یونہ بھانڈا پھوٹے اور یہ طلسم ٹوٹے۔ کیسے کیسے ہوشیار اور صاحب اقتدار مسلمان جو کل تک قادیانیوں کے مداح اور حامی کار تھے۔ آج قادیانیوں سے بیزار ہیں اور اپنی سابقہ معاونت سے شرمسار ہیں لیکن ہم کو قادیانی صاحبان کی طرح اشتہار بازی منظور نہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ خود قادیانی صاحبان کو اس کا اقرار ہے ملاحظہ ہو۔

"ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ (قادیانی) سب کو کھائے جا رہا تھا۔ دنیا کی نگاہیں بار بار اٹھتی تھیں کہ حقیقی کام یہ جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ . . . . اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ ہی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے۔ وہ نفرت کرنے لگ گئے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۴ ۲ ص ۹۳ مورخہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء

مثلاً خواجہ حسن نظامی صاحب حال ہی میں مانگرول تشریف لے گئے تو ۶ فروری ۱۹۳۶ء کی بابت روزنامچہ میں لکھتے ہیں۔ اور یہ روزنامچہ ۱۲۔ فروری ۱۹۳۶ء کے اخبار منادی دہلی میں شائع ہوا کہ ہائی نس نواب صاحب مانگرول کے ہاں ہر وقت علمی چرچے رہتے ہیں۔ . . . . پہلے قادیانی عقائد کا میلان تھا۔ لیکن اب قادیانیوں کی دونوں پارٹیوں کے منکر ہیں۔

(فالحمد للہ علی ذالک۔ للمؤلف)

قادیانی صاحبان جو مسلمانوں کے ساتھ معاملہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اسکی وہی مثل ہے کہ اونٹ کے گلے میں بلی۔ کسی شخص نے سر بازار اپنی فیاضی کا اعلان کیا۔

کھلا تو نواب صاحب موصوف کو کتنا افسوس ہوا ہوگا کہ انکا حسن ظن برباد گیا۔ چنانچہ اسی سال (یعنی ۱۹۳۶ء) نواب صاحب موصوف نے ہم کو تحریر فرمایا ہے کہ میں نے آپکی مرسلہ چاروں کتابیں (قادیانی مذہب) توجہ سے پڑھیں۔ نقش اول سے نقش ثانی اور ثانی سے ثالث اور ثالث سے رابع کو بہت بہتر پایا۔ حقیقت میں آپ نے نہایت توجہ اور غور وخوض سے بہ اس آخری نمبر کو تیار کیا۔ اور اسکی اشاعت سے دین اسلام کی ایک نہایت اہم خدمت انجام دی قوم مسلم کو ایک بڑے خطرہ اور فتنہ سے آگاہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپکو ان خدمات دینی اور قومی کا اجر جمیل عطا فرمائے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء، نواب صاحب موصوف کی یہ وہ رائے ہے جو سالہا سال قادیانیوں کی قدر کرنے کے بعد حقیقت حال سے واقف ہوکر قائم کرنی پڑی۔ کیا اسی کو یک طرفہ فیصلہ کہتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ غالباً نواب صاحب مانگرول کو ایک زمانہ تک قادیانی صاحبان نے مغالطہ میں رکھا اور خدمت اسلام کے نام سے وہاں کافی فائدہ اٹھایا۔ لیکن حقیقت حال سے واقف ہونے کے بعد نواب صاحب موصوف نے اپنی ریاست میں بھی انسداد اور تدارک کا انتظام فرما دیا چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے اور یہ روزنامچہ اخبار منادی میں بتاریخ ۳۰۔ اکتوبر ۳۶ء شائع ہوا ہے کہ آج میں نے نواب صاحب (مانگرول) کا ایک فرمان مانگرول کے شیخ الاسلام کے پاس دیکھا جس میں نواب صاحب نے شیخ الاسلام کو لکھا تھا کہ آپ قادیانی عقائد کی تردید میں جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں میں اسکو اسلام کی بڑی خدمت تصور کرتا ہوں۔

یہی حال تقریباً تمام مسلم اکابر کا ہے۔ جنہوں نے مدتوں سطحی واقفیت کی بنا پہ قادیانی الہامات کی خوب داد دی خوب امداد کی لیکن حقیقت کھلنے پہ وہ چونک پڑے۔ احساس بیداری کا قادیانیوں کو قلق ہے۔ بہرا ف

ضمیمہ پنجم

قادیانی کتابیں

قادیانی مذہب کا پہلا اڈیشن تیار ہوا تو اس وقت مطلوبہ کتابیں بہت کم مل سکیں۔ فرمائشوں کا جواب تک نہ ملا۔ چنانچہ اس بارہ میں شکایت شائع کرنی پڑی لیکن "قادیانی جماعت" کے نام سے جو رسالہ شائع ہوا۔ جو ضمیمہ اول میں درج ہے تو رکاوٹ رفع ہوئی۔ اور کتابوں کی سبیل پیدا ہو گئی چنانچہ مقامی کتاب گھر کی معرفت قادیان سے کتابیں آنے لگیں اور اس کے ذریعہ بہت سی کتابیں خرید میں آگئیں۔ اسی زمانہ میں قادیان کے ایک تاجر کتب بھی حیدرآباد آنکلے ان سے بھی کچھ کتابیں مل گئیں۔ کچھ کتابیں راست قادیاں سے آگئیں۔ غرض کہ خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ قادیانی صاحبان کا شکریہ ادا کیا گیا۔

تاہم فرمائش کی متعدد کتابیں مہیا ہونی باقی تھیں۔ مقامی کتاب گھر نے امروز فردا میں بہت زمانہ گزار دیا تو بالآخر راست قادیان فرمائش بھیجنی پڑی امید تھی کہ وہاں سے کتابیں آجائیں گی۔ لیکن مایوسی ہوئی۔ ان میں سے بعض کے متعلق یہ ظاہر ہوا کہ وہ نایاب یا کم یاب ہیں۔ حال آں کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ کافی اہم ہیں۔ جب کہ وسیع پیمانہ پر قادیانی تبلیغی لٹریچر شائع کیا جائے تو بعض اصلی کتابوں کا اشاعت سے غائب ہو جانا بہت عجیب اور مایوس کن ہے۔ مریدین و معتقدین۔ محققین و مناظرین سب متعلقہ جماعتوں کو ان کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ شاید کسی مصلحت سے ان کی اشاعت ختم کر دی گئی یا کچھ وقفہ کے بعد وہ حسب مصلحت ترمیم

کر وہ اونٹ اللہ واسطے مفت دینا چاہتا ہے۔ البتہ یہ شرط ہے کہ جو شخص اونٹ لے وہ اس بلی کو قیمتاً خریدے جو اونٹ کے گلے میں بندھی ہوئی ہے اور بلی کی اتنی قیمت رکھدی کہ اسمیں اونٹ بھی مہنگا پڑتا تھا۔ یہی حال قادیانیوں کا ہے کہ ایک طرف انکا ادعا ہے کہ وہ اسلام کی بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ دوسری طرف وہ اسلام کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ کو لازم اور لابد قرار دیتے ہیں۔ کہ جس سے خود اسلام معرض خطر میں پڑ جاتا ہے۔ اس نہج پر کاروبار چلانا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت پورے منافع کی طالب ہے اور لاہوری جماعت کسر منافع پر راضی ہے مگر کاروبار وہی ایک ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

لاہوری جماعت کی دورنگی اب نہیں چل سکتی۔ اتنی مدت چلی یہ بھی تعجب ہے۔ اب اسکو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا ناگزیر ہے خواہ وہ یکسوئی سے مسلمان ہو جائے۔ اور تبلیغ اسلام میں لگ جائے اور خواہ وہ جی کڑا کرکے پکی قادیانی بن جائے اور قادیانیت میں کھپ جائے۔

ع دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

بہرحال جن کتابوں کے اقتباسات و حوالجات اس اڈیشن میں درج ہیں ان کی فہرست ذیل میں پیش ہے جس سے واضح ہوگا کہ فی الجملہ تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں سے مواد لیا گیا جن میں سوا سو سے زیادہ قادیانی ہیں اور بقیہ غیر قادیانی۔ ان قادیانی کتب میں پچاس سے زیادہ خود مرزا صاحب کی تصانیف ہیں۔ اور باقی قادیانی اکابر کی کتابیں اور چند اخبار و رسائل ہیں۔ غیر قادیانی کتب میں پانچ تو فن طب سے متعلق ہیں۔ اور باقی کتب اخبار و رسائل ہیں۔ جن سے یقینی واقعات نقل کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مفصل فہرست درج کرتے ہیں۔

(الف) جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف

(۱) اربعین
(۲) آریہ دھرم
(۳) ازالۂ اوہام
(۴) استفتاء
(۵) آسمانی فیصلہ
(۶) اعجاز احمدی
(۷) اعجاز المسیح
(۸) البلاغ مسمی بہ فریاد درد
(۹) الوصیت
(۱۰) الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ
(۱۱) انجام آتھم
(۱۲) انوار الاسلام
(۱۳) آئینہ کمالات اسلام
(۱۴) ایام الصلح
(۱۵) ایک غلطی کا ازالہ
(۱۶) براہین احمدیہ
(۱۷) پیغام صلح
(۱۸) تجلیات الٰہیہ
(۱۹) تحفۃ الندوہ
(۲۰) تحفہ قیصریہ
(۲۱) تحفہ گولڑویہ
(۲۲) تذکرۃ الشہادتین
(۲۳) تریاق القلوب
(۲۴) توضیح مرام
(۲۵) جنگ مقدس
(۲۶) چشمہ مسیحی

ہو کر شائع ہوں چنانچہ مصلحت آمیز ترمیم و تنسیخ کا ایک آدھ نمونہ شائع بھی ہوا ہے۔ بہر حال ہماری طرف بھی اصل کتابوں کی تلاش جاری رہی۔ چنانچہ بڑی جستجو سے کچھ کتابیں ہاتھ لگیں ہیں۔ ایک کمیاب مقالہ کلمۃ الفصل حیدرآباد کی قادیانی انجمن کے امیر صاحب سے چند روز کے واسطے مستعار مل گیا۔ جس کا شکریہ ادا کیا گیا۔ تائید غیب ہوئی تو الفضل اخبار کی بھی اکثر پرانی جلدیں قیمتاً مل گئیں۔ اس طرح قادیانی لٹریچر کا بہت خاصا ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ تاہم فراہمی کا سلسلہ جاری ہے تاکہ مسلمانوں کی لاعلمی اور بے خبری رفع ہو سکے۔

یہ امر قابل ستائش ہے کہ آجکل قادیانی جماعت جناب مرزا صاحب کی اصلی کتابیں شائع کرنے میں زیادہ مستعد بنی ہوئی ہے جس سے بیشتر کتابیں دستیاب ہوتی ہیں۔ لاہوری جماعت نے بھی مرزا صاحب کی کتابیں شائع کی ہیں۔ لیکن کم۔ ان میں بھی خصوصیت سے عربی کتابیں شامل ہیں۔ تاکہ عربی ممالک میں کام آئیں۔ ان کو اپنا تبلیغی لٹریچر شائع کرنے کی زیادہ فکر معلوم ہوتی ہے۔ تحقیق کے واسطے ان کے ہاں سے اصل مواد کم ملتا ہے۔ تاہم وہاں سے بھی کتابیں آئیں۔ کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ دونوں جماعتوں کا شکریہ واجب ہے۔

”قادیانی مذہب“ میں جو اقتباسات درج ہیں ان میں سب نہیں تو ننانوے فی صد سے زیادہ اصل کتابوں سے اخذ کئے گئے شاذ اصل کتابیں نہ ملنے کی صورت میں دیگر کتب سے نقل کرنے پڑے لیکن یہ کتابیں بھی بجائے خود کافی معروف و مروج اور مسلم ہیں۔ صفحوں کے حوالے میں بھی کافی اہتمام کیا گیا لیکن ایک پیچیدگی رہ گئی۔ وہ یہ کہ مختلف اڈیشنوں کے صفحوں میں بھی اختلاف نکلا۔ اور بعض اڈیشنوں پر سن طباعت بھی درج نہیں ملا۔ اس لئے بعض صورتوں میں ایک اڈیشن کے صفحات کا حوالہ دوسرے اڈیشن میں ہو بہو ملنا ممکن نہیں لیکن ایسی صورتیں معدودے چند ہیں۔ زیادہ نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں تک موقع ملا۔ پوری چھان بین کی گئی۔ یوں سہو انسانی یا کتابت کی غلطی دوسری بات ہے۔

(۶۶)	حقیقۃ الامر	(۷۱)	انوار خلافت
(۶۷)	حقیقۃ النبوۃ	(۷۲)	منہاج الطالبین
(۶۸)	دعوۃ الامیر	(۷۳)	منصب خلافت
(۶۹)	ذکر الٰہی	(۷۴)	مسیح موعود کے کارنامے
(۷۰)	ساداتوں کی روشنی		

(ج) صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کی تصانیف

(۷۵) کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جلد ۱۴ نمبر ۳ و ۴

ملفوظات مسعود

(د) حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول کی تصانیف

(۷۶) نورالدین

(ہ) مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی تصانیف

(۷۷)	النبوۃ فی الاسلام	(۷۹)	تحریک احمدیت
(۷۸)	بیان القرآن	(۸۰)	حقیقت اختلاف
		(۸۱)	نکات القرآن

(و) دیگر قادیانی صاحبان کی تصانیف

(۸۲) احمدیہ لیگ میں ایسوسی ایشن کے ہینڈبل نمبر ۱۵ و نمبر ۲۲

(۸۳)	ازالۃ الباطل	مؤلفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۸۴)	اسلامی قربانی	مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی
(۸۵)	اظہار حقیقت	منجانب انجمن انصار اللہ قادیانی
(۸۶)	البشریٰ	مؤلفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری
(۸۷)	المہدی	مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری
(۸۸)	آئینۂ احمدیت	مؤلفہ دوست محمد صاحب قادیانی لاہوری
(۸۹)	آئینہ حق نما	مؤلفہ یعقوب علی صاحب قادیانی

(۲۷) چشمہ معرفت
(۲۸) حجۃ اللہ
(۲۹) حقیقۃ المہدی
(۳۰) حقیقۃ الوحی
(۳۱) حمامۃ البشریٰ
(۳۲) خطبہ الہامیہ
(۳۳) دافع البلاء
(۳۴) درثمین
(۳۵) رسالہ جہاد
(۳۶) ستارۂ قیصریہ
(۳۷) ست بچن
(۳۸) سراج منیر
(۳۹) سیرۃ الابدال
(۴۰) شہادۃ القرآن
(۴۱) ضرورۃ الامام
(۴۲) کتاب البریہ
(۴۳) کشتی نوح
(۴۴) کشف الغطاء
(۴۵) گورنمنٹ کی توجہ کے لائق رسالہ
(۴۶) لجۃ النور
(۴۷) لکچر اسلام
(۴۸) نور احمدی
(۴۹) نجم الہدیٰ
(۵۰) نزول المسیح
(۵۱) نسیم دعوت
(۵۲) نشان آسمانی
(۵۳) نور الحق
(۵۴) نور القرآن
(۵۵) مواہب الرحمن

(ب) میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تصانیف

(۵۶) القول الفصل
(۵۷) انوار خلافت
(۵۸) آئینہ صداقت
(۵۹) برکات خلافت
(۶۰) تحفۃ الملوک
(۶۱) تحفہ اردن
(۶۲) تحفہ شہزادہ ویلز
(۶۳) تحفہ ولنگڈن
(۶۴) تقدیر الٰہی
(۶۵) حق الیقین

مکاشفات	مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی
(۱۱۳) کذبات احمدیہ	مولفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب قادیانی
(۱۱۴) ملفوظات احمدیہ	منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
(۱۱۵) منکرین خلافت کا انجام	مصنفہ جلال الدین شمس صاحب قادیانی
(۱۱۶) نہج المصلی	مولفہ محمد فضل خان صاحب قادیانی

(ز) قادیانی اخبار و رسائل

(۱۱۷) اخبار الحکم قادیان	اخبار فاروق قادیان
(۱۱۸) اخبار الفضل قادیان	رسالہ تشحیذ الاذہان۔ قادیان
(۱۱۹) اخبار بدر قادیان	رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان
(۱۲۰) اخبار پیغام صلح لاہور	

(ح) غیر قادیانی کتب

(۱۲۱) اکسیر اعظم (طب)	مولفہ حکیم محمد اعظم خان۔
(۱۲۲) الکاویہ علی الغاویہ	مصنفہ مولوی محمد عالم صاحب آسی
(۱۲۳) آئینہ کمالات مرزا (صاحب) تنقید۔	منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعۃ
(۱۲۴) رحمانی مونگیر شریف۔	
(۱۲۵) تذکرۃ الاوثاق فی علاج الفراق (طب)	مصنفہ حکیم اصغر حسین خان فرخ آبادی
(۱۲۶) کاویہ علی الغاویہ	مصنفہ مولوی محمد عالم آسی صاحب (امرتسر)
(۱۲۷) خطوط سرسید	مرتبہ سید راس مسعود صاحب
(۱۲۸) مسیح دجال کا سربستہ راز	تنقیحاً از ملک نظیر احسن صاحب بہاری
(۱۲۹) رسالہ الذکر الحکیم	مولفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

(۸۹) ام العرفان مصنفہ عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۹۰) انوار احمدی مولفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید صاحب قادیانی
(۹۱) تبلیغ رسالت مولفہ میر قاسم علی صاحب قادیانی
(۹۲) تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب
(۹۳) تفسیر آسانی مولفہ عبداللہ تماپوری صاحب قادیانی
(۹۴) حیات احمد مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی
(۹۵) حیات النبی مولفہ یعقوب علی صاحب قادیانی
(۹۶) حیات ناصر مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی قادیانی
(۹۵) خادم خاتم النبیین مصنفہ صدیق دین دار صاحب قادیانی
(۹۸) خطوط امام بنام غلام مولفہ محمد حسین قریشی صاحب قادیانی
۹۹) رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی
(۱۰۰) رسالہ درود شریف مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی
(۱۰۱) رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر تبصرہ مصنفہ شیر علی صاحب قادیانی
(۱۰۲) رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے اپنے سابقہ تحریرات سے متعلق جوابات پر نظر
(۱۰۳) رسالہ نبر ختم مصنفہ شیخ غلام محمد صاحب قادیانی
(۱۰۴) رسالہ مولفہ فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی
(۱۰۵) رسالہ احمدی النبوۃ فی الاسلام مولفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی
(۱۰۶) عسل مصفی مولفہ مرزا خدا بخش صاحب قادیانی
(۱۰۷) فتاوی احمدیہ مولفہ محمد فضل خاں صاحب قادیانی
(۱۰۸) کتاب منظور الٰہی مولفہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی
(۱۰۹) کشف الاختلاف مولفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی
(۱۱۰) لِکل امۃ اجل مصنفہ احمد نور کابلی صاحب قادیانی
(۱۱۱) مجدد کامل مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب قادیانی

(۱۳۰) سودائے مرزا (صاحب) تنقید از حکیم محمد علی صاحب امرتسر

(۱۳۱) سیر المصنفین مولفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا

(۱۳۲) شرح اسباب و علامات (طب) مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس بن عوض المتطبب الکرمانی

(۱۳۳) مخزن حکمت (طب) مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب

(۱۳۴) قادیانی جماعت مولفہ پروفیسر الیاس برنی

(۱۳۵) قانون۔ (طب) مولوی شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا

(ط) غیر قادیانی اخبار و رسائل

(۱۳۶) اخبار النجم لکھنؤ

(۱۳۷) اخبار مباہلہ۔ قادیان و امرتسر

(۱۳۸) اخبار مدینہ بجنور

(۱۳۹) رسالہ حقیقت اسلام۔ لاہور

(۱۴۰) رسالہ دلگداز۔ لکھنؤ

(۱۴۱) رسالہ شمس الاسلام (بھیرہ پنجاب)

فہرست کتب

پروفیسر الیاس برنی کے تالیفات و تراجم

(۱) سلسلۂ دعوت صدیق

(۱) **اسرار حق** ۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ارشادات صدیقین و اکابرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب اور ان کے مقابل یورپ کے جدید سائنس و فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن کی بنیاد اس کے مقامات احدیت کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت، نبوت اور ولایت کے مراتب، کشف و کرامات کی اہمیت اور دیگر معارف متعلقہ، ایک نظر میں اسلام کی روحانی تعلیم عجیب نظم دلنشین پیرایہ میں آ جاتا ہے پھر اندازہ ہوتا ہے کہ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ (زمر) جن علوم کو تنزیل شانہ صدق اور جن کے حاملین کو صادقین و صدیقین سے تعبیر فرماتا ہے اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوف اور روحانی کہلاتے ہیں ان کی تحقیق و تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے جو مقابل دیدہ ہے۔ بحجم تقریباً [illegible] صفحہ مبلغ ([illegible])

پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ دوسرا اڈیشن بعد نظر ثانی و اضافہ مضامین عنقریب طبع ہو کر شائع ہوگا (انشاءاللہ)

(۲) **تسہیل الترتیل** قرات کی ضرورت اور اہمیت، اس کے اصول و طریق، اس کے

سی تعلیم یافتہ طبقہ کی خاطر ایک مختصر اور مستند مجموعہ ترتیب دیا ہے جس میں اسلامی عبادات اور تقریبات کے تمام ضروریات ادعیہ وغیرہ جن سے ہر مسلم کو سابقہ پڑتا ہے یا پڑ سکتا ہے بترتیب یکجا جمع ہیں۔ عربی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے جس کے مطالعہ کے بعد اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق و آداب سے پوری واقفیت ہو جاتی ہے کسی طرح پریشانی و پشیمانی کا احتمال باقی نہیں رہتا جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اس مجموعہ کی بالخصوص ضرورت ہے۔ (زیر تالیف)

(۵) **فتوح الحکم** یہ ایک جدید تالیف ہے کلب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات فتوح الغیب میں اور خطبات فتح الربانی میں مرتب اور شائع ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی حضرت کے ارشادات و خطبات کا بہت سا ذخیرہ دیگر کتب میں موجود ہے بفضلہ بعض قدیم قلمی نسخوں کا بھی پتہ لگا ہے جو اب تک طباعت و اشاعت سے مستغنی رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ تمام ذخیرہ خاص اہتمام سے مؤمنین کے واسطے عنقریب مہیا ہو جائیگا۔ تالیف مکمل ہو چکی طباعت درپیش ہے۔ فالحمد للہ

(۶) **فیوضات قادریہ**۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے تمام اذکار و اوراد و مجربات اور وظائف خاص تحقیق سے فراہم کئے ہیں۔ سلوک قادریہ کا اصلی طریق ہے طالبین کے واسطے بڑی نعمت ہے یہ مجموعہ خاص اہتمام سے طبع ہو کر جلد شائع ہوگا۔ انشاء اللہ

(۷) **سلطان مبین**۔ شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی حیات بابرکات خاص تحقیق کے ساتھ اس انداز سے مرتب ہوئی ہے کہ ظاہری اور باطنی سرمایہ پیش نظر ہو کر زبان اور دل بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں ؎

بیت
ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(زیر تالیف)

(۸) **مکاتیب المعارف**۔ مرشدی و مولائی حضرت الحاج مولانا شاہ محمد حسین صاحب قبلہ چشتی القادری مدظلہ العالی کے مکتوبات شریفہ کا مجموعہ حقائق قرآنی اور تعلیم ربانی کا عجیب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے۔ ایمان و اعتصام کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے اہل ایمان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ عجیب فیوض و برکات ہیں ماشاء اللہ ترتیب ہو رہی ہے عنقریب اشاعت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

اشارات خاص ترتیب سے نہایت سلیس اور عام فہم پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ہر جگہ پر قرآنی کلمات و آیات مع حوالجات بطور مثال کافی درج ہیں۔ نتیجہ یہ کہ قرآن کریم کے اکثر نازک اور دقیق مقامات بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور پڑھنے میں غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ بس اصل قراءت سے واقف ہونے کے بعد تلاوت میں کچھ اور ہی لطف آتا ہے اور حق کا راز کھلتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔

یوں تو ماشاء اللہ فن قراءت میں متعدد اردو رسالے موجود ہیں لیکن اپنی ترتیب اور تفہیم کے لحاظ سے یہ رسالہ بھی قابل دید ہے۔ حافظوں کو خصوصاً اماموں کو، عربی کے طلباء کو عام قرآن خوانوں کو اس کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ وَمَا تَوْفِیْقُنَا اِلَّا بِاللّٰہِ (زیر تالیف)

(۳) **مشکوٰۃ الصلوات**۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ ۲۲) حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں علماء عظام اور اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو صلوٰۃ و سلام عرض کئے ہیں وہ اسلامی معارف اور عربی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں گویا رفعنا لک ذکرک کی الہامی تفاسیر ہیں یا انک لعلیٰ خلق عظیم کی معنوی تصاویر ہیں۔ ان کے مطالعہ سے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت اور محبت دل میں پیدا ہوتی ہے ان کے ورد سے ماشاء اللہ نسبت محمدی کا فیضان جاری ہوتا ہے اور دین کی قبولیت کا دروازہ کھلتا ہے یہ بے بہا ذخیرہ بعض قدیم مجموعات مثلاً دلائل الخیرات وغیرہ میں فراہم کیا گیا تاہم اس کا بہت سا حصہ متفرق رہ گیا بفضل الٰہی ایک جدید مجموعہ تیار ہوا ہے جس میں اکابرین کے اکثر درود شریف بڑی تجسس و تحقیق سے بہ ترتیب خاص جمع کئے ہیں۔ غالباً اب تک صلوٰۃ و سلام کا کوئی مجموعہ اس قدر وسیع شائع نہیں ہوا۔ فدائیان رسول کے لئے بڑی نعمت ہے۔ کتابت کشادہ، طباعت پاکیزہ، کاغذ نگین، تقطیع حمائلی، ہر صورت قابل دید قیمت صرف آٹھ آنہ۔

(۴) **ہدایت الاسلام**۔ تمدن حاضرہ کی بدولت جوں جوں معاشی اور سیاسی مصروفیت بڑھ رہی ہے دین کی ضروری معلومات حاصل کرنے کا موقع بھی بمشکل نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ عام طور پر جدید تعلیم یافتہ حضرات شعائر اسلام سے اس درجہ ناواقف ہیں کہ کسی عبادت یا مذہبی تقریب میں کبھی شرکت کا موقع آتا ہے تو ظاہری تقلید بھی ان کے واسطے دشوار ہو جاتی ہے لا محالہ دل میں ندامت ہوتی ہے جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

فہرست کتب

دورہ نفسہ حاضرہ اور اس سفرنامہ میں حجاز کے لوگوں کے حالات مختلف دینی اخلاقی معاشرتی معاشی اور سیاسی تفصیل سے درج ہوئے۔ ان کے سوانح کے معلومات اور سفر کے دلچسپ واقعات بھی لکھے ہیں۔ جلد اول کے صفحہ پڑھنے میں خاص لطف آتا ہے۔ (زیر طبع)

(۱۱) **تحفۂ محمدی** اس میں عربی صلوٰۃ و سلام اور فارسی اردو نعتوں کا عجیب پر انوار خزانہ جمع ہے کہ

روح کو گرما دے اور قلب کو تڑپا دے بھی

قابل دید مجموعہ ہے۔ محبت نبوی کے شیدائی خاص و عام سب مسلمانوں کے واسطے بیش بہا سرمایہ ہے۔ میلاد مبارک کا بہترین تحفہ ہے۔ ابیات لذات اور معانی تعریف کا بہترین نادر مجموعہ پانسو اشعار کا ہے۔ بفضلہ اس سلسلہ کی چار جلدیں طبع ہو گئی ہیں۔ تقطیع چھوٹی کاغذ نگین طباعت پاکیزہ ہر طرح دیدہ زیب۔

یہ سلسلہ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے واسطے ہدیہ ہے وہ چاروں جلدوں کا ایک ایک نسخہ اپنے اپنے واسطے دست بدست یا فی نسخہ ۸؍ آنہ محصول ڈاک بھیج کر بلا قیمت مؤلف سے حاصل کر سکتے ہیں۔ عام مسلمان ۲ روپے فی جلد کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔ فدائیان رسول اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں تو دس روپیہ فی صد کے حساب سے کم از کم سو نسخے خرید فرما دیں۔ اگر یکمشت سو روپیہ عنایت فرمائیں تو ایک ہزار نسخے جو ۱۰ سال خدمت کریں گے ان میں ان کا اسم گرامی بحیثیت معاون طبع کرا کر درج کرا دیا جائے گا۔ یہ نسخے اپنے کنبے برادری محلے مدرسے میں فی سبیل اللہ بچوں کو ہدیۃً تقسیم کر دیں۔ اس سلسلہ کی اشاعت تمام ہندوستان میں بآسانی ممکن ہے۔ خادمان اسلام حب محمدی کا تحفہ اس میں اپنا دیں اور لطف الٰہی کا کرشمہ دیکھیں۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ موجودہ [illegible]

(۱۲) **قادیانی مذہب** ۔ یہ کتاب قادیانیت کا علمی محاسبہ ہے۔ قادیانی تحریک کا مرقع ہے جس سے اس تحریک کی ابتدا، عروج، زوال اور خاتمہ کا نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور دیگر قادیانی اکابر کے ذاتی حالات۔ قادیانیوں کے عقائد اور قادیانیوں کے اعمال۔ بیس فصلوں کے تحت بترتیب خاص نہایت شرح و بسط سے پیش کئے گئے ہیں۔ لطف یہ کہ کل مضامین خود قادیانی کتابوں سے لے کر مع حوالہ درج کئے گئے ہیں۔ [illegible]

(۹) صراط الحمید جلد اوّل یعنی سفرنامہ مقاماتِ مقدسہ عراق، شام، فلسطین وحجاز۔ ان چاروں اسلامی ممالک کے گوناگوں چشم دید حالات، نہایت دلچسپ و مفید معلومات سیر و سفر کے مفصل روایات، راہ و منازل کے مکمل نقشہ جات، غرض کہ سیاحت کے تمام ضروریات بالتفصیل مذکور ہیں۔

اکثر مقدس مقامات مثلاً بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریفین، سامرہ شریف، دمشق، بیت المقدس، بیت اللحم، خلیل الرحمٰن۔ ان سب کے متبرک زیارات و روایات۔ اولیائے کرام کی علمی فتوحات و تصنیفات۔ سب کچھ بتفصیل موجود ہے سب سے بڑھ کر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے تفصیلی مشاہدات اسلامی احساسات بارگاہ اقدس کے انوار و برکات، فیوض و انعامات۔ بیت اللہ شریف کی دینی تحقیقات فریضہ حج کے تمام تفصیلات یعنی احکام و مسائل، طور و طریق، ادعیہ و صلوات بترتیب و تنظیم خاص کہ پھر کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے اور حج تمام و کمال بحسن و خوبی ادا ہو جائے۔ بحول اللہ تعالیٰ

سفرنامہ میں جا بجا قرآنی معارف اور ایمانی نکات، وہبی واردات، روابط قلبی کے نازک اشارات، عبارت کی لطافت گویا آبحیات کہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دل کو عقیدت و محبت کا فرا ملتا ہے۔ مزید برآں خاص خاص زیارات کی قابل دید عکسی تصویرات کہ شنید میں دید کا لطف آجائے گویا آنکھوں میں نقشہ پھر جائے۔

ضمنی طور پر بمبئی، کراچی، بصرہ، حلب، حمص، حما، بیروت، حیفہ، قنطرہ، سویز، ینبوع، جدہ اور کامران۔ ان مقامات کا بھی ضروری حال درج ہے اور مسافروں کو جہاں جو جو صورتیں پیش آتی ہیں وہ بھی واضح کر دی ہیں کہ وقت پر حیرانی و پریشانی نہ ہو، ناواقفیت سے کچھ زیاں نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ عامۃ المومنین اور بالخصوص حجاج و زائرین کے واسطے یہ سفرنامہ واقعی بڑی نعمت ہے گھر بیٹھے زیارت کا لطف آتا ہے۔ سفر میں نہایت عمدہ رفیق اور واقف کار معلم کا کام دیتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی کی احتیاجی نہیں رہتی۔ ان خوبیوں کی بدولت ہاتھوں ہاتھ جا رہا ہے۔ طباعت پاکیزہ، حجم ۵۰۴ صفحہ قیمت دو روپیہ۔

(۱۰) صراط الحمید (جلد دوم) حج و زیارت کی غرض سے مصنف دوبارہ مکہ معظمہ

اسلامی مدارس کے واسطے بہت مفید ہے

جلد سوم ۔ متعلق قومیات یعنی ہندوستان کی متحدہ قومیت کے متعلق ہندو مسلمان اور وطنی بہت
شاعروں کا اعلیٰ پایہ کا کلام جو بہت مکمل اور مفید ثابت ہوا ہے اس جلد میں نمونۂ قدیم و جدید انتخاب سبھی قابل دید ہیں
قومی مدارس کے واسطے بہت موزوں ہے ۔

جلد چہارم ۔ متعلق اخلاقیات یعنی اُردو شاعری میں اخلاق و حکمت کے بہ افضل اصول جو کہ
تجربہ پر مبنی ہیں اور جو بہتری کی ترقی کا سبب ہیں ۔ فراہم کرنے گئے ہیں ۔ یہ جلد لڑکیوں اور نوجوانوں کے واسطے بیش
قدر تحفہ ہے ۔ تمام مدارس کے لئے یکساں مفید ہے ۔

دوسرا سٹ

جامع غزلیات

جلد اوّل ۔ اُردو شاعری کے تاجدار یعنی میر تقی میر، درد، سودا اور مصحفی کے کلام کا مربوط
اور جامع انتخاب ۔ یہ کتاب کالج کی اعلیٰ جماعتوں میں درس کے قابل ہے ۔

جلد دوم ۔ اُردو کے مایۂ ناز شاعر مرزا غالب اور اُن کے خاص ہمعصر یا خاص ہم رنگ شعرا
ذوق، ظفر اور حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب ۔ یہ کتاب بھی اعلیٰ جماعتوں کے درس کے قابل ہے ۔

جلد سوم ۔ تقریباً تیس قدیم مستند اور باکمال شعرا کے کلام کا اعلیٰ انتخاب جو اپنی قدامت اور
جامعیت کے لحاظ سے قابل دید ہے ۔

جلد چہارم ۔ تقریباً ساٹھ جدید مشہور و مقبول شعرا کے کلام کا دل کش انتخاب شاعری کے جدید
دور کا اس سے خوب اندازہ ہو سکتا ہے ۔

تیسرا سٹ

مناظر قدرت

جلد اوّل ۔ متعلق اوقات ۔ یعنی صبح، شام، دن، رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما

تقریباً سوا سو قادیانی کتابیں شامل ہیں جن میں پچاس سے زیادہ خود مرزا صاحب کی اور بقیہ قادیانی اکابر کی تصنیف و تالیف ہیں۔ یہ کتاب اپنی سند اور جامعیت کے سبب قادیانیت کی قاموس مانی جاتی ہے۔ تقطیع کلاں۔ حجم ۱۲۰۰ صفحہ طباعت پاکیزہ (پانچواں اڈیشن) قیمت صرف تین روپے۔

(۲) سلسلۂ منتخبات نظم اُردو

مروجہ غزلیات کی کثرت سے عموماً یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اُردو شاعری کی ساری کائنات عشق و حسن اور گل و بلبل کی پارینہ داستان ہے مگر تحقیق سے ثابت ہو گا کہ اُردو میں بھی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں البتہ وہ اب تک منتشر اور غیر معروف تھیں۔ چنانچہ موجودہ انتخاب سے اس کی پوری تصدیق ہوتی ہے۔ اس میں تقریباً دو سو قدیم و جدید نامور شعراء کا بہترین کلام نہایت عجیب و غریب ترتیب کے ساتھ بارہ مستقل جلدوں میں جمع کیا گیا ہے جس کو دیکھ کر اُردو شاعری کی وسعت و رفعت پر حیرت اور مسرت ہوتی ہے دوسری زبانوں میں اس سلسلے کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ادبِ اُردو کا عجیب دلفریب اور نادر تحفہ ہے جس کی سب سے شعرائے عرب اور نقادِ سخن داد بلکہ مبارکباد دے رہے ہیں۔ اُردو داں حلقوں میں اس سلسلے کی خاصی دھوم مچ گئی ہے اور اس کی مقبولیت روز افزوں ہے۔ الحمد للہ۔

یہ سلسلہ یوں تو ۱۹۱۱ء سے بتدریج شائع ہو ہو کر ہاتھوں ہاتھ چلتا رہا لیکن ۱۹۲۲ء میں اس کی بارہ جلدیں اضافۂ مضامین اور جدید ترتیب کے ساتھ از سرِ نو شائع کی گئیں اور یہ اس کی مستقل شکل قرار پائی۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

پہلا سٹ

معارفِ ملت جلد اوّل متعلق دینیات یعنی حمد، نعت، مناجات اور معرفت کی نظمیں جن میں دین و ایمان کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ صاحب دلوں اور عاشقانِ رسول کے واسطے بڑی نعمت ہے۔

جلد دوم متعلق اسلامیات یعنی اسلام اور مسلمانوں کے ماضی حال اور مستقبل کی تفسیریں اور تصویریں جو قلب کو گرماتی اور روح کو تڑپاتی ہیں خاص کر واقعہ کربلا کے جگر دوز نقشے ذوقِ شہادت تازہ کر دیتے ہیں

بقیہ

کتاب کے مطالعہ سے مصنف نے نئے مضامین بحث و تمحیص ہوتے ہیں بلکہ اساسی معاشی ترقی حاصل ہوتی ہے خیالی مضامین کی بدولت ہندوستان کے سمجھے ہیں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے بلکہ علاوہ ہندوستانی یونیورسٹیوں میں ایم اے کلاس کے نصاب میں شامل ہے انگریزی کتابوں کے ساتھ ساتھ طلبہ اس کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال جو خود بھی معاشیات کے عالم ہیں تحریر فرماتے ہیں " آپ کی کتاب علم المعیشت اردو زبان پر ایک احسان عظیم ہے اور مجھے یقین ہے کہ زمانہ بھی تا ریخ کر اس کی پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن) تیسرا ایڈیشن بلحاظ ثانی حال میں شائع ہوا ہے حجم تقریباً ۸۰۰ صفحے قیمت پانچ روپیہ عہ

(۲) **اصول معاشیات** پہلی کتاب علم المعیشت عام و خاص قارئین کے واسطے نہایت سہل اور سلیس پیرایہ میں لکھی گئی لیکن خاص طلبہ کے واسطے کسی قدر دقیق اور دشوار مباحث کی ضرورت تھی۔ چنانچہ [illegible] تلخیص و اضافہ کر کے یہ جداگانہ نصابی کتاب تیار کی گئی۔ دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے خوشنما بڑی تقطیع کلاں حجم ۶۰۰ صفحے قیمت آٹھ روپیہ پانچ آنے (عہ)

(۳) **معیشت الہند**۔ ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح و ترقی کے واسطے فی زمانہ ازحد ضروری ہے۔ کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں علم المعیشت اور اصول معاشیات میں جو نظری مسائل بیان ہوئے ہیں اس کتاب کے ذریعہ سے ان کا ہندوستان میں عمل درآمد دکھایا گیا ہے خاص کر زر (کرنسی) بنک اور تجارت خارجہ جیسے اہم مباحث قابل دید ہیں یہ بھی بلا مبالغہ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع اور مستند کتاب ہے مدت سے شائقین کو انتظار تھا۔ الحمد للہ کہ دار الترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہو گئی۔ تقطیع کلاں حجم تقریباً ۵۰۰ صفحے قیمت عسلہ

(۴) **مالیات**۔ پبلک فینانس پر اردو میں سب سے پہلی جامع اور مستند کتاب ہے مہذب اور ترقی یافتہ سلطنتوں میں آمدنی کے کیا کیا ذرائع اور خرچ کی کیا کیا مدیں ہیں اور محاصل اور مخارج کا انتظام کس طرح پر قائم ہے۔ سلطنتوں کی مالی ترقی اور مرفہ الحالی کے کیا اسباب ہیں اور ان کا کیونکر عمل درآمد ہوتا ہے یہ تمام دقیق اور اہم مباحث نہایت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے مالی نظام کو بالتفصیل بطور مثال پیش کیا ہے اس کی تنقیح اور تنقید کی ہے ہندوستان کے

سرما، برسات اور بہار کے دلکش مناظر نظموں میں اس خوبی سے کھینچے ہیں کہ ان کو دیکھ کر طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ نیچر پرستوں کے لئے یہ جلد قدرت کی دل فریبیوں کا بہترین مرقع ہے۔

جلد دوم۔ متعلق مقامات یعنی آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت، باغات، شہر اور عمارات۔ شاعروں نے ان سب کی ایسی صاف شعری تصویریں کھینچی ہیں کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے ان کی سیر کر رہے ہیں۔

جلد سوم۔ متعلق نباتات و حیوانات یعنی پھول، پھل، کیڑے، پتنگے، تتلیاں، چڑیاں، پرندے، چرندے، چوپائے اور مختلف جانور وغیرہ ان سب کے حالات پڑھنے سے اندازہ ہو سکے گا کہ اردو شاعروں نے اشیاء قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم۔ متعلق عمرانیات یعنی ہندوستان کے تمدن، رسم و رواج، عید، تیوہار، غمی، شادی، میلے، ٹھیلے، محفلیں، جلسے، کھیل، تماشے، وضع لباس، صورت شکل، ہنسی مذاق، بزم اور رزم سب ملک کے حالات پیش نظر ہو کر دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ مناظر قدرت کی چاروں جلدیں زمانہ حال کے واسطے خاص کر بہت موزوں ہیں۔

غرض کہ شعر و سخن کا عجیب دل کش انتخاب ہے۔ شریف اور مہذب گھرانوں میں لڑکوں، لڑکیوں، مردوں، بیبیوں اور بڑے بوڑھوں کی خوش وقتی اور تفریح طبع کے لئے اس کے مطالعہ سے بہتر کوئی مشغلہ ملنا مشکل ہے شاید ہی کوئی علم دوست گھر اس سلسلے سے محروم رہنا گوارا کر سکے۔ کل بارہ جلدیں، خوش خط، خوش قطع، خوش نما مجلد قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ عہ ۱

جواہرِ سخن۔ فارسی شاعری کا بہترین کلام ایک جدید اصول پر زیر ترتیب ہے ان شاء اللہ نہایت دل کش اور دل پذیر ہوگا۔ عن قریب شائع ہوگا۔

(۳) سلسلۂ معاشیات

(۱) **علم المعیشت۔** جدید مغربی علم اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی نہایت مستند اور جامع کتاب ہے۔ اس میں مشکل سے مشکل معاشی اصول و مسائل کو ایسے سلیس اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ

ی

فہرست کتب

قومی رہبروں اور رئیسوں کو اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید بلکہ ازحد ضروری ہے زیر تالیف ہے۔

(۵) مقدمۃ المعاشیات ۔ الینیا صاحب کی انگریزی کتاب "انٹروڈکشن ٹو اکنامکس" کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول و مسائل بیان کئے گئے ہیں تقطیع کلاں حجم تقریباً ۳۰۰ صفحے مجلد دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے قیمت للعہ ۱۰ر

(۶) معاشیات ہند ۔ مسٹر پرمتھا ناتھ بنرجی کی انگریزی کتاب "انڈین اکنامکس" کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر ہندوستان کے معاشی حالات بیان کئے گئے ہیں تقطیع کلاں حجم تقریباً ۳۰۰ صفحے مجلد دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے قیمت صہ۸

(۷) برطانوی حکومت ہند ۔ انڈرسن صاحب کی انگریزی کتاب "برٹش ایڈمنسٹریشن ان انڈیا" کا سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر حکومت ہند کا انتظام اور طریق عمل بیان کیا گیا ہے۔ تقطیع کلاں حجم تقریباً ۲۰۰ صفحے مجلد دارالترجمہ سرکار عالی حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے قیمت عہ

طابع محسن عابدی۔ ناشر کمال احمد فاروقی

مطبوعہ عمدۃ المطابع پریس لکھنؤ

722

اعلان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کمال احمد فاروقی